# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

اتوار، 29 مارچ 1987ء

(یک شنبہ 28 رجب 1407ھ)

جلد 9 شمارہ 6

## سرکاری رپورٹ

## مندرجات

اتوار، 29 مارچ 1987ء

صفحہ نمبر


تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ ______ 447

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ______ 448

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ______ 484

**مسئلہ استحقاق:-**

حکمت عملی کے اصولوں سے متعلقہ تحریک استحقاق پر بحث ______ 552

سابق پی سی ایس افسران کی شرائط ملازمت کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ پر عمل در آمد میں تاخیر ______ 559

**تحاریک التوائے کار:-**

ضلع جھنگ میں 1200 کنال اراضی کی جعلی کلیموں پر الاٹمنٹ اور محکمہ مال کی ملی بھگت سے رہائشی اور کمرشل پلاٹوں کی شکل میں فروختگی ______ 574

**مسودہ قانون:-**

مسودہ قانون (ترمیم) تنخواہ، بھتاجات اور استحقاقات برائے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1987ء ______ 579

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نوواں اجلاس

اتوار 29 مارچ 1987ء

(یک شنبہ 28 رجب 1407ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 4:30 بجے شام منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

الْمُقْسِطِيْنَ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝

**(سورہ الحجرات، آیت نمبر ۱۰، سورہ ممتحنہ، آیت نمبر ۷، ۸، ۹)**

ترجمہ: اس کے سوا کچھ نہیں کہ سارے عالم کے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے دو بھائیوں کے میان صلح کرا دیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

عجب نہیں کہ اللہ تم میں اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تمہاری دشمنی تھی وہ دوستی پیدا کر دے اور اللہ اس پر قادر ہے اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

ہاں جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ ان کے بھلائی کرنے اور انصاف کا سلوک کرنے سے تم کو منع نہیں کرتا ہے اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اُن لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے سلسلے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہ لوگ ظالم ہیں۔ وما علینا الاالبلاغ

# نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

**جناب سپیکر:** وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محترمہ بیگم فرحت خواجہ رفیق صاحبہ۔

## شہر لاہور کے گرداگرد بہنے والے نالے کی صفائی

☆ 517 ۔ **بیگم فرحت خواجہ رفیق:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شہر لاہور کے گرداگرد بہنے والے نالے کی صفائی کا انتظام گذشتہ کئی برسوں سے نہیں ہوا جس کی وجہ سے بارشوں کے پانی کا صحیح طریقے سے نکاس نہیں ہو رہا اور پانی شہر کی سڑکوں اور گلیوں میں جمع ہو جاتا ہے جس سے نہ صرف مکانوں کی بنیادوں کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ شہر کیڑوں اور مچھروں وغیرہ کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور طرح طرح کی مہلک وبائیں جنم لیتی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نالے کی فی الفور صفائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) یہ درست نہ ہے پرانے لاہور شہر کے گرد بہنے والے نالے کا نام سٹی ڈرین ہے جو کہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ دہلی گیٹ سے ٹیکسالی گیٹ تک اور دوسرا حصہ دہلی گیٹ سے مستی گیٹ ہے۔ ایل ڈی اے (واسا) نے اس نالے کی مکمل صفائی ۱۹۸۲ء میں کرائی۔ اور اسی طرح ۸۳-۱۹۸۴ء میں بھی تین دفعہ اور ۱۹۸۵ء میں دو دفعہ صفائی مکمل کروائی گئی۔ مزید برآں دہلی گیٹ سے مستی گیٹ تک والے نالے کی روزانہ صفائی کی جاتی ہے۔ اور روڑے وغیرہ نکال دیئے جاتے ہیں۔ نالے میں گندگی اور رکاوٹ کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اگرچہ شہر میں مناسب جگہوں پر فلتھ ڈپو موجود ہیں۔ اس کے باوجود لوگ زیادہ تر گندگی نالیوں میں بہا دیتے ہیں۔ جو بڑے نالے میں جمع ہو جاتی ہے۔ اس نالے کو صاف رکھنے کے لئے لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ مختلف علاقوں میں موجود فلتھ ڈپوؤں سے بیل گاڑیوں کے ذریعے

روزانہ صفائی کر کے کوڑا کرکٹ مین فلتھ ڈپو بیرون شیرانوالہ گیٹ میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ علاقہ کی خصوصی نوعیت کے پیش نظر مزید ڈپو نہ تو قائم کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی ضرورت ہے۔

۲۔ دہلی گیٹ سے ٹیکسالی والے حصہ کے اوپر اور کنارے کے ساتھ ساتھ بہت ناجائز تجاوزات ہیں جو کہ صفائی میں مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے لئے لاہور میونسپل کارپوریشن مسلسل کارروائی کرتی رہتی ہے۔ بعض اوقات عدالتی احکامات امتناعی کی وجہ سے ناجائز تجاوزات ہٹانے کی کارروائی روکنا بھی پڑتی ہے۔ تاہم اس نالے کی تجاوزات کو ہٹانے کے لئے واسا اور میونسپل کارپوریشن کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے تاکہ نالہ کی صفائی میں موجود رکاوٹ کو دور کیا جا سکے۔ نالے کے بیرونی کنارے کے ساتھ ساتھ پختہ سڑک تعمیر کرنے کے لئے مبلغ پچاس لاکھ روپے کا تخمینہ تیار ہو چکا ہے۔ جس کے لئے فنڈز آئندہ سال کارپوریشن کے بجٹ میں فراہم کرائے جائیں گے۔ تاکہ آئندہ تجاوزات کا امکان نہ رہے۔

(ب) جواب جزو (الف) کی روشنی میں کہ اس نالے کی صفائی کا عمل سارا سال جاری رہتا ہے۔ مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

**جناب سپیکر:** ضمنی سوال۔

**بیگم فرحت خواجہ رفیق:** جناب سپیکر یہ نالہ جو سٹی ڈرین کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک حصہ دہلی گیٹ سے ٹکسالی گیٹ تک اور دوسرا حصہ دہلی گیٹ سے مستی گیٹ تک ہے۔ یہ پورے شہر کے ارد گرد نالہ بہہ رہا ہے جس کی اب تک صفائی نہیں ہوئی۔ پچھلے دو سال میں تو اس کی صفائی ایک دن بھی نہیں ہوئی اور آپ کہتے ہیں کہ اس کی روزانہ صفائی ہوتی ہے۔ آپ ابھی چل کے دیکھیں یا اپنے عملے کو بھیجیں تو میں ثابت کروں گی کہ اس نالے پر مچھر اور گندے کیڑے اس طرح پھرتے ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور اس نالے کے ساتھ ساتھ جو لوگ رہتے ہیں ان کی صحت اس لئے خراب رہتی ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے گندگی میں رہتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** بیگم صاحبہ یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے۔ یہ تو آپ کی ایک تجویز ہے۔

**بیگم فرحت خواجہ رفیق:** جی ہاں۔

**جناب سپیکر:** جی شکریہ۔ جناب چیمہ صاحب ضمنی سوال۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ جواب کے جزو (الف) کے پیرا نمبر ۱ کی آخری لائن میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "نہ ہی قائم کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی ضرورت ہے"۔ تو میں کہوں گا کہ وہاں قائم بھی کیے جا سکتے ہیں اور وہاں ان کی ضرورت بھی ہے۔ اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ خصوصی نوعیت کے پیش نظر قائم ہو سکتے ہیں۔ یہ بتائیں گے کہ وہ خصوصی نوعیت کیا ہے؟

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** فلتھ ڈپو پہلے ہی کافی ہیں اس لیے زیادہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عملہ صفائی بیل گاڑیوں کے ذریعے کوڑا کرکٹ اٹھاتا ہے۔ اور جتنے بھی ڈپو ہیں وہاں عملہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اندرون شہر آبادی بڑی گنجان ہے اور چھوٹی چھوٹی گلیاں ہیں اس لیے وہاں مزید فلتھ ڈپو قائم نہیں کیے جا سکتے۔

**جناب سپیکر:** میاں محمود احمد صاحب، ضمنی سوال۔

**میاں محمود احمد:** جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیان فرمائیں گے کہ ۱۹۸۶ء میں اس کی صفائی کی گئی تھی یا نہیں؟

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** ۱۹۸۶ء میں بھی اس کی صفائی کی گئی تھی اور اس صفائی کا عمل روزانہ بھی ہوتا ہے۔ اس پر تقریباً ساٹھ آدمی مقرر ہیں جو روزانہ اس کی صفائی کرتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جناب میاں اسحاق صاحب، ضمنی سوال۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب والا میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایسے نالوں کے متعلق اکثر یہ تنازعہ ہوتا ہے کہ جب نالے کی صفائی کی جاتی ہے تو اس کی گندگی کافی دیر تک وہاں پڑی رہتی ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گندگی کارپوریشن والے اٹھائیں۔ کارپوریشن والے کہتے ہیں کہ یہ گندگی واسا والے اٹھائیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب

بیان فرمائیں گے کہ وہ اس کے لئے کیا حل تجویز کرتے ہیں؟

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** جو لوگ وہاں مقرر ہیں وہ روزانہ کوڑا کرکٹ اٹھا لیتے ہیں۔ بیل گاڑیوں والے بھی وہاں مقرر ہیں۔ وہ بھی روز کا روز وہاں سے کوڑا اٹھا لیتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** چودھری محمد اصغر صاحب، ضمنی سوال۔

**چودھری اصغر علی گجر:** جواب کے پیرا نمبر ۲ میں یہ درج ہے کہ ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے لیے میونسپل کارپوریشن مسلسل کارروائی کرتی رہتی ہے۔ کیا یہ چیز ممکن نہیں ہے کہ ناجائز تجاوزات ہٹانے کی بجائے انہیں قائم ہی نہ ہونے دیا جائے؟

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** یہاں بہت پرانے تجاوزات قائم ہیں جن کو ہٹانا بہت مشکل ہے۔ لوگ Stay لے آتے ہیں۔ بیگم صاحبہ کے گھر کے ساتھ جو نالہ ہے لوگوں نے نالے کے اوپر لنٹل ڈال کر تجاوزات بنائے ہوئے ہیں۔ ان کو ہٹانا بڑا مشکل کام ہے۔ بہر حال جتنی کوشش ہوتی ہے ہم کرتے رہتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال، میاں مختار اے شیخ۔

## جوہر ٹاؤن سکیم میں رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ

☆ **1149** - **میاں مختار احمد شیخ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ادارہ ترقیات لاہور نے لاہور کی سکیم جوہر ٹاؤن میں ان مستحق افراد کی بجائے جنہوں نے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں دے رکھی تھیں۔ کئی ایک سرکاری اہلکاروں کو پلاٹ الاٹ کر دیئے ہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو اس صورت حال کی وضاحت فرمائیں نیز مندرجہ ذیل پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا تفصیلی طریق کار بھی بیان فرمایا جائے۔

۱۔ اصل درخواست دہندگان کو الاٹ شدہ پلاٹ

۲۔ نامزد اشخاص کو الاٹ شدہ پلاٹ

۳۔ کوٹہ کے تحت سرکاری اہلکاروں کو الاٹ شدہ پلاٹ

(ب) ایسے درخواست دہندگان جنہوں نے جوہر ٹاؤن میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں دے رکھی تھیں انہیں کتنے پلاٹ گارڈن ٹاؤن میں الاٹ کئے گئے ہیں نیز متذکرہ کس ہیئت حاکمہ نے الاٹ کئے ایسے درخواست دہندگان الاٹیوں کے مکمل نام پتے اور درخواستیں دینے کی تواریخ بھی تفصیل سے بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ عوام الناس کوٹہ سے سرکاری ملازمین کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔ محمد علی جوہر ٹاؤن سکیم میں عوام الناس کوٹہ کے مختلف رقبہ کے ۱۲۶۲ پلاٹس کی الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں کل ۲۸۰۶۵ درخواستیں وصول ہوئی ہیں جن کی الاٹمنٹ کی قرعہ اندازی ۳۰ اپریل ۱۹۸۶ء کو بذریعہ کمپیوٹر نیشنل بنک آف پاکستان کی مین برانچ شاہراہ قائداعظم لاہور مکمل ہو چکی ہے۔ پنجاب کی تمام رہائشی سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ سابقہ مارشل لاء ہدایت نمبر ۲۳ واضع پالیسی کے مطابق کی جاتی تھیں جن کا طریق کار حسب ذیل ہے۔

| نمبر شمار | کیٹگری | کوٹہ ایک کنال یا زائد | دس مرلہ یا کم | الاٹمنٹ کا طریق کار |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | نیلام | ٪۶۵ | - | بذریعہ نیلام عام |
| ۲ | سرکاری ملازمین | ٪۱۵ | ٪۱۵ | بذریعہ قرعہ اندازی |
| ۳ | پیشہ ور افراد بشمول صحافی ادیب، اہل قلم، علما، کھلاڑی وغیرہ | ٪۵ | ٪۷ | بذریعہ قرعہ اندازی |
| ۴ | وکلا حضرات | ٪۲ | ٪۳ | بذریعہ قرعہ اندازی |
| ۵ | عوام الناس | - | ٪۶۰ | بذریعہ قرعہ اندازی |
| ۶ | جج صاحبان | ٪۱ | - | چیف جسٹس کی صوابدید پر |
| ۷ | دفاعی سروسز | ٪۵ | ٪۵ | جی ایچ کیو کی صوابدید پر |
| ۸ | صنعتی کارکن | - | ٪۵ | قرعہ اندازی |
| ۹ | مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زونز | ٪۷ | ٪۵ | مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی صوابدید پر |

۱- جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ عوام الناس کوٹہ کے درخواست دہندگان کے پلاٹوں کی قرعہ اندازی ۳۰ اپریل ۱۹۸۶ء کو مکمل ہو چکی ہے اور اس کے نتیجہ میں ۱۲۶۲ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے۔

۲- مخصوص کوٹہ میں سے مختلف رقبہ کے ۱۰۸ افراد کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون اے نے الاٹمنٹ کی تھی۔ جن کا عوام الناس کے کوٹہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔ ایسی تمام الاٹمنٹوں کی لسٹ لف ہے۔

۳- سرکاری اہلکاروں کے ۱۵٪ کوٹہ کے پلاٹوں کے لئے آئندہ مالی سال میں درخواستیں طلب کی جائیں گی۔ جن کی الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی ہو گی۔

(ب) گارڈن ٹاؤن سکیم میں ۱۰ افراد کو محمد علی جوہر ٹاؤن کے پلاٹوں کے عوض مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون اے نے اپنے متذکرہ بالا کوٹہ سے الاٹمنٹیں کیں ہیں۔ جب کہ ایک الاٹمنٹ جناب وزیر اعلیٰ نے منظور کی ہے۔ تمام افراد جن کو اس کوٹہ کے تحت الاٹمنٹ کی ہیں کی لسٹ لف ہے۔ ان الاٹیان کی درخواست دینے کی تاریخ کا ہمیں علم نہ ہے کیونکہ تمام ایسی درخواستیں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون اے کے دفتر میں وصول کی گئی تھیں۔ لاہور ترقیاتی ادارے کو صرف الاٹمنٹ لیٹر وصول ہوئے تھے۔

## گورنر کوٹہ کے الاٹ شدہ پلاٹوں کی تفصیل، جوہر ٹاؤن سکیم

| نمبر شمار | بلاک | رقبہ | نام الاٹی بمعہ پتہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | ایچ۔ ار پاشا۔ سیکرٹری ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ لاہور |
| ۲ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر اے۔ زیڈ۔ کے۔ شیر دل۔ کمشنر، فیصل آباد |
| ۳ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | شہریار احمد شیخ۔ ۱۳۶۔ گلبرک روڈ۔ شادمان ۱۱۔ لاہور |
| ۴ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر شفقت ایزدی سیکرٹری سروسز ایس اینڈ جی اے ڈی، گورنمنٹ آف پنجاب، لاہور |
| ۵ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر امتیاز سرور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ آف پنجاب، لاہور |
| ۶ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر امین اللہ چوھدری، کمشنر فیصل آباد ڈویژن |
| ۷ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر پرویز مسعود، کمشنر راولپنڈی ڈویژن |
| ۸ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر نعیم طاہر، ۹۸ ڈی، ماڈل ٹاؤن، لاہور |
| ۹ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | بیگم حجاب امتیاز علی، ۹۸ ڈی ماڈل ٹاؤن، لاہور |
| ۱۰ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر محمود علی خواجہ، ابدالی روڈ، کرشن نگر، لاہور |
| ۱۱ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | ڈاکٹر راجہ ممتاز علی، ۲۲ ای بہاولپور ہاؤس جی او آر ۱۱۔ لاہور |
| ۱۲ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر سعادت اللہ خان، ڈی آئی جی سپیشل پولیس، پنجاب، لاہور |
| ۱۳ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | سردار شجاع الدین، گلی نمبر ۲، بلال گنج، لاہور |
| ۱۴ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر فاروق ہارون، رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹی، لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۵ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر یوسف کمال، ڈائریکٹر آف انڈسٹری اینڈ منرل ڈویلپمنٹ پنجاب |
| ۱۶ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | ڈاکٹر ظفر الطاف سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب ۴ کالج روڈ، لاہور |
| ۱۷ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | میاں عبد القیوم، ایڈیشنل، آئی جی پولیس ۱۳ے ٹولنٹن روڈ |
| ۱۸ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر نوید آصف منیجنگ ڈائریکٹر سمال انڈسٹری کارپوریشن، لاہور |
| ۱۹ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر محمد حنیف سابقہ سیکرٹری اطلاعات، لاہور |
| ۲۰ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر حمید اسلم، معرفت بریگیڈیئر محمد اقبال مکان نمبر ۲۱۰ اے، سٹریٹ نمبر ۵ کیولری گراؤنڈ، لاہور |
| ۲۱ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر اسد اللہ ۸۷ آر- ماڈل ٹاؤن، لاہور |
| ۲۲ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر شوکت خان معرفت ۱۱۹ بی نیو مسلم ٹاؤن لاہور |
| ۲۳ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | حیا تن خاتون مائی- معرفت مجید خالد، مکان نمبر ۱۳۴، سٹریٹ نمبر کیولری گراؤنڈ، لاہور |
| ۲۴ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مساۃ اختر بیگم- معرفت وجاہی حق محمود- ا- حق سٹریٹ، چیمبرجی روڈ، لاہور ، |
| ۲۵ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مساۃ نبیلہ گل آر ماڈل ٹاؤن، لاہور |
| ۲۶ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر ایل آر نیبلٹ (ڈی آئی جی) ہیڈ کواٹر سیکر ٹریٹ، لاہور |
| ۲۷ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر اے- ٹی چوھدری اے- ۱۳۵ ماڈل ٹاؤن، لاہور |
| ۲۸ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | ڈاکٹر ضیاء محی الدین اے ۷- اپر مال، لاہور |
| ۲۹ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسز بشرہ قریشی وحید ۱۱/اے ۹۰ کنال پارک گلبرک ۱۱- لاہور |
| ۳۰ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | مسٹر بشیر اے بخش ۴۱ کمرشل زون لبرٹی مارکیٹ، لاہور |
| ۳۱ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | کرنل (ریٹائرڈ) سردار علی امام ۳/۷/۹ سرور روڈ لاہور کینٹ |
| ۳۲ | اے | ۴۲۰۰مربع فٹ | کیپٹن (ریٹائرڈ) داؤد احمد- پی/۱۵۱ گلبرک ۱۱- لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۳ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | ڈاکٹر عذرا عفت ملک، پروفیسر اینستھسیا یونٹ نمبر ۱۱- میو ہسپتال، لاہور |
| ۳۴ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) ملک احمد اقبال خان، پارلیمانی سیکرٹری، ۱۲۳۳ نمبر ۵ کیولری گراؤنڈ، لاہور |
| ۳۵ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | بیگم راحت چوہدری ایف ۵۶۵ سٹیلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی |
| ۳۶ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسز عتیقہ رحمان معرفت ڈاکٹر فضل الرحمن ۷ ۳۲ گلبرک، لاہور |
| ۳۷ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر فرخ رضا خان- ۱۴ بی- علی سٹریٹ، عقب مقدس پارک گلشن راوی، لاہور |
| ۳۸ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شوکت سلطان ۱۷ پشاور کلب، پشاور کینٹ |
| ۳۹ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر اعجاز احمد خان ۵۰- این ماڈل ٹاؤن، لاہور |
| ۴۰ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر عثمان خان بی ۳/سی ایس /۱۴۸۵ الہ دین روڈ، لاہور |
| ۴۱ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر مسرت خان، این ۸۵۵- سمن آباد، لاہور |
| ۴۲ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر عادل خان اے ۷۵ سٹیلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ |
| ۴۳ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسماۃ عالیہ خان، اے ۷۴ سٹیلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ |
| ۴۴ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر جاوید اختر، ڈائریکٹر جنرل پی آر- او- پنجاب ۲۱ ایبٹ روڈ لاہور |
| ۴۵ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسماۃ روبینہ محسن ۶۴ پونچھ روڈ سمن آباد، لاہور |
| ۴۶ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مس ایس کے جان- او ایس ڈی پلاننگ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب، لاہور |
| ۴۷ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مہرداد خان ۳ القاب سول لائنز، سرگودھا |
| ۴۸ | اے | ۴۲۰ مربع فٹ | مسٹر جوزف ڈی فیلو چیف سٹیورڈ، گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۴۹ | اے | ۲ کنال | مسٹر سعید مہدی کمشنر لاہور ڈویژن ۱۰- ایکمین روڈ، جی- او- آر- لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵۰ | اے | ۱ کنال | بریگیڈیئر ظفر قریشی سابقہ مارشل لاء ایڈمنسٹر لاہور، ۱۴۴ رفیقی روڈ کینٹ لاہور |
| ۵۱ | اے | ۲ کنال | مسٹر خالد جاوید، چیئرمین، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، بورڈ گورنمنٹ آف پنجاب |
| ۵۲ | اے | ۱ کنال | مسٹر علی کاظم، سیکرٹری ٹو گورنر، ۱۸۵۔ اورنگزیب بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور |
| ۵۳ | اے | ۱ کنال | مسز نصرت اعجاز، معرفت بیگم زاہد عمر ۶ کالج روڈ لاہور |
| ۵۴ | اے | ۲ کنال | مسٹر ہمایوں فیض رسول، ڈائریکٹر جنرل ایل۔ڈی۔اے، لاہور |
| ۵۵ | اے | ۱ کنال | مسز رفعت کوثر، احمد سٹریٹ نمبر ۱ رحمانپورہ، اچھرہ لاہور |
| ۵۶ | اے | ۱ کنال | مسماۃ نویزا خاتون، ۶ شامی روڈ، شیخوپورہ |
| ۵۷ | اے | ۱ کنال | مسز رفعت مہدی، ڈائریکٹر فارن آفس ۸۔ جیسن روڈ لاہور |
| ۵۸ | اے | ۱ کنال | مسماۃ محمودہ سعید ملک، بی۔ ۶۰ شادمان کالونی ۱۱۱ جی۔ او۔ آر۔ لاہور |
| ۵۹ | اے | ۱ کنال | کرنل (ریٹائرڈ) حسن قادر، معرفت ایواری ہوٹل لمیٹڈ، دفتر اندرون، ہلٹن ہوٹل۔ لاہور |
| ۶۰ | اے | ۱ کنال | مس فرزانہ سلیم، ۴۰۵ شادمان کالونی، لاہور |
| ۶۱ | اے | ۱ کنال | حاجی محمد اکرم، سیکرٹری ایجوکیشن، پنجاب |
| ۶۲ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | مسماۃ فاطمہ صغرا، معرفت حسین ربڑ انڈسٹری ۶ منٹگمری روڈ، لاہور |
| ۶۳ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | حافظ قاریہ روبینہ، وطن بلڈنگ سرکلر روڈ، لاہور |
| ۶۴ | سی | ۲ × ۲۵۰ مربع فٹ | میجر مشتاق احمد، ڈی۔ آئی۔ جی۔ لاہور رینج، لاہور |
| ۶۵ | ایل | ۱۰ مرلہ | صوبیدار نصیر اللہ خان، معرفت سٹیشن ہیڈ کوارٹر لاہور کینٹ |
| ۶۶ | سی | ۲ × ۲۵۰ مربع فٹ | ڈاکٹر خیرات ابن۔ رسا، سابقہ وائس چانسلر، نیو کیمپس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۶۷ | سی | ۲۵۰ × ۲ مربع فٹ | مسٹر ابرار احمد، معرفت جسٹس ریاض احمد، ۱ جی- او- آر، لاہور |
| ۶۸ | سی | ۲۵۰ × ۲ مربع فٹ | سرفراز حسن ممبر پنجاب پبلک سروس کمیشن، لاہور |
| ۶۹ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | کرنل (ریٹائرڈ) راجہ خان ۶/۳۷ جیل روڈ سول لائنز، سرگودھا- |
| ۷۰ | سی | ۲۵۰ × ۲ مربع فٹ | کرنل بشیر احمد معرفت ڈی سی ایف ڈی ۱-ایس، لاہور |
| ۷۱ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | مسٹر محمد اصغر، اے ۹۲ ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور |
| ۷۲ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | ڈاکٹر ادیس یونس، ۱۶ ملت پارک فیروز پور روڈ، لاہور |
| ۷۳ | سی | ۲۵۰ × ۲ مربع فٹ | مسز نسیم اختر، ۳۷۶ سرفراز رفیقی روڈ، لاہور |
| ۷۴ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | مسز غزالہ اشرف، اے ۱۹۲ ایل سی سی- ایچ ایس، لاہور |
| ۷۵ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | مسٹر ضمیر علی، ۴ لٹن روڈ، لاہور |
| ۷۶ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | ڈاکٹر شہزاد افضل، اسمبلی چیمبر، لاہور |
| ۷۷ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | مسز لبنیٰ شیر دل، ۲۸۱ فیروز پور روڈ، لاہور |
| ۷۸ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | مسز نجم علیم، سکنہ ۶۴- جی- ایم- اے او کالونی، لاہور کینٹ، لاہور |
| ۷۹ | سی | ۲۵۰ مربع فٹ | مسز شمع پروین، سکنہ مکان نمبر ایف ۱۹، پیر غازی روڈ، بالمقابل فارم لیبارٹری نزد شمع سینما، لاہور |
| ۸۰ | ڈی | ۱۰۰ × ۳ مربع فٹ | مسز شمیم صدیقی، سکنہ اے ۴۲، گلبرگ III لاہور |
| ۸۱ | ڈی | ۱۶۰ × ۳ مربع فٹ | دلدار پرویز بھٹی، ایس ۱۷، وحدت کالونی، لاہور |
| ۸۲ | سی | ۲۵۰ × ۲ مربع فٹ | خورشید بیگم، مکان نمبر ۱۶، گرین وڈ ھومز، بلاک سی، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور |
| ۸۳ | ڈی | ۱۶۰ × ۳ مربع فٹ | مسماۃ رضیہ بیگم، پی- ۱۱۴، گلبرگ III لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۸۴ | ڈی | ۱۶۰ مربع فٹ | مسٹر عنایت (پولیس پائلٹ) گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۸۵ | ڈی | ۱۶۰ مربع فٹ | مسٹر منشی خان، معرفت کور ہیڈ کوارٹر نمبر ۴، لاہور کینٹ، لاہور |
| ۸۶ | ڈی | ۱۶۰ مربع فٹ | مساۃ بشرہ نصیر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، چونا منڈی، لاہور |
| ۸۷ | ڈی | ۱۶۰ مربع فٹ | مسٹر عبدالمتین، معرفت کور ہیڈ کوارٹر نمبر ۴، لاہور کینٹ لاہور |
| ۸۸ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسٹر اے ایم سمیع صابری، معرفت کور ہیڈ کوارٹر نمبر ۴، لاہور کینٹ لاہور |
| ۸۹ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسٹر نور محمد ایوبی، امام خطیب جامع مسجد، گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۹۰ | سی | ۱۰۵×۲ مربع فٹ | مساۃ سعیدہ بانو، بی ۳۷ وحدت کالونی، لاہور |
| ۹۱ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مصری خان، سینیٹری سپرنٹینڈنٹ، گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۹۲ | سی | ۱۰۵×۲ مربع فٹ | مسٹر اخلاق حسین نقوی، پی آر او گورنر پنجاب مکان نمبر ۱۹ گلی نمبر ۸۸۔ عباسی سٹریٹ اسلام پورہ لاہور |
| ۹۳ | سی | ۱۰۵×۲ مربع فٹ | مسٹر احسان مرزا، ویٹ آفیسرل، گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۹۴ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسٹر محمد افضل، فوٹو مشین اپریٹر، گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۹۵ | سی | ۱۰۵×۲ مربع فٹ | مسٹر محمد رفیق پی اے ٹو ایم ایس (جی) گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۹۶ | سی | ۱۰۵×۲ مربع فٹ | مسٹر احمد بی، سکنہ القصر منزل، گلی نمبر ۶، تیزاب احاطہ سوامی نگر، لاہور |
| ۹۷ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسٹر ولی محمد اے۔ ایس۔ ٹی، ٹیل کار، لاہور |
| ۹۸ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسٹر سعید خان، پولیس پائلٹ گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۹۹ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسٹر رانا عبدالغفور، ڈرافٹسمین، گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۱۰۰ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مساۃ نواز بی بی، معرفت گورنر ہاؤس، لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۰۱ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسماۃ نذیر بیگم، سکنہ ۳۱۳ بی، گلشن راوی سکیم، لاہور |
| ۱۰۲ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | محمد اکبر قریشی، سکنہ ۳۸ ایف بی، وحدت کالونی، لاہور |
| ۱۰۳ | سی | ۱۰۵ مربع فٹ | مسز تنویر انور حسین، سکنہ ۸۹، ایچ ماڈل ٹاؤن، لاہور |
| ۱۰۴ | سی | ۴۲ × ۲ مربع فٹ | مسٹر پرویز اختر، گاؤں الیاس کوسب ڈھوک ڈر آر او بگال کو مین پی اور سوکھو تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی |
| ۱۰۵ | سی | ۴۲ × ۲ مربع فٹ | مسٹر احسان الحق ایف ۱۶، وحدت کالونی، لاہور |
| ۱۰۶ | سی | ۴۲ مربع فٹ | مسٹر محمد یونس، معرفت محمد دین، گورنر ہاؤس، لاہور |
| ۱۰۷ | سی | ۴۲ مربع فٹ | مسٹر صالح محمد، معرفت چوہدری فضل حسین، ایڈووکیٹ، ۵ ٹرنر روڈ، لاہور |
| ۱۰۸ | سی | ۴۲ مربع فٹ | مسٹر ایم ظہور، معرفت صوبیدار متین، کور ہیڈ کوارٹر، نمبر ۴، لاہور کینٹ، لاہور |

# فہرست درخواست دھندگان جنہوں نے جوہر ٹاؤن میں پلاٹوں کی درخواست دی اور بعد ازاں ان کی الاٹمنٹ کو گارڈن ٹاؤن رہائشی سکیم میں منتقل کر دیا گیا

| نمبر شمار | نام | پتہ | سکیم |
|---|---|---|---|
| ۱ | مسٹر محمد سعید مہدی | کمشنر لاہور ڈویژن ۱۰-ایکمن روڈ جی او آر-لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۲ | برگیڈیر ظفر اقبال قریشی | سابقہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ۴۴-سرور رفیقی روڈ لاہور، کینٹ لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۳ | مسٹر خالد جاوید | چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ گورنمنٹ آف پنجاب لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۴ | مسٹر علی کاظم | سیکرٹری ٹو گورنر ۱۸۵-اورنگ زیب بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۵ | مسز نصرت اعجاز | معرفت بیگم زاہد عمر ۶-کالج روڈ، لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۶ | مسٹر ہمایوں فیض رسول | ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۷ | مسز رفعت کوثر | احمد سٹریٹ نمبر ۱ رحمانپورہ اچھرہ لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۸ | سمات لویزا خاتون | ۶ شاہی روڈ شیخوپورہ | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۹ | مسٹر رفعت مہدی | ڈائریکٹر فارن آفس میسن روڈ لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۱۰ | مس فرزانہ سلیم | ۴۰۵ شادمان کالونی لاہور | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |
| ۱۱ | حاجی محمد اکرم | سیکرٹری ایجوکیشن پنجاب لاہور جس کی تبدیلی کی منظوری وزیر اعلیٰ صاحب نے کی ہے | جوہر ٹاؤن کے عوض گارڈن ٹاؤن میں بحکم ایم ایل اے پنجاب |

جناب سپیکر: اگر آپ سب چاہتے ہیں تو اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جا سکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا اسے پڑھا ہوا بھی تصور کیا جائے۔ جاوید قریشی ایک سیکرٹری ہیں ان کے علاوہ سارے سیکرٹریوں کے نام آ گئے ہیں۔ صرف جاوید قریشی کا نام رہ گیا ہے ان کو علیحدہ دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر): ان کو آپ الاٹ کر دیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا ہماری اسمبلی کے سیکرٹری صاحب کا نام کہیں نہیں ہے انہیں پلاٹ کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: میاں فضل حق صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

میاں فضل حق: میں عرض کروں گا کہ جواب (الف) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ مارشل لاء کا ایک طریق کار تھا جس کے تحت یہ پلاٹ کچھ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جاتے تھے اور کچھ مختلف کوٹہ کے ذریعے دیئے جاتے تھے۔ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا discretionary quota سات فیصد تھا اب چونکہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نہیں ہیں اب چیف منسٹر ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب چیف منسٹر کا discretionary quota کتنا ہے؟

ملک محمد عباس خاں کھوکھر: چیف منسٹر صاحب کا discretionary quota دس فیصد ہے۔

میاں فضل حق: ضمنی سوال۔ جناب والا اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اس میں دس پلاٹ ایسے تھے جو جوہر ٹاؤن سے منتقل ہو کر گارڈن ٹاؤن میں چلے گئے، میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا ان کو یہ پلاٹ وہاں نہیں مل سکے تھے، اس وجہ سے شفٹ ہوئے ہیں یا گارڈن ٹاؤن میں بہتر پلاٹ ملنے تھے جس کی وجہ سے ان کو وہاں پر شفٹ کیا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ تھی کہ گورنر صاحب نے مہربانی فرمائی اور دس پلاٹ جوہر ٹاؤن سے گارڈن ٹاؤن لے گئے۔ آیا وہاں پر پلاٹ دستیاب نہیں تھے اور اگر تھے تو وہ کیوں نہیں رکھے گئے اور اگر نہیں تھے تو کیا وجہ تھی؟

جناب سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

ملک محمد عباس خاں کھوکھر: یہ سب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے دیئے ہیں ان کا ریکارڈ

ہمارے پاس نہیں ہوتا یہ تو ان کی مرضی تھی اور ان کے پاس یہ اختیارات تھے۔ اس کے لئے ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے کیونکہ یہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب نے دیئے ہیں۔

**جناب سپیکر:** مقصد یہ ہے کہ ریکارڈ سے یہ بات ثابت نہیں کہ یہ پلاٹ الاٹ کرنے کا criteria کیا تھا وہاں پر پلاٹ دستیاب نہیں تھے تو یہاں پر دیئے گئے۔

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** یہ چونکہ مارشل لاء والوں نے دیئے ہیں اس لئے اس کا ریکارڈ ہمارے پاس نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** میاں فضل حق ضمنی سوال کریں گے۔

**میاں فضل حق:** جناب والا میں نے جو ابھی سوال کیا ہے اس میں پوزیشن یہ ہے کہ یہ تو ریکارڈ سے بڑا واضح طور پر پتہ لگ سکتا ہے کہ کس وجہ سے دیئے گئے۔ میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ جن سرکاری افسران کو ایک دفعہ پلاٹ مل جاتا ہے آیا ان کو دوبارہ کسی سکیم میں پلاٹ مل سکتا ہے؟

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** رولز کو suspend کر کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ایم ایل آئی ۲۳ کے تحت دے سکتا ہے۔

**میاں فضل حق:** میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں کہ کیا کسی سرکاری ملازم کو مارشل لاء کے زمانے میں پہلے ایک پلاٹ الاٹ ہو گیا ہو تو اس کے بعد حکومت کی کسی ایجنسی کی طرف سے دوبارہ کوئی پلاٹ مل سکتا ہے؟

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** پہلے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کرتے رہے ہیں مگر اب چیف منسٹر صاحب کو اختیار ہے کہ وہ الاٹ کر سکتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کو چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے اب یہ اختیار ہے کہ وہ کسی سرکاری ملازم کو پلاٹ دے سکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی ضمنی سوال۔

**میاں فضل حق:** جناب والا میرے پاس کچھ دستاویز ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں پیش کروں۔ اس میں یہ ہے کہ یہاں پر مسٹر سعید مہدی جو کمشنر لاہور ہوتے تھے ان کو لسٹ میں پلاٹ دیا گیا۔ پرسوں اخبار میں ایک لسٹ چھپی ہے اس کے اندر بھی مسٹر سعید مہدی کو ایک پلاٹ دیا

گیا ہے۔ آیا وہ پلاٹ چیف منسٹر صاحب کے discretionary quota میں سے دیا گیا ہے یا ان کا ویسے ہی کوٹے میں سے نکلا ہے جناب والا یہ کیسے ہوا؟ میں اس کی وضاحت چاہوں گا۔

**ملک محمد عباس خاں کھوکھر:** جناب والا یہ محض اخبار کی خبر ہے۔ ہمارے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر ہے تو یہ تازہ سوال کریں ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب اس کے لئے تازہ سوال درکار ہے۔ جناب سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب والا میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ سوال ہے کہ جوہر ٹاؤن میں جو پلاٹ دیئے گئے تھے اور پھر ان کو گارڈن ٹاؤن میں تبدیل کیا گیا۔ کیا گارڈن ٹاؤن سکیم میں ان کا discretionary quota موجود تھا؟ انہوں نے کس کوٹے سے exchange کیا ہے؟ جناب والا میں اپنا سوال پھر دہراتا ہوں کہ گارڈن ٹاؤن میں وزیر اعلیٰ صاحب کا یا گورنر صاحب کا discretionary quota تھا؟ یا کسی اور کوٹے کے بدلے میں ان کو یہ پلاٹ دے دیا گیا ہے؟

**ملک محمد عباس خان کھوکھر:** جناب والا اگر یہ تازہ سوال دیں تو ہم اس کے لئے تفصیل دے سکتے ہیں اس ضمنی سوال کا پہلے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا یہ مقصد ہے کہ آپ اس کے لئے تازہ سوال دیں تو وہ ریکارڈ دیکھ کر جواب دے سکتے ہیں۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب والا میرا ایک سوال ہے یہاں لسٹ میں ہم نے دیکھا ہے کہ شیر دل خان صاحب کو ایک پلاٹ دیا گیا ہے اور پھر ۷۷ پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ لبنیٰ شیر دل صاحبہ کو بھی ایک پلاٹ دیا گیا ہے۔ یہ لوگ آپس میں میاں بیوی ہیں یا بہن بھائی ہیں ان کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟

**جناب سپیکر:** اس میں پہلے وہ بتا چکے ہیں کہ In relaxation of rules دو پلاٹ بھی دیئے جا سکتے ہیں۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** میں In relaxation of rules کی بات نہیں کر رہا،

میں تو ان کا رشتہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا یہ دونوں ایک ہی گھر کے فرد ہیں۔

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نہیں بتا سکیں گے۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب والا یہ کیوں نہیں بتا سکیں گے۔ میں نے لبنیٰ شیر دل اور شیر دل خان کا آپس میں رشتہ پوچھا ہے کہ ان کا کیا رشتہ ہے؟

**ملک محمد عباس خان کھوکھر:** جناب والا ہم اس بارے میں کیا بتا سکتے ہیں کہ ان کا آپس میں کیا رشتہ ہے نہ تو یہ سوال پوچھا گیا ہے نہ ہی ہم نے ریکارڈ میں ان کی رشتہ داریاں ڈھونڈھی ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ درست ہے کہ رشتہ داریوں کے بارے میں یا شجرہ نسب کے بارے میں آپ کو جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا بتا سکتے ہیں۔ جناب میاں افضل حیات صاحب، ضمنی سوال۔

**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا جواب کے جزو (الف) میں بتایا گیا ہے کہ قرعہ اندازی ۳۰ اپریل ۱۹۸۶ء کو ہوئی ہے اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" کا کوٹہ ۵ فیصد رہا ہے۔ کیا یہ کوٹہ پہلے مقرر کر کے بعد میں قرعہ اندازی کرائی گئی ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** آپ اپنا سوال دہرا دیں۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب آپ اپنا سوال دہرا دیجئے گا۔

**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ قرعہ اندازی ۳۰ اپریل ۱۹۸۶ء کو ہوئی ہے جب کہ مارشل لا جا چکا تھا۔ مارشل لا ایڈمنسٹریٹر زون اے نے جو پلاٹ دیئے ہیں وہ بطور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر دیئے ہیں۔ یہ پلاٹ کب دیئے ہیں۔ عوام کو جو پلاٹ دیئے گئے ہیں اور وہ جن میں انہوں نے اپنا کوٹہ استعمال کیا ہے اس میں کتنا فرق ہے کیا وہ بہت پہلے دے گئے تھے اور بقایا جات میں سے عوام کو دیئے گئے ہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** قرعہ اندازی کا جو کوٹہ ہے ان کا کوٹہ علیحدہ ہے۔ مارشل لا ایڈمنسٹریٹر یا گورنر کی صوابدید کا جو کوٹہ وہ علیحدہ ہوتا ہے ان کا ان قرعہ اندازی والے پلاٹوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

**میاں محمد افضل حیات:** کیا مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا یہ غیر قانونی کام ایک ترمیم cover

کرتی ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر آرڈر جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا جواب کے جزو (الف) میں نمبر شمار ۳ پر لکھا ہے پیشہ ور افراد بشمول صحافی ادیب اہل قلم اور علما ان کے آگے خانے خالی ہیں۔ یہ سہواًرہ گئے ہیں یا واقعی وہ مستحق نہیں ہیں۔ اگر مستحقین میں ان کا نام دیا گیا ہے تو آگے ان کے خانے خالی کیوں ہیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب فضل الحق صاحب کے سوال کے جواب میں جناب پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ یہ صرف اخباری خبر ہے جب کہ ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سوسائٹی کے بارے میں وضاحت کر رہے تھے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا میں نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب اس کا جواب تو تحریر ہے۔ ظاہر ہے جس کالم کا آپ نے پوچھا ہے پیشہ ور افراد بشمول صحافی ادیب اہل قلم علماء ان کے سامنے خانے خالی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو یہ پلاٹ نہیں دیئے گئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جن کے حصے اور کوٹے لکھے ہوئے ہیں ان کی تفصیل وہ بتلا رہے ہیں۔ اگر ان کا کوٹہ ہی نہیں ہے تو ان کا لکھنے کا کیا مقصد ہے۔ جب عوام کا کوٹہ ہے دوسرے کھلاڑیوں کا کوٹہ ہے۔ وکلا کا کوٹہ ہے پھر ادیب اہل قلم صحافیوں اور علما کو کیوں محروم رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال یہ ہو سکتا ہے کہ کیا حکومت ان حضرات کا کوٹہ مقرر کرنے کے بارے میں غور کر سکتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا جیسے آپ مناسب سمجھیں یہ بھی سوال بن سکتا ہے کہ ان کو محروم کیوں رکھا گیا ہے جب کہ عوام کھلاڑیوں جج صاحبان اور دوسرے سب شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کا کوٹہ ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب آپ کا سوال کیا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والوں کے

کوٹے مقرر ہیں۔ لیکن پیشہ ور افراد صحافی ادیب اہل قلم اور علما کا کوٹہ یہاں درج نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ کا مطلب ہے کہ کوٹہ کیوں نہیں ہے؟

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جی کیوں نہیں ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** ان کا کوٹہ ۵ فیصد میں شامل ہے یہ تمام حضرات اس ۵ فیصدی کوٹے میں شامل ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ کوٹے میں شامل نہیں ہیں۔ مولانا صاحب ان کا کوٹہ ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** محترم پارلیمانی سیکرٹری نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ تو صرف اخباری خبر ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ٹاؤن شپ کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے بارے میں نہ صرف خبر تھی بلکہ ایک لمبی فہرست شائع کی گئی ہے "نیشن" اخبار میں اداریہ آچکا ہے جس کے اندر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب Patron in chief ہیں۔ ایک ایک شخص کو اس میں پچاس پچاس پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ کیا وضاحت فرمائیں گے۔ ایک بھٹی نامی شخص ہے جس کے پاس ۲۵ سے زیادہ پلاٹ ہیں۔ اگر ساری فیملی کو شامل کر لیا جائے تو پچاس سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** یہ پرائیویٹ سوسائٹی ہے اس کا ہمارے ایل ڈی اے سے تعلق نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ اخباری خبر کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ کل یا پرسوں کے اخبار میں میں نے پڑھا ہے۔ یہ نیا سوال دیں اگر ہمارے متعلقہ سوال ہوا تو ہم اس کا جواب تفصیل سے دیں گے۔

**جناب سپیکر:** صحیح ہے۔ چیمہ صاحب اس کے لئے نیا سوال درکار ہے۔

**جناب محمد صدیق انصاری:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر قاعدہ کے مطابق سوال جب آتا ہے اس کا جواب آپ پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھتے ہیں۔ اصل میں آپ نے بطور جج کچھ فیصلے دینے ہوتے ہیں۔ آپ اپنے فیصلے سے کیوں نہیں نوازتے۔ کیونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جب کہتے ہیں کہ اس کے لئے نیا سوال چاہئے آپ اس کو دہرا دیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ قاعدہ کے خلاف ہے۔

**جناب سپیکر:** جناب انصاری صاحب مجھے وہ قاعدہ دکھائیے۔ میں وہ قاعدہ دیکھنا چاہوں گا۔ آپ بعد میں دیکھ کر مجھے دکھا دیجئے گا۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دیا ہے کہ ۵ فیصد کوٹہ ان پیشہ ور افراد کے لئے رکھا گیا ہے۔ کیا میں ان سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ ان میں سے کسی کو کوئی پلاٹ الاٹ ہوا ہے یا نہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری:** اس سکیم میں نہیں دوسری سکیموں میں علما کو بھی اور دوسروں کو بھی بہت پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جن کو یہ پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں ان میں بعض افراد پلاٹ بیچ چکے ہیں۔ کیا اس کے لئے ان کا کوئی ضابطہ یا قاعدہ ہے کہ وہ بیچ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر بیچ کر چلے جائیں تو اس کے لئے کیا ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** قانونی طور پر وہ نہیں بیچ سکتے۔

**جناب سپیکر:** قانونی طور پر نہیں بیچ سکتے۔ اگر کوئی بیچ دے تو مولانا صاحب کا سوال یہ ہے کہ حکومت اس کے خلاف کارروائی کرے گی۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** کارروائی ہو سکتی ہے۔

**نوابزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی:** جناب والا مولانا صاحب کا یہ پوچھنا کہ جو آگے جگہ خالی ہے اس میں کیا درج کیا جائے گا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر یہی کچھ فرما دیں "خالی جگہ پر کریں" میرے خیال میں ان کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ یہ اپنا نام خود درج کروالیں تو وہ پلاٹ انہی کے نام پر چلتا رہے گا۔

**جناب محمد صدیق انصاری:** جناب سپیکر پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ علماء کا کوٹہ دوسری سکیموں میں دیا گیا ہے۔ کیا وہ بتائیں گے کہ وہ کون سی سکیمیں ہیں اور کتنے لوگوں کو ان سکیموں میں دیا گیا ہے؟

**جناب سپیکر:** اس کے لیے تو تازہ سوال چاہیے۔ آخری ضمنی سوال چودھری محمد رفیق صاحب۔

**جناب محمد رفیق:** جناب سپیکر! جن حضرات کو یہ پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں ان کی جو فہرست دی

گئی ہے اس میں کسی معزز ممبر اسمبلی کا نام نہیں ہے۔ کیا ہم یہ باور کر لیں کہ کسی معزز رکن اسمبلی کو پلاٹ الاٹ نہیں ہوا؟ اگر ہوا ہے تو ان کے نام بھی آنے چاہییں تھے۔

**جناب سپیکر:** جب یہ پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں۔ تو اس وقت ممبران اسمبلی میں نہیں تھے۔ میاں اسحاق صاحب بہت ضروری سوال کرنا چاہتے ہیں۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ جن حضرات کو یہ پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان کی کون سی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ پلاٹ دیئے گئے ہیں اور جب قرعہ اندازی میں ان حضرات کے نام دیئے گئے ہیں تو وہ کون سا criteria اختیار کیا گیا تھا؟

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ:** جناب والا یہ سوال مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے کر لیتے تو بہتر تھا۔ ہم تو اس وقت تھے نہیں۔ انہوں نے کیوں دیئے کن خدمات کے تحت دیئے انہیں اختیارات تھے انہوں نے دیئے ہیں۔ ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں۔ یہ ان کے قریب رہتے ہیں۔ ان سے زیادہ بہتر طریقے سے پوچھ سکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ جواب درست ہے۔

**سید اقبال احمد:** جناب سپیکر ایک سوال پر معزز رکن کتنے ضمنی سوال کر سکتا ہے۔؟

**جناب سپیکر:** ایک یا دو کر سکتے ہیں۔ فضل حق صاحب آخری سوال کیجیے۔

**میاں فضل حق:** جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو گورنمنٹ سیکرٹریز اور دوسرے حضرات کو ۱۰۸ پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں یہ اس لیے دیئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے مکانات بنا لیں اور ریٹائر ہونے کے بعد وہاں رہ سکیں۔ جنہیں پلاٹ دیئے گئے ہیں۔ کیا انہوں نے وہاں کنسٹرکشن کی ہے؟ یا ان کو فروخت کر دیا گیا ہے؟ یہ پلاٹ کس مقصد کے لیے دیئے گئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہاں مکانات بنیں۔ اور اگر وہاں مکانات نہیں بنے تو کیا کوئی عرصہ متعین ہے کہ اتنے عرصے کے اندر بن جائیں گے؟ اور اگر کوئی عرصہ مقرر نہیں ہے تو کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ پلاٹ ابھی تک ان کے قبضے میں ہیں اور آگے نہیں بیچے گئے؟

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ:** یہ ایک کی بجائے دو تین سوال بن جاتے

ہیں۔ میں ان کے لیے علیحدہ علیحدہ یہ عرض کروں گا کہ کتنے مکان انہوں نے بنا لیے ہیں اور کتنے نہیں اس کے لیے تازہ سوال دیں تو ہم ریکارڈ دیکھ کر بتا سکیں گے کہ کن کا مکان بن گیا ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ وہ فروخت نہیں کر سکتے۔ اپنا مکان بنائیں۔

**جناب سپیکر:** مولانا آپ تشریف رکھیے۔ میاں صاحب آپ کے سوال کا جواب ہو چکا، آپ تشریف رکھیے۔

**میاں فضل حق:** جناب والا میری تسلی نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جواب نامکمل ہے۔ ہم آپ کو ثبوت دیتے ہیں کہ یہ پلاٹ آگے بیچے گئے ہیں اور ان پر مکانات نہیں بنے۔ یہ فروخت کیے گئے ہیں۔ میں اس جواب کو ایوان کے اندر چیلنج کرتا ہوں۔ ان پلاٹوں میں سے ۹۰ فیصد فروخت کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں کسی کا کوئی مکان نہیں بنا۔ یہ پلاٹ انہیں ممنون احسان کرنے کے لیے دیئے گئے تھے۔ مقررہ قیمت پر دیئے گئے اور انہوں نے وہ فروخت کر دیئے ہیں۔

**جناب سپیکر:** پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کی تردید تو نہیں کی۔

**میاں فضل حق:** وہ یہ کہہ دیں کہ میں تردید نہیں کرتا کہ نہیں بیچے تو میں مان جاؤں گا۔ اگر انہوں نے بیچے ہیں تو انہوں نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ:** اگر انہیں اس کی تفصیل چاہیے تو تازہ سوال دے دیں ہم ریکارڈ دیکھ کر انہیں بتا سکتے ہیں۔ ہم نے تو یہ عرض کیا ہے۔

**جناب سپیکر:** یہ درست بات ہے۔ جناب راہی صاحب یہ بس آخری سوال ہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** بہت بہت شکریہ۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ مارشل لاء کے نقاب میں مارشل لاء کی ہدایت نمبر ۲۳ کے تحت الاٹمنٹ کی جاتی تھی۔ جو ایم ایل اے کے کوٹہ سے کی جاتی تھی۔ مارشل لاء کے خاتمے کے بعد کوٹہ کے سلسلے میں نئی الاٹمنٹ پالیسی کیا ہے؟ یہ پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ سے پوچھ کر بتائیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ:** یہ پہلے اپنے لیڈر سے پوچھ لیں کہ میں نے کیا کرنا تھا۔ پھر میں بھی پوچھ کر بتا دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) پہلے آپ ان سے پوچھیں کہ سوال کیا کرنا تھا۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب بہت ضروری سوال ہے تو فرمائیے۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، مسٹر نوید آصف منیجنگ ڈائرکٹر سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو پلاٹ الاٹ کیا گیا ہے۔ ان سے دو کروڑ یا پتا نہیں کتنی ریکوری ہو چکی ہے۔ انہوں نے اتنے غبن اور فراڈ کیے ہیں۔ کیا ان کا پلاٹ کینسل ہو جائے گا یا نہیں؟
جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سے قبل ایک آدمی ایک یا دو سوالات ایک ہی وقت میں کرتا تھا۔ آج دو تین صاحبان ایسے ہیں جنہیں کچھ دیر کے بعد پھر باری دی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب بھی ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟ یہ آپ کی صوابدید تو ہے۔ لیکن صوابدید کے لیے بھی تو کچھ فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔
جناب سپیکر: کیا آپ اس پر رولنگ چاہتے ہیں۔
جناب محمد صدیق انصاری: میں نے صرف یہ گزارش کی ہے کہ یہ آپ کی صوابدید ہے۔ لیکن صوابدید میں بھی آپ کو پرانے طریقِ کار کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوتا ہے۔ یاد دہانی کے لیے کہہ رہا ہوں۔
جناب سپیکر: تو سوال کیا ہوا؟
جناب محمد صدیق انصاری: یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔
جناب سپیکر: اچھا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ یہ دراصل سوال کی نوعیت پر انحصار کرتا ہے۔ اس کے لیے کوئی بندھے ٹکے ضوابط نہیں ہو سکتے۔ سوال کی نوعیت بڑی اہم بات ہے۔ اور سوال کی اہمیت بڑی اہم بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے ضمنی سوالات اس سوال پر ہوئے ہیں دو سال کے عرصے میں اتنے ضمنی سوالات کسی سوال پر نہیں ہوئے۔ اگلا سوال پیش کیا جائے مولانا صاحب آپ کا سوال ہو گیا ہے۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ نوید آصف کا پلاٹ کینسل ہو گیا ہے یا نہیں؟ یا کینسل کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟
پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: اگر انہوں نے اس بارے میں دریافت کرنا ہے تو ہمارے پاس اس بارے میں کوئی ریکارڈ نہیں ہے اور نہ کوئی اطلاع ہے کہ اس کا کینسل کیا

گیا ہے۔ تازہ سوال دے دیں تو ہم پوچھ کر بتا سکتے ہیں۔ اور جو ہوگا وہ قانون کے مطابق ہی لیا جائے گا۔ ابھی تک تو ان کا کیس زیر تفتیش ہے۔ پھر عدالت میں جائے گا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا مقصد یہ ہے کہ اس پر قواعد کے مطابق عمل در آمد ہو گا۔ قانون اور ضابطے کے مطابق اس پہ عمل در آمد ہوگا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں نے تو یہ سوال کیا ہے کہ کینسل ہو گا یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر: وہ اس حالت میں نہیں کہ کینسلیشن کے بارے میں اس وقت حتمی طور پر کچھ بتا سکیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: کب تک بتا دیں گے؟

جناب سپیکر: آپ تازہ سوال دیجیے۔ اس سے اگلے سیشن میں بتا دیں گے۔ اگلا سوال۔

## غنی کالونی سے شیرا کوٹ بند روڈ لاہور تک سڑک کی تعمیر

☆ 1202 ۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ غنی کالونی اور شیرا کوٹ بند روڈ لاہور کے ساتھ بہنے والے گندے نالے کے کنارے پختہ دیوار تو بنی ہوئی ہے لیکن آمدورفت کے لیے کوئی سڑک فٹ پاتھ نہیں جس کی وجہ سے غنی کالونی اور شیرا کوٹ کے علاوہ حسن پارک نیو مسلم پارک نگینہ کالونی وغیرہ جن کی آبادی پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے کے مکینوں کو سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے غنی کالونی سے شیرا کوٹ بند روڈ لاہور تک گندے نالے کے ساتھ ساتھ پختہ سڑک تعمیر کرنے کے لئے تقریباً ساڑھے چھ لاکھ روپے کا تخمینہ برائے منظوری تیار کیا تھا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جزو (ب) میں مندرج تخمینہ کو منظور کرتے ہوئے مطلوبہ سڑک کی تعمیر کر کے اس علاقے کے مکینوں کی تکالیف کا سد باب کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ غنی کالونی اور شیرا کوٹ بند روڈ لاہور کے ساتھ بہنے والے گندے نالے

کے کنارے آمدورفت کے لئے کوئی سڑک نہیں۔
(ب) یہ درست ہے کہ لاہور ترقیاتی ادارہ نے علاقہ مذکورہ کے متعلقہ ایم این اے کے مطالبہ پر میاں میر ڈرین کے ساتھ ساتھ بند روڈ کے پل سے نیو شالیمار ٹاؤن کے پل تک پختہ سڑک تعمیر کرنے کے لیے ۷۶۶۰۰۰ روپے کا تخمینہ تیار کیا تھا۔
(ج) یہ علاقہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی حدود میں آتا ہے اور انہی کے دائرہ کار میں ہے اگر لاہور میونسپل کارپوریشن یا گورنمنٹ ایل ڈی اے کو مطلوبہ رقم فراہم کر دے تو سڑک کی تعمیر کا کام تین ماہ کے اندر مکمل کیا جاسکتا ہے۔ جس کے لئے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو لکھا جاچکا ہے؟
میاں محمود احمد: کیا پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ یہ بیان فرمائیں گے کہ آپ نے ابھی بیان فرمایا ہے کہ یہ کارپوریشن کی حدود میں آتا ہے۔ کیا کارپوریشن اس جگہ پر سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔
پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: اگر میاں صاحب کو گراں نہ گزرے تو میں بیان کروں کہ یہ سوال ان کے حلقے کے متعلق نہیں ہے۔ انہوں نے سوال پر حسب معمول دستخط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ موقع پر دیکھتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ سوال آنے کے بعد یہ سڑک غنی کالونی تک بن چکی ہے۔
جناب سپیکر: کیا سڑک بن چکی ہے؟
پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: جناب یہ بن چکی ہے۔
میاں محمود احمد: جناب والا جہاں تک ان کے سوال کا تعلق ہے میں یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ میں پورے پنجاب کا نمائندہ ہوں جس سوال پر چاہے میں دستخط کروں اور جناب والا جن کا حلقہ ہے وہ ملک صاحب میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ مجھے ابھی بتا رہے ہیں کہ سڑک نہیں بنی ہے۔
پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: جناب والا اس سڑک کی پوزیشن یہ ہے کہ غنی کالونی تک بن چکی ہے اور جو کچھ ایم این اے صاحب نے فنڈ دیا تھا۔ وہ خرچ ہو چکا ہے جو جواب میں نے دیا تھا وہ پہلے کا ہے۔
میاں محمود احمد: جناب والا جو موجودہ پوزیشن ہے اس کا جواب تحریری کیوں نہیں آیا ہے۔

**جناب سپیکر:** وہ موجودہ پوزیشن کے مطابق وہ بتا رہے ہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** جناب والا میں گزارش کروں گا کہ یہاں کے دو معزز رکن ہمارے ساتھ بھیج دیئے جائیں۔ غنی کالونی تک سڑک بن چکی ہے اس کے اوپر لک ڈالنے کا کام ہونے والا ہے۔

**جناب سپیکر:** جی درست ہے۔

**میاں محمود احمد:** جناب کیا یہ بتا سکیں گے کہ باقی کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** جناب والا جیسے جیسے فنڈز مہیا ہوتے رہیں گے کام مکمل ہوتا رہے گا۔

## ترقیاتی ادارہ ملتان کی جانب سے مختلف سکیموں کی پلاننگ کے بارے میں تحقیقات

☆ **1233** ۔ **میاں مختار احمد شیخ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے شاہ ایسوسی ایٹس اور عباسی ایسوسی ایٹس سے سٹیڈیم دھوپسڑی سکیم لوہاری گیٹ سکیم اور سول ہسپتال کے سامنے شاپنگ سینٹر کی تعمیر وغیرہ کے لئے پلاننگ کروائی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹاؤن پلاننگ کے لئے ایم ڈی اے کے پاس ۲۵/۲۰ افراد ملازم ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان سے سکیمیں تیار نہیں کروائی گئیں۔ اس طرح سے ایم ڈی اے نے لاکھوں روپے فیس ادا کر کے بہت بڑی رقم کا ضیاع کیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کوتاہی کے مرتکب افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) جی ہاں۔

۱۔ ترقیاتی ادارہ ملتان نے لوہاری گیٹ سکیم و دھوپسڑی سکیم (ایم ڈی اے آفس بلاک) کا ڈیزائن میسرز عباسی ایسوسی ایٹس سے کرایا تھا
۲۔ سٹیڈیم کا ڈیزائن شاہ ایسوسی ایٹس سے کرایا تھا۔
۳۔ جب کہ شاپنگ سینٹر بالمقابل سول ہسپتال کا ڈیزائن ایم ڈی اے نے خود بنایا تھا۔
(ب) لوھاری گیٹ شاپنگ سینٹر و دھوپسڑی (ایم ڈی اے آفس بلاک) کی ڈیزائن کرانے کے لئے کنسلٹینٹ کی تقرری کی منظوری محکمہ پی اینڈ ڈی حکومت پنجاب نے اپنے خطوط نمبری ۸۰/۳۸/۱۷ آر ڈی (یو ڈی) پی اینڈ ڈی مورخہ ۱۹۸۰ء۔ ۹۔ ۱۷ و مورخہ ۱۹۸۰ء۔ ۱۰۔ ۱۴ دی تھی اسی اثنا میں ایم ڈی اے کے پاس کوئی تربیت یافتہ آرکیٹیکٹ نہ تھا۔ اس وقت کے ٹاؤن پلاننگ میں دو ٹاؤن پلانرز ۲۲ دیگر افراد (بلڈنگ انسپکٹر ڈرافٹسمین کلرک و سروے بیلدار) پر عملہ مشتمل تھا۔ یہ عملہ آرکیٹیکٹر ڈیزائننگ کے کام کے ماہر نہیں ہوتے۔
۱۔ ڈویژنل سپورٹس کمیٹی ملتان جس کے کمشنر ملتان چیئرمین تھے نے اپنی میٹنگ منعقدہ مورخہ ۱۹۸۳ء۔۲۔۸ فن تعمیر کے ماہرین کی تقرری کی کارروائی کرنے کی منظوری دی مقابلہ میں سات نامور فرموں نے حصہ لیا۔
۲۔ حتمی منظوری ڈیزائن پیش کردہ میسرز شاہ ایسوسی ایٹس ڈویژنل سپورٹس کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ ۱۹۸۳ء۔۹۔۱۰ دی تھی۔ اس وقت ایم ڈی اے کے پاس چھ ٹاؤن پلانرز اور دو اسسٹنٹ آرکیٹکٹس کام کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ ٹاؤن پلاننگ کے عملہ میں سرویئرز ڈرافٹسمین بلڈنگ انسپکٹر کلرک وغیرہ پر مشتمل ۶۸ افراد کا عملہ تھا۔ جو ایم ڈی اے کی ہاؤسنگ سکیموں ایریا ڈویلپمنٹ سکیموں اور نقشہ جات کی منظوری اور بلا منظوری تعمیرات کی روک تھام وغیرہ میں کل وقتی مصروف رہا۔اسپورٹس کمپلیکس کے ڈیزائن کے لئے تجربہ کار ماہر آرکیٹیکٹ کا تقرر باہر سے کرنے کی ضرورت کے مد نظر ڈویژنل سپورٹس کمیٹی نے درست فیصلہ کیا۔ کسی قسم کا ضیاع ہونا ثابت نہیں ہوتا۔
(ج) مندرجہ بالا حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ کسی قسم کی کوئی کوتاہی ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی اہلکار کے خلاف کسی کارروائی کا جواز موجود ہے۔

میاں مختار احمد شیخ: کیا پارلیمانی سیکرٹری یہ وضاحت فرمائیں گے کہ ان کنسلٹنٹس کو کتنی فیس ادا کی گئی ہے اور یہ جو انہوں نے مشورہ دیا ہے اور جو پلاننگ کی ہے کیا ایم ڈبی اے کے نقشے کے مطابق کارروائی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: جناب والا لوہاری گیٹ سکیم کے متعلق جو رقم دی گئی تھی وہ ایک لاکھ ۵۵ ہزار ۲۴۰ روپے ہے اور آفس بلاک کے لئے دو لاکھ ۲۶ ہزار ۱۹۱ روپے ہے۔ اس میں سے لوہاری گیٹ سکیم تیار نہیں کی گئی گورننگ باڈی نے بعد میں یہ ہدایت کر دی کہ اس جگہ یہ سکیم بنانا ٹھیک نہیں ہے۔ لہذا یہ منسوخ ہو گئی اور بنائی نہیں گئی۔ اور دوسری سکیم بنائی گئی ہے۔

میاں مختار احمد شیخ: کیا پارلیمانی سیکرٹری وضاحت فرمائیں گے کہ اس سلسلے میں جو فیس ادا کی گئی اور رقم کا ضیاع ہوا اس کا کون ذمہ دار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: یہ تو گورننگ باڈی ہی آپ کو بتا سکتی ہے کہ انہوں نے کیوں کینسل کیا وہ اس کے اختیارات رکھتی تھی اور اسی نے ہی اس کو کینسل کیا۔ ہم ان کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے یہ کیوں کینسل کیا انہوں نے موقع ملاحظہ کرنے کے بعد اس چیز کو Take up کیا۔ اتنی بڑی بلڈنگ اس آبادی میں نہیں بن سکتی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو کینسل کر دیا۔

میاں مختار احمد شیخ: کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں جب اتنی بڑی سکیم بن نہیں سکتی تھی تو پھر اتنی بڑی رقم کا ضیاع کیوں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس بارہ میں آپ کو پارلیمانی سیکرٹری کیا جواب دیں۔ یہ تو وہ اتھارٹی دے سکتی ہے جنہوں نے یہ کیا ہے۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب سپیکر میں پھر یہ استدعا کروں گا کیا اس رقم کے ضیاع کرنے میں جو لوگ ملوث ہیں کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے پر غور کر رہی ہے؟

جناب فضل حسین راہی: کیا آئندہ اسمبلی میں اتھارٹی کو بلایا جایا کرے گا۔ پارلیمانی سیکرٹری اس وقت جواب دے رہے ہیں۔ ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے متعلق کیا کیا سوال ہو سکتے

ہیں۔ وہ ان کے علم میں ہونے چاہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ:** جناب والا جو سکیم کینسل کی گئی ہے اس میں ان ماتحتوں کا یا عملے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ گورننگ باڈی نے کیا۔ کیونکہ پہلے ایک تجویز بنائی گئی اس کے بعد جب یہ سکیم تیار ہونے لگی تب ڈیزائن بنوایا گیا۔ اس کے بعد گورننگ باڈی نے اس کو کینسل کر دیا اس میں اب کسی کے خلاف کیا کارروائی کی جائے گی۔

**جناب سپیکر:** وہ کہتے ہیں جو اس میں نقصانات ہوئے ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری:** اس کی گورنر باڈی ہی ذمہ دار ہے۔

**جناب سپیکر:** پھر ان کا سوال یہ ہے کہ کیا آپ ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جنہوں نے ان نقصانات کا ارتکاب کیا۔

**پارلیمانی سیکرٹری:** پہلے تو اب تک اس بارہ میں کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اگر یہ کہتے ہیں تو پوچھ کر بتا سکتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** کیا حکومت اس قسم کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری:** فی الحال تو اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں اس میں کسی کا قصور نہیں۔

**میاں مختار احمد شیخ:** میری گزارش یہ ہے کہ سکیمیں بناتے وقت پورا سروے کیا جاتا ہے اس کی feasibility report بنتی ہے تو پھر کنسلٹنٹس کی باری آتی ہے کہ وہ اس زمین پر نقشہ کو ترتیب دیں پہلے اس زمین کا تعین کیا جاتا ہے پھر کنسلٹنٹس کی ضرورت پیش آتی ہے ان کے پاس ملازمین بھی تھے۔ ان کے پاس اپنے آرکیٹیکٹس بھی تھے اور دیگر ملازمین بھی تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے فرم کو کنسلٹ کیا۔ Consultation کے بعد جب ادائیگی ہو چکی تو اس سکیم کو واپس لے لیا۔ لامحالہ جب وہ سکیم بنائی گئی تھی وہ بھی غلط تھی جو کنسلٹنسی ہوئی وہ بھی غلط تھی۔ اس پر جو بھی اخراجات ہوئے اس کا کوئی نہ کوئی ذمہ دار ہونا چاہیئے۔ آخر یہ روپیہ عوام کا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اس روپے کا ضیاع ہونا ثابت ہو گیا تو ان افسران بالا کے خلاف کارروائی کب تک کی جائے گی۔ اور اب تک کیوں نہیں کی گئی۔

**پارلیمانی سیکرٹری:** جناب والا پہلے شیخ صاحب نے یہ پوچھا ہے کہ وہاں ان کے پاس عملہ

موجود تھا تو انہوں نے علیحدہ آرکیٹکٹس کیوں مقرر کئے۔ اس میں میں گزارش کروں گا کہ ان کے پاس ماہر عملہ موجود نہیں تھا جن سے یہ ڈیزائن بنواتے کیونکہ یہ بہت بڑا ڈیزائن تھا۔ اور جو ان کے پاس ملازم ہیں وہ اس قابل نہیں تھے کہ اس کو بنا سکتے۔ پہلے اس کو گورننگ باڈی نے منظور کیا کہ بنوایا جائے۔ اس میں محکمہ کے افسران اور عملہ کا کوئی قصور یا گناہ نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس چیز کو بعد میں گورننگ باڈی نے دیکھا اگر یہاں بنائیں تو یہاں کاریں وغیرہ کھڑا کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہو گی۔ یہ بہت بڑا شاپنگ سینٹر بنے گا تو آبادی کے لئے بہت تکلیف دہ ہو گا چنانچہ انہوں نے یہ کینسل کر دیا اس میں کسی ماتحت کا یا عملے کا قصور نہیں ہے۔ تو اس کی کیا انکوائری کی جائے۔

جناب سپیکر: سجاد احمد چیمہ صاحب۔

جناب سجاد احمد چیمہ: معزز پارلیمانی سیکرٹری نے جو وضاحت فرمائی ہے اور جو لکھا ہوا مہیا کیا گیا ہے اس میں تضاد پایا جا رہا ہے۔ ایک طرف وہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاس دو ٹاؤن پلانرز اور ۲۲ دیگر افراد اور اس طرح کل تعداد ۶۸ بنتی ہے ایک طرف تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاس آدمی نہیں تھے اور لکھے ہوئے جواب میں فرما رہے ہیں کہ ان کے پاس آدمی موجود تھے جن کی تعداد ۶۸ بنتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: (ملک محمد عباس خاں کھوکھر) جناب والا میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ اس قسم کا اتنا بڑا ڈیزائن تھا کہ اس کے لئے ماہر نہیں تھے۔ وہ چھوٹے چھوٹے ملازمین ہیں اور نئے تقرر شدہ ہیں۔ ہمیشہ تمام ادارے اتنی بڑی ڈیزائننگ فرموں سے کرواتے ہیں۔ فرموں کے Specialists سے کرواتے ہیں۔ ہمارے پاس اس کیٹیگری کے سپیشلسٹ نہیں ہیں۔ یہ تو پلاننگ وغیرہ یا جو وہاں کام ہوتا ہے اس کی نگرانی کر سکتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی ڈیزائننگ نہیں کر سکتے۔

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ انہوں نے ابھی جو دوبارہ وضاحت فرمائی ہے اس میں بھی تضاد ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ بلا منظوری تعمیرات کی روک تھام وغیرہ کے لئے عملہ کل وقتی مصروف تھا۔ عملہ وہاں مصروف تھا۔ اب یہاں فرما رہے ہیں کہ عملہ مصروف

نہیں تھا بلکہ وہ ماہر نہیں تھا۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب ذرا بتائیے گا کہ کہاں؟

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ سوال کے جزو (ب) کا جو نمبر صفحہ ۱۱ پر ہے اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے اس عملے کے متعلق بتایا ہے۔ جس میں چھ ٹاؤن پلانرز دو اسسٹنٹ آرکیٹکٹس کے علاوہ ٹاؤن پلاننگ کے عملہ میں اوور سیئرز ڈرافٹسمین۔ بلڈنگ انسپکٹر وغیرہ پر مشتمل ۶۸ افراد کا عملہ تھا جو ایم ڈی اے کی ہاؤسنگ سکیموں، ایریا ڈویلپمنٹ سکیموں اور نقشہ جات کی منظوری اور بلامنظوری تعمیرات کی روک تھام وغیرہ میں کل وقتی مصروف تھا۔ یہاں یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ عملہ موجود تھا لیکن وہ مصروف تھا۔ جب کہ وہ زبانی فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاس عملہ ہی نہیں تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب والا میں نے عرض کیا تھا کہ عملہ ہے لیکن وہ اتنا ماہر نہیں کہ وہ اتنا بڑا ڈیزائن تیار کر لے۔ میں نے یہ کہیں نہیں کہا کہ ہمارے پاس عملہ موجود نہیں تھا۔ ہم نے جو عملہ لکھا ہے وہ ہے لیکن وہ اتنا بڑا ڈیزائن تیار نہیں کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے۔ خان ظفر اللہ خان صاحب اگلا سوال۔

## میاں میر ڈرین پر چھت کی تعمیر

☆ 1721 ۔ خان ظفر اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلشن راوی سکیم بند روڈ لاہور کے ساتھ ساتھ بہنے والا گندا نالا (میاں میر ڈرین) کھلا ہونے کی وجہ سے اس سکیم کے رہنے والوں کے لئے حادثات اور اس سے اٹھنے والی بد بو اور بیماری کا سبب بنا ہوا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس گندے نالے پر چھت ڈالنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ گلشن راوی سکیم بند روڈ کے ساتھ ساتھ گندے پانی کا نالہ گزرتا ہے۔ درحقیقت یہ چھاؤنی کے علاقے سے شروع ہوتا ہے اور گلبرگ شادمان چوک لکشمی گوالمنڈی گڑھی شاہو سمن آباد اور شالیمار کالونی تک گندہ پانی لیکر بالآخر دریائے راوی میں گرتا ہے۔ اس نالے کی لمبائی تقریباً ۱۰ میل اور چوڑائی ۱۰۰ فٹ تک ہے۔ یہ نالہ اس جگہ پر صدیوں سے بہہ رہا ہے۔ برسات کے موسم میں اس نالے سے تقریباً ۹٦۰ کیوسک فٹ تک پانی گزرتا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ یہ نالہ سکیم کے رہنے والوں کے لیے حادثات کا سبب بنا ہوا ہے۔ درحقیقت واسا نے اس نالے کے دونوں طرف پکی دیوار بنا دی ہے تاکہ حادثات کا مکمل سدباب ہو سکے۔ جہاں تک اس نالے سے اٹھنے والی بدبو کا تعلق ہے یہ حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن چونکہ اس نالے میں گندا پانی سارا سال بہتا ہے اس لئے جراثیم کا پیدا ہونا اور بدبو کا اٹھنا کافی حد تک کم ہوجاتا ہے۔

(ب) جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نالے کی لمبائی ۱۰ میل اور چوڑائی ۱۰۰ فٹ ہے لہذا اس کو پکا کرنے اور چھت ڈالنے پر کروڑوں روپے درکار ہوں گے اس کے ساتھ ساتھ نالے کی صفائی کا کام بھی انتہائی مشکل ہوجائے گا۔ لوگوں کی سہولت کے لئے واسا نے خاص طور پر گلشن راوی سکیم بند روڈ کے ساتھ ساتھ اس نالے کی اطراف کو پکا کر دیا ہے تاکہ دونوں طرف پکی سڑک بن سکے۔ نالے کی صفائی باقاعدگی سے ہو سکے اس سے نالے میں پانی کا بہاؤ تیز ہوگا اور لوگوں کو اس کی بدبو سے کافی حد تک نجات مل سکے گی۔

میاں فضل حق: جناب والا اس میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جیسے ابھی فرمایا ہے کہ اس نالے کی لمبائی دس میل ہے اور جس علاقے میں سے گزر رہا ہے وہ چھاؤنی اور گلبرگ سے ہوتا ہوا گلشن راوی کے پاس سے گزرتا ہے۔ انہوں نے آخر میں تسلیم کیا ہے کہ واقعی اس سے بو آتی ہے لیکن اتنی نہیں آتی کہ بیماری یا جراثیم پیدا ہوں۔ اب یہ جو بیماری یا جراثیم کا سٹینڈرڈ ہے یہ انہوں نے کہاں سے لیا ہے؟ یہ کوئی ورلڈ بینک کی رپورٹ ہے کہ اس حد تک اس رفتار سے پانی گزرے۔ انہوں نے یہاں رفتار کا ذکر کیا ہے۔ کہ اس رفتار سے جو پانی گزرتا ہے اس کی وجہ سے جراثیم اور بو بالکل ختم ہوجاتی ہے اور اس قابل نہیں ہوتی کہ آدمی بیمار ہو سکے۔ تو آیا یہ جو

بیماری اور بد بو کا سٹینڈرڈ ہے یہ کس طرح ناپ رہے ہیں۔ یہ انہوں نے کسطرح فیصلہ کر لیا کہ پانی کے اس بہاؤ سے بیماری نہیں ہو گی؟

جناب سپیکر: آپ اس سے اختلاف کرتے ہیں؟

میاں فضل حق: جناب والا میں اس سے اختلاف کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ نام ہے گلشن راوی اور اس کے ساتھ گندا نالہ جا رہا ہے۔ نالے کے ساتھ ساتھ کم از کم پائپ بچھائیے یا کوئی اور انتظام کیجئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھئے۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب والا میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ نالے کی لمبائی دس میل اور اس کی چوڑائی سو فٹ ہے۔ اس کے دونوں طرف پکی دیوار بنا دی گئی ہے۔ اور یہ جو بو کے متعلق فرما رہے ہیں، میں نے اس سلسلے میں ورلڈ بینک سے نہیں پاکستان سے دیکھا ہے۔ آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ اس پر چھت ڈالنا ناممکن ہے۔ اس کو کور کرنا بھی ناممکن ہے۔ اگر اسے کور کر دیا جائے تو بارش کا پانی اس میں نہیں آ سکے گا۔ آپ لاہور کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ یہ نالہ چھاؤنی سے آتا ہے اور بعد میں گلبرگ سے گزرتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ گلبرگ سے ہوتے ہوئے چھاؤنی میں جاتا ہے۔ آپ کو یہ بھی علم نہیں۔ میں یہ عرض کر دوں کہ یہ ناممکن ہے کہ اس کے اوپر چھت ڈالی جائے۔ آپ یہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو موقع دیکھنا چاہیے تھا پھر سوال کرتے تو بہتر کرتے۔

میاں فضل حق: جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ دیکھا ہے اور مشاہدے کے طور پر ہی تو میں ان کو بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں فضل حق: نہیں جناب ان کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیے۔ جناب فضل حسین راہی صاحب۔ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سو فٹ چوڑے اور دس میل لمبے اس گندے نالے کی صفائی کا بندوبست کیا ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری:** جناب والا اس پر آدمی مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اس میں اکثر پانی بہتا رہتا ہے اور رکتا نہیں ہے۔ اس میں کافی پانی ہوتا ہے۔ لاہور شہر کا بارش کا سارا پانی تقریباً اسی کے ذریعے راوی میں جاتا ہے اور دوسرا پانی جو لوگوں کے گھروں وغیرہ کا ہے وہ بھی اسی کے ذریعے راوی میں جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہاں دونوں اطراف پر دیواریں بھی بنا دی گئی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ آدمی مقرر ہیں جو ہر روز جہاں ضرورت محسوس کی جاتی ہے وہاں صفائی کرتے ہیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا یہ دس میل لمبے اور سو فٹ چوڑے گندے نالے کی صفائی کے لئے کتنے آدمی مقرر ہیں۔ ان کے ساتھ عملہ کتنا ہے؟

**جناب سپیکر:** میاں محمد اسحاق صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب والا انہوں نے فرمایا ہے کہ نالے کے ساتھ ساتھ دیوار بنا دی گئی ہے اور یہ نالہ پکا کر دیا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ نالہ تمام کا تمام پکا کر دیا گیا ہے یا کچھ حصہ ابھی کچا ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری:** جناب والا سارا نالہ پکا نہیں ہوا۔ دریائے راوی سے لیکر ملتان روڈ تک اس کے اطراف میں دیواریں بنا دی گئی ہیں۔ جہاں ہم ضرورت محسوس کرتے ہیں یعنی جہاں ایکسیڈنٹ وغیرہ کا خطرہ تھا وہاں پکا کر دیا گیا ہے اور بقایا بھی پکا کیا جا رہا ہے۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب والا یہ نالہ چھاؤنی سے شروع ہوتا ہے۔ تو یہ چھاؤنی سے لیکر دریائے راوی تک کتنا پکا ہے اور کتنا کچا ہے؟ جناب والا میں اپنا سوال دہراتا ہوں۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسے انہوں نے ایک جواب میں فرمایا ہے کہ یہ نالہ پکا کر دیا گیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ نالہ میاں میر سے شروع ہوتا ہے اور دریائے راوی میں جاتا ہے۔ یہ کتنا پکا ہے اور کتنا کچا ہے یا ان کے خیال میں سارے کا سارا پکا ہو چکا ہے؟

**جناب سپیکر:** نہیں۔ وہ بتا چکے ہیں کہ یہ نالہ کافی حد تک پکا ہو چکا ہے اور جو بقایا ہے وہ گورنمنٹ پکا کر رہی ہے۔ یہی جواب تھا؟

**پارلیمانی سیکرٹری:** جی۔

**میاں محمود احمد:** جناب والا یہ ایک انچ بھی پکا دکھا دیں تو۔

**پارلیمانی سیکرٹری:** جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ وہ وہاں نہیں گئے۔ میں وہاں موقع پر گیا ہوں اور دیکھ کر آیا ہوں۔

**میاں محمود احمد:** جناب والا یہ بالکل غلط ہے۔ اسی بات کو میں چیلنج کرتا ہوں۔ اگر یہ ایک انچ بھی پکا دکھا دیں۔

**جناب سپیکر:** پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پرزور انداز میں کہا ہے کہ اس کا کچھ حصہ پکا ہو چکا ہے۔ اگر آپ ان کی سٹیٹمنٹ درست نہیں سمجھتے تو آپ پریویلج موشن دے سکتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیے۔ جی جناب ملک اشرف بارا صاحب۔

**ملک محمد اشرف بارا:** جناب والا جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ نالہ سو فٹ چوڑا ہے کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ نالہ جہاں سے شروع ہوتا ہے اور جہاں ختم ہوتا ہے وہ سارے کا سارا سو فٹ چوڑا ہے؟ جناب والا انہوں نے فرمایا ہے کہ دس میل لمبا اور سو فٹ چوڑا ہے۔ مگر مجھے اس سے اختلاف ہے نالے کی چوڑائی سو فٹ نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** ملک صاحب کیا یہ سوال ہے؟ میاں فضل حق صاحب آخری ضمنی سوال۔

**میاں فضل حق:** جناب والا انہوں نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کے پاس اتنی رقوم نہیں ہیں۔

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہاؤس میں کچھ ایسی پریکٹس ہو رہی ہے جو میں سمجھتا ہوں نئی ہے کہ مسلسل شور کارروائی میں مخل ہے اور ایک دوسرے کی بات سنائی نہیں دیتی۔ ازراہ کرم ہاؤس کے Decorum کا خیال کیجئے اور کارروائی کو Smoothly چلنے کی اجازت دیجئے۔ اور آپس میں باتیں مت کیجئے۔ کارروائی کو اگر سنیں گے نہیں تو اس سے استفادہ کیسے ہوگا۔ جی میاں فضل حق صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

**میاں فضل حق:** جناب ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کے پاس اتنی رقوم نہیں ہیں کہ اتنے لمبے نالے کو ہم کسی اور سسٹم میں کنورٹ کر دیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ پورے کے پورے نالے پر دونوں سائیڈوں پر اینٹیں لگا دی گئی ہیں۔ میں پوچھنا یہ چاہوں گا کہ اس کے اوپر اینٹیں لگانے پر گورنمنٹ کا کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے جو دونوں طرف اینٹیں لگائی گئی ہیں اس پر حکومت پنجاب کی کتنی رقم خرچ ہوئی۔

**جناب سپیکر:** آپ کا سوال یہ ہے کہ اس کو پکا کرنے پر کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے۔
**پارلیمانی سیکرٹری:** میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ سارے کا سارا دونوں طرف سے پکا ہو گیا ہے میں نے کہا تھا کہ دریائے راوی سے لے کر ملتان روڈ تک تقریباً پکا ہو گیا ہے۔ اور بقایا ہو رہا ہے۔ اس پر کتنا خرچ ہوا، اس کے لئے اگر وہ نیا سوال دیں تو میں بتا سکوں گا۔
**جناب سپیکر:** وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔
**پارلیمانی سیکرٹری:** میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔
**جناب سپیکر:** بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### عثمان پارک کے مکینوں کو متبادل جگہ کی فراہمی

☆ **1273**۔ **میاں محمود احمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم میرے سوال نمبر ۴۰۸ کے جواب (ب) میں وضاحت فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ داتا نگر اور ہیڈ برج کی زد میں آنے والی آبادی (چھپر والی) عثمان پارک کو متبادل جگہ دیے بغیر وہاں سے اٹھایا جا رہا ہے۔ اور محکمہ ریلوے کی طرف سے نوٹس وغیرہ بھی جاری کر دیئے ہیں اور لوگوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔ جب کہ دوسری طرف حکومت کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے بڑے انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ لوگ تقریباً ۱۹۵۰ء سے یہاں پر آباد ہیں اور ایل ڈی اے نے غلط سروے کر کے ان لوگوں کو ۱۹۷۸ء کے بعد قابض ہونا بتایا ہے۔ جب کہ انہوں نے ۱۹۵۰ء سے قبضہ کے واضح ثبوت بھی مہیا کئے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان لوگوں کو متبادل جگہ دینے تک انہیں نہ اٹھانے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) یہ درست نہ ہے کہ آبادی مذکورہ کو بغیر متبادل جگہ دیے اٹھایا جا رہا ہے بلکہ ایل ڈی اے نے متبادل پلاٹ تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں اس بستی کے رہائش کنندگان کو مختص کر دیئے ہیں جہاں تک محکمہ ریلوے کے نوٹس جاری کرنے کا تعلق ہے اس کا ہمیں علم نہ ہے۔
(ب) یہ درست نہ ہے کہ ایل ڈی اے نے غلط سروے کر کے ان لوگوں کو ۱۹۷۸ء کے بعد قابض ہونا بتایا ہے۔ کیونکہ اس وقت کی پالیسی کے مطابق یہ لوگ کچی آبادی کے زمرہ میں نہ آتے تھے چونکہ یہ آبادی داتا نگر اور ہیڈ برج کی زد میں آتی تھی۔ اس لیے آبادی میں گھروں کی تعداد لی گئی جو کہ ۲۷ تھی۔
(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ایل ڈی اے نے ۲۷ متبادل پلاٹ تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں اسی آبادی کے مکینوں کے لئے مختص کر دئیے ہیں۔

## رہائشی سکیموں میں مساجد کے لئے مختص زمین کو بلامعاوضہ دینے کی تجویز

☆ 1332۔ بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم سوال نمبر ۳۵۲ میں جزو (ج) میں مندرج جواب کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) ۱۹۷۷ء سے پہلے مساجد کے لئے مخصوص کردہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی حالت کیا تھی۔ ایوان کو اس سے آگاہ فرمایا جائے۔ نیز یہ صورت حال کب تک بحال کر دی جائے گی۔
(ب) کیا محکمہ منصوبہ بندی نے رہائشی سکیموں میں مساجد کے لئے مختص زمین کو بلامعاوضہ دینے کی تجویز پر غور کر کے اپنی مکمل سفارشات کابینہ کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ اگر نہیں تو کب تک پیش کر دی جائیں گی اور ان پر عمل درآمد کب تک متوقع ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) ۱۔ جولائی ۱۹۵۴ء سے نومبر ۱۹۵۹ء تک مساجد کے لئے مختص پلاٹ سید لائٹ ٹاؤن سکیموں میں رجسٹرڈ شدہ انجمن ہائے کو معمولی کرایہ پر دیئے جاتے تھے۔
۲۔ نومبر ۱۹۵۹ء سے مئی ۱۹۷۵ء تک ایسے پلاٹ بغیر قیمت کے دیئے جاتے تھے۔
۳۔ ۱۹۷۷ء کے بعد یہ معاملہ کابینہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے فیصلہ کیا کہ مساجد کے مختص

پلاٹوں کو مقرر قیمت بلا نفع و نقصان الاٹ کیے جائیں۔ یہ حکمت عملی مارشل لاہدایت نمبر ۲۳ میں شامل کر دی گئی جو کہ آج تک رائج ہے۔
۴۔ ایسے پلاٹوں کی تفصیل پہلے ہی سوال نمبر ۳۵۲ کے ساتھ پیش کی جا چکی ہے۔
(ب) چونکہ مارشل لاہدایت نمبر ۲۳ اب لاگو نہ ہے اس لئے حکومت ایک نئی پالیسی وضع کر رہی ہے جس میں مساجد کے لئے مختص پلاٹوں کو بلا نقصان پر الاٹ کرنے پر غور کر رہی ہے۔

## ترقیاتی ادارہ ملتان میں ٹھیکہ جات کی تحقیقات

☆ 1395۔ حاجی محمد بوٹا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ملتان کے معاملات بابت ٹھیکہ وغیرہ کافی الجھے ہوئے ہیں۔
(ب) کیا حکومت اس سلسلے میں بذریعہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم انکوائری کروانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے جس سے عوامی رقومات کا تحفظ ہو سکے۔
(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) ماسوائے ان چند معاملات کے جن کے متعلق معزز ارکان اسمبلی پہلے ہی اپنی حق استعمال کرتے ہوئے سوالات کر چکے ہیں اور جن کا جواب دیا جا چکا ہے ان کے علاوہ ہمارے علم میں ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے جو الجھا ہوا ہو۔
(ب) حال ہی میں جناب گورنر پنجاب اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت چیف منسٹر انسپکشن کی اہم ٹیم سیوریج سکیم کی تکمیل میں تاخیر کے معاملہ کی چھان بین کر چکی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے علم میں معزز رکن کے سوال جزو (ب) کے متعلق کوئی ہدایت ازاں حکومت پنجاب نہ ہے۔

(ج) تفصیلی جواب ہر دو جزو بالا میں عرض کر دیا گیا ہے۔

## ترقیاتی ادارہ ملتان کے معاملات کی تحقیقات پر عمل در آمد

☆ **1396**۔ **حاجی محمد بوٹا**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان کے معاملات کی چھان بین کے سلسلے میں موجودہ افسران کے تبادلے کئے جا رہے ہیں تاکہ انکوائری آزادانہ ہو سکے اور اصل معاملات کھل کر عوام کے سامنے آسکیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری** (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) ہمارے علم میں ایسا کوئی فیصلہ نہ ہے جو ظاہر کرے کہ ملتان ترقیاتی ادارہ کا کوئی معاملہ قابل چھان بین ہے ماسوائے سیوریج سکیم کی تکمیل میں تاخیر کے جس بارہ میں چیف منسٹر انسپیکشن ٹیم پہلے ہی معائنہ کر چکی ہے نہ ہمیں کوئی حکم موصول ہوا ہے جس کے تحت اس ادارہ کا کوئی معاملہ ماسوائے متذکرہ سیوریج سکیم کی تکمیل میں تاخیر زیر انکوائری ہو جس سلسلہ میں موجودہ افسران کے تبادلے ضروری ہوں۔

(ب) تاحال ہمیں اس سلسلہ میں کوئی حکم موصول نہیں ہوا ہے۔

## وحدت کالونی میں سٹریٹ لائیٹ کی فراہمی

☆ **1630**۔ **میاں عبدالرشید پگانوالہ**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ملازمین کی رہائشی کالونی کے آخر میں آئی بلاک اور گورنمنٹ پائلٹ سکول سے ملحقہ سڑکوں کے درمیان بجلی کے کھمبے لگے ہوئے ہیں۔ مگر ان پر سٹریٹ

لائیٹ نہیں جس کی وجہ سے سڑک پر اندھیرا ہونے کے سبب ایک طرف تو ٹریفک میں دشواری پیش آرہی ہے اور دوسری طرف شر پسند عناصر تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام کو پریشان کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا کھمبوں پر سٹریٹ لائیٹ آویزاں کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) گورنمنٹ کی رہائشی کالونی وحدت کالونی کے آخر میں آئی بلاک کے ساتھ والی سڑک محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے بنائی تھی اور انہی کی تحویل میں ہے۔ اس سڑک پر لائیٹ موجود ہے جہاں تک نصب شدہ کھمبوں کا تعلق ہے ان پر سٹریٹ لائٹ لگانے سے پائلٹ سکول والی سڑک پر روشنی نہیں ہوگی۔ لہذا ایل ڈی اے نے فیصلہ کیا ہے کہ از سر نو اس سڑک پر کھمبے نصب کر کے ان پر سٹریٹ لائٹ مہیا کی جائے۔ یہ کام سال رواں میں مکمل ہونے کی توقع ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ سال رواں میں از سر نو بجلی کے کھمبے لگا کر پائلٹ سکول کے ساتھ والی سڑک پر سٹریٹ لائیٹ لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور یہ کام سال رواں میں مکمل ہونے کی توقع ہے۔

# تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں اراضی مالکان کو متبادل اراضی فراہم کرنے کے اقدامات

☆ 1650۔ میاں محمد اسحاق: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ایل ڈی اے نے تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم کے سلسلے میں اپروچ روڈ کی تعمیر کے لئے پرائیویٹ مالکان کی زمینیں حاصل کی ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ اپروچ روڈ کی زد میں آنے والوں میں خسرہ نمبر ۱۵۰۰ میں کھیوٹ نمبر ۳۱۵/۷۷۵ کھتونی نمبر ۷۶۶ کھاتہ نمبر ۲۱۴ کے مالک اراضی کی ۱۳ مرلے رہائشی

زمین بذریعہ ایوارڈ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۴ء حاصل کی جا چکی ہے۔
(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ خسرہ نمبر ۱۵۰۰ میں ہی مسٹر رشید احمد اور مسٹر محمد حنیف ولد خیر الدین کی علی الترتیب دس مرلے اور اڑھائی مرلے نجی زمین بھی حاصل کی گئی ہے جب کہ انہیں بالترتیب ۸ مرلے اور ۳ مرلے اراضی تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں ہی الاٹ کی جا چکی ہے۔
(د) اگر ایسا ہے تو جزو (ب) میں مندرجہ رقبہ کے حامل زمین کو ابھی تک متبادل اراضی نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت اسے کب تک متبادل اراضی الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاریخ بتائی جائے؟

**پارلیمانی سیکرٹری** (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے (ب) سوال میں صرف زمین کے کوائف دیئے گئے ہیں مالک کا نام نہیں بتایا گیا۔ ریکارڈ کے حظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال غالباً عبدالعظیم کے متعلقہ ہے۔ یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے یہ زمین حاصل کی ہوئی ہے۔
(ج) محمد حنیف ولد خیر دین خسرہ نمبر ۱۵۰۰/۱ میں ڈھائی مرلے کا مالک ہے اس کا مکان اپروچ روڈ کے درمیان آتا تھا اور ترقیاتی کام مکمل کرنے کے لئے اس مکان کو فوری طور پر ہٹا دینا ضروری تھا۔ لہذا حسب پالیسی اسے سکیم کے اندر مکان کے عوضی پلاٹ نمبر ۴۷۵ بلاک اے الاٹ کیا گیا یہ پلاٹ ۳ مرلے کا ہے اور سکیم میں سب سے چھوٹا پلاٹ ۳ مرلے کا ہی ہوتا ہے نیز اسے ملبہ کا معاوضہ بھی دیا گیا ہے۔
رشید احمد ولد جلال دین خسرہ نمبر ۱۵۰۰/۱ میں ۸ مرلے کا مالک تھا جس پر مکان تعمیر تھا۔ چونکہ اس کا مکان بھی سڑک کے درمیان تھا اس لئے اسے بھی ہٹانا ضروری تھا تاکہ سکیم کا کام رکنے نہ پائے مکان کے عوض رشید احمد ولد جلال دین کو پلاٹ نمبر ۵۷۰ اے رقبہ ۸ مرلے الاٹ کیا گیا ہے نیز ملبہ کا معاوضہ بھی دے دیا گیا ہے۔
(د) چونکہ متذکرہ سکیم میں ابھی تک بنیادی سہولیات از قسم پانی بجلی وغیرہ فراہم نہ ہوئی ہیں۔ اس لئے سردست مالکان اراضی کو پلاٹ استثنیٰ نہیں کیئے جا رہے جونہی سہولیات مہیا ہو جائیں گی جو کہ دسمبر ۱۹۸۶ء تک متوقع ہیں پلاٹ استثنیٰ کر دیئے جائیں گے۔

## تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم کے مالکان اراضی کو متبادل اراضی کی الاٹمنٹ

*1651 - میاں محمد اسحاق: کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ایل ڈی اے نے تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم کے سلسلے میں اپروچ روڈ نکالنے کی غرض سے پرائیویٹ مالکان اراضی کی زمینیں بوزیعہ ایوارڈ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۴ء حاصل کی تھیں اگر ایسا ہے تو مالکان اراضی نام کے مع ولدیت اور حاصل کردہ رقبہ مرلوں میں بتایا جائے۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ قبضہ کے وقت بعض مالکان اراضی نے مکانات تعمیر کئے ہوئے تھے۔ اور بعض نے بنیادیں بھری ہوئی تھیں اگر ایسا ہے تو ان میں سے ان مالکان اراضی کے نام بتائے جائیں جنہوں نے بنیادیں بھری ہوئی تھیں نیز انہیں کس قدر معاوضہ ادا کیا گیا ہے تفصیلاً بتایا جائے۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ حاصل کردہ اراضیات کے ان مالکوں کو جنہوں نے مکان بنا رکھے تھے متبادل اراضی الاٹ کر دی گئی ہے لیکن ان مالکان کو ابھی تک کوئی متبادل اراضی الاٹ نہیں کی گئی جنہوں نے اپنی تعمیرات صرف بنیادوں تک محدود رکھی تھیں۔ اگر ایسا ہے تو انہیں تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں کب تک متبادل اراضی الاٹ کی جا رہی ہے۔ تاریخ سے مطلع کیا جائے

**پارلیمانی سیکرٹری** (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم کے سلسلہ میں اپروچ روڈ نکالنے کی غرض سے پرائیویٹ مالکان اراضی کی زمینیں بذریعہ ایوارڈ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء حاصل کی ہیں فہرست مالکان اراضی معہ ولدیت اور رقبہ حاصل کردہ شامل کی جاتی ہیں ۔ (تتمہ الف)

(ب) یہ درست ہے کہ قبضہ کے وقت کچھ مالکان اراضی نے مکانات تعمیر کئے ہوئے تھے اور یہ بھی درست ہے کہ کچھ نے بنیادیں ہی بھری ہوئی تھیں۔ فہرست مالکان اراضی جنہوں نے بنیادیں بھری ہوئی تھیں بصورت تتمہ ب لف ہے ان میں سے دو مالکان کا معاوضہ تعمیرات حسب ضابطہ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر نے تشخیص کر دیا ہے۔ بقایا مالکان کے معاوضہ کی

تشخیص زیر کارروائی ہے۔

(ج) ایل ڈی اے کی پالیسی کے تحت جن مالکان کے مکان سکیم پلاننگ میں سڑکوں کے اندر آ جائیں ان کو فوری طور پر اٹھانے سے پیشتر تقریباً برابر رقبہ کے پلاٹ سکیم کے اندر الاٹ کیے جاتے ہیں۔ تاکہ سڑک کا کام جاری رہے۔ چونکہ بنیاد تک تعمیر باقاعدہ تعمیر شدہ مکان کے زمرہ میں نہ آتی ہے اس لئے ایسے مالکان معاوضہ جزوی تعمیر کے علاوہ حسب پالیسی پلاٹ کے حق دار ہوں گے۔ لیکن جن کی خالی زمین سکیم کے لئے حاصل کی جائے وہ برابر رقبہ پلاٹ کے حق دار نہیں ہوتے بلکہ وہ ہاؤسنگ ایکٹ کے تحت ۳۰ فیصد رقبہ کے استثنیٰ کے حق دار ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ کہ ملکیت اراضی ۱۰ مرلہ یا اس سے زائد ہو۔ چونکہ ابھی سکیم میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی مکمل نہ ہوئی ہے اور سکیم ہذا کی بابت پالیسی استثنیٰ بھی زیر غور ہے اس لئے توقع ہے کہ دسمبر ۱۹۸۶ء تک پلاٹ استثنیٰ کر دیئے جائیں گے۔

(تتمہ الف) اسمبلی سوال نمبر ۱۶۵۱

فہرست مالکان اپروچ روڈ، تاجپورہ سکیم

| نمبر شمار | نام مالک | مربع | رقبہ مرلہ | کنال |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | مساۃ حسین بی بی دختر دین محمد | 85 | 3 | 1 |
| ۲ | مساۃ غلام فاطمہ دختر دین محمد | 140 | 11 | 1 |
| ۳ | مساۃ سردار بیگم دختر دین محمد | 83 | 18 | 3 |
| ۴ | مساۃ زینب دختر دین محمد | 33 | 2 | 0 |
| ۵ | مساۃ منور سلطانہ دختر معراج دین | 220 | 12 | 0 |
| ۶ | محمد اسلم ولد پیر ماہی | 45 | 1 | 0 |
| ۷ | محمد جمیل ولد علم الدین | 71 | 0 | 0 |
| ۸ | محمد سلیم ولد علم الدین | 71 | 0 | 0 |
| ۹ | محمد اشرف ولد فقیر محمد | 0 | 3 | 0 |
| ۱۰ | محمد اسماعیل ولد محمد شفیع | 0 | 2 | 0 |
| ۱۱ | مساۃ حلیمہ بی بی زوجہ بشیر احمد | 0 | 4 | 0 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۲ | غلام دین ولد نواب دین | 113 | 5 | 0 |
| ۱۳ | فتح محمد ولد خدا بخش | 60 | 4 | 0 |
| ۱۴ | علی محمد ولد عبدالغنی | 0 | 11 | 0 |
| ۱۵ | نبی لال ولد نیاز علی | 0 | 5 | 0 |
| ۱۶ | محمد طفیل ولد برکت علی | 0 | 4 | 0 |
| ۱۷ | ریاض بیگ ولد اعظم بیگ | 112 | 6 | 0 |
| ۱۸ | مسماۃ شریفاں زوجہ رحیم بخش | 113 | 2 | 0 |
| ۱۹ | محمد ابراہیم ولد نواب دین | 113 | 3 | 0 |
| ۲۰ | محمد اشرف ولد ابراہیم | 112 | 3 | 0 |
| ۲۱ | محمد یوسف ولد محمد حسین | 0 | 3 | 0 |
| ۲۲ | شوکت علی ولد کرم الٰہی | 0 | 7 | 0 |
| ۲۳ | محمد دین ولد احمد دین | 0 | 5 | 0 |
| ۲۴ | مسماۃ معراج بیگم بیوہ محمد یوسف | 126 | 5 | 0 |
| ۲۵ | محمد یونس ولد محمد یوسف | 105 | 1 | 0 |
| ۲۶ | مسماۃ جمیلہ بیگم دختر محمد یوسف | 166 | 9 | 0 |
| ۲۷ | مسماۃ مجید بیگم دختر محمد یوسف | 166 | 9 | 0 |
| ۲۸ | سمیع الرحمن ولد فضل الرحمن | 0 | 16 | 0 |
| ۲۹ | مقصود الرحمن ولد فضل الرحمن | 0 | 16 | 0 |
| ۳۰ | محمد ریاض ولد کرم الٰہی | 112 | 6 | 0 |
| ۳۱ | ممتاز علی طارق ولد محمد اسحاق | 0 | 7 | 0 |
| ۳۲ | مسماۃ ثریا بی بی زوجہ خوشی محمد | 0 | 6 | 0 |
| ۳۳ | محمد جاوید ولد محمد اختر | 56 | 5 | 0 |
| ۳۴ | محمد عاصم ولد محمد اختر | 56 | 5 | 0 |
| ۳۵ | غلام مصطفی ولد معراج دین | 0 | 2 | 0 |
| ۳۶ | محمد رمضان ولد نور محمد | 0 | 6 | 0 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۳۷ | عبدالعظیم ولد عبداللہ | 0 | 13 | 0 |
| ۳۸ | محمد لطیف ولد فضل حسین | 0 | 6 | 0 |
| ۳۹ | حامد علی ولد روشن الدین | 0 | 4 | 0 |
| ۴۰ | مسماۃ غلام فاطمہ بیوہ فضل الدین | 0 | 1 | 0 |
| ۴۱ | محمد حنیف ولد خیال دین | 113 | 2 | 0 |
| ۴۲ | غلام حیدر ولد نواب الدین | 0 | 3 | 0 |
| ۴۳ | شمت علی ولد کرم الٰہی | 58 | 8 | 1 |
| ۴۴ | ریاض الدین ولد دین محمد | 0 | 1 | 0 |
| ۴۵ | عبدالرشید ولد شاہ دین | 163 | 5 | 0 |
| ۴۶ | انصار الدین اسلم ولد حفاظ الدین | 0 | 10 | 0 |
| ۴۷ | رشید احمد ولد جلال الدین | 0 | 8 | 0 |
| ۴۸ | عبدالغفور ولد محمد رمضان | 136 | 3 | 0 |
| ۴۹ | سجاد علی ولد مشتاق علی | 0 | 5 | 0 |
| ۵۰ | مسماۃ تسلیم کوثر زوجہ عبدالجبار | 176 | 3 | 0 |
| ۵۱ | محمد حسین ولد غلام محمد | 180 | 3 | 0 |
| ۵۲ | محمد منیر ولد محمد فاضل محمد دین ولد اللہ رکھا محمد علی۔ محبوب علی۔ پسران نتو۔ مسماۃ رشیدہ بی بی زوجہ بشارت علی۔ محمد عثمان ولد عبدالغفور۔ | 29 | 4 | 2 |
| ۵۳ | محمد ریاض ولد برکت علی | 0 | 3 | 0 |
| ۵۴ | لال دین ولد فضل الدین | 0 | 5 | 0 |
| ۵۵ | مسماۃ لطیفہ حمید زوجہ عبدالحمید | 0 | 6 | 0 |
| ۵۶ | عبدالرشید ولد دین محمد | 0 | 8 | 0 |
| ۵۷ | عبدالعزیز ولد محمد اسماعیل | 16 | 8 | 0 |
| ۵۸ | عبدالحمید ولد محمد اسماعیل | 17 | 8 | 0 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۵۹ | عبدالمجید ولد محمد اسماعیل | 38 | 6 | 0 |
| ۶۰ | مسماۃ زھرہ بیگم دختر محمد اسماعیل | 49 | 0 | 0 |
| ۶۱ | مسماۃ ممتاز بیگم دختر محمد اسماعیل | 49 | 0 | 0 |
| ۶۲ | مسماۃ سردار بیگم بیوہ محمد اسماعیل | 56 | 0 | 0 |
| ۶۳ | محمد شریف ولد محمد ابراہیم | 0 | 11 | 2 |
| ۶۴ | افتخار رسول ولد غلام حسین شاہ | 0 | 4 | 7 |
| ۶۵ | محمد خلیل۔ محمد شریف پسران محمد ابراہیم | 0 | 3 | 0 |
| ۶۶ | محمد خلیل ولد محمد ابراہیم | 112 | 1 | 0 |
| ۶۷ | محمد شریف ولد محمد ابراہیم | 113 | 1 | 0 |
| ۶۸ | محمد یوسف ولد محمد حسین | 0 | 4 | 2 |
| ۶۹ | محمد یونس ولد محمد حسین | 112 | 3 | 1 |
| ۷۰ | مسماۃ جمیل بیگم دختر محمد حسین | 0 | 1 | 0 |
| ۷۱ | معراجدین ولد فتح محمد | 0 | 8 | 0 |
| ۷۲ | غلام محمد ولد علم الدین | 0 | 3 | 0 |
| ۷۳ | محمد اسحاق ولد علم الدین | 112 | 1 | 0 |
| ۷۴ | عطا محمد ولد علم الدین | 113 | 1 | 0 |
| ۷۵ | فیروزدین ولد علم الدین | 0 | 3 | 0 |
| ۷۶ | محمد یاسین ولد نبی بخش | 0 | 5 | 0 |
| ۷۷ | مسماہ نسیم بیگم زوجہ معراجدین | 0 | 5 | 0 |
| ۷۸ | محمد مشتاق ولد محمد دین | 0 | 10 | 0 |
| ۷۹ | مسماۃ ارشاد بیگم زوجہ ایوب ربانی | 0 | 10 | 0 |
| ۸۰ | محمد غیاث ولد محمد شریف | 0 | 10 | 0 |
| ۸۱ | محمد غنی ولد اللہ لوک | 0 | 10 | 0 |
| ۸۲ | محمد شاہد غنی ولد محمد غنی | 0 | 10 | 0 |
| ۸۳ | محمد صدیق ولد لنگر خان | 0 | 4 | 0 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۸۴ | عبدالرشید ولد خدا بخش | 0 | 4 | 0 |
| ۸۵ | بشیر ولد گھیٹا | 0 | 3 | 0 |
| ۸۶ | غلام مصطفےٰ ولد ابراہیم | 0 | 14 | 144 |
| ۸۷ | غلام مرتضےٰ ولد ابراہیم | 0 | 13 | 195 |
| ۸۸ | خادم حسین ولد ابراہیم | 0 | 15 | 56 |
| ۸۹ | مسماۃ نسرین کوثر دختر ابراہیم | 0 | 7 | 140 |
| ۹۰ | مسماۃ تسلیم کوثر دختر ابراہیم | 0 | 7 | 140 |
| ۹۱ | عبدالرشید ولد گل محمد | 0 | 0 | 88 |
| ۹۲ | محمد صدیق ولد محمد عبداللہ | 0 | 0 | 87 |
| ۹۳ | محمد امین ولد محمد دین | 0 | 0 | 100 |
| ۹۴ | محمد ریاض عامر ولد دوست محمد | 0 | 0 | 75 |
| ۹۵ | تاج دین ولد شاہ محمد | 0 | 0 | 100 |
| ۹۶ | تاج بی بی زوجہ محمد صدیق | 3 | 4 | 0 |
| ۹۷ | محمد شریف ولد شفیع محمد | 0 | 2 | 141 |
| ۹۸ | مسماۃ غلام فاطمہ زوجہ غلام محمد | 0 | 0 | 21 |
| ۹۹ | محمد ابراہیم ولد کریم الدین | 0 | 0 | 21 |
| ۱۰۰ | مسماۃ زبیدہ بی بی زوجہ محمد ابراہیم | 0 | 0 | 21 |
| ۱۰۱ | محمد اکبر ولد غلام محمد | 0 | 0 | 21 |
| ۱۰۲ | محمد جمیل ولد محمد علی | 0 | 3 | 135 |
| ۱۰۳ | عطا محمد ولد محمد علی | 0 | 4 | 145 |
| ۱۰۴ | محمد خان ولد محمد علی | 0 | 4 | 45 |
| ۱۰۵ | معراجدین ولد خیر الدین | 2 | 9 | 150 |
| ۱۰۶ | محمود احمد ولد عبدالرشید | 0 | 0 | 75 |
| ۱۰۷ | معراجدین ولد بلندا | 0 | 5 | 0 |
| ۱۰۸ | محمد سعید ولد فضل الدین | 1 | 5 | 13 |
| ۱۰۹ | مسماۃ شمشاد اختر دختر احمد دین | 3 | 19 | 0 |
| ۱۱۰ | محمد بابر حسین ولد معراجدین | 0 | 2 | 18 |
| ۱۱۱ | محمد صدیق ولد حسن الدین | 0 | 8 | 0 |
| ۱۱۲ | محمد شفیق ولد چراغ دین | 0 | 14 | 135 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۱۳ | غلام فرید ولد خیر الدین | 136 | 14 | 0 |
| ۱۱۴ | محمد رفیع ولد چراغدین | 135 | 14 | 0 |
| ۱۱۵ | مسماۃ شاہ جہاں زوجہ محمد نذیر | 0 | 10 | 0 |
| ۱۱۶ | مسماۃ زینب بیگم بیوہ محمد سعید | 185 | 5 | 0 |
| ۱۱۷ | عبدالوحید ولد محمد سعید | 187 | 6 | 0 |
| ۱۱۸ | محمد صدیق ولد محمد سعید | 187 | 6 | 0 |
| ۱۱۹ | ضیاء اللہ ولد محمد سعید | 187 | 6 | 0 |
| ۱۲۰ | مسماۃ مجیدہ بیگم دختر محمد سعید | 91 | 3 | 0 |
| ۱۲۱ | مسماۃ زاہدہ پروین دختر محمد سعید | 156 | 4 | 0 |
| ۱۲۲ | مسماۃ فرحت رشید بیوہ عبدالرشید | 157 | 0 | 0 |
| ۱۲۳ | عامر رشید ولد عبدالرشید | 167 | 1 | 0 |
| ۱۲۴ | ہمارشید دختر عبدالرشید | 197 | 0 | 0 |
| ۱۲۵ | طاہر رشید ولد عبدالرشید | 167 | 1 | 0 |
| ۱۲۶ | مسماۃ نزہت رشید ولد عبدالرشید | 197 | 0 | 0 |
| ۱۲۷ | عفت رشید دختر عبدالرشید | 197 | 0 | 0 |
| ۱۲۸ | اکرام حمید ولد عبدالحمید | 183 | 0 | 0 |
| ۱۲۹ | محمد افضال احمد ولد چراغ دین | 0 | 5 | 0 |
| ۱۳۰ | محمد شہزاد ولد محمد شفیع | 0 | 6 | 0 |
| ۱۳۱ | محمد دین ولد اللہ رکھا | 150 | 1 | 0 |
| ۱۳۲ | محمد علی ولد نتھو | 150 | 1 | 0 |
| ۱۳۳ | محبوب علی ولد نتھو | 130 | 1 | 0 |
| ۱۳۴ | محمد منیر ولد محمد فاضل | 0 | 2 | 0 |
| ۱۳۵ | مسماۃ رشید بی بی زوجہ صادق علی | 0 | 5 | 0 |
| ۱۳۶ | برکت علی ولد محمد دین | 0 | 7 | 1 |
| ۱۳۷ | رحمت علی ولد محمد دین | 144 | 12 | 1 |
| ۱۳۸ | عزیز الدین ولد محمد حسین | 0 | 11 | 3 |
| ۱۳۹ | مسماۃ رشید بی بی بیوہ جان محمد | 77 | 1 | 0 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۴۰ | محمد صادق ولد رحیم بخش | 77 | 1 | 0 |
| ۱۴۱ | محمد تنویر ولد فیض محمد | 17 | 1 | 0 |
| ۱۴۲ | محمد شریف ولد محمد نذیر | 17 | 1 | 0 |
| ۱۴۳ | صادق علی ولد تاجدین | 16 | 1 | 0 |
| ۱۴۴ | محمد رفیق ولد سولا بخش | 16 | 1 | 0 |
| ۱۴۵ | محمد ارشد ولد غلام محمد | 181 | 0 | 0 |
| ۱۴۶ | محمد افضل ولد غلام محمد | 181 | 0 | 0 |
| ۱۴۷ | محمد لطیف ولد محمد شریف | 177 | 1 | 0 |
| ۱۴۸ | محمد یونس ولد محمد رمضان | 16 | 1 | 0 |
| ۱۴۹ | محمد اسماعیل ولد نذیر | 169 | 0 | 0 |
| ۱۵۰ | محمد دین ولد اللہ دتہ | 168 | 0 | 0 |
| ۱۵۱ | محمد اسماعیل ولد اللہ دتہ | 169 | 0 | 0 |
| ۱۵۲ | چراغ دین ولد اللہ دتہ | 169 | 0 | 0 |
| ۱۵۳ | عزیز الدین ولد محمد ابراہیم | 0 | 1 | 0 |
| ۱۵۴ | حاکم علی | 135 | 5 | 0 |
| ۱۵۵ | رشید | 0 | 4 | 0 |

## (تتمہ الف)

## فہرست مالکان اپروچ روڈ، فتح گڑھ جنکی تعمیرات بنیادوں تک تھیں

| نام معہ لحوال | رقبہ | کیفیت |
|---|---|---|
| مسماۃ ارشاد بیگم زوجہ ایوب ربانی | ۰-۱۰-۰ | ایوارڈ زیر کارروائی ہے |
| محمد غنی ولد اللہ لوک | ۰-۱۰-۰ | ایوارڈ زیر کارروائی ہے |
| شاہد غنی ولد محمد غنی | ۰-۱۰-۰ | ایوارڈ زیر کارروائی ہے |
| محمد جاوید ولد محمد اختر | ۰-۵-۵۶ | ایوارڈ زیر کارروائی ہے |
| محمد عاصم ولد محمد اختر | ۰-۵-۵۶ | ایوارڈ زیر کارروائی ہے |
| محمد منیر ولد محمد فاضل | ۰-۷-۰ | ایوارڈ زیر کارروائی ہے |
| محمد ابراہیم ولد نوابدین | ۰-۳-۱۱۳ | معاوضہ مبلغ ۳۴/۵۰ ۷ روپے منظور ہو چکا ہے۔ |

## لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جانب سے متبادل پلاٹ کی فراہمی

☆ **1679**۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ خسرہ نمبر ۲۰۹۷۶/۹۳۸۴ رقبہ موضع اچھرہ لاہور میں اراضی تعدادی دس مرلے دو سو فٹ بذریعہ رجسٹری نمبر ۶۸۲۰ بہی نمبر ۱ جلد نمبر ۳۷۴۶ صفحہ نمبر ۳۶۷/۳۷۰ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء کو مسٹر محمد صادق ولد خیر دین ساکن ۸۶ مزنگ لاہور نے مسٹر محمد ظفر راہی سے خرید کی تھی۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ مسٹر محمد صادق مسٹر خالد محمود ساکن مکان نمبر ۷ گلی نمبر ۹ موہنی روڈ لاہور کا مختار عام ہے جو کہ ۱۶۰۰ ایکڑ سکیم کے سلسلے میں زیر آمد آچکی ہے۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ اراضی باقاعدہ انتقال شدہ ہے اور اس کا انتقال نمبر ۱۹۷۷۶ درج ہو کر مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۱ء کو منظور ہو چکا ہے لیکن ایل ڈی اے کے ایوارڈ میں اصل خریدار کا نام درج نہیں کیا گیا جس کے جواب میں سپرنٹنڈنٹ ٹربیونل ایل ڈی اے کے پاس اپیل دائر کی گئی اور مورخہ ۸ مئی ۱۹۸۴ء کو سائل کے حق میں فیصلہ دیا جا چکا ہے۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ سائل نے فیصلہ کی نقل کے ہمراہ متبادل اراضی کے حصول کے لئے درخواست گزاری لیکن عرصہ دو سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک کی جانے والی کارروائی سے مطلع نہیں کیا۔

(ھ) آیا یہ امر واقع ہے کہ جزو (الف) میں مذکورہ مالک اراضی نے بذریعہ ڈائری نمبر ۶۸۲۰ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۸۵ء کو کلکٹر لینڈ ایکوزیشن ایل ڈی اے کو درخواست گزاری تھی۔ اگر ایسا ہے تو اس درخواست پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(و) آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ مالک اراضی نے گورنر پنجاب کی خدمات میں متبادل اراضی کے

لئے درخواست گزاری جس کے جواب میں بذریعہ نمبر ۴۲۶/۸۵ اے سی اے مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۸۵ء کو یہ درخواست ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کو روانہ کی گئی اور ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے نے یہ درخواست ڈائریکٹر لینڈ ڈویلپمنٹ کو بذریعہ ڈائری نمبر ۲۰۳۲ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۵ء روانہ کر دی۔

(ز) آیا یہ امر واقع ہے کہ متبادل پلاٹ کی فائل ایل ڈی اے کی ایگزیمیشن برانچ میں التواء میں پڑی ہوئی ہے اگر ایسا ہے تو اب تک کی کارروائی سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

(ح) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت خالد محمود خریدار اراضی کو کب تک متبادل پلاٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو تفصیلاً وجہ بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے

(ب) مسٹر خالد محمود نے درخواست منجانب محمد صادق پر بطور مختار عام دستخط کئے ہیں مگر کوئی مختار نامہ پیش نہ کیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے

(د) محمد صادق کی درخواست دستیاب نہ تھی لہذا ڈائری نمبر کی تصدیق کرائی گئی نیز اصل مالک اراضی (بائعہ) محمد ظفر راہی سالم اراضی کا معاوضہ لے گیا کیونکہ محمد صادق نے اراضی سال ۱۹۶۳ء میں خریدنے کے باوجود ۲۳ دسمبر ۱۹۸۱ء سے پہلے داخل خارج منظور نہ کرایا۔ اس تنازعہ کی وجہ سے تاخیر ہوئی اب مورخہ ۷ اگست ۱۹۸۶ء کو محمد صادق کی ۱۰-۱۰۰ (۱۰ مرلہ ۱۰۰ مربع فٹ) اراضی کے عوض ۷ مرلہ کا پلاٹ الاٹمنٹ ہو چکا ہے۔

(ھ) ایضاً

(ر) یہ درست ہے۔

(ز) محمد صادق کو ۷ مرلہ کا پلاٹ استثنی ہو چکا ہے۔

(ح) خریدار اراضی محمد صادق ہے جسے پلاٹ استثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

# فیصل آباد حلقہ نمبر ۱۷ میں نکاسی آب کے لئے سیور پائپ لائنوں کی فراہمی

☆ **1703**۔ سید طاہر احمد شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے اپنے قیام کے بعد سے اب تک گندے پانی کے نکاس کے لئے فیصل آباد شہر کے صوبائی حلقہ نمبر ۱۷ میں واقع آبادیوں، کالونیوں، محلوں اور گلیوں میں مکمل طور پر سیور پائپ لائنیں نہیں بچھائی ہیں۔ جس کی وجہ سے مذکورہ علاقوں سے گندے پانی کا نکاس نہ ہونے کی وجہ سے عوام بہت دشواریوں میں مبتلا ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایف ڈی اے کو احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ مذکورہ حلقہ کے جن جن علاقہ جات میں ابھی تک سیور پائپ لائنیں بچھانے کی منصوبہ بندی نہیں کی گئی ہے وہاں فوری طور پر گندے پانی کے نکاس کے لئے سیور پائپ لائن بچھائے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے صوبائی حلقہ نمبر ۱۷ میں مکمل طور پر سیور لائنیں نہیں بچھائی۔ کیونکہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ ۱۹۷۸ء میں قائم ہوا تو اس وقت ایک منصوبہ برائے نکاسی آب (مختصر مدت کا منصوبہ) زیر تکمیل تھا۔ جس میں صوبائی حلقہ ۱۷ کی کوئی بھی آبادی شامل نہیں تھی۔ پھر ترقیاتی ادارہ نے ایک عظیم تر فیصل آباد کا منصوبہ برائے نکاسی آب حکومت سے منظور کروایا۔ جس پر کام جاری ہے اور اس منصوبہ میں صوبائی حلقہ نمبر ۱۷ کے لئے سیور کی سہولتیں رکھی گئیں تھیں جو کچھ تو مکمل ہو چکی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

| نام محلہ جات | پی سی میں رکھی گئی گنجائش | ۸۶-۹-۳۰ تک لگائی گئی سیور لائنیں | بقایا کام سیور |
|---|---|---|---|
| رضا آباد | ۱۱۳۹۰ میٹر | ۸۰۲ میٹر | ۱۰۵۸۸ میٹر |
| مدن پورہ | ۸۳۱ میٹر | ۳۸۸ میٹر | ۴۴۳ میٹر |
| قائم پورہ | - | ۷۸۵ میٹر | - |
| محمد پورہ | - | ۷۰۰ میٹر | - |
| گوبند پورہ | - | ۷۲۴ میٹر | - |
| پرتاب نگر | ۳۰۰ میٹر | ۵۲۶ میٹر | - |
| ایوب کالونی | - | ۱۵۰ میٹر | - |
| جناح کالونی | ۲۳۹۲ میٹر | ۲۳۹۲ میٹر | - |
| گلبرگ کالونی | - | ۱۸۳ میٹر | - |
| ۲۷۹/ر ب | ۴۱۵۸ میٹر | ۴۱۵۸ میٹر | - |
| اے بی سی سینما | | | |
| افغان آباد | - | ۶۵۰ میٹر | - |
| پنج پیر | ۸۳۰ میٹر | ۸۳۰ میٹر | - |
| گورونانک پورہ | - | ۱۳۷ میٹر | - |
| لکڑ منڈی | ۷۸۰ میٹر | ۹۲۱ میٹر | - |
| کل تعداد | ۲۰۶۸۱ میٹر | ۱۳۲۴۶ میٹر | ۱۱۰۳۱ میٹر |

(ب) جزو (الف) میں وہ تمام تفصیل بتا دی گئیں ہیں جن کے تحت صوبائی حلقہ نمبر ۷۱ میں سیور لائنیں لگائی جائیں گی۔

عظیم تر فیصل آباد منصوبہ برائے فراہمی و نکاسی آب کے تحت صوبائی حلقہ نمبر ۷۱ میں جو بھی سیور لائنیں رکھی گئیں ہیں۔ ان میں سے اکثر مکمل ہو چکی ہیں بقایا سیور کا کام بھی انشاء اللہ جلد مکمل ہو جائے گا کیونکہ برانچ سیور ۴- ایس پی اور ۴- ایس سی کے تحت ٹینڈر ہو چکے ہیں اور کام ٹھیکیداروں کو الاٹ ہو چکا ہے اور کام تیزی سے جاری ہے۔

# فیصل آباد شہر میں صوبائی حلقہ نمبر ۷۱ میں پینے کے پانی کی فراہمی

☆ 1704۔ سید طاہر احمد شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) فیصل آباد شہر میں صوبائی حلقہ نمبر ۷۱ کے علاقہ میں فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے قیام سے قبل کن کن محلوں اور گلیوں میں پینے کے پانی کی سہولتیں میسر تھیں۔

(ب) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے قیام کے بعد اب تک مذکورہ حلقہ میں کن کن آبادیوں، محلوں اور گلیوں میں ادارہ ہذا نے مکینوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے پائپ لائنیں بچھا کر میٹھا پانی سپلائی کرنے کی سہولتیں فراہمی کی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے اپنے قیام کے بعد سے اب تک بہت کم علاقوں یا آبادیوں کے مکینوں کی ضروریات کے مطابق میٹھے پینے کا پانی کی سپلائی کے لئے منصوبہ جات بنا کر عمل در آمد کیا ہے جو کہ صوبائی اسمبلی کے حلقہ نمبر ۷۱ میں واقع ہیں۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کو یہ احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ وہ فوری طور پر علاقہ ہذا کے مکینوں کو ان کے دیرینہ اور جائز مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے ان کو میٹھے پانی کی سپلائی کا بندوبست کرے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) قیام فیصل آباد ترقیاتی ادارہ سے قبل صوبائی حلقہ نمبر ۷۱ میں محلہ دھوبی گھاٹ، گورونانک پورہ، گلبرگ کالونی، ناظم آباد، ہرچرن پورہ، وغیرہ میں پینے کا میٹھا پانی میسر تھا۔ مگر یہ پانی جن پائپ لائنوں سے گزرتا تھا وہ بہت پرانی اور بوسیدہ تھیں۔ ان میں سے کچھ پانی کا قطر ۲ 1/ انچ تھا۔ جس کی وجہ سے پانی کے پریشر میں رکاوٹ آتی تھی۔ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے تمام شہر کی ان بوسیدہ اور کم سائز کی پرانی لائنوں کو تبدیل کر دیا۔ اور صوبائی حلقہ نمبر ۷۱ میں تقریباً

تمام وہ آبادیاں جن میں یہ پرانی لائنیں تھی۔ ان کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب وہاں ۳ انچ قطر کی اے سی پائپ لائنیں لگائی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل نیچے درج ہے۔

(ب) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے اپنے قیام کے بعد حلقہ نمبر ۱۷ پی پی میں جن علاقہ جات میں پینے کا میٹھا پانی فراہم کیا ہے وہ یہ ہیں۔

رضا آباد، مدن پورہ، عوامی کالونی، محمد پورہ، گوبند پور، پرتاب نگر، جناح کالونی، چک نمبر ۲۷۹/ر ب / گلبرگ کالونی، افغان آباد، پنج پیر، گورونانک پورہ، ہرچرن پورہ، ناظم آباد

(ج) فیصل آباد ترقیاتی ادارے فیصل آباد کی تمام آبادیوں کے لئے میٹھے پانی کی فراہمی کے لئے منصوبہ جات جو (مختصر مدت کا منصوبہ اور عظیم تر فیصل آباد کا منصوبہ برائے فراہمی و نکاسی آب عمل در آمد کیا ہے۔ مگر حلقہ نمبر ۱۷ پی پی میں جو پائپ لائنیں ان منصوبہ جات کے ذریعہ سے لگائی گئیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

| نام محلہ جات | پی سی میں رکھی گئی گنجائش | ۸۶-۹-۳۰ تک لگائی گئی لائنیں | بقایا کام |
|---|---|---|---|
| رضا آباد | ۱۵۳۷۹ میٹر | ۲۲۴۶ میٹر | ۱۳۸۵۲ میٹر |
| مدن پورہ | ۶۱۳ میٹر | ۷۳۸ میٹر | - |
| عوامی کالونی | - | ۱۱۸۸ میٹر | - |
| محمد پورہ | ۳۸۷۲ میٹر | ۴۲۳۸ میٹر | - |
| گوبند پورہ | ۲۰۴۳ میٹر | ۲۰۴۳ میٹر | - |
| پرتاب نگر | ۳۱۶۸ میٹر | ۱۲۳۶ میٹر | ۲۸۵۶ میٹر |
| جناح کالونی | ۲۶۳۱ میٹر | ۲۶۳۱ میٹر | - |
| چک نمبر ۲۷۹/ر ب | ۱۷۴۱ میٹر | ۱۷۴۱ میٹر | - |
| گلبرگ کالونی | ۵۸۷۴ میٹر | ۶۴۷۰ میٹر | - |
| افغان آباد | ۱۱۹۴۰ میٹر | ۱۱۹۴۰ میٹر | - |
| پنج پیر | ۴۴۵ میٹر | ۷۸۰ میٹر | - |

| | | | |
|---|---|---|---|
| گورونانک پورہ | ۲۰۶۷ میٹر | ۲۵۸۲ میٹر | - |
| ہر چرن پورہ | ۴۰۲۰ میٹر | ۵۴۱۷ میٹر | - |
| ناظم آباد | ۶۳۱۵ میٹر | ۶۳۱۵ میٹر | - |
| کل لمبائی | ۶۰۱۴۸ میٹر | ۴۹۵۶۵ میٹر | ۱۶۷۰۸ میٹر |

(د) عظیم تر فیصل آباد کے تحت جو کام بقایا ہے۔ اسے بھی جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے کام ہو رہا ہے۔ پینے کا میٹھا پانی عظیم تر فیصل آباد کے تحت چنیوٹ کے قریب سے لایا جائے گا۔ جس کے لئے بڑی پائپ لائنیں لگائی جا رہی ہیں۔ یہ منصوبہ ۱۹۸۹ء تک مکمل ہو جائے گا تو سارے فیصل آباد شہر کے ساتھ ساتھ صوبائی حلقہ نمبر ۱۷ میں بھی پینے کا میٹھا پانی وافر مقدار میں میسر ہو گا۔

## واٹر سپلائی سکیم پھلروان کے اجراء میں تاخیر کی وجوہات

☆ **1774۔ جناب محمد خاں جسپال:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ پھلروان کی واٹر سپلائی سکیم تقریباً ایک سال سے زائد عرصہ سے تیار پڑی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم کے لئے بجلی کی لائن لگ چکی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو متذکرہ لائن کس تاریخ کو مکمل ہوئی اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اتنے طویل عرصہ کے گزر جانے اور اتنی کثیر رقم خرچ کرنے کے باوجود

ابھی تک واٹر سپلائی مذکور کے لئے کنکشن بجلی نہیں دیا گیا ہے اگر یہ درست ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سکیم ایک سال سے زائد عرصے سے تیار پڑی۔ البتہ یہ سکیم جون ۱۹۸۶ء میں مکمل ہوئی اور اس پر ۲۸ لاکھ ۴۲ ہزار روپے لاگت آئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بجلی کی لائن لگ چکی ہے اور یہ جون ۱۹۸۶ء میں مکمل ہوئی۔ بجلی کی لائن پر ۳۴۰۰ے روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ سکیم جون ۱۹۸۶ء میں مکمل ہوئی ہے۔ اب صرف بجلی کا کنکشن باقی رہتا ہے بجلی تنصیبات کا معائنہ الیکٹرک انسپکٹر گورنمنٹ آف پنجاب فیصل آباد ریجن کے عملہ نے ستمبر ۱۹۸۶ء میں کیا ہے۔ ان کی رپورٹ وصول ہونے پر واپڈا سے کنکشن حاصل کر کے پانی کی ترسیل شروع کر دی جائے گی۔

## وحدت کالونی ٹیکسلا ہاؤسنگ سکیم کے الاٹیوں کے مالکانہ حقوق

☆ 1883۔ جناب غلام سرور خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) وحدت کالونی ٹیکسلا جو کہ حکومت کی کم آمدن ہاؤسنگ سکیم ہے کے الاٹیوں کو کب مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کم آمدن ہاؤسنگ سکیم ٹیکسلا کے ترقیاتی چارجز کی شرح میں دو گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ رہائشی سکیم کی بنیادی ضروریاتِ

زندگی کی سہولتیں مذکورہ بالا ترقیاتی چارجز میں سے ہی فراہم کی جارہی ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)**

(الف) چونکہ کم آمدنی ہاؤسنگ سکیم ٹیکسلا کی قیمت پلاٹ ابھی تک حتمی طور پر مقرر نہیں ہوئی ہے۔ لہذا مالکانہ حقوق نہیں دیئے جا رہے۔ حتمی قیمت پلاٹ مقرر ہو جانے کے بعد مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے۔

(ب) جی ہاں کم آمدن ہاؤسنگ سکیم ٹیکسلا کے ترقیاتی چارجز کی شرح میں تقریباً دو گنا اضافہ کیا جا رہا ہے متذکرہ سکیم جولائی ۱۹۷۵ء میں ۷۷-۴۵ لاکھ کی منظور کی گئی تھی اس وقت محکمہ کے پاس زمین کا قبضہ نہیں تھا بعد ازاں زمین کا قبضہ لینے کے بعد موقعہ کے مطابق سکیم کا نقشہ تیار کیا گیا۔ اور ترقیاتی کام شروع کر دیئے گئے۔ اس دوران مزدوری اور اشیاء قیمتوں میں اضافہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے سکیم فروری ۱۹۸۲ء میں ۳۵-۶۷ لاکھ کی دوبارہ منظوری لی گئی سکیم میں ترقیاتی کام مکمل کئے جا چکے ہیں۔ اور پالیسی کے مطابق سکیم کی نگہداشت کے لئے کمیٹی کو منتقل کرنا تھی لیکن وسائل محدود ہونے کی بنا پر کمیٹی نے لینے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے سکیم کی منظوری دوبارہ لی جارہی ہے اور اس میں پانچ سال کے لئے Maintenance Charges شامل کئے جا رہے ہیں۔ اور عوام کے مطالبہ سے ایک ٹیوب ویل بھی نصب کیا جا رہا ہے۔ اس سکیم کی منظوری حکومت کے زیر غور ہے۔ اور اس کا نظر ثانی شدہ تخمینہ ۹۹-۸۸ لاکھ ہے۔

(ج) جی ہاں متذکرہ رہائشی سکیم میں بنیادی ضروریات زندگی کی سہولتیں مذکورہ ترقیاتی چارجز میں سے فراہم کی جارہی ہیں۔

## پی پی ۱۶۲ کے چکوک میں نکاسی آب کا انتظام

☆ **1948**۔ حاجی ملک سکندر حیات خان بوسن: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) میرے حلقہ پی پی ۱۶۲ میں ایسے چکوک کی تعداد کیا ہے جن میں نکاسی آب کا انتظام نہیں

ہے۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ چکوک میں نکاسی آب کا انتظام کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) حلقہ نمبر ۱۶۲ پی پی کے ۹۷ میں سے ۹۰ چکوک میں نکاسی آب کا انتظام نہیں ہے۔

(ب) جملہ دیہات کو یہ سہولت پہنچانے کے لئے بہت زیادہ مالی وسائل درکار ہیں تاہم حکومت نے موجودہ وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ چار سال ۱۹۹۰ء تک ۲۰ فیصد آبادی کو نکاسی آب کی سہولت مرحلہ وار پہنچانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ مزید وسائل کی فراہمی پر ہی بقایا دیہات کو یہ سہولت پہنچائی جاسکے گی۔

اس سال ۴ عدد چکوک (۱) ۱۵/۹۹- ایل (۲) ۱۵/۱۰۲- ایل (۳) ۱۵/۱۲۸- ایل (۴) ۱۵/۱۲۹- ایل کو یہ سہولت بہم پہنچائی جارہی ہے۔ جب کہ مالی سال گذشتہ میں ۳ چکوک (۱) ۱۵/۶۷- ایل (۲) ۱۵/۱۰۵- ایل (۳) ۱۵/۱۲۵- ایل- اس سے مستفید ہو چکے ہیں۔

## بند روڈ لاہور کے ساتھ بہنے والے گندے نالے پر چھت کی تعمیر

☆ 1951۔ حاجی جمشید عباس تہیم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــــ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم بند روڈ لاہور کے ساتھ ساتھ بہنے والا گندہ نالہ (میاں میر ڈرین) اس کے کنارے آباد مکینوں کے لئے بدبو اور جانی و مالی حادثات کا باعث ہونے کے علاوہ اس سکیم کی خوبصورتی کے لئے بدنما داغ بنا ہوا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات ہے تو کیا حکومت گلشن راوی پل سے بند روڈ لاہور تک متذکرہ گندے نالے کو ڈھانپنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات

ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم بند روڈ کے ساتھ بہنے والا گندا نالہ بد بو کا باعث بھی بنتا ہے لیکن یہ درست نہیں کہ یہ حادثات کا باعث بھی بنتا ہے کیونکہ اس کے کنارے اونچے ہیں اور پھر یہ نالہ قیام پاکستان سے پہلے ہی اسی راستہ سے گزر رہا ہے۔ یہ نالہ چھاؤنی سے شروع ہو کر گلبرگ، شادمان، رسول پارک، سمن آباد، نوناریاں اور گلشن راوی سے گزرتا ہے۔ نالہ چونکہ گلشن راوی کی آخری حد پر ہے لہذا یہ سکیم کی خوبصورتی میں حائل نہیں۔

(ب) اس نالے کو ڈھانپنے کی سفارش نہیں کی جا سکتی وہ اس لئے کہ اس کو ڈھانپنے کا تخمینہ کروڑوں سے تجاوز کر جائے گا اور اس کی صفائی بھی ناممکن ہو جائے گی جس سے زیادہ تعفن پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اس طرح برساتی پانی کے اخراج میں بھی رکاوٹ کا باعث ہو گا۔

## ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین سے سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی کے لئے موزنیت

☆ 1972۔ **جناب سرفراز نواز:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چیف انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ لاہور کی چٹھی نمبری ۶۴/۸۳/۹۲ ای ایس ۱۰۱ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۸۴ء کے تحت ڈرافٹسمین سے ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی پانے کے لئے کم از کم دو سالہ ڈرافٹسمین کورس یا اوورسیئر کورس کا کوالیفائیڈ ہونا ضروری ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مندرجہ بالا چٹھی کی روشنی میں ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین سے سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدے پر ترقی پانے کے لئے بھی دو سالہ ڈرافٹسمین

شپ کورس یا اوور سیئر کورس کا کوالیفائیڈ ہونا ضروری ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) چیف انجینئر (ساوتھ) کا دفتر ۱۹۸۵ء-۸-۷ سے معرض وجود میں آیا ہے لہذا اپریل ۱۹۸۴ء کا خط چیف انجینئر (نارتھ) کے پاس ہو سکتا ہے۔ سروس رولز ۱۹۸۴ء کے تحت ترقی کے لئے درجہ ذیل شرط کا ہونا ضروری ہے۔

"BY promotion on the basis of seniority cum fitness from amongst the Draftsmen in the functional unit who are 2 years Diploma holders with at least five years services as such.

(ب) جی ہاں حکومت کے منظور شدہ سرکاری، تکنیکی ادارہ سے کم از کم دو سالہ کورس ضروری ہے جو بنیادی قابلیت ہے۔ سروس رولز ۱۹۸۴ء کے تحت ترقی کے لئے مندرجہ ذیل شرط ضروری ہے۔

"By promotion on the basis of seniority cum fitness from amongst Divisonal Head Draftsmen in the functional unit with at least 3 years service as such."

## رہائشی سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

☆ **1994**۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) یکم مارچ ۱۹۸۵ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء گورنر نے کن اراکین اسمبلی اور عوام الناس کو صوبہ کی رہائشی سکیموں (بشمول ایل ڈی اے، ایف ڈی اے، اور ایم ڈی اے) میں پلاٹ الاٹ کئے پلاٹ حاصل کرنے والے افراد کے نام پتے اور پلاٹوں کا رقبہ کیا ہے۔

(ب) یکم جنوری ۱۹۸۶ء تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء میں وزیر اعلیٰ نے کن اراکین اسمبلی اور عوام الناس

کو صوبہ کی رہائشی سکیموں (بشمول ایل ڈی اے، ایف ڈی اے اور ایم ڈی اے) میں پلاٹ الاٹ کئے پلاٹ حاصل کرنے والے افراد کے نام پتے اور پلاٹوں کا رقبہ کیا ہے۔

(ج) جز ہائے (الف) اور (ب) بالا میں جن پلاٹوں کے بارے میں پوچھا گیا ہے ان کے الاٹیوں سے ان کی کس قدر قیمت وصول کی گئی اور ان پلاٹوں کی موجودہ بازاری قیمت کیا ہے

(د) گورنر اور وزیر اعلیٰ کو متذکرہ پلاٹ الاٹ کرنے کا اختیار کس قانون کے تحت حاصل تھا تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) مطلوبہ معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ایضاً

(ج) جزو ہذا کا جواب جزو (الف) اور جزو (ب) میں مہیا کر دیا گیا ہے۔

(د) مارشل لا ہدایات نمبر ۲۳ کے تحت گورنر اپنے مختص کوٹہ میں الاٹمنٹ کرنے کے مجاز تھے۔

اب وزیر اعلیٰ چیف ایگزیکٹو پنجاب ہونے کی حیثیت سے با اختیار ہیں۔

سوال نمبر 1994 کی تفصیل صفحہ نمبر 520 پر ملاحظہ فرمائیں۔

## مدنی سٹریٹ میں پینے کے پانی کے لئے سیمنٹ کے پائپوں کی تنصیب

☆ 1996۔ **میاں فضل حق:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ واسا نے مدنی سٹریٹ مسلم پارک غنی کالونی لاہور میں پینے کے پانی کے لئے سیمنٹ پائپ کی منظوری کے باوجود پی وی سی پائپ ڈال دیا ہے جو عرصہ دو سال میں دو دفعہ کریک ہو چکا ہے جس سے اس گلی کے مکینوں کو پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مدنی سٹریٹ میں پینے کے پانی کے پی وی سی پائپ کی بجائے سیمنٹ پائپ ڈالنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی

کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے کہ واسا نے مدنی سٹریٹ کے پائپ کی منظوری کے باوجود پی وی سی کے پائپ ڈال دیئے ہیں ان آبادیوں کے تخمینے میں پی وی سی پائپ ہی تجویز کیا گیا تھا اور اس کے مطابق موقع پر کام کروایا گیا۔ پائپ ہذا کی سپلائی واسا سٹور سے کی گئی تھی۔ ان علاقوں میں جو پی وی سی پائپ استعمال کیا گیا ہے وہ بین الاقوامی معیار کے مطابق ہے۔ بیرونی ممالک میں پی وی سی پائپ کو سیمنٹ اے سی پر ترجیح دی جا رہی ہے پائپ میں لیکیج یا ٹوٹ پھوٹ کی وجوہات مختلف ہوتی ہے مثلاً پائپ میں پانی کا زیادہ دباؤ یا زیادہ وزنی چیز کا پائپ کے عین اوپر سے گزرنا، نیا کنکشن لگانے میں کوتاہی وغیرہ

(ب) کیونکہ جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے اس لئے نیا پائپ لگانے کی ضرورت نہیں ہے علاقہ ہذا کی رفاہی کمیٹی نے بھی پائپ کی درستگی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار اثبات میں کیا ہے۔

## گلشن راوی سکیم میں اضافی ٹیوب ویل لگانے کے لئے اقدامات

☆ **1997**۔ میاں فضل حق: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم اور گندے نالے میاں میر ڈرین پر نئے تعمیر شدہ پل کے پاس گلشن راوی سکیم میں واسا نے کچھ عرصہ قبل ٹیوب ویل نصب کیا تھا۔ جس سے شیرا کوٹ نگینہ کالونی نیو مسلم پارک، حسین پارک۔ غنی کالونی کے مکینوں کو پینے کا پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جزو (الف) میں مندرجہ آبادیوں میں سو گنا اضافہ ہونے کی وجہ سے پینے

کے پانی کی سپلائی میں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ آبادیوں کے مکینوں کو پانی کی سپلائی کے لئے مزید ایک اور ٹیوب ویل لگانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم میں جی بلاک نزد میاں میر ڈرین پر ایک ٹیوب ویل عرصہ چار سال سے چل رہا ہے۔ اس ٹیوب ویل سے گلشن راوی سکیم کے علاوہ نگینہ کالونی شیرا کوٹ نیو مسلم پارک اور حسین پارک غنی کالونی کو بھی پانی مہیا کیا جاتا ہے اور تمام سلسلے کو ایک بڑے پائپ کے ذریعے منسلک کر دیا گیا ہے تاکہ کسی علاقہ میں پانی کی کمی واقع نہ ہو۔ گرمیوں کے موسم میں بجلی فیل ہونے کی صورت میں یا ٹیوب ویل (مندرجہ بالا) میں خرابی کی وجہ سے پانی کی وقتی طور پر کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ابھی تک علاقہ ہذا میں پانی کی کمی کے متعلق شکایات موصول نہیں ہوئیں۔

(ب) مندرجہ بالا آبادیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ علاقہ ہذا میں پانی کی ترسیل کا زیر زمین سلسلہ آپس میں بذریعہ ٹیوب منسلک ہے۔ اس لئے پانی کی کمی واقع نہیں ہوئی۔

(ج) علاقہ ہذا میں نیا ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تک پانی کی کمی محسوس نہیں کی گئی۔

## ایف ڈی اے کی سکیموں میں رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆ 2000۔ سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ترقیاتی ادارہ فیصل آباد نے شہریوں کے مختلف طبقات کو پلاٹ

مہیا کرنے کے لئے جامع سکیمیں تیار کی ہیں۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ نیلام کے ذریعہ پلاٹوں کی فروخت مالکان کو الاٹمنٹ یا مخصوص طبقات کو الاٹمنٹ کے لئے ہر سکیم میں پلاٹوں کی ایک تعداد متعین کی گئی تھی اگر ایسا ہے تو ازراہ کرم ایسی سکیموں کی تفصیلات مہیا کی جائیں۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ۱۹۸۵ء کے دوران گورنر نے مختلف اشخاص کو متعدد پلاٹ الاٹ کر دیئے اگر ایسا ہے تو ازراہ کرم ایسے الاٹیوں کے نام مع رقبہ اور قیمت کی تفصیلات مہیا کی جائیں جو کہ ایسے الاٹیوں کو ادا کرنا پڑی نیز ان پلاٹوں کی مالیت اور قیمت بھی بتائی جائے جس پر انہیں بذریعہ نیلام عام فروخت کیا گیا۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ یکم جولائی ۱۹۸۵ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک وزیر اعلیٰ نے مختلف اشخاص کو متعدد پلاٹ الاٹ کئے ہیں اگر ایسا ہے تو ایسے الاٹیوں کے نام مع رقبہ اور قیمت کی تفصیلات مہیا کی جائیں جو ایسے الاٹیوں کو ادا کرنی پڑی۔ نیز ایسے ہی پلاٹوں کی مالیت اور وہ قیمت بھی بتائی جائے جس پر انہیں نیلام عام میں فروخت کیا گیا۔

(ہ) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنر یا وزیر اعلیٰ کے الاٹ کردہ پلاٹوں کی قیمت بازاری یا نیلامی قیمت سے کہیں کم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) درست ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل سکیموں میں مارشل لاء ضابطہ نمبر ۲۳ کے تحت مخصوص طبقات کو الاٹمنٹ کے لئے پلاٹوں کی ایک تعداد متعین کی گئی تھی۔

۱۔ اسلام نگر ۲۔ دو سو بارہ پلاٹ ۳۱۔ گلستان کالونی نمبر ۱۔ ۴۔ گلستان کالونی نمبر ۲ ۵۔ ملت ٹاؤن ۶۔ مدینہ ٹاؤن ۷۔ گلفشاں کالونی۔ مارشل لاء ضابطہ نمبر ۲۳ کی نقل تتمہ "الف" پر برائے ملاحظہ لف ہے۔

(ج) فہرست تتمہ "ب" پر لف ہے۔

(د) فہرست تتمہ "ج" پر لف ہے۔

(ہ) درست ہے۔

## HQ MLA ZONE 'A'
## XL INSTRUCTION NO. 23 DATED 17 AUGUST 1977
## BY
## Lieut General Mohammad Iqbal Khan. S. By. MARTIAL LAW ADMINISTRATOR PUNJAB ZONE 'A'

1. Consequent to the issue of ML instruction No. 10 dated 19 July, a number of ML irregularities in the allotment of plots have been brought to the notice of MLA Punjab Zone. 'A'. After detailed investigations, the Martial law Administration Punjab Zone A has decided to cancel all allotment of plots made by any Government agency/ autonomous body from 1 July 1977 for the following areas:-

a: All Housing schemes of Lahore Development Authority.

b: Housing plots on Municipal land.

c: Housing plots on Nazool/state land.

d: Housing plots alloted by Housing and physical planning Department.

2. The above cancellation is not applicable to plots sold by auction. The applications of cancelled plots will remain alive and further allotment will be regulated on the policy given in this Martial Law Instructions.

**ALLOTMENT PERCENTAGE**

3. All plots of one kanal and two kanals will be allotted

as under. No. plot shall be of more than two kanals in any of the housing schemes in the province.

a. 65 percent by auction.
b. 15 percent to government servants including employees of autonomous and semi autonomous bodies.
c. 10 percent for professionals including men of letters, sportsmen, Journalists, Artists, Poets, Authors etc.
d. 4 percent for Lawyers.
e. 1 percent for judges of superior courts.
i. 5 percent for defence service personnel.

4. For plots of less than one kanal size, the allotment will be as under:-

a. 75 percent to general public earning Rs. 1,000 or less per month by ballot.
b. 15 percent to government servants of grade.
16 and bellow including employees of autonomous and semi-antonomous bodies.
c. 5 percent to defence service personnel equivalent of grade 16 and below.
d. 5 percent to Industrial labour, by ballot.

**AUTHORISATION**

5. Government servants will be allowed plots as follows:-

a. Grade 1-7 3 or 5 Marlas
b. Grade 8-16 10 Marlas
c. Grade 17-18 1 Kanal
d. Grade 19 & above 1-2 Kanal

6. Maximum of one plot will be allotted to all allottees. In case wife or dependent children have a plot of land, the husband/father will not be eligible for allotment of plot and vice/versa.

7. For the purpose of allotment to the government servants, Housing and physical planning Dempartment will maintain a waiting list for all grades of Government Allotment will be based on mark system which will count length of service, efficiency, service in field and any other cases etc.

**ELIGIBILITY**

8. Following will be eligible for allotment of plots.

a. Government employees having a minimun 15 years' service.
b. Retired Government servant who did not get any plot during service.
c. Widow/dependent of deceased Government servants who had died before retirement and does not own a plot.
d. General public earning Rs. 1000 or less per month.
e. Men of letters who should have 15 years standing.
f. Sportsmen should be of national standard.

**INELIGIBILITY**

9. Following will not be eligible for allotment of plots.

a. Those who own a house or a plot in his/her name in any urban aread of Punjab.
b. Has been allotted plot earlier to either wife, on dependent children but sold out.
c. Owns a house in the name of wife/husband or dependent.
d. Has been convicted of corruption charges or inquiry of corruption is pending.
e. Dismissed government servants on any charges.
f. Convicted for anti-state, anti social activities and heinous crimes.

## MARKING SYSTEMS

10. The marks to decide merit of the government servant will be as under. Allotment will be strictly in order of merit.

a. Length of service one mark for every completed year of service.
b. One extra mark for each year spent in the field service. Over nine months beyond as a full year.
c. One mark for outstanding annual confidential report.
d. One mark for any commendation/honour/award.
e. One mark for any post graduate qualifications.
f. One mark for each dependent to a maximum of three.
g. Five marks for disability during service (Loss of limb or eyesight etc.)
h. Five marks for widow/dependent of deceased governement official if the official had more than 15 years service. If less than 15 years service he/she will be awarded 15 marks.
i. Two marks for other compassionate/hardship cases.

## PENALTIES

11. Marks will be deducted for the following.

a. One minus mark for adverse remarks in annual confidential report pertaining to integrity and reputation.
b. One minus mark for any written warning/censure received from superiors.
c. Five minus marks if involved in any corruption case short of dismissal.

## EXEMPTIONS

12. In future schemes, all owners will be exempted 30 percent of the land acquired from them in the form of

developed plots, on payment of development charges only unless the land acquired is less than 10 marlas. This will not apply to scheme including Faisal Town, Model Town Extension, Bund Road and Allama Iqbal Town scheme for which exemption policies have already been anncunced or finalised.

**ALLOTMENT COMMITTEES**

13. Chief Secretary will appoint allotment committees for the various schemes in the Province. The Composition of these will be published in the press. All allotments will be finally confirmed by the chief secretary who will also confirm hardship/compassionate marks on recommendation of the allotment committee.

**DEFENCE SERVICES QUOTA**

14. This will be placed at the disposal of the Ministry of Defence who would frame rules of allotment as per existing army rules or on the lines given above and make necessary allotment. Allotment committees will inform the Ministry of Defence the quantity of and block number of plots perused their disposd.

**ISSUE OF ALLOTMENT ORDER**

15 As and where any allotment is made and the individual are issued allotment orders, their details will be published in the press by the allotment committee.

**RULES OF PAYMENTS/OTHER FORMALITIES SALES DEEDS ETC.**

16. Those will be as per existing rules. However applicants will attach an affidavit signed by a magistrate to on the eligibility, with application form.

**Application Forms**

17. These will be provided by the agency controlling the scheme. Terms and conditions will be printed on all forms.

**Difting of Restrictions**

18. The restrictions imposed on allotment of residential plots vide Martial Law Instruotion No. 10 are hereby lifted

جناب گورنر صاحب نے یکم مارچ 1985. تا 31 دسمبر 1985. درج ذیل ایف۔ ڈی۔ اے سکیموں میں کل 61 پلاٹ اور دو فلیٹ الاٹ کئے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| 1۔ دو سو بارہ پارٹ 1 | 4عدد |
| 2۔ گلستان کالونی نمبر 1 | 3عدد |
| 3۔ گلستان کالونی نمبر 2 | 2عدد |
| 4۔ ملت ٹاؤن | 52عدد |
| 5۔ اسلام نگر فلیٹس | 2عدد |
| | 63عدد |

## اسمبلی سوال نمبر ۱۹۹۴ صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم مارچ ۱۹۸۵ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء پلاٹوں کی تفصیل جو محکمہ اسابقہ گورنر صاحب نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

| نمبر شمار | نام محکمہ | نام سکیم | پلاٹ نمبر | نام الاٹی | پتہ الاٹی | رقبہ پلاٹ | قیمت فی پلاٹ | بازاری قیمت | تاریخ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | فیصل آباد ترقیاتی ادارہ فیصل آباد | مدینہ ٹاؤن پارٹ ۱ | ۲۰۹ | محمد اقبال ولد نظام دین | ۹۵ ای وحدت کالونی لاہور | تین مرلہ | ۸۸۲۴ روپے | ۵۰،۰۰۰/- روپے | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۲ | " | " | ۲۱۰ | " | " | " | " | " | " |
| ۳ | " | " | ۲۱۷،۲۱۶ | بسم اللہ بیوہ محمد صدیق | پی ۲۷۵ نور پارک عبداللہ پور فیصل آباد | " | " | " | ۱۵-۱۲-۸۵ |
| ۴ | " | گلستان ۱ | ۹۸۶،۹۸۳ جی | محمد یوسف ولد غلام محمد | ۳۹۲۱ کوچہ مدنی لوہاری گیٹ لاہور | ساڑھے تین مرلہ | ۵۱۱۰ | ۳۹،۰۰۰/- | ۱۸،۱،۸۶ |
| ۵ | " | " | ۹۸۸ جی | برکت بی بی بیوہ غلام علی | میر طفیل شہید روڈ اشرف آباد فیصل آباد | " | " | " | ۲۸،۷،۸۵ |
| ۶ | " | گلستان II | ۲۹۸ بی | محمد صفدر ولد جہان خان | ۲۳۱ بورا گلی بھوانہ بازار فیصل آباد | ۱۰ مرلے | ۳۰،۸۶۱ | ۲،۰۰،۰۰۰/- | ۱۷،۷،۸۵ |
| ۷ | " | " | ۲۸۰ بی | بریگیڈیئر طارق محمود | کمانڈنٹ ایس ایس جی چراٹ | ایک کنال | ۶۰،۰۰۰ | ۴،۰۰،۰۰۰/- | ۹،۷،۸۵ |
| ۸ | " | ملت ٹاؤن | ۱۱۵ ایف | نادرہ وقار | ۹۰ مارٹ جان روڈ لاہور کینٹ | " | ۶۶،۰۰۰ | ۱،۰۰،۰۰۰/- | ۱۸-۶-۸۵ |
| ۹ | " | " | ۱۱۶ ایف | اعجاز محمد ولد | ایس جی ڈائریکٹر سرور شہید روڈ کراچی ۱ | " | " | " | ۲۳-۷-۸۵ |
| ۱۰ | " | " | ۱۱۸ ایف | مختار احمد ولد شاہ محمد | چک نمبر ۲۴۷ ر-ب فیصل آباد | " | " | " | ۲۱،۱۲-۸۵ |
| ۱۱ | " | " | ۱۱۷ ایف | پروین اختر بیوہ محمد ریاض | سکنہ ڈاکخانہ بھال کلاں جہلم | " | " | " | ۱،۹-۸۵ |
| ۱۲ | " | " | ۱۱۹ ایف | رزل حسین ولد | این سی ایس پروفیشنل بلڈنگ لاہور | " | " | " | ۲۹،۱۲-۸۵ |
| ۱۳ | " | " | ۱۲۰ ایف | مجید احمد ولد کالے خان | ۰۳۱ ۱۴/۱ واٹر پمپ ایف بی کراچی | " | " | " | ۲۷-۱۲-۸۵ |
| ۱۴ | " | " | ۱۲۱ ایف | نذیر حسین ولد کریم | ۳۴ بی وحدت کالونی لاہور | " | " | " | ۱۸-۱۲-۸۵ |
| ۱۵ | " | " | ۱۲۲ ایف | زاہدہ بیگم زوجہ محمد شریف | ۶۰۲-اے پیپلز کالونی ۱ فیصل آباد | " | " | " | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۱۶ | " | " | ۱۲۳ ایف | عفت تاج دختر تاج محمد | ۸۶۱-اے فرید ٹاؤن ساہیوال | " | " | " | ۲۹-۱۲-۸۵ |

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۷ | ” | ” | ۱۲۴ ایف | عصمت ابراہیم زوجہ محمد ابراہیم | چرشاقی تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ | ” | ” | ” | 26-12-85 |
| ۱۸ | ” | ” | ۱۲۵ ایف | محمد ریاض ولد سید محمد | پی ۳ گلی نمبر ۲ کچا راوی روڈ لاہور | ” | ” | ” | 26-12-85 |
| ۱۹ | ” | ” | ۱۲۶ ایف | زاہدہ بیگم | ۲۰-اے پونچھ ہاؤس ملتان روڈ لاہور | ” | ” | ” | 21-12-85 |
| ۲۰ | ” | ” | ۱۲۷ ایف | محمد یار ولد اکبر | چک نمبر ۱۰۳ آر ب راجے والا فیصل آباد | ” | ” | ” | 3-11-85 |
| ۲۱ | ” | ” | ۱۲۸ ایف | سردار علی ولد لال دین | پی ۱۸۹-این سمن آباد لاہور | ” | ” | ” | 29-12-85 |
| ۲۲ | ” | ” | ۱۲۹ ایف | احمد دین ولد فیض اللہ | ایس پی شاہی قلعہ لاہور | ایک کنال | ۶۶,۰۰۰ | ۱,۰۰,۰۰۰/- | 29-12-85 |
| ۲۳ | ” | ” | ۱۳۰ ایف | نصرت علی ولد جی اے محمود | ۳۹-اے پونچھ ہاؤس ملتان روڈ لاہور | ” | ” | ” | ” |
| ۲۴ | ” | ” | ۱۳۱ ایف | اظہر بیگ ولد مرتضیٰ بیگ | ۷ جے کالونی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد | ” | ” | ” | ” |
| ۲۵ | ” | ” | ۱۳۴۶ ای | محمد نذر ولد عالم خاں | چک نمبر ۲ سرگودھا | ۱۰ مرلہ | ۳۳,۰۰۰ | ۵۰,۰۰۰/- | ” |
| ۲۶ | ” | ” | ۱۳۴۷ ای | بشیر احمد ولد محمد رمضان | چک نمبر ۱۵۳ ار-ب فیصل آباد | ” | ” | ” | ” |
| ۲۷ | ” | ” | ۱۳۴۸ ای | محمد رشید ولد لال دین | ۸۰۷ ایف آئی کیو گجرانوالہ کینٹ | ” | ” | ” | ” |
| ۲۸ | ” | ” | ۱۳۴۹ ای | عبدالستار ولد فقیر محمد | ۱۲ سٹا ظفر گڑھ ضلع سیالکوٹ | ” | ” | ” | ” |
| ۲۹ | ” | ” | ۱۳۵۰ ای | خادم حسین ولد محمد دین | سلیت رام گلی نمبر ۶ برانڈرتھ روڈ لاہور | ” | ” | ” | ” |
| ۳۰ | ” | ” | ۱۳۵۱ ای | محمد حفیظ ولد محمد رفیق | گلی نمبر ۹ پی ۹ فردوس سٹریٹ لاہور | ” | ” | ” | ” |
| ۳۱ | ” | ” | ۱۳۵۲ ای | محمد خالد ولد علی محمد | سونٹر کلرک گورنر ہاؤس لاہور | ” | ” | ” | ” |
| ۳۲ | ” | ” | ۱۳۵۳ ای | زلیخاں بی بی زوجہ عبداللطیف | چک نمبر ۵ آر ب جانوالہ فیصل آباد | ” | ” | ” | ” |
| ۳۳ | ” | ” | ۱۳۵۴ ای | جبار حسین ولد دلدار حسین | ۲۶ لا ایف وحدت کالونی لاہور | ” | ” | ” | ” |
| ۳۴ | ” | ” | ۱۳۵۵-۵۶ ای | طلعت پاشا زوجہ عبدالقدوس | دھلی تحصیل کہوٹہ راولپنڈی | ” | ” | ” | ” |
| ۳۵ | ” | ” | ۱۳۵۷ ای | ناصر اقبال | | ” | ” | ” | ” |
| ۳۶ | ” | ” | ۱۳۵۸ ای | عبداللطیف ولد محمد بخش | پی ۱ اندرون کھیالی لاہور | ” | ” | ” | ” |
| ۳۷ | ” | ” | ۱۳۵۹ ای | صابر علی کلرک | | ۲۲۰ ڈی پیپلز کالونی فیصل آباد ۷ مرلہ | | ۲۲,۱۰۰ | 12-5-85 |
| ۳۸ | | ” | ” | ۳۳۲ بی | شہناز اختر دختر سیف اللہ | ” | ” | ” | 29-12-85 |
| ۳۹ | ” | ” | ۳۳۵ بی | یعقوب علی ولد جھنڈے خاں | سید پور ظفر گڑھ سیالکوٹ | ” | ” | ” | ” |
| ۴۰ | ” | ” | ۳۳۶ بی | فقیر حسین ولد علی محمد | چک نمبر ۳۳۲ گوجرہ ضلع ٹوبہ | ” | ” | ” | ” |
| ۴۱ | ” | ” | ۳۳۷ بی | شوکت علی ولد مظفر علی | ۱۱۹۵ بی سیٹلائٹ ٹاؤن پنڈی | ” | ” | ” | 3-11-85 |
| ۴۲ | ” | ” | ۳۳۸ بی | کریان علی ولد محمد بخش | ۲۷۶ ڈھڈیاں والا فیصل آباد | ” | ” | ” | 29-12-85 |
| ۴۳ | ” | ” | ۳۳۹ بی | محمد سلیم ولد غلام نبی | یثرب کالونی داہدرہ لاہور | | | | |

| نمبر شمار | نام محکمہ | نام سکیم | پلاٹ نمبر | نام الاٹی | پتہ الاٹی | رقبہ پلاٹ | قیمت پلاٹ | بازاری قیمت | تاریخ الاٹمنٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۴ | " | " | ۳۳۰ بی | ممتاز حسین ولد سارنگ علی | چک نمبر ۱۹۱ ر-ب فیصل آباد | " | " | " | " |
| ۴۵ | " | " | ۳۳۱ بی | حفیظ اللہ ولد بشیر احمد | پی ۵۵ گلی نمبر ۳ اسلام آباد نزد باغبانپورہ لاہور | " | " | " | " |
| ۴۶ | " | " | ۳۳۲ بی | محمد قمان ولد ملک تاج دین | ۷۳ ہجویری سٹریٹ اسلام گنج لاہور | " | " | " | " |
| ۴۷ | " | " | ۳۳۳ بی | محمد امین ولد سردار علی | ایکسائز ڈیپارٹمنٹ ۵ ٹمپل روڈ لاہور | " | " | " | " |
| ۴۸ | " | " | ۳۳۴ بی | محمد زمان ولد غلام قادر | سیکرٹریٹ وکٹوریہ پارک اسمبلی چیمبر لاہور | " | " | " | " |
| ۴۹ | " | " | ۳۳۵ بی | محمد اشرف ولد اجمل شاہ | ۳۲ وکٹوریہ پارک اسمبلی چیمبر لاہور | " | " | " | " |
| ۵۰ | " | " | ۳۳۶ بی | ضیاء الحق ولد محمد شریف | سپج گلز تحصیل فیروزوالا شیخوپورہ | " | " | " | " |
| ۵۱ | " | " | ۳۳۷ بی | منظور حسین ولد نواب دین | چک نمبر ۱۹۷ گ ب سندری فیصل آباد | " | " | " | " |
| ۵۲ | " | " | ۳۳۸ بی | مشتاق احمد ولد ایوب خان | پی ۲۱/۳۲ سنی مارکیٹ ماڈل کالونی کراچی | " | " | " | " |
| ۵۳ | " | " | ۹۲۱ سی | اسلم جاوید ولد عمر دین | | ۵ مرلہ | ۱۹,۹۶۳ | ۲۵,۰۰۰ | ۲۹-۱-۸۵ |
| ۵۴ | " | " | ۹۲۲ سی | گلزار احمد ولد حبیب بیگ | فیصل آباد | " | " | " | ۲۷-۱-۸۵ |
| ۵۵ | " | " | ۱۱۲۳ اے | شریفاں بی بی دختر فقیر محمد | ۲۲۲ پی نزد اردو بازار مارکیٹ فیصل آباد | ساڑھے تین مرلہ | ۱۱,۵۰۰ | ۱۶,۵۰۰ | ۳-۱-۸۵ |
| ۵۶ | " | " | ۱۱۲۴ اے | عاشق حسین ولد عبدالکریم | | " | " | " | ۹-۸-۸۵ |
| ۵۷ | " | " | ۱۱۲۵ اے | حنیفاں بی بی زوجہ عبدالستار | ۱۶۶ گلی نمبر ۳ جمال خانو آنہ فیصل آباد | " | " | " | ۱۵-۹-۸۵ |
| ۵۸ | " | " | ۱۱۲۶ اے | حبیب بی بی بیوہ محمد دین | ۳۸۸ اے گلی نمبر ۱ خالد آباد فیصل آباد | " | " | " | ۲۲-۸-۸۵ |

## اسمبلی سوال نمبر ۱۹۹۴ صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم مارچ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء پلاٹوں کی تفصیل جو محکمہ اسابقہ گورنر صاحب نے عوام الناس کو الاٹ کئے گئے۔

| نمبر شمار | نام محکمہ | نام سکیم | پلاٹ نمبر | نام الاٹی | پتہ الاٹی | رقبہ پلاٹ | قیمت پلاٹ | بازاری قیمت | تاریخ الاٹمنٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | فیصل آباد ترقیاتی | اسلام نگر | ۲ سی | محمد نواز ولد علم دین | پی ۲۸۶ گلی نمبر ۳ سی آباد فیصل آباد | ۳۳۳ مربع فٹ | ڈی آف کاسٹ | -/۱۵,۰۰۰ روپے | ۲۶-۶-۸۵ |

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ادارہ فیصل آباد | فلیٹس | | | | | | | |
| ۲ | " | " | ۸ سی | مقصود الظفر ولد شیخ محمد احمد | پی ۵۶ خواجہ ابراہیم سٹریٹ مزنگ لاہور | " | " | " | ۲۸-۱-۸۵ |
| ۳ | " | " | ۲۵ سی | عبدالحمید ولد محمد دین | پی ۳۲۵ گلی نمبر ۱۰ طارق آباد فیصل آباد | " | " | " | ۵-۳-۸۵ |

(بحکم جناب صدر صاحب)

## جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب

## نے ۱۹۸۶-۱-۱ تا ۱۹۸۶-۱۱-۳۰ درج ذیل ایل ڈی اے کی سکیموں میں کل ۲۵ پلاٹ اور ۲۰ فلیٹس الاٹ کئے۔

## جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:-

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | دو سو بارہ پارٹ ۱ | ۳ | عدد |
| ۲ | گلفشاں کالونی | ۱ | عدد |
| ۳ | مدینہ ٹاؤن | ۳ | عدد |
| ۴ | ملک ٹاؤن | ۱۷ | عدد |
| ۵ | گلستان نمبر ۲ | ۱ | عدد |
| ۶ | اسلام نگر فلیٹس | ۲۰ | عدد |
| | | ۴۵ | عدد |

# اسمبلی سوال نمبر ۱۹۹۴ صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری ۱۹۸۶ء تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء پلاٹوں کی تفصیل جو محکمہ / جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

| نمبر شمار | نام محکمہ | نام سکیم | پلاٹ نمبر | نام الاٹی | پتہ الاٹی | رقبہ پلاٹ | قیمت پلاٹ | بازاری قیمت | تاریخ الاٹمنٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | فیصل آباد ترقیاتی | اسلام نگر | ۳ سی | صلاح الدین ولد عبدالغنی | پی ۱۶۷ گلی نمبر ۳ اسلامیہ پارک فیصل آباد | ۲۳۲ مربع فٹ | فری آف کاسٹ | -/۱۵،۰۰۰ روپے ادارہ فیصل آباد | ۲۵-۱۰-۸۶ فلیٹس |
| ۲ | // | // | ۴ سی | محمد شفیق ولد محمد طفیل | ۲۷۵-اے مین بازار نور پارک عبداللہ پور فیصل آباد | // | // | // | ۱۲-۵-۸۶ |
| ۳ | // | // | ۷ سی | سرداراں بی بی بیوہ میراں بخش | ۲۹۳ اے گلشن کالونی فیصل آباد | // | // | // | ۲۱-۶-۸۶ |
| ۴ | // | // | ۶ سی | غلام مصطفیٰ ولد ایم۔ سی | ۶ سی اسلام نگر فیصل آباد | // | // | // | ۲۱-۶-۸۶ |
| ۵ | // | // | ۷ سی | آسیہ بی بی بیوہ ریاض الحسن | پی ۵۱۲ ڈوجینگ کیمپ چکلالہ راولپنڈی | // | // | // | ۱۳-۵-۸۶ |
| ۶ | // | // | ۱۳،۱۴ سی | عبدالحمید ولد محمد اسماعیل | ۲۳۷ / اے گلی نمبر ۱۲ نزد رسول مسجد فیصل آباد | // | // | // | ۲-۷-۸۶ |
| ۷ | // | // | ۱۵،۱۶ سی | میاں محمد منیر ولد فضل دین | ۸۴ / بی محمد پورہ فیصل آباد | // | // | // | ۲۹-۶-۸۶ |
| ۸ | // | // | ۹-۱۷ سی | محمد انور ولد ایم ایس چودھری | ۸-۱۷ فلیٹس اسلام نگر فیصل آباد | // | // | // | ۲۹-۶-۸۶ |
| ۹ | // | // | ۱۹ سی | اعجاز حسین ولد نور محمد | گلی نمبر ۳ جیلانی پورہ فیصل آباد | // | // | // | ۱۵،۱۰-۸۶ |
| ۱۰ | // | // | ۱۸،۲۰ سی | عطاء محمد ولد عبدالحمید | ۸۴۷ / اے / بی گلی نمبر ۱۳ فاروق آباد فیصل آباد | // | // | // | ۲-۷-۸۶ |
| ۱۱ | // | // | ۲۲ سی | کنیز فاطمہ بیوہ نور محمد | ۱۲۹ گلی نمبر ۳ جیلانی پورہ فیصل آباد | // | // | // | ۱۸-۱۰-۸۶ |
| ۱۲ | // | // | ۲۳ سی | غلام محمد ولد محمد اسحاق | گلی نمبر ۱۸ طارق آباد فیصل آباد | // | // | // | ۱-۱۱-۸۶ |
| ۱۳ | // | // | ۲۴ سی | محمد اسحاق ولد محمد اسماعیل | گلی نمبر ۱۸ طارق آباد فیصل آباد | // | // | // | // |
| ۱۴ | // | // | ۲۸ سی | محمد شفیق ولد غلام محمد | ۲۴۲ بی گلی نمبر ۸ الفتان آباد فیصل آباد | // | // | // | ۸-۱۰-۸۶ |
| ۱۵ | // | // | ۲۹ سی | محمد رشید ولد عبداللہ | ۲۹ سی اسلام نگر فلیٹس فیصل آباد | // | // | // | ۲۳-۹-۸۶ |
| ۱۶ | // | // | ۳۰ سی | محمد الیاس ولد فضل دین | پی ۱۶ گلی نمبر ۱ محمد پورہ فیصل آباد | // | // | // | ۱-۱۱-۸۶ |

# اسمبلی سوال نمبر ۱۹۹۴ - صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری ۱۹۸۶ء تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء پلاٹوں کی تفصیل جو محکمہ / جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

| نمبر شمار | نام محکمہ | نام سکیم | پلاٹ نمبر | نام الاٹی | پتہ الاٹی | رقبہ پلاٹ | قیمت فی پلاٹ | بازاری قیمت | تاریخ الاٹمنٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | فیصل آباد ترقیاتی | ہدسوہارہ | ۲۱۳ | مسمات صفیہ بیوہ محمد امین | ۱۲/۶۰ قریشی سٹریٹ گوجر خان راولپنڈی | تین مرلہ | ۸،۸۲۳/- | ۵۰،۰۰۰/- روپے ادارہ فیصل آباد | ۹-۱-۸۶ پارٹ ۱ |
| ۲ | | - | - | ۲۱۵،۲۱۳ | - | - | - | - | - |
| | " | گلستان کالونی | ۳۵۲ بی | رانا ممتاز علی ولد غلام علی | پی-اے ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے | ساڑھے تین مرلہ | ۶،۲۸۰/- | ۶۰،۰۰۰/- روپے | ۲۶-۳-۸۶ |
| ۳ | | | | | | | | | |
| ۴ | " | مدینہ ٹاؤن | ۳۰-ڈبلیو-۱۲ | شیخ سعید احمد ولد فضل احمد | سیشن جج راجن پور | ۱۰ مرلہ | ۱۲،۳۳۳/- | ۲،۵۰،۰۰۰/- | ۲۶-۷-۸۶ |
| | " | " | ۱۵-ڈبلیو-ایف | | - | - | - | - | " |
| ۵ | " | " | ۱۰-زیڈ-بی | عبدالخالق ولد فضل دین | پی ۷۸ گلی نمبر ۲ الفتاح آباد ۲ فیصل آباد | " | " | " | " |
| ۶ | " | ملت ٹاؤن | ۹۲۵ سی | محمد نواز ولد سارنگ علی | ۹۲۵ سی ملت ٹاؤن | ۵ مرلہ | ۱۱،۹۶۳/- | ۲۵،۰۰۰/- | ۵-۳-۸۶ |
| ۷ | " | " | ۹۲۶ سی | محمد یعقوب ولد | ۹۵ ای گلبہار کالونی لاہور کینٹ | " | " | " | ۲۸-۱-۸۶ |
| ۸ | " | " | ۹۲۷ سی | محمد اسلم ولد | ۵۰ پی گلی نمبر ۹ باغبانپورہ لاہور | " | " | " | ۲۶-۱-۸۶ |
| ۹ | " | " | ۹۲۸ سی | امان اللہ خان ولد | شاہدرہ بیگٹ گر روڈ لاہور | " | " | " | ۱۲-۲-۸۶ |
| ۱۰ | " | " | ۹۲۹ سی | خلیل الرحمن | سکنہ لاہور | " | " | " | ۱۹-۲-۸۶ |
| ۱۱ | " | " | ۹۳۰ سی | محمد سلیم | قلعہ گوجر سنگھ لاہور | " | " | " | ۲۷-۱-۸۶ |
| ۱۲ | " | " | ۹۳۱ سی | مشتاق احمد سیٹھو | پی ۹ عمر پارک لاہور | " | " | " | ۳-۲-۸۶ |
| ۱۳ | " | " | ۹۳۲ سی | امیر محمد | سٹاف کار ڈرائیور گورنر ہاؤس لاہور | " | " | " | ۲۷-۱-۸۶ |

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۴ | " | " | ۹۳۳سی | سجاد حسین ولد نواز حسین | | " | " | " | ۱۱-۲-۸۶ |
| ۱۵ | " | " | ۹۳۵سی | محمد اسماعیل ولد خدا بخش | ایس ٹی ای ریلوے فیصل آباد | " | " | " | ۱۳-۳-۸۶ |
| ۱۶ | " | " | ۹۶۲،۹۶۱سی | پروین آصف بیوہ محمد آصف | ۱۹۳۵اے پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد | " | " | " | ۱۱-۱۲-۸۶ |
| ۱۷ | " | " | ۹۲۳سی | شاہ بیگم بیوہ سکندر بیگ | ۹۲۳ سی مت ٹاؤن فیصل آباد | " | " | " | ۲۳-۱۱-۸۶ |
| ۱۸ | " | " | ۱۲۲۷اے | نذیر مسیح ولد یعقوب مسیح | بستی محلہ داؤد نگر فیصل آباد | ساڑھے تین مرلہ | ۱۱،۱۵۰۰/- | ۱۷،۵۰۰/- | ۲۳-۱۱-۸۶ |
| ۱۹ | " | " | ۱۳۹۰ای | خورشید بیگم ایم-پی-اے | چک نمبر ۱۱۳ ج ب فیصل آباد | ۱۰ مرلہ | ۳۳،۰۰۰/- | ۵۰،۰۰۰/- | ۲۲-۵-۸۶ |
| ۲۰ | " | گلستان ۱۱ | ۱۳۳۳اے | جہانگیر خان ولد محمد اسلم | موضع منڈیلی سیر چھد آزاد کشمیر | ۵ مرلہ | ۱۵،۰۰۰/- | - | ۱۶-۶-۸۶ |

# ایم ڈی اے کی رہائشی سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆ 2001۔ سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے شہریوں کے مختلف طبقات کو پلاٹ مہیا کرنے کے لئے جامع سکیمیں تیار کی ہیں۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ نیلام کے ذریعہ پلاٹوں کی فروخت مالکان کو الاٹمنٹ یا مخصوص طبقات کو الاٹمنٹ کے لئے ہر سکیم میں پلاٹوں کی ایک تعداد متعین کی گئی تھی اور اگر ایسا ہے تو ازراہ کرم ایسی سکیم کی تفصیلات مہیا کی جائیں۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ ۱۹۸۵ء کے دوران گورنر پنجاب نے مختلف اشخاص کو متعدد پلاٹ الاٹ کر دیئے اگر ایسا ہے تو ازراہ کرم ایسے الاٹیوں کے نام مع رقبہ اور اس قیمت کے مہیا کئے جائیں جو کہ ایسے الاٹیوں کو ادا کرنا پڑی نیز ان پلاٹوں کی مالیت اور وہ نیلامی قیمت بھی بتائی جائے جس پر انہیں فروخت کیا گیا۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ یکم جولائی ۱۹۸۵ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک وزیر اعلیٰ نے مختلف اشخاص کو متعدد پلاٹ الاٹ کئے ہیں اگر ایسا ہے تو ایسے الاٹیوں کے نام مع رقبہ اور اس قیمت کے مہیا کئے جائیں جو ایسے الاٹیوں کو ادا کرنا پڑی نیز ایسے پلاٹوں کی مالیت اور وہ نیلامی قیمت بھی بتائی جائے جس پر انہیں فروخت کیا گیا۔

(ر) آیا یہ امر واقع ہے کہ گورنر یا وزیر اعلیٰ نے الاٹ کردہ پلاٹوں کی قیمت بازاری یا نیلامی قیمت سے کہیں کم ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)**

(الف) جی ہاں ہاؤسنگ سکیم تغلق ٹاؤن شاہ رکن عالم اول لودھی کالونی۔ شاہ رکن عالم حصہ دوم

(اے۔شاہین آباد) اور شاہ ر ،عالم دوم تیار کیں۔

(ب) جی ہاں ہر سکیم کی علیحدہ علیحد تفصیل منسلک کردی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ تفصیل لف ہے۔

(د) جی ہاں۔ تفصیل منسلک کردی گئی ہے۔

(ر) گورنر وزیر اعلیٰ کے الاٹ کردہ پلاٹوں کی قیمت مقررہ شدہ ریٹ پر وصولی کی جارہی ہے جیسا کہ سابقہ مالکان الاٹیوں سے وصول کی جارہی ہے۔

تفصیل جزو (ب)

## تغلق ٹاؤن

| | | ۱ کنال | ۱۰ مرلہ | ۷ مرلہ | ۵ مرلہ | ۳ مرلہ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | سابقہ مالکان | ۲۰ | ۱۶ | ۳۳ | ۴۵ | ۹۴ |
| ۲ | قرعہ اندازی | - | ۲۰ | ۲۲ | ۷۱ | ۱۲ |
| ۳ | سرکاری ملازمین | ۳ | ۴ | ٦ | ۱۵ | ۲ |
| ۴ | پولیس کوٹ | - | - | - | ۲ | - |
| ۵ | لیبر کوٹ | - | ۱ | ۲ | ۴ | - |
| ٦ | وکلاء | - | ۱ | - | ۳ | - |
| ۷ | پروفیشنل | ۱ | ۱ | ۲ | ٦ | - |
| ۸ | ڈیفنس کوٹہ | ۱ | ۱ | ۲ | ۵ | - |
| ۹ | گورنر کوٹہ | ۱ | ۱ | ۲ | ۵ | - |
| ۱۰ | نیلامی | ۱٦ | - | - | - | - |

تفصیل جزو (ب)

## شاہ رکن عالم حصہ اوّل

| | | ۱ کنال | ۱۵ مرلہ | ۱۰ مرلہ | ۷ مرلہ | ۵ مرلہ | ۳ مرلہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | سابقہ مالکان کو الاٹ کئے | ۴۴ | ۷۹ | ۲۰۴ | ۲۳۶ | ۱۹۱ | ۴۰۶ |
| ۲ | بذریعہ قرعہ اندازی | - | ۷۳ | ۱۴۵ | ۱۱۱ | ۱۱۳ | ۱۹۵ |
| ۳ | ڈیفنس کوٹہ | ۱ | ۵ | ۹ | ۸ | ۸ | ۱۲ |
| ۴ | پولیس کوٹہ | - | - | ۲ | ۳ | ۲ | - |
| ۵ | سرکاری ملازمین | ۵ | ۱۷ | ۲۷ | ۲۸ | ۲۶ | ۱۲ |
| ۶ | لیبر کوٹہ | - | - | ۵ | ۱۲ | ۶ | ۱۲ |
| ۷ | پروفیشنل | - | ۷ | ۱۲ | ۴ | ۴ | ۵ |
| ۸ | وکلاء | - | ۳ | ۵ | ۵ | - | - |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹ | اورسیز پاکستانی | ۱ | - | - | - | - | - |
| | جج حضرات | - | - | - | - | - | - |
| | گورنر کوٹہ | ۲ | ۵ | ۵ | ۸ | ۸ | ۱۲ |
| | نیلامی | ۱۰ | - | - | - | - | - |

<u>تفصیل جزو (ب)</u>

## شاہ رکن عالم حصہ دوم (اے) شاہین آباد

کل پلاٹس = ۹۹۹ عدد

الاٹ شدہ پلاٹس = (اس کی تکمیل ابھی تک نہیں ہوئی)

<u>تفصیل جزو (ب)</u>

## لودھی کالونی

| | | ۱ کنال | ۱۵ مرلہ | ۱۰ مرلہ | ۷ مرلہ | ۵ مرلہ | ۳ مرلہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | سابقہ مالکان کو الاٹ ہوئے | ۱۱ | - | ۲۷ | ۴۳ | ۱۲ | ۳۱ |
| ۲ | قرعہ اندازی | - | - | ۲۳ | ۱۳ | ۶ | ۹ |

| | | ۱ کنال | ۱۵ مرلہ | ۱۰ مرلہ | ۷ مرلہ | ۵ مرلہ | ۳ مرلہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳ | گورنمنٹ ملازمین | ۲ | - | ۲ | ۲ | - | - |
| ۴ | پولیس کوٹہ | - | - | - | - | - | - |
| ۵ | لیبر کوٹہ | - | - | ۱ | ۱ | - | - |
| ٦ | پروفیشنل | - | - | ۱ | ۱ | - | - |
| ۷ | ڈیفنس کوٹہ | - | - | ۱ | ۱ | - | - |
| ۸ | گورنر کوٹہ | ۱ | - | ۱ | ۱ | - | - |
| ۹ | نیلامی | ۱۲ | - | - | - | - | - |

تفصیل جزو (ب)

## شاہ رکن عالم حصہ دوم

| | | ۱ کنال | ۱۵ مرلہ | ۱۰ مرلہ | ۷ مرلہ | ۵ مرلہ | ۳ مرلہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | سابقہ مالکان کو الاٹ کئے | ۳۵٦ | ۷۰ | ۳۹۲ | ۹۵ | ۱۳۱۴ | ٦۵۲ |
| ۲ | بذریعہ قرعہ اندازی | - | - | ۸۲۳ | - | ۴۳۵ | ۱ |
| ۳ | ڈیفنس کوٹہ | ۵ | - | ۵۵ | - | ۳٦ | - |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴ | پولیس کوٹہ | - | - | ۱۶ | - | ۱۶ | - |
| ۵ | سرکاری ملازمین | ۲۳ | - | ۱۴۹ | - | ۸۳ | - |
| ۶ | لیبر کوٹہ | - | - | ۲ | - | ۳۰ | - |
| ۷ | پروفیشنل | ۷ | - | ۲۱ | - | ۴۸ | - |
| ۸ | وکلاء | ۳ | - | ۵ | - | ۱ | ۱۸ |
| ۹ | اورسیر پاکستانی | ۲ | - | - | - | - | - |
| ۱۰ | جج حضرات | ۱ | - | - | - | - | - |
| ۱۱ | نیلامی | ۲۷ | - | - | - | - | - |
| ۱۲ | گورنر کوٹہ | ۸ | - | ۵۵ | - | ۳۲ | - |

## ایم ڈی اے کی ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ از مورخہ یکم جولائی ۱۹۸۵ تا ۳۱-اکتوبر ۱۹۸۶ء

| نمبر شمار | نام سکیم | نام الاٹی | پتہ الاٹی | رقبہ پلاٹ | قیمت پلاٹ | بازاری قیمت | تاریخ الاٹمنٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | تغلق ٹاؤن | نذیر احمد ولد اللہ رکھا | بستی شریف پورہ ملتان | ۷ مرلہ | ۲۱,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- ۷ مرلہ | ۱۶-۱-۸۶ |
| ۲ | " | محمد اسماعیل ولد مولا بخش | ۹۲۰/۴۳ بستی باغبان چونگی نمبر ۱۴ ملتان | ۷ " | ۲۱,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- ۷ مرلہ | ۱۶-۱-۸۶ |
| ۳ | " | شوکت علی ولد محمد اسماعیل | نزد کارخانہ محمد بوٹا ایم پی اے ملتان | ۱۰ " | ۳۰,۰۰۰/- | ۸,۰۰۰/- " | ۱۶-۱-۸۶ |
| ۴ | شاہ رکن عالم حصہ دوم | شجاع احمد ولد قمر دین قریشی | ۱۴۶۹/۳ محلہ لاٹر معری ملتان | ۱۰ " | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- " | ۳-۸-۸۶ |
| ۵ | " | محمد الیاس ولد احمد بخش | گلی قبور والی مکان نمبر ۶/۶۲۵ چوڑی سرائے ملتان | ۱۰ مرلہ | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- " | ۳-۸-۸۶ |
| ۶ | " | رفیق احمد انصاری ولد بابو فروز دین انصاری | باغ بیڑہ بیرون دہلی گیٹ ملتان | ۱۰ " | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- " | ۲۶-۸-۸۶ |
| ۷ | " | نفس احمد انصاری ولد بابو فروز دین انصاری | محلہ نیگراں اندرون دہلی گیٹ ملتان | ۱۰ " | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- " | ۲۶-۸-۸۶ |
| ۸ | " | انیل احمد انصاری ولد بابو فروز دین انصاری | محلہ باغ بیڑہ بیرون دہلی گیٹ ملتان | ۱۰ " | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- " | ۲۶-۸-۸۶ |
| ۹ | " | مشتاق احمد ولد چودہری ولی محمد | مجسٹریٹ ایم سی ایم ملتان | ۱۰ " | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- " | ۱-۱۰-۸۶ |
| ۱۰ | شاہ رکن عالم حصہ اول | احمد خان بلوچ | ایم پی اے ملتان | ۵+۵ " | ۱۷۵,۰۰۰/- + ۱۷۵,۰۰۰/- | ۶,۰۰۰/- + ۶,۰۰۰/- " | ۸-۱-۸۶ |

| نمبر | نام سکیم | نام الاٹی | پتہ الاٹی | رقبہ پلاٹ | قیمت پلاٹ | بازاری قیمت | تاریخ الاٹمنٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 | 7 | 8 |
| ۱ | شادمان عالم<br>حصہ اول | سردار قیصر امام ولد کرنل ریٹائرڈ<br>سردار علی امام | علی چیپہ ڈاکخانہ عبدالحکیم | ا کنال | ۷۰,۰۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۲۷-٦-۸۵ |
| ۲ | " | محمد اسلم ولد چودہری فضل دین | چک نمبر ۷۳/آر-بی ڈاکخانہ کوایں والی<br>تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد | ا کنال | ۷۰,۰۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۴-۱۱-۸۵ |
| ۳ | " | دلدار احمد خان ولد فیض احمد خان | ۳۷ بلوچ رجمنٹ معرفت ڈپٹی ایم ایل اے،<br>سیکٹر نمبر ۳ ملتان | ۵ مرلہ | ۱۷,۵۰۰/- | ٦,۵۰۰/- | ۲۳-۱۱-۸۵ |
| ۴ | تغلق ٹاؤن | مسماۃ سلمیٰ بانو دختر چودہری عطاء محمد | ۱۴۴-جی ماڈل ٹاؤن لاہور | ا کنال | ٦۰,۰۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۲۷-۱۲-۸۵ |
| ۵ | شادمان عالم<br>حصہ اول | ملک رحیم خان<br>ولد نواب اسد اللہ خان | چک نمبر ۱۰/۷۰-آر، خانیوال | ۱۵ مرلہ | ۵۲,۵۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۲۷-۱۲-۸۵ |
| ٦ | لودھی کالونی | مسماۃ عذرا اختر زوجہ محمد اختر بشیر | ۱۵ دانی پورلین، جی او آر-۱ لاہور | | ٦۰,۰۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۲۸-۱۲-۸۵ |
| ۷ | شادمان عالم | مسماۃ زرینہ لغاری | ۱۸-عزیز بھٹی روڈ لاہور | ۱۰+۱۰ مرلہ | ۳۵,۰۰۰/-+ | ۷,۰۰۰/-+ | ۲۸-۱۲-۸۵ |
| | | حصہ اول | زوجہ سعید احمد لغاری | | | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- |
| ۸ | " | مسماۃ سعیدہ اعجاز | ۸٦-اے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور | ۱۰ مرلہ | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹ | " | مسماۃ یاسمین | ۵۸ بی افتخار جنجوعہ روڈ راولپنڈی | ۷+۷+۷ مرلہ | +۲۴,۵۰۰/- | +۶,۵۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| | | | | | | +۲۴,۵۰۰/- | +۶,۵۰۰/- |
| | | | | | | ۲۴,۵۰۰/- | ۶,۵۰۰/- |
| ۱۰ | " | عبدالقدیر خان ولد جان محمد | بستی علی واہ ملتان | ۷ مرلہ | ۲۴,۵۰۰/- | ۶,۵۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۱۱ | " | محمد نواز | برکت ٹاؤن جی ٹی روڈ لاہور | ۱۰ مرلہ | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۱۲ | " | غلام حیدر | سینئر کلرک ایگریکلچر ۱۰۸- راوی روڈ لاہور | ۱۰ مرلہ | ۳۵,۰۰۰/- | ۷,۰۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۱۳ | " | مسماۃ رشیدہ بیگم | معرفت ۱۱۳ بی بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور | ۱۵ مرلہ | ۵۲,۵۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۱۴ | " | احمد ندیم ولد محمد نواز | معرفت محمد نواز نیشنل بنک اسماعیل آباد ملتان | ۱۵ مرلہ | ۵۲,۵۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۱۵ | " | محمد عثمان خان | چک نمبر ۱۱/ ایم آر- ملتان | ۱۵ مرلہ | ۵۲,۵۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۲۹-۱۲-۸۵ |
| ۱۶ | " | محمد بخش ولد حاست خان | ڈاکخانہ چک نمبر ۸۰۳ ڈبلیو بی تحصیل لودھراں، ملتان | ۱۵ مرلہ | ۵۲,۵۰۰/- | ۸,۰۰۰/- | ۱۹۸۵ء |

## علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی تفریحی پارک میں سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر

☆ **2102**۔ جناب سرفراز نواز: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں واقع تفریح پارک گلشن اقبال کی حدود کے اندر ایک سپورٹس کمپلیکس بنانے کی تجویز تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پارک میں ابھی تک مذکورہ تجویز پر عمل در آمد نہیں ہوا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پارک میں سپورٹس کمپلیکس ابھی تک نہ بنانے کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) تفریح پارک گلشن اقبال کی تعمیر کے دوران مختلف تجاویز زیر بحث آتی رہیں لیکن حتمی طور پر جو منصوبہ منظور کیا گیا وہ گلشن اقبال کی موجودہ شکل ہے۔

(ب) جواب الف کی روشنی میں اس سوال کا اطلاق نہیں ہوتا

(ج) جواب الف کی روشنی میں اس سوال کا اطلاق نہیں ہوتا

## وزیر اعلیٰ کی جانب سے لاہور کی رہائشی سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆ **2139**۔ چوہدری سجاد احمد چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ------

(الف) ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں شہر لاہور کی ہاؤسنگ سکیموں وزیر اعلیٰ نے کن کن افراد کو پلاٹ الاٹ کئے مکمل کوائف سال وار بیان کئے جائیں۔

(ب) مذکورہ الاٹیوں میں سے کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھی جو وزیر اعلیٰ نے رولز میں نرمی برتتے ہوئے کیں۔ الاٹیوں کی مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ج) جزو (الف) میں مندرج کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھی جن میں وزیر اعلیٰ نے حکومت کی مقرر کردہ

قیمت سے کم قیمت وصول کرنے کے احکام صادر فرمائے الاٹیوں کے مکمل کوائف بمعہ وصول شدہ قیمت کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## وزیر اعلیٰ کی جانب سے ملتان کی ہاؤسنگ سکیموں کے رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆ 2140۔ چوہدری سجاد احمد چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــ

(الف) ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں شہر ملتان کی ہاؤسنگ سکیموں وزیر اعلی نے کن کن افراد کو پلاٹ الاٹ کئے مکمل کوائف سال وار بیان کئے جائیں۔

(ب) مذکورہ الاٹمنٹوں میں سے کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھیں جو وزیر اعلیٰ نے رولز میں نرمی برتتے ہوئے کیں الاٹیوں کی مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ج) جزو (الف) میں مندرج کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھیں جس میں وزیر اعلیٰ نے حکومت کی مقررہ کردہ قیمت سے کم وصول کرنے کے احکام صادر فرمائے الاٹیوں کے مکمل کوائف بمع وصول شدہ قیمت کے فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) سال وار تفصیل تتمہ الف پر لف ہے۔

(ب) ٦ اشخاص کو دو پلاٹ الاٹ کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ "ب" پر لف ہے۔

(ج) کوئی نہیں

سوال نمبر ۲۱۴۰- جزو (الف)

فہرست الاٹیز جن کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں ملتان کی رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کئے۔

| نمبر شمار | نام محکمہ | نام سکیم | نام الاٹی | رقبہ پلاٹ | تاریخ الاٹمنٹ (سال وار) |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ملتان ترقیاتی ادارہ ملتان | تغلق ٹاؤن | نذیر احمد ولد اللہ رکھا | ۷ مرلہ | ۱۶-۱-۸۶ |
| ۲ | " | " | محمد اسماعیل ولد مولا بخش | ۷ مرلہ | ۱۶-۱-۸۶ |
| ۳ | " | " | شوکت علی ولد محمد اسماعیل | ۱۰ مرلہ | ۲۰-۱-۸۶ |
| ۴ | شاہ رکن عالم حصہ دوم | شاہ رکن عالم حصہ دوم | شجاع احمد ولد قمر الدین قریشی | ۱۰ مرلہ | ۳-۸-۸۶ |
| ۵ | " | " | محمد الیاس ولد احمد بخش | ۱۰ مرلہ | ۳-۸-۸۶ |
| ۶ | " | " | رفیق احمد انصاری ولد بابو فروز دین انصاری | ۱۰ مرلہ | ۲۶-۸-۸۶ |
| ۷ | " | " | نفیس احمد انصاری ولد بابو فروز دین انصاری | ۱۰ مرلہ | ۲۶-۸-۸۶ |
| ۸ | " | " | انیس احمد انصاری ولد بابو فروز دین انصاری | ۱۰ مرلہ | ۲۶-۸-۸۶ |
| ۹ | " | " | مشتاق احمد ولد چودھری ولی محمد | ۱۰ مرلہ | ۱-۱۰-۸۶ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰ | " | شاہ رکن عالم حصہ اول | احمد خان بلوچ | ۱۰ مرلہ | ۸-۱۰-۸۶ |
| ۱۱ | " | شاہ رکن عالم حصہ دوم | مظفر دین | ۱ کنال | ۲-۱۱-۸۶ |
| ۱۲ | " | " | غلام مصطفےٰ ولد محمد حنیف قریشی | ۱۰ مرلہ | ۱۱-۱۱-۸۶ |
| ۱۳ | " | " | میاں ذوالفقار علی ولد عبدالحق | ۱۰ مرلہ | ۱۸-۱۱-۸۶ |
| ۱۴ | " | " | طفیل الدین ولد مبین الدین | ۱۰ مرلہ | ۱۸-۱۱-۸۶ |
| ۱۵ | " | " | مساۃ پروین سلطانہ زوجہ نصیر احمد | ۱ کنال | ۱۸-۱۱-۸۶ |
| ۱۶ | " | " | میاں فتح محمد انصاری | ۵ مرلہ | ۲۰-۱۱-۸۶ |
| ۱۷ | " | " | نذیر احمد | ۱۰ مرلہ | ۲۳-۱۱-۸۶ |
| ۱۸ | " | " | عاشق محمد ولد قادر بخش | ۱۰ مرلہ | ۲۳-۱۱-۸۶ |
| ۱۹ | " | " | ظفر اقبال ولد تاج دین | ۱۰ مرلہ | ۲۳-۱۱-۸۶ |

ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ

اسمبلی سوال نمبر ۲۱۴۰- (الف)

فہرست الاٹیاں جن کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں ملتان کی رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کئے۔

| نمبر شمار | نام محکمہ | نام سکیم | نام الاٹی | رقبہ پلاٹ | تاریخ الاٹمنٹ (سال وار) |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ پنجاب | ایریا ڈویلپمنٹ سکیم لوانکم ہاؤسنگ معصوم شاہ روڈ ملتان | فریدہ عنبرین، سکنہ ۲۱/۱ بی گلگشت کالونی ملتان | ۱۰ مرلہ | ۳-۸-۸۶ |
| ۲ | " | " | شجاع احمد ولد قمر الدین سکنہ ۱۴۶۹/بی ملتان | " | " |
| ۳ | " | " | محمد الیاس ولد احمد بخش سکنہ ۶۲۵/۶ چوڑی سرائے ملتان | " | " |
| ۴ | " | " | چن پیر شاہ ولد محبوب عالم سکنہ ۲۴۹/ایف، پاکپتن ضلع ساہیوال | " | ۲۳-۹-۸۶ |
| ۵ | " | " | محمد تصور سکنہ ۲۱/بی گلگشت کالونی، ملتان | " | ۳۰-۹-۸۶ |
| ۶ | " | " | محمد قدیر ولد محمد منیر سکنہ ۹۲۱/۵، ملتان | " | " |
| ۷ | " | " | خالد محمود ولد نور محمد سکنہ پاک عرب، فرٹیلائزر، ملتان | " | " |
| ۸ | " | " | راجہ عبد الطیف ولد محمد اعظم سکنہ ۶۴۲- اسٹون ویلج، راولپنڈی | ۱۰ مرلہ | ۱۳-۱۰-۸۶ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | (دو پلاٹ) | | |
| ۹ | " | " | فتح محمد خاں، ایم پی اے، ڈیرہ غازیخان | " | ۲۶-۱۰-۸۶ |
| ۱۰ | " | " | رحمت علی المعروف لدھا ولد محمد صدیق وارڈ نمبر ۷، محلہ اتفاق پورہ، ملتان | ۱۰ مرلہ | ۲۷-۱۰-۸۶ |
| ۱۱ | " | " | مسماۃ نسیم بیگم سکنہ حسن پروانہ کالونی، ملتان | " | ۱۸-۱۱-۸۶ |
| ۱۲ | " | " | راؤ محمد امین ولد راؤ محمد حنیف معرفت صلاح الدین ڈوگر، ایم پی اے، ملتان | " | ۱۹-۱۱-۸۶ |
| ۱۳ | " | " | مسماۃ قریشاں بیوہ شاہ محمد سکنہ مکان ۴۵۸/۵ گلی چوڑی والی، ملتان | ۷ مرلہ | ۳-۱۲-۸۶ |
| ۱۴ | " | " | عبدالخالق ولد حاجی محمد اسحاق مکان نمبر ۶۰۵/۲ اندرون لوہاری گیٹ، ملتان | ۵ مرلہ | ۲-۶-۸۶ |
| ۱۵ | " | " | عزیز الدین ولد علم الدین سکنہ مکان نمبر ۸۶۱/۵، ملتان | " | ۲۲-۶-۸۶ |
| ۱۶ | " | " | محمد صادق ولد عبدالسلام سکنہ ۳۷۰۴/۱۳۲ حسن پروانہ کالونی، ملتان | " | " |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۷ | " | " | غلام رسول ولد غلام سرور معرفت صلاح الدین ڈوگر، ایم پی اے، ملتان | " | ۸-۱۱-۸۶ |
| ۱۸ | " | " | راؤ محمد عالم ولد راؤ محمد شفیع مکان نمبر ۱۱۱۲ شفیع اسٹریٹ نزد ملتان پورٹ ملتان | " | ۱۹-۱۱-۸۶ |
| ۱۹ | " | " | محمد خالد شاہ ولد غلام حسین شاہ مکان نمبر ۱۰۷۸ گلی نمبر ۹، ذکریا کالونی ملتان کینٹ | " | ۲۰-۲۱-۸۶ |
| ۲۰ | " | " | محمد شفیع ولد محمد طفیل سکنہ اندرون بوہڑ گیٹ ملتان | " | " |
| ۲۱ | " | " | ایوب احمد قریشی معرفت نور محمد قریشی کریانہ مرچنٹ مکان نمبر ۸۵۸/۲ صنوں کا چھجہ ملتان | ۵ مرلہ (دو پلاٹ) | ۳-۱۲-۸۶ |
| ۲۲ | " | " | مقبول احمد قریشی معرفت مقصود احمد قریشی ۷۹۶/۲ کوچہ شاہ جمال، ملتان | " | ۳-۱۲-۸۶ |
| ۲۳ | " | " | سلیم اختر نقوی معرفت وکٹر سموئیل ایم پی اے، ملتان کینٹ | " | ۱۷-۱۲-۸۶ |
| ۲۴ | " | " | اڑک سموئیل معرفت وکٹر سموئیل ایم پی اے، ملتان کینٹ | " | " |
| ۲۵ | " | " | خادم حسین ولد محمد یعقوب الرحیم، کالونی ملتان سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم نمبر ۲ (گل گشت) کالونی ملتان | ۳ مرلہ | ۲۷-۱۱-۸۶ |
| ۲۶ | | | مس نگہت پروین دختر حاجی نور محمد مکان نمبر ۴۱۶ اندھی کھوئی، ملتان | ۷ مرلہ | ۳-۸-۸۶ |

<u>اسمبلی سوال نمبر ۲۱۴۰-(ب)</u>

**فہرست الاٹیاں جن کو وزیر اعلیٰ نے ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں ملتان کی رہائشی سکیموں میں قواعد میں نرمی برتتے ہوئے پلاٹ الاٹ کیئے۔**

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ہاؤسنگ | فزیکل پلاننگ پنجاب | ایریا ڈویلپمنٹ سکیم لوانکم ہاؤسنگ | راجہ عبدالطیف ولد محمد اعظم سکنہ ۶۴۲، اسٹون ویلیج، راولپنڈی معصوم شاہ روڈ، ملتان | ۱۰ مرلہ (دو پلاٹ) | ۱۳-۱۰-۸۶ |
| ۲ | " | " | " | فتح محمد خاں، ایم پی اے، ڈیرہ غازیخان | " | ۲۶-۱۰-۸۶ |
| ۳ | " | " | " | ایوب احمد قریشی معرفت نور محمد قریشی کریانہ مرچنٹ ۸۵۸/۲ صنوں کا چھجہ، ملتان | ۵ مرلہ (دو پلاٹ) | ۳-۱۲-۸۶ |
| ۴ | " | " | " | مقبول احمد قریشی معرفت مقصود احمد قریشی | " | " |
| ۵ | " | " | " | سلیم اختر نقوی معرفت وکٹر سموئیل، ایم پی اے ملتان کینٹ مکان نمبر ۷۹۶/۲ کوچہ شاہ جمال محلہ اویلاں والا ملتان | " | ۱۷-۱۲-۸۶ |
| ۶ | " | " | " | ارک سموئیل معرفت وکٹر سموئیل، ایم پی اے، ملتان کینٹ | " | " |
| ۷ | | | | سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم نمبر ۲ (کل گشت) کالونی ملتان مس نگہت پروین دختر حاجی نور محمد سکنہ مکان نمبر ۴۱۶، اندھی کھوئی ملتان | ۷ مرلہ | ۵-۸-۸۶ |

# پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری

☆ 2166۔ سردار دلدار احمد چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازرہ ارم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے مختلف شہروں میں جو پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں وجود میں آئی ہیں ان کی منظوری متعلقہ ترقیاتی اداروں سے حاصل کرنا ضروری ہے۔

(ب) کیا فیصل آباد شہر اور اس کے ارد گرد جو پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں مثلاً رچنا ٹاؤن نمبر ۲ وغیرہ وجود میں آئی ہیں ان کے لئے ایف ڈی اے کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے اور جز (ب) کا جواب نفی میں ہے تو حکومت اس غیر قانونی اقدام کے سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے

(ب) جی نہیں

(ج) اس ٹاؤن کے غیر قانونی طریقے سے چلانے والے کا چالان مورخہ ۸۶-۷-۱۶ کو جاری کر دیا گیا تھا۔ اور اس چالان کو سینئر سپیشل مجسٹریٹ ایف ڈی اے کے پاس داخل کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود غیر قانونی ڈویلپمنٹ جاری رہی۔ جس کی وجہ سے ایک اور چالان مورخہ ۸۶-۹-۱۳ کو متعلقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں داخل کر دیا گیا تھا۔ تاحال سکیم منظوری کے لئے پیش نہیں کی گئی جس کی وجہ چٹھی نمبری ایف ڈی اے / ٹی پی / سی آر ایس /۳۳۶، مورخہ ۸۷-۱-۱۸ ضلعی کلکٹر / ڈپٹی کمشنر کو جاری کی گئی۔ تاکہ اس زمین کی کوئی رجسٹری نہ ہو سکے۔ جب تک سکیم منظور نہ کی جائے۔ اور اس چھٹی کی کاپی محکمہ بجلی کو بھی ارسال کی گئی تاکہ کوئی بجلی کا کنکشن اس سکیم میں نہ جاری کیا جائے اور ساتھ ہی الگ کاپی چیئرمین ضلع کونسل کو بھیج دی گئی تاکہ کسی

مکان کا نقشہ نہ پاس کیا جائے۔

# پینے کے پانی کی فراہمی بہتر بنانے کے لئے اقدامات

☆ 2213۔ چوہدری محمد خان جسپال: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پانچ ہزار سے کم آبادی والے دیہات میں گھروں میں پانی پہنچانے کی بجائے کثیر رقم سے گاؤں میں مختلف جگہوں پر کنکریٹ کے ٹینک بنا کر ٹوٹیاں لگا دی جاتی ہیں مثال کے طور پر چک نمبر ۵-ج تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ایسا ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گھروں میں پانی کی ڈائریکٹ سپلائی نہ ہونے کی صورت میں صارفین کو کافی مشکلات اور اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کنکریٹ کے ٹینک پر خرچ ہونے والی کثیر رقم سے ہی گھروں میں ڈائریکٹ پانی کی سپلائی ہونی ممکن ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کنکریٹ کے ٹینک کی بجائے ڈائریکٹ پانی کی سپلائی کیوں نہیں دی جاتی؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ ۵ ہزار سے کم آبادی والے دیہات میں گھر گھر پانی نہیں پہنچایا جاتا۔ بلکہ مختلف جگہوں پر کنکریٹ کے ٹینک بنا کر ان میں ٹوٹیاں لگا دی جاتی ہیں۔ جہاں سے لوگ پانی بھر کر گھروں میں لے جاتے ہیں۔ چک نمبر ۵-ج میں بھی اسی طرح کا بندوبست ہے۔ تاہم یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس طرح کے انتظام پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے۔

(ب) گھروں میں پانی کی ڈائریکٹ سپلائی نہ ہونے کی صورت میں کوئی اخراجات برداشت نہیں

کرنے پڑتے تاہم کچھ مشکلات کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔

(ج) کنکریٹ کے ٹینکوں پر خرچ ہونے والی رقم بچا کر گھر گھر کنکشن نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ہر گھر میں سروس پہنچانے کے لئے تمام گلیوں میں زیر زمین پائپ بچھانا پڑتے ہیں۔ جن پر فی الواقع کثیر رقم خرچ ہوتی ہے۔

(د) پانچ ہزار سے کم آبادی کے لئے کنکریٹ ٹینک بنانے کی پالیسی محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی نے بنائی تھی اور گورنمنٹ نے منظور کی تھی۔ پیش نظر منشائے مقصود یہی تھا کہ کم لاگت کی سکیمیں بنا کر زیادہ سے زیادہ آبادی کو فائدہ پہنچایا جائے۔ گورنمنٹ چاہے تو اس فیصلہ پر نظر ثانی کر سکتی ہے۔

## پانی کے نل بچھانے کے لئے اقدامات

☆2242۔ میاں شہاب الدین اویسی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت ایک جامع منصوبہ کے تحت تاج پورہ روڈ غازی آباد میں واقع برکت پارک کی گلیوں میں پانی کے نل بچھا رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس علاقہ کی کتنی گلیوں میں پانی کے نل بچھائے جا چکے ہیں اور کتنی بقایا ہیں۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ برکت پارک کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس علاقے کے مکینوں کو سرکاری پانی نہ ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف کا سامنا ہے۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ برکت پارک میں واقع کھوئی والی گلی نمبر ا سے ملحقہ مغربی جانب والی گلی میں پانی کے نل نہیں بچھائے گئے جس کی وجہ سے یہاں کے مکینوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے (ب) اور (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں کھوئی

والی گلی نمبر ۱ سے ملحقہ مغربی جانب والی گلی میں بھی پانی کے نل بچھانے کے لئے تیار ہے اگر ایسا ہے تو آیا یہ نل مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں بچھا دیئے جائیں گے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) درحقیقت تاج پورہ روڈ ایک وسیع علاقہ ہے اور اب تک واسا غازی آباد کی تقریباً ۷۰ فیصد گلیوں میں مرحلہ وار پانی کی لائنیں لگا چکا ہے۔ اس علاقہ میں آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ لہذا لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے واسا نے جامع منصوبہ بنایا ہے جس میں یہ علاقہ بھی شامل ہے۔ جونہی اس منصوبے کی منظوری ہو گی یہ کام کر دیا جائے گا۔

(ب) ہاں یہ درست ہے

(ج) کھوئی والی گلی نمبر ۱ میں بھی مذکورہ بالا منصوبہ میں شامل ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ جونہی کثیر رقم کی اس جامع منصوبہ کے لئے منظوری ہو گی اس کام کو کر دیا جائے گا۔

## دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی بذریعہ پائپ لائن کی فراہمی

☆ 2272۔ چوہدری عبدالحق بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی سکیمیں کثیر رقم سے جاری کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پانچ ہزار سے کم آبادی والے دیہات کے مکینوں کو گھر تک پانی مہیا نہیں کیا جاتا بلکہ کثیر رقم سے کہیں کہیں زمین پر کنکریٹ کے ٹینک بنا کے ٹوٹیاں لگا دی جاتی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پانی کے صارفین کو گھر تک پانی لانے کے لئے دوگنا خرچ کرنا پڑتا ہے یعنی حکومت یا ضلع کونسل کو واٹر ٹیکس اور سقے کو پانی لانے کی اجرت۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ زمین پر بنائے گئے ٹینکوں کی لاگت سے بھی پائپ لائنیں بچھا کر صارفین کو گھروں تک مہذب طریقہ سے پانی مہیا کیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو ایسا کیوں نہیں کیا جارہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) درست ہے

(ب) یہ درست ہے محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق ۵ ہزار سے کم آبادی والے دیہات میں گھر گھر پانی نہیں پہنچایا جاتا بلکہ مناسب جگہوں پر کنکریٹ کے ٹینک بنا کر ان میں ٹوٹیاں لگا دی جاتی ہیں۔ جہاں سے لوگ پانی بھر کر گھروں میں لے جاتے ہیں۔ تاہم یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس طرح کے انتظام پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے۔

(ج) گھر میں پانی کی ڈائریکٹ سپلائی نہ ہونے کی وجہ سے مزید اخراجات اگر ہوں تو معمولی ہوں گے یہ بھی اس صورت میں کہ کوئی شخص سقہ کو اجرت پر رکھتا ہے۔ واٹر ریٹ کی شرح انتہائی کم ہے۔ حتیٰ کہ اس رقم سے سکیم کی دیکھ بھال کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔

(د) کنکریٹ کے ٹینکوں پر خرچ ہونے والی رقم بچا کر گھر گھر کنکشن نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ ہر گھر میں سروس پہنچانے کے لئے تمام گلیوں میں زیر زمین پائپ بچھانے پڑتے ہیں۔ جن پر فی الواقع کثیر رقم خرچ ہوتی ہے۔ پانچ ہزار سے کم آبادی کے لئے کنکریٹ ٹینک بنانے کی پالیسی کا منتہائے مقصود یہ تھا کہ کم لاگت کی سکیمیں بنا کر زیادہ سے زیادہ آبادی کو فراہمی آب کی سہولت سے مستفید کیا جاسکے۔ تاہم حکومت چاہے تو اس فیصلہ پر نظر ثانی کر سکتی ہے۔

## موضع کنڈ ضلع خوشاب میں واٹر سپلائی سکیم کی تکمیل کے لئے فوری اقدامات

☆ 2288۔ملک مختار احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کنڈ ضلع خوشاب میں ایک واٹر سپلائی سکیم زیر تکمیل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت متذکرہ سکیم پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ گاؤں میں واٹر ٹینک بنانے کے لئے محکمہ نے مزید فنڈ مہیا کرنے کی استدعا کی تاکہ متذکرہ سکیم کو بطریق احسن مکمل کیا جائے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے اگر تیار ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ سکیم جون ۱۹۸۶ء میں مکمل ہو کر چالو ہو چکی ہے۔

(ب) اس پر مبلغ ۲،۷۱۱،۰۰۰ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جزو الف میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ سکیم جون ۱۹۸۶ء میں مکمل ہو چکی ہے اور مزید فنڈ کی ضرورت نہ ہے کیونکہ مزید سٹوریج ٹینک بنانے کی افادیت مسلمہ نہ ہے۔ لہذا فنڈز مہیا کرنے کی استدعا نہیں کی گئی۔

(د) جیسا کہ جزو "ج" میں بیان کیا گیا ہے۔ فنڈز کی ضرورت نہیں ہے۔

## موضع ڈھاکہ ضلع خوشاب میں واٹر سپلائی سکیم کی منصوبہ بندی کے لئے ضروری اقدامات

☆ 2289۔ملک مختار احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع ڈھاکہ ضلع خوشاب میں حکومت نے لاکھوں روپے خرچ کر کے

واٹر سپلائی سکیم مکمل کی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سکیم کے لئے جو کنواں کھودا گیا تھا۔ اس میں پانی میں مقدار بہت کم ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ گاؤں میں جو آبادی انتہائی اونچائی پر واقع ہے اس کو پانی کے حصول میں بہت دشواری کا سامنا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ واٹر سپلائی کے لئے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہ؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر)

(الف) یہ سکیم سولہ لاکھ چھتر ہزار روپے کے خرچ سے جون ۱۹۸۶ء میں مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ کنواں منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق مکمل کیا گیا ہے۔ لیکن زیر زمین پانی کی مقدار کم ہونے کی وجہ سے پانی کا بہاؤ کنویں کے اندر کم ہے لہذا پانی کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔

(ج) ایسی کوئی دشواری درپیش نہ ہے کیونکہ پانی (۳) سطحی ٹینکوں سے جن کے ارد گرد ٹوٹیاں لگائی گئی ہیں متذکرہ آبادی کو فراہم کیا جارہا ہے۔

(د) اگر حکومت منظوری دے تو اضافی کنواں اور سکیم کو ڈیزل انجن کی بجائے موٹروں سے چلانے کے لئے توسیعی منصوبہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ اس گاؤں میں بجلی آ چکی ہے۔ توسیعی منصوبہ اندازاً ۵ لاکھ روپے کا ہو گا۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا میری ایک تحریک التوائے کار تھی جو کہ ملتان میں تھرمل پاور سٹیشن کے بارے میں تھی۔

# مسئلہ استحقاق

## حکمت عملی کے اصولوں سے متعلقہ تحریک استحقاق پر بحث

**جناب سپیکر:** میاں صاحب، آپ تشریف رکھیئے۔ فی الحال تحاریک استحقاق کو لے رہے ہیں۔ یہ ہمارے پاس تحاریک Pending ہیں۔ یہ نمبر ۷، ۹ اور ۱۶ ہے۔ اس پر جناب جنجوعہ صاحب کا خیال تھا کہ فیصلہ سے پہلے وہ اس پر اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ تیار ہیں۔ آپ اپنا نقطۂ نظر فرما دیجئے گا۔ میں اس پر فیصلہ کل دوں گا۔ آپ آج فرما دیجئے تاکہ میں آپ کے نقطہ نظر کو ملحوظ خاطر رکھ سکوں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر میری تحریک استحقاق یہ ہے کہ حکمت عملی کے اصولوں کے متعلق آئین پاکستان کے جو تقاضے ہیں ان کو حکومت نے پورا نہیں کیا ہے اور اس طرح سے حکومت آئین شکنی کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس بارے میں میں نے آئین کے آرٹیکل ۲۹ کے سب آرٹیکل کا حوالہ دیا تھا۔ جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہر ایک سال کے بارے میں حکومت اس امر کی پابند ہے اور حکومت پر یہ لازم ہے کہ وہ حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے گی اور اس ایوان کو اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ وہ اس رپورٹ پر بحث کر سکے۔ میرے اس استدلال کے جواب میں جناب وزیر زراعت نے آئین کے آرٹیکل نمبر ۲۵۴ کا حوالہ دیا تھا جس میں آرٹیکل نمبر ۲۵۴ اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ جب آئین کے تحت کسی کام کو انجام دینے کے لئے کوئی خاص میعاد مقرر کی گئی ہو اور وہ امر مقررہ میعاد کے اندر سرانجام نہیں دیا جاتا ہے۔ تو اسے محض بعد از میعاد سرانجام دینے کی بنیاد پر غیر موثر اور ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ تو جناب سپیکر میری یہ گزارش ہے کہ ابھی تک وہ کام جس کے ہر سال حکومت کو انجام دینا چاہیے تھا وہ تاحال حکومت نے انجام ہی نہیں دیا ہے۔ اگر حکومت وہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دیتی اور اس کے بعد اگر میں یہ بات کرتا کہ یہ غیر قانونی ہے ناجائز ہے اور غیر موثر ہے تو اس وقت آئین کے آرٹیکل ۲۵۴ کا حوالہ دیا جا سکتا تھا لیکن جناب سپیکر! آئین کے تقاضوں کے پیش نظر تاحال وہ رپورٹ حکومت کی طرف سے پیش ہی نہیں ہوئی ہے وہ کام مقررہ میعاد کے اندر سرانجام ہی نہیں دیا گیا ہے اور اگر مقررہ میعاد کے اندر وہ

کام سرانجام دے دیا جاتا اور اس کے بعد کوئی فاضل رکن اس بات کا اعتراض کرتا کہ یہ غیر موثر اور ناجائز ہے تو پھر کم از کم آئین کے آرٹیکل ۲۵۴ کا سہارا لیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ آرٹیکل ۲۵۴ میری اس تحریک استحقاق پر لاگو نہیں ہوتی ہے کیونکہ آرٹیکل ۲۹ بالکل واضح ہے کہ ہر سال سے متعلق حکومت پر یہ لازم ہے کہ وہ حکمت عملی سے متعلق رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے۔

**جناب سپیکر:** جنجوعہ صاحب نے جو آئین کے آرٹیکل ۲۵۴ کے بارے میں بتایا ہے اس کے بارے میں جناب لاء منسٹر کیا فرماتے ہیں۔

**وزیر قانون:** جناب والا میں عرض کرتا ہوں اگر آپ آئین کا آرٹیکل ۲۹ کا سب سیکشن ۳ دیکھیں تو اس میں جو واضح چیز آپ کو ملے گی وہ یہ ہے کہ اس میں وقت کا تعین نہیں ہے۔

Article 29(3)In respect of each year,..... No date has been mentioned that when.. In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each Province in relation to the affair of his Province, shall cause to prepared and laid before the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy....

تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں انہوں نے قطعی طور پر وقت کا تعین نہیں کیا ہے کہ ہم کب پیش کریں گے۔ اس میں ٹیکنیکل تاخیر ہو سکتی ہے جو اس کی خلاف ورزی نہیں۔ اور جیسا کہ میرے معزز رکن اسمبلی نے کہا ہے کہ آرٹیکل ۲۵۴ میں وقت کا تعین ہے۔ اگر آپ اس سے متفق ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر وہ رپورٹ آنی چاہیے تو پھر آرٹیکل ۲۵۴ ہمارے نقطہ نظر کی تائید کرتا ہے۔ اگر ہم نے رپورٹ نہ کی تو پھر کیا ہوگا وہ پھر

Illegal ultravires and against the Constitution.

نہیں ہوگا۔ یہ آرٹیکل ۲۵۴ بہت واضح ہے کہ اگر یہ آپ تصور کر لیں کہ اس کے لئے کوئی وقت کا تعین ہے اور ہم اس میعاد کے اندر اندر وہ رپورٹ پیش نہیں کر سکتے ہیں۔ تو یہ ایک ٹیکنیکل

تاخیر ہے۔ Violation of the Constitution نہیں ہے۔اس میں واضح ہے۔
Article 254, When any act or thing is required by the Constituion to be done within a particular period.... یہ کہتے ہیں کہ اس میں پیریڈ ہے۔اگر آپ یہ تصور کرلیں کہ اس میں پیریڈ ہے تو اس صورت میں the doing of the act or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by reason only that it was not done within that period.

تو دونوں صورت میں آرٹیکل ۲۹ بھی ہماری امداد کرتا ہے اور اگر آپ یہ تصور کرلیں کہ ہم نے اس میں تاخیر کی ہے اور وہ رپورٹیں مقررہ وقت کے اندر ہم نے پیش نہیں کی ہیں۔ تو اس سلسلہ میں آرٹیکل ۲۵۴ ہمیں protect کرتا ہے۔ لہذا میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے اور آئین کے مطابق ہم کسی بھی وقت وہ پیش کر سکتے ہیں اور انشاء اللہ ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگلے سیشن میں ہم ضرور اس رپورٹ کو پیش کریں گے۔

**جناب سپیکر:** یہ تو الگ بات ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں جو یہ بات کی گئی ہے کہ اس مدت کو مالی سال تصور کیا جائے۔ کیونکہ اسمبلی کے معاملات میں رقوم کا عمل دخل ہوتا ہے اور جیسے جناب چیمہ صاحب نے بھی ارشاد فرمایا تھا۔ اور وزیر زراعت نے اس کی وضاحت فرمائی تھی کہ اگر آپ مالی سال کو لیں جو جولائی ۱۹۸۵ء سے شروع کریں تو یہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کو ختم ہو گا۔ اس طرح ایک سال تو ختم ہو گیا اور اس کے بعد دوسرا سال چل رہا ہے۔ تو اس میں تاخیر کا کیا جواز ہے کہ دوسرے سال کی رپورٹ بھی ابھی تک ایوان میں پیش نہیں ہوئی ہے۔ جب انہوں نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب والا ۱۹۸۶ء کی رپورٹ ہم اگلے اجلاس میں پیش کر دیں گے۔ It will be laid before the House. میں آپ کو اس سلسلے میں ensure کرتا ہوں، لیکن سوال یہ ہے کہ آرٹیکل ۲۹ میں وقت کا تعین نہیں کیا گیا، میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آرٹیکل ۲۹ میں لکھا ہوا ہے کہ رپورٹ تیار کریں گے لیکن کب کریں گے اس کا کوئی تعین نہیں۔ اگر آپ یہ تصور کر بھی لیں کہ مالی سال فلاں تاریخ سے شروع ہوتا ہے اور ہم نے اس تاریخ

سے لیکر اب تک رپورٹ پیش نہیں کی ہے تو اس سلسلے میں آرٹیکل ۲۵۴ Will come to our rescue. کہ اس میں اگر ہم کوئی Technical delay کر گئے ہیں تو یہ ہمیں Rescue کرے گا ہمیں Protect کرے گا، اس لئے کوئی Violation نہیں ہوئی۔

**جناب سپیکر:** کیا آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ سینٹ یا قومی اسمبلی میں بھی پیش ہوا ہے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** کس اسمبلی میں جناب؟

**جناب سپیکر:** کیا آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یا سینٹ میں پرنسپلز آف پالیسی کا معاملہ پیش ہوا ہے۔ یا نہیں یا وہاں بھی اس کے پیش کرنے میں کوئی Delay ہوئی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب والا میرے نوٹس میں تو نہیں ہے میرے خیال میں ابھی تک پیش نہیں ہوئی۔

**جناب سپیکر:** تو آپ کے علم میں نہیں ہے۔

**میاں محمد افضل حیات** (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر، میں یہاں تک تو راجہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے اور یہ دونوں آرٹیکل بڑے واضح ہیں کہ یہ رپورٹ پیش ہونی چاہیے تھی۔ مجھے تو مالی سال سے بھی اختلاف ہے کہ Gregorian Calender کے مطابق ہے۔ اگر جناب والا آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

The Governor of each Province in relation to the affairs of his Province. اس میں بھی جناب والا مالی معاملات صوبائی معاملات کا صرف ایک Aspect ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ہیں جو کہ آئین میں دی گئی ہیں میں ان کو پڑھنا نہیں چاہتا۔ آرٹیکل ۲۹ میں بھی کئی چیزیں متعین کی گئی ہیں ان کا پڑھنے سے آپ کا وقت ضائع ہوگا اور میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن Financial matter صرف ایک Matter ہے اور واضح طور پر Gregorian Calender ہے۔ اور جہاں تک آرٹیکل ۲۵۴ کا تعلق ہے یا جیسا کہ جنجوعہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی بات اس وقت ہوگی۔

**چوھدری غلام رسول:** پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر اس سلسلے میں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بھی تھوڑا سا عرض کروں۔

**جناب سپیکر:** آپ اس سلسلے میں اپنا کوئی نقطہ نظر پیش کرنا چاہتے ہیں؟
**چوہدری غلام رسول:** جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے اور پوائنٹ آف ویو بھی۔
**جناب سپیکر:** پوائنٹ آف ویو کو میں Disallow کرتا ہوں۔
**چوہدری غلام رسول:** میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتا ہوں۔
**جناب سپیکر:** فرمائیے! پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔ اگر تو کارروائی میں کوئی غلطی ہے تو بتائیے۔
**چوہدری غلام رسول:** جناب سپیکر کارروائی کے سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو آرٹیکل ۲۹(۳) ہے۔ It is only a directive. Not any clause has been added. اس میں اگر کوئی خاص سیکشن شامل ہو اور اس میں یہ بات Add ہو کہ اگر یہ Within time نہ کیا جائے تو اس کا یہ effect ہوگا تو پھر اور بات ہے It is merely a directive.
**جناب سپیکر:** چوہدری صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ I am sorry. You are arguing your case. آپ یہ Argue کر سکتے ہیں لیکن اس وقت جب میاں صاحب اپنی بات ختم کر لیں۔
**میاں محمد افضل حیات:** This is imperative. کیونکہ اس میں صاف طور پر لکھا گیا ہے۔ The Governor of each Province in relation to the affairs of his Province, shall cause.... اس میں لفظ shall کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں کس قسم کی رعایت نہیں دی گئی اور یہ ہر سال کے لئے ہے۔ Gregorian year آئین میں بالکل واضح ہے۔ Each and every year
**جناب سپیکر:** میاں صاحب آپ کون سے آرٹیکل کا حوالہ دے رہے ہیں؟ Gregorian Calender کے بارے میں کونسا آرٹیکل پڑھ رہے ہیں۔
**میاں محمد افضل حیات:** آرٹیکل ۲۹(۳) کا حوالہ دے رہا ہوں کیونکہ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each Province

in relation to the affairs of his Province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly....

**جناب سپیکر:** ٹھیک ہے۔

**میاں محمد افضل حیات:** تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں کوئی غلط فہمی کی بات نہیں آتی دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہر سال کے متعلق ہے بہتر تو یہ ہے کہ یہ ہر سال کے دوران پیش کیا جائے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے یا جس طرح راجہ صاحب فرما رہے تھے کہ سال کے آخر تک ایک سال تک جتنی بھی کارروائی ہوئی ہے اس کے متعلق رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں۔ جناب والا آرٹیکل ۲۵۴ اس وقت سامنے آتا ہے جب یہ رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔ رپورٹ پیش کرنے سے پہلے آرٹیکل ۲۵۴ صرف ایک مفروضہ ہے کہ اگر وہ رپورٹ پیش کی تو وہ Admissible ہو گی یا نہیں ہو گی شکریہ۔

**جناب سپیکر:** شکریہ میاں صاحب۔ جناب چوھدری غلام رسول صاحب کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے۔

**چوھدری غلام رسول:** جناب سپیکر میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ آئین کے آرٹیکل ۲۹ کے تحت It is merely a directive. No clause has been added in this کہ اگر یہ مقررہ مدت کے دوران پیش نہیں کیا جائے گا تو اس کا یہ اثر ہو گا۔ اس کو آرٹیکل ۲۵۴ میں cover کر دیا گیا ہے چونکہ اس میں ایک واضح Mandatory provision ہے۔ جو shall کا متن ہے۔ کیونکہ جب آرٹیکل ۲۵۴ نے واضح cover دے دیا ہے کہ

"When any act or thing is required by Constitution to be done within a particular period and it is not done within that period, the doing of the act or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by reason only that it was not done within that period.

تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ آرٹیکل ۲۰ کی پوزیشن Mere directive کی ہے۔ اس میں

کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اگر یہ نہ ہوگا تو اس کا یہ اثر ہوگا۔ اس لئے وہ آرٹیکل ۲۵۴ میں Cover ہو جاتا ہے۔

**جناب سپیکر:** چوہدری صاحب آپ جنجوعہ صاحب کے مؤقف کی تائید کر رہے ہیں یا وزیر قانون صاحب کو۔

**چوہدری غلام رسول:** جناب والا میں وزیر قانون کے مؤقف کی تائید کر رہا ہوں۔

**جناب سپیکر:** شکریہ

**چوہدری غلام رسول:** جناب والا آرٹیکل ۲۵۴ میں یہ واضح ہے اور اس کو اس میں Cover دیا گیا ہے۔ یعنی اگر آرٹیکل ۲۹ کے تحت رپورٹ پیش نہیں کی گئی تو اس کو آرٹیکل ۲۵۴ میں Cover دیا گیا ہے۔

**جناب سپیکر:** چوہدری صاحب شکریہ۔

**جناب ریاض حشمت جنجوعہ:**

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخلص ہوں میں تو تم بھی چلو میرے ساتھ ساتھ

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب سپیکر تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد یہ کچھ پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ شعر یا کچھ اور نہیں پڑھ سکتے ہیں۔

**جناب ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق کا آغاز اس شعر سے کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

مخلص ہوں میں تو تم بھی چلو میرے ساتھ ساتھ

**جناب سپیکر:** جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ جناب جنجوعہ پہلے آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں گے۔ اس کے بعد شارٹ سٹیٹمنٹ کے وقت آپ شعر پڑھ سکتے ہیں۔

# سابق پی سی ایس افسران کی شرائط ملازمت کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ پر عمل در آمد میں تاخیر

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب میں سابق پی سی ایس افسران کی شرائط ملازمت کے بارے میں اس معزز و معتبر ایوان کی مجلس خصوصی نے ایک مکمل جامع اور قابل عمل رپورٹ اسمبلی میں پیش کی ہے جسے مجلس کے فاضل ارکان نے دس ماہ کی ذہنی مشقت اور عرق ریزی کے بعد بڑے اخلاص کے ساتھ مرتب کیا یہ رپورٹ اسمبلی کے جملہ محترم ارکان نے بڑے جذباتی انداز اور ولولہ انگیز ماحول میں بالاتفاق رائے منظور کی اور عمل در آمد کے لئے پنجاب حکومت کو ارسال کر دی گئی۔ متذکرہ بالا رپورٹ پر بحث کے دوران بہت سے ارکان نے ان خدشات کا اظہار کیا تھا کہ عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ـــــــــــ اس مجلس خصوصی کی رپورٹ کا حشر بھی ان کمشنوں اور کمیٹیوں کی رپورٹوں جیسا نہ ہو جو ماضی میں صوبائی سول سروس کے افسران کی شکایات کے ازالہ کے لئے قائم کی گئیں۔ مگر وفاقی بیورو کریسی کی مستحکم انتظامی پوزیشن کی بدولت ان رپورٹوں کو زیر غور لانے کی نوبت تک نہ آئی۔ منہ زور اور سرکش وفاقی بیورو کریسی جس کی خوئے حکمرانی کی تسکین پنجاب میں ہوتی ہے نہیں چاہتی کہ سابق پی۔ سی۔ ایس افسران کے احساس محرومی کے خاتمہ کے لئے کوئی قانون سازی ہو۔ وہ پنجاب کے عوام کے نمائندہ ایوان کی منظور کردہ اس رپورٹ کو سرد خانے میں ڈالنے کی مبینہ سازش کر رہی ہے اور اس طرح دستور پاکستان کے تحت حاصل ہمارے صوبائی حقوق اور صوبائی خود مختاری پر بھی زد پڑ رہی ہے۔ اب جب کہ اس مجلس خصوصی کی سفارشات پر اسمبلی کی عطا کردہ منظوری کو قریباً ۳ ماہ کا عرصہ بیت گیا ہے مگر تاحال حکومت کی طرف سے ان سفارشات کو شرف پذیرائی بخشنے کے سلسلے میں کوئی معمولی سی پیش رفت بھی نہیں ہوئی اور رپورٹ پر عمل در آمد کے لئے قانونی اقدام اٹھانے میں دانستہ تاخیر کی جا رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبائی حکومت بھی صوبائی ملازمین کی بجائے مرکزی ملازمین کے لئے اپنے دل میں نرم گوشے رکھتی ہے اور قرائن بتا رہے ہیں کہ صوبائی حکومت مرکزی بیورو کریسی

کی بے رحمانہ بلیک میلنگ کا شکار ہو گئی ہے اور فی الحال صوبائی حکومت کا اس رپورٹ کی روشنی میں سابق پی۔ سی۔ ایس افسران کی شرائط ملازمت کے از سر نو تعین کے بارے میں نئی قانون سازی کا کوئی ارادہ نہیں۔ صوبائی حکومت کی طرف سے مجلس خصوصی کی مرتب کردہ اور اس معزز ایوان کی متفقہ طور پر منظور کردہ اس تاریخی دستاویز کو پس پشت ڈالنے سے پنجاب کے ارکان اسمبلی کا نہ صرف استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ ان کے وقار اور شہرت کو بھی سخت دھچکا پہنچا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو معاملہ کی چھان بین کے لئے مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** اس کی آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا اگر آپ اجازت دیں گے تو میں وزیر قانون کے جواب کے بعد عرض کر دوں گا۔

**جناب سپیکر:** آپ پہلے شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں دینا چاہتے؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا میں نے اس میں کافی وضاحت کر دی ہے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں وہی شعر عرض کر دوں۔

**جناب سپیکر:** جی آپ ارشاد فرمائیے شعر ہی تو آپ کا سننا چاہتے ہیں۔ جناب لاء منسٹر آپ کا شعر سننا چاہتے ہیں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا میں ان کی خدمت میں ہی عرض کر رہا ہوں۔ اگر یہ تحریک استحقاق پڑھنے سے قبل مجھے یہ شعر پڑھنے کی اجازت دی جاتی تو کم از کم اس ایوان کو اس کا سارا مفہوم سمجھ میں آجاتا بعد میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ برموقع اور برمحل تو نہیں لیکن ان کی خواہش کے مطابق عرض کئے دیتا ہوں کہ

مخلص ہوں میں تو تم بھی چلو میرے ساتھ ساتھ
مجرم ہوں میں تو مجھ کو سوئے دار لے چلو

**وزیر قانون:** جناب سپیکر شعر کا جواب تو میرے پاس نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جناب میں اپنی محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ سے کہوں گا کہ میری طرف سے وہ اس شعر کا جواب دے دیں۔

**محترمہ بشریٰ رحمٰن:** جناب والا میں معذرت چاہتی ہوں کہ مجھ تک آواز نہیں آئی۔ فاضل

رکن ایک دفعہ پھر شعر پڑھ دیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر محترمہ کے ارشاد پر دوبارہ عرض کرتا ہوں۔

مخلص ہوں میں تو تم بھی چلو میرے ساتھ ساتھ
مجرم ہوں میں تو مجھ کو سوئے دار لے چلو

محترمہ بشریٰ رحمٰن: جناب والا اس کے جواب میں عرض ہے کہ۔۔۔۔۔

کوئی کشتی میں بٹھاتا نہیں نادانوں کو
کہ یہ مٹھی میں لئے پھرتے ہیں طوفانوں کو

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر جواب میں ایک شعر عرض ہے کہ

ڈوبتے ڈوبتے کشتی کو اچھالا دے دوں
میں نہیں کوئی تو ساحل پر اتر جائے گا

محترمہ بشریٰ رحمٰن: میں بھی جناب والا جواب ضرور دوں گی۔

جناب سپیکر: جی ارشاد

محترمہ بشریٰ رحمٰن: میں عرض کروں گی کہ

کاغذی پھول سجاتے نہیں گلدانوں میں
خون ہوتا نہیں تصویر کی شریانوں میں

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میں محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کا مشکور ہوں کہ

She has come to my rescue.

چودھری گلنواز خان وڑائچ: جناب سپیکر میں سمجھ نہیں سکا اور جو کچھ میں سمجھا ہوں وہ عرض کروں میں نے یہ سمجھا ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے خلوص ہوتا نہیں شیطانوں میں یہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا جو شیطان تھا اسے سمجھ آ گئی ہے۔

چودھری گلنواز خان وڑائچ: میں یہ عرض کروں گا "منہ ڈالیں اپنے گریبانوں میں"

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر۔

**وزیر قانون:** جناب سپیکر یہ ایک پالیسی بیان ہے۔

**محترمہ بشریٰ رحمٰن:** جناب سپیکر یہ شعر نہیں ہے۔ یہ جو قافیہ ردیف نادانوں کا شروع ہوا تھا اس میں بہت کچھ عرض ہوا لیکن اس کا ایک قافیہ رہ گیا کہ "بولتے وہ ہیں شمار جن کا ہے نادانوں میں"

**جناب سپیکر:** جناب لاء منسٹر

**وزیر قانون:** جناب سپیکر میں اس سلسلے میں ایک پالیسی بیان دینا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی ارشاد فرمائیے۔

**وزیر قانون:** سابقہ پی۔ سی۔ ایس افسران کے شرائط ملازمت کے بارے میں خصوصی کمیٹی کی رپورٹ کا حکومت پنجاب نے بغور ہمدردانہ جائزہ لیا ہے تاکہ اس کی سفارشات کے تحت ان پر جلد از جلد عملدرآمد ہو سکے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب سپیکر کیا یہ دیکھ کر اپنا پوائنٹ آف ویو بھی پڑھ سکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ پالیسی سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں۔

**وزیر قانون:** پالیسی سٹیٹمنٹ دے رہا ہوں۔

**جناب فضل حسین راہی:** بشرطیکہ آپ نے لکھا ہوا ہو۔ اگر محکمے کے سیکرٹری کا لکھا ہوا ہو تو پھر ان سے کہیں وہ پڑھ دیں۔

**وزیر قانون:** ویسے میں عرض کر دوں جیسے وہ تحریک استحقاق پڑھ سکتے ہیں ویسے ہی میں بھی لکھا ہوا جواب پڑھ سکتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی آپ پالیسی سٹیٹمنٹ پڑھ سکتے ہیں۔ ارشاد فرمائیے۔

**وزیر قانون:** ابتدائی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے مندرجہ ذیل سفارشات پر عمل درآمد کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب کی سرکردگی میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے جو اپنی زیر نگرانی ایک اکیڈمی کا قیام عمل میں لائے گی اور اس اکیڈمی میں سابقہ پی۔ سی۔ ایس افسران کے ساتھ ساتھ سول ججز، سیکشن افسران، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن افسران کی تربیت کا انتظام و انصرام کیا جائے گا۔ سابقہ پی۔ سی۔ ایس افسران سمیت صوبائی حکومت کے دیگر کیڈروں کے ملازمین کے بارے میں ترقی کا شیڈول طے کرنے کے لئے ایک رپورٹ جلد ہی

وزیر اعلیٰ کو برائے منظوری پیش کی جا رہی ہے۔ جس کے بعد اس ضمن میں قواعد و ضوابط وضع کر دیئے جائیں گے۔ حکومت نے ان سفارشات کے تحت ایک تجویز منظور کی ہے کہ جس کے تحت ای اے سی کی ۵۰ سے زائد آسامیوں کا درجہ بڑھا کر انہیں اے سی Rank دیا گیا ہے۔ اس طرح سابقہ پی سی ایس، ای اے سیز کے درجہ کے افسران کو اگلے درجہ میں ترقی کے مواقع مل جائیں گے۔ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سابقہ پی سی ایس کیڈر میں بھرتی کے لئے مقابلے کا امتحان باقاعدگی اور تسلسل سے ہو۔ اور اس سلسلے میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ آئندہ صوبائی حکومت کے تمام کیڈروں کے ملازمین کو سرکاری وظائف پر بیرون ملک تربیت کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ آئندہ صوبائی سلیکشن بورڈ اور ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کے اجلاس بلا تاخیر باقاعدگی سے ہوا کریں گے تاکہ مستحق افسران کو بروقت ترقی کے مواقع میسر آسکیں۔ تمام سابقہ پی۔ سی۔ ایس افسران کی ترقی کی فٹ لسٹ تیار کی جائے گی تاکہ پوسٹنگ کے وقت آسانی سے میسر ہو اور کسی افسر کی حق تلفی نہ ہو۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ آؤٹ آف ٹرن Out of turn ترقی یا تقرری کے احکامات جاری نہیں کیے جائیں گے۔ خصوصی کمیٹی میں شامل ایسی تمام سفارشات جن کا تعلق صوبائی آسامیوں پر مرکز کے ملازمین اور صوبائی ملازمین کی تقرری سے ہے بنیادی طور پر صوبائی اور مرکزی حکومت کے باہمی اشتراک و تعاون سے متعلق ہے۔

**سید حسنات احمد شاہ:** جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے جس کے بارے میں وزیر موصوف بتلا رہے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ اس طریقے سے ہمیں ساری باتیں یاد نہیں رہیں گی۔ جو کچھ یہ فرما رہے ہیں وہ لکھا ہوا سارے ممبران کو دے دیا جائے تاکہ ہمیں موقع مل سکے کہ ہم اس کو پڑھ کے اپنا اظہار خیال کر سکیں۔

**وزیر قانون:** جہاں تک مرکزی حکومت کے ساتھ اشتراک و تعاون کا تعلق ہے خصوصی کمیٹی میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب سپیکر۔ میں شاہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یا تو یہ لکھ کر دے دیں جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں یا پھر ان کی تقریر کا ترجمہ کرنے کا انتظام کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جناب راہی صاحب تشریف رکھیے گا۔

**وزیر قانون:** یہی وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب یہ چاہتے ہیں کہ مسئلے کا حل مرکزی حکومت کے ساتھ

باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے طے کیا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ایک مراسلے کے جواب میں وزیر اعظم پاکستان نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک خط تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی رپورٹ انہوں نے ملاحظہ کر لی ہے اور ان تجاویز کی روشنی میں انہوں نے اسٹیبلشمنٹ ڈویژن پاکستان کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان نے مزید تحریر کیا ہے کہ اس مسئلے کو حتمی طور پر طے کرنے سے پہلے تمام صوبائی حکومتوں سے دوبارہ رائے لی جائے گی اور آخر میں انہوں نے فرمایا ہے کہ صوبائی حکومت اس وقت تک کوئی اقدام نہ اٹھائے جس سے کسی قسم کی پیچیدگی یا تضاد پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

جناب سپیکر جہاں تک مسئلے کے فوری نوعیت کا تعلق ہے ہم نے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح بھرپور قدم اٹھایا ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے اس رپورٹ کے بعد جناب وزیر اعظم کو خط لکھا تھا جس کے کچھ پیراگراف میں آپ کو پڑھ کے سناتا ہوں۔ جس سے یہ ثابت ہو گا کہ حکومت پنجاب کس طرح اس مسئلے میں دلچسپی لے رہی ہے۔

The Punjab Provincial Assembly also took note of the situation and prepared a report on the service conditions of officers belonging to Ex-P.C.S. Officers. The report was approved by the House on 23rd November, 1986. A copy of the report is being sent to the Prime Minister of Pakistan. I underst and that similar action in one form or the other is under way in the other Provinces.

کہ وہ بھی اس کو Firm up کر رہے ہیں جو تجاویز ہم نے انہیں بھیجی ہیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** اس بیان دے وچ ریفرنڈم دا ذکر کتھوں آ گیا جی۔

**MINISTER FOR LAW:** The determination of the issue regarding sharing of the posts....

یہ بڑی اہم بات ہے۔ اپنے استحقاق کا جواب ذرا سن لیں اس کے بعد جو جی چاہے کہیں۔

...... Issue regarding the sharing of the posts in the Provincial Governments between Officers belonging to the Ex-PCS and the Officers belonging to the Federal Government is crucial for providing relief to the Officers belonging to the Ex-PCS. This question is of equal interest to the Federal and all the four Provincial Governments and involves re-adjustment of existing arrangements between the Federation and the Provinces. In order to settle this issue and to evolve a new workable arrangement, it seems necessary to consider the matter in a forum where the Federal Government and all Provincial Governments are represented.

یہ لکھا ہے کہ آپ جلدی سے ایک ایسا فورم تشکیل دیں جس میں فیڈرل گورنمنٹ بھی ہو اور صوبائی گورنمنٹ بھی تاکہ اس کے متعلق بہت جلد فیصلہ کر لیا جائے۔

I, therefor, suggest that the Committee headed by the Establishment Secretary may be reconvened as soon as possible to formulate a uniform policy regarding sharing of posts in the Provincial Governments between officers belonging to the Federal Government and officers belonging to Provincial Governments.

اور آخر میں یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے۔

I may also mentioned that we would like to revise earlier recommendations....

کمیٹی کی رپورٹ سے پہلے جو انہوں نے سفارشات بھیجی تھیں ان کو انہوں نے Withdraw کیا ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ

I may also mention that we would like to revise our earlier recommendations in the light of the report prepared by the Punjab Provincial Assembly.

یعنی قطعی طور پر انہوں نے اسی رپورٹ پر انحصار کیا ہے۔ انہوں نے Agree کیا ہے کہ ہم اس رپورٹ کے ساتھ متفق ہیں۔ اور اس کے بعد جناب وزیراعظم پاکستان نے جناب چیف

منسٹر کو یہ خط لکھا ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

I quote "My dear Chief Minister,

As you are aware, provision of a clean and efficient administration, responsive to the needs of the people, is one of the major items in the programme of the elected Government. Towards the realization of this objective I had instructed the Federal Establishment Division to draw up viable and workable proposals for reorganising the All-Pakistan Services Structure. It must be ensured that justice is done to different cadres of civil servants by removing anomalies and providing opportunities for growth.

The Establishment Division has done a lot of spade work in this context. A thorough analysis of various proposals contained in the Civil Services Commission report of 1979 as well as subsequent developments was made and consultations were held with the Provincial Governments. Proposals have been drawn up to reorganize the service structure both at the Secretariat and field levels. I have seen the recommendations of the Special Committee appointed by the Punjab Assembly regarding Ex-PCS officers and have instructed the Establishment Division to take into consideration these recommendations also while firming up their proposals.

The Provincial Governments would again be consulted

before the detailed rules are approved by the Federal Government. In the circumstance I would suggest that the Provincial Government may not take any precipitate action which might cause complications or conflict.

تو یہ بڑے واضح الفاظ ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں اور حقیقت ہے۔ کہ یہ بڑا حساس معاملہ ہے۔ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کا دخل بھی ہے اور Federating Units یعنی پنجاب سندھ سرحد اور بلوچستان کا دخل بھی ہے۔ ان کے ملازمین کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے ہمیں ایک ٹھوس پالیسی کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں فیڈرل گورنمنٹ اور حکومت پنجاب پوری طرح سے کوشش کر رہی ہے۔ جناب والا، میں ارکان اسمبلی سے کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ چونکہ بڑا حساس نوعیت کا ہے اس میں تاخیر ہو سکتی ہے، دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کا دخل بھی ہے اس میں چاروں فیڈریٹنگ یونٹ کا دخل بھی ہے۔ جب تک ہم افہام و تفہیم سے مل کر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے ہم کسی فارمولے پر نہیں پہنچ سکیں گے لہذا میں جنجوعہ صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ حکومت پنجاب کو موقع دیں اور وقت دیں انشاء اللہ ہم خود اپنے پی۔ سی۔ ایس افسران کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ بہت بہت شکریہ

**چودھری گل نواز خاں وڑائچ:** کیا میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر سکتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب تمام ممبران کو اس کی ایک ایک کاپی بھیج دیں اس سے ان کی تسلی بھی ہو جائے گی۔ اور جو گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے وہ درست ہے۔ اگر ہم کو اس کی نقل مل جائے تو ہم بتا بھی سکیں گے۔

**جناب سپیکر:** کاپیاں معزز ممبران کو فراہم کی جا سکتی ھیں۔ لیکن یہ ابھی تو نہیں دی جا سکتیں، اس کی کاپیاں کرنے میں وقت لگے گا۔ جس وقت لاء منسٹر صاحب اس کی کاپی دے دیں گے اس وقت سیکرٹریٹ اس کی کاپی کروا کر معزز اراکین میں تقسیم کر دیں گے۔ اس میں جناب جنجوعہ صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ میاں صاحب نے ایک تجویز دی ہے کہ اس کو التواء میں رکھ دیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جی ہاں میں سمجھتا ہوں کہ اگر تمام اراکین میری تحریک استحقاق کے بارے میں حکومت کا نقطہ نظر سمجھ لیں، جانچ لیں اس کے بعد اس کا فیصلہ ہو جائے تو درست ہے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب معزز اراکین چاہتے ہیں کہ آپ کا جو بیان ہے اس کی کاپیاں ان میں تقسیم کر دی جائیں تاکہ یہ اس پر اپنا کچھ نقطہ نظر واضح کر سکیں تو کیا اس کو ملتوی کر دیا جائے؟

وزیر قانون: بالکل جناب اسے ملتوی کر لیں۔

جناب سپیکر: تو اسے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اور کل اس کی کاپیاں تقسیم کی جائیں۔ آج یہ آپ ہمیں دے دیں تاکہ اس کی کاپیاں تقسیم ہو سکیں۔ جناب سردار اللہ یار ہراج صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۱۷ ہے وہ اسے withdraw کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر ۱۸ بھی سردار اللہ یار ہراج کی ہے اور ۱۹ نمبر بھی انہیں کی ہے وہ withdraw کرتے ہیں۔ سردا نصر اللہ خان دریشک صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۲۰ ہے وہ اسے withdraw کرتے ہیں۔ آج ہم مزید تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ نہیں کرتے۔

جناب شفقت عباس: جناب والا میں نے بھی یہ ایک تحریک استحقاق دی تھی اس دن میرے پیٹ میں درد ہو گیا تھا میں نے چوھدری اکرام الحق صاحب کو بتایا تھا اور انہوں نے اس سلسلے میں میری طرف سے معذرت بھی کی تھی۔ جناب والا میں نے ایک تحریک استحقاق نمبر ۲۷ دی تھی۔

جناب سپیکر: جی ہاں آپ کی تحریک استحقاق ۲۷ نمبر پر ہے۔

جناب شفقت عباس: جناب والا کیا آج اس کا کوئی چانس ہے؟

جناب سپیکر: آج ہم اسے ٹیک اپ نہیں کرتے۔ ابھی ۲۷ نمبر سے پہلے کئی تحاریک استحقاق موجود ہیں کل ہم انشاء اللہ تعالےٰ اسے ۲۲ نمبر سے شروع کریں گے۔

جناب شفقت عباس: ٹھیک ہے جناب۔

# تحاریک التوائے کار

**جناب سپیکر:** اب تحاریک التوائے کار کو شروع کرتے ہیں۔

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب والا پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار نمبر ۹۴ دی ہے یہ تھرمل پاور اسٹیشن ملتان کے بارے میں ہے جو کہ بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے۔

**جناب سپیکر:** کس سلسلے میں ہے؟

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب والا یہ تھرمل پاور اسٹیشن ملتان کے سلسلے میں ہے۔ اس سلسلے میں ملتان میں بڑا ہیجان پایا جارہا ہے ۱۹۸۲ء سے یہ سکیم وہاں جاری تھی اب اس منصوبے کو التواء میں ڈالا جارہا ہے اس سلسلے میں ہم ملتان والے بڑے پریشان ہیں، میں نے بھی ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور میں نے عرض کیا تھا کہ Rules of Procedure کی دفعہ ۲۰۲ کو زیر غور لاتے ہوئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی یہ تحریک التوائے کار پیش کرسکوں۔

**جناب سپیکر:** میاں مختار احمد شیخ تحریک پیش کرتے ہیں کہ ان کی ایک تحریک التوائے کار نمبر ۹۴ جو ملتان کے تھرمل پاور اسٹیشن کے بارے میں ہے اور ان کے خیال کے مطابق وہ انتہائی اہم قسم کی تحریک التوائے کار ہے لہذا اسے باقی تحاریک التوائے کار پر فوقیت دیتے ہوئے اور رولز کو معطل کرتے ہوئے پہلے ٹیک اپ کیا جائے۔ جناب لاء منسٹر صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟

**وزیر قانون:** جناب والا فنی لحاظ سے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** تو کیا آپ سب اس کی اجازت نہیں دیتے ہیں؟ (تحریک نامنظور ہوئی)۔ جی میاں محمد اسحاق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب والا آپ ہمیں اکثر نماز کا وقفہ دیتے ہیں مگر دیر سے دیتے ہیں جو سیکرٹریٹ میں جماعت ہوتی ہے اس میں ہم شامل نہیں ہوسکتے، اگر آپ مہربانی فرمائیں اور ابھی سوا چھ بجے اجلاس ملتوی کردیں تو ہم باجماعت نماز پڑھ سکیں گے۔

**جناب سپیکر:** جی ہاں ہم اسے Adjourn کرتے ہیں اور پونے سات بجے دوبارہ ہم اکٹھے

ہوں گے۔

(ہاؤس کی کارروائی نماز مغرب کے بعد ۶ بجکر ۵۳ منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

**جناب سپیکر:** اب ہم تحاریک التوائے کار کو Take up کریں گے۔

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میری بھی ایک تحریک التوا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اسے آج Take up کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** کون سے نمبر پر ہے؟

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** جناب والا ۸۲ نمبر پر ہے۔

**جناب سپیکر:** کیا آپ چاہتی ہیں کہ وہ آج Take up ہو جائے؟

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** جی یہ میری گزارش ہے۔

**جناب سپیکر:** کوئی بہت خصوصی حالات ہوں اور قواعد کو معطل کر دیا جائے تو take up ہو سکتی ہے۔

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** جناب والا وہ ہے تو بڑی اہم

**جناب سپیکر:** اور اگر سارا ہاؤس پسند کرے کہ قواعد کو معطل کر دیا جائے تو آپ تحریک پیش کر سکتی ہیں میں ہاؤس سے یہ دریافت کر لیتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ تحریک پیش کرنا پسند کریں گی؟

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** جی

**جناب سپیکر:** فرمائیے۔

**چودھری محمد صدیق سالار:** جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ آج سرکاری دن ہے اور اسمبلی میں بڑے اہم بل پیش ہونے ہیں۔ اس لئے اس چیز سے پرہیز کیا جائے اور سرکاری کام بھی کیا جائے۔ یہ نہیں کہ ہم وقت کو اسی طرح ضائع کرتے چلے جائیں۔ کبھی اس طرح کبھی اُس طرح۔ سرکاری کام کو لینا چاہیے۔

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** جناب والا۔ یہ تحریک التوا بڑی اہم ہے اور یہ میری اپنی نہیں بلکہ یہ میری عوام کی ہے۔

**جناب سپیکر:** ڈاکٹر صاحبہ تشریف رکھیئے۔ ان کی تحریک التوا مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بارے میں ہے۔ یعنی ان کے مسیحی ادارے واپس لئے جانے کے بارے میں، جسے ڈاکٹر شیلابی چارلس چاہتی ہیں کہ قواعد کو معطل کرتے ہوئے اسے باقی تحاریک التوا پر فوقیت دی جائے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں؟

آوازیں۔ نہیں۔

**جناب سپیکر:** ڈاکٹر صاحبہ مجھے افسوس ہے کہ ہاؤس اس کی اجازت نہیں دیتا اور میں قواعد کو معطل نہیں کرتا۔

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** جناب والا میں اسے پڑھ دیتی ہوں۔

**جناب سپیکر:** اس کے لئے بھی قواعد معطل کرنے ہوں گے۔ جس وقت آپ take up کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو اس کے لئے تحریک پیش کرنا ہو گی۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب سپیکر! میری بھی اسی طرح کی ایک تحریک التوائے کار تھی وہ میں نے ۲۴ تاریخ کو دی تھی۔ وہ تحریک التوا نہ صرف پنجاب کے لوگوں کے لئے بلکہ پورے پاکستان کے عوام کے لئے نہایت اہم ہے۔ وہ تحریک التوا کالاباغ ڈیم کے متعلق ہے۔ مہربانی کر کے ہاؤس سے اجازت لی جائے۔ میں ہاؤس سے بھی گزارش کروں گا کہ اس کی اجازت دی جائے۔

**جناب سپیکر:** یہ کونسے نمبر پر ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا نمبر تو مجھے یاد نہیں۔ میں نے یہ ۲۴ تاریخ کو دی تھی۔ وہ نہایت ہی اہم ہے۔ پھر مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ اگر ہاؤس نہیں چاہے گا تو وہ پیش نہیں ہو گی۔

**محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس:** جناب سپیکر! میں نے بھی تحریک ۲۴ تاریخ کو دی ہوئی ہے۔

**جناب سپیکر:** میاں عطا محمد قریشی صاحب کی تحریک التوا نمبر ۸۶ ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اس کی مخالفت نہ کریں۔ میں اسی طرح پورے ہاؤس سے التجا کروں گا کہ وہ نہایت ہی اہم مسئلے کو ہاؤس کے سامنے آنے دیں اور مجھے پڑھنے دیں۔ اگر ہاؤس اجازت نہیں دے گا تو نہ سہی۔ اگر کسی

اور رول ہاؤس چاہے گا تو ٹھیک ہے

**جناب سپیکر:** جناب لاء منسٹر اس سلسلے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

**وزیر قانون:** جناب والا اگر کسی تحریک التوا کو وقت سے پہلے لے لیں تو یہ ایک روایت بن جائے گی۔ میں صرف اس لئے ڈرتا ہوں کہ ایک دفعہ روایت بن گئی تو پھر اس کے بعد ہمارے پاس کوئی جواز نہیں رہے گا۔

**جناب سپیکر:** آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

**وزیر قانون:** جی ہاں۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اس کی مخالفت نہ کی جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ یہ اگر اس ہاؤس میں یا اس سیزن میں یا اس اجلاس میں پورا نہ ہو سکا تو یہ ملک کے لئے اور خصوصاً پنجاب کے لئے نہائت بد قسمتی کی بات ہو گی۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب! آپ کی اس بات سے میں اختلاف نہیں کرتا کہ آپ کا مسئلہ اہم نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ کا مسئلہ اہم نہیں ہے۔ لیکن میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں ہاؤس کی اجازت کے بغیر رولز معطل نہیں کر سکتا۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا ہاؤس سے بالکل اجازت لے لیں۔ میں کہتا ہوں ہاؤس مخالفت نہیں کرے گا۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ پورے پاکستان کے لئے اور بالخصوص پنجاب کے لئے نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ نے یہ موشن پیش کر دی ہے۔ میں ہاؤس کی اجازت لے لیتا ہوں۔ اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے تو میں رولز کو معطل کر دیتا ہوں۔

**میاں عطا محمد قریشی:** ٹھیک ہے جناب۔ مہربانی کر کے وزیر آبپاشی اس کا جواب دیں۔ بظاہر وزیر قانون جواب دیا کرتے ہیں لیکن وزیر قانون کو ابھی تک یہ پتا نہیں ہو گا۔

**جناب سپیکر:** معزز خواتین و حضرات! یہ ایک تحریک التوا ہے میاں عطا محمد قریشی صاحب کی طرف سے اور یہ تحریک التوا کالا باغ ڈیم کے بارے میں ہے۔ میاں صاحب چاہتے ہیں کہ میں رولز کو معطل کرتے ہوئے اس کو پہلے take up کرنے کی اجازت دوں کیا آپ اجازت دیتے

ہیں کہ میں رولز کو معطل کروں۔
(تحریک نامنظور کی گئی)

**رانا پھول محمد خان:** جناب والا اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت والی بات ہے۔ میں نے بھی اپنی تحریک التوائے کار کے سلسلہ میں جناب ڈپٹی سپیکر کے سامنے درخواست گزاری تھی کہ میری تحریک کو پہلے لے لیا جائے لیکن اس وقت میرے فاضل دوست جناب قریشی صاحب نے مخالفت کی تھی کہ یہ اپنے نمبر پر آئے گی۔ اب وہ کس منہ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ میری تحریک کے سلسلہ میں رولز معطل کر دئے جائیں۔ خود ہی سفید اور خود ہی سیاہ، یہ ناممکن ہے۔ اور اس بارے میں ایوان نے فیصلہ دے دیا ہے کہ اس کی اجازت نہ دی جائے۔ اس لئے میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس کی اجازت نہ دی جائے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** ہاؤس کی طرف سے متفقہ طور پر اجازت ہو چکی ہے۔

**جناب سپیکر:** میرے خیال میں یہ ایوان رولز کو معطل کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ جناب عثمان ابراہیم کی طرف سے یہ ایک اور تحریک التوائے کار ہے انہوں نے اور وزیر تعلیم نے اس کو پینڈنگ کرنے کے لیے کہا ہے چنانچہ میں اس کو پینڈنگ کرتا ہوں۔ اسی طرح تحریک التوائے کار نمبر ۱۹ ہے۔ اس پر بھی دونوں متفق ہیں میں اس کو بھی پینڈنگ کرتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر ۲۲ بھی پینڈنگ ہے۔ اس کے بعد جناب فضل حسین راہی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۲۸ ہے۔

**وزیر قانون:** جناب والا اس کا جواب وزیر زراعت صاحب نے دینا ہے آج ان کا کوئی عزیز فوت ہو گیا ہے وہ چلے گئے ہیں اس کو پرسوں تک کے لئے پینڈنگ کر دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جناب راہی صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر ۲۸ کے بارے میں متعلقہ منسٹر جنہوں نے اس کا جواب دینا ہے، موجود نہیں ہیں۔ لاء منسٹر صاحب یہ درخواست کرتے ہیں کہ اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

**جناب فضل حسین راہی:** ٹھیک ہے جی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** تو اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے نمبر ۳۲ ہے۔

# ضلع جھنگ میں ۱۲۰۰ کنال اراضی کی جعلی کلیموں پر الاٹمنٹ اور محکمہ مال کی ملی بھگت سے رہائشی اور کمرشل پلاٹوں کی شکل میں فروختگی

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "عروج" جھنگ کے ۷ مارچ کے شمارہ میں صفحہ اول پر یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے جس میں باوثوق ذرائع کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ جھنگ چک جنوبی میں تقریباً ۱۲۰۰ کنال شہری سرکاری اراضی جس کی موجودہ بازاری قیمت اڑھائی کروڑ روپے کے لگ بھگ بنتی ہے۔ ۲۲ جعلی کلیموں پر مختلف لوگوں کو الاٹ کر دی گئی ہے۔ بعد ازاں محکمہ مال کے ریکارڈ کی پڑتال پر تمام کلیم جعلی ثابت ہوئے اور چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے انہیں منسوخ کر دیا۔ مگر منسوخی کے باوجود تاحال یہ اراضی جعلی الاٹیوں کے زیر قبضہ ہے اور حال ہی میں انہوں نے محکمہ مال سے ملی بھگت کر کے اسے بیش قیمت شہری سرکاری اراضی کو رہائشی اور کمرشل پلاٹوں کی شکل میں فروخت کرنا شروع کر دیا ہے اور اس طرح سے کروڑوں روپے کی ناجائز دولت کمائی جا رہی ہے۔ عوام میں اس لوٹ کھسوٹ اور صریحاً دھاندلی کے خلاف زبردست بے چینی اور تشویش پیدا ہو رہی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس معاملہ کی عوامی اہمیت کے پیش نظر اسے زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔

**وزیر مال:** جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ جھنگ چک جنوبی میں تقریباً ۱۲۰۰ کنال شہری اراضی ۲۲ جعلی کلیموں پر لوگوں کو الاٹ کر دی گئی ہے۔ دراصل حقائق اس طرح ہیں کہ تین افراد کی رٹ عدالت عالیہ نے منظور کی۔ اور انہوں نے حسب الحکم چیف سیٹلمنٹ کمشنر ۲۷۸ کنال ۸ مرلہ اراضی کی قیمت داخل خزانہ سرکار کی اور حقوق ملکیت حاصل کئے۔ اس میں دھوکہ دہی کا کوئی عنصر موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ کارروائی حسب الحکم چیف سیٹلمنٹ کمشنر ہوئی۔ جہاں تک جعلی کلیموں کی وصولی کا تعلق ہے۔ ڈپٹی کمشنر جھنگ کو بذریعہ مراسلہ نمبر آر ایل اے ۲۲۱۸/۸۶/۱۱۸۷۴، مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۶ء پہلے ہی یہ ہدایت جاری کی جا چکی ہے کہ غیر قانونی قابضین کو فوراً بے دخل کیا جائے اور اراضی قبضہ میں لی جائے۔

ساتھ ہی ڈپٹی کمشنر جھنگ کو یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ حسب الحکم ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر اراضیات مورخہ ۸ اگست ۱۹۷۳ء عمل در آمد بحق سرکار کرے۔ اس کے علاوہ کوئی کیس محکمہ کے نوٹس میں نہیں آیا ہے کہ سرکاری اراضی کو رہائشی اور کمرشل پلاٹوں میں فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ اگر فاضل ممبر ماسوائے ۲۷۸ کنال ۸ مرلہ اراضی کے جو کہ قانونی طور پر ان افراد کو منتقل ہو چکی ہے، اگر نشاندھی کریں تو اس سلسلہ میں مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، میری تحریک التواء کار جھنگ میں ۱۲۰۰ کنال اراضی جو کہ شہری حدود میں واقع ہے اس کے متعلق ہے۔ یہ زمین کچھ لوگوں نے جعلی کلیموں پر الاٹ کروائی تھی، اس کے بعد چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے انکوائری اور تحقیقات کے بعد ان کلیموں کو جعلی ثابت ہو جانے کے بعد اس زمین کی الاٹمنٹ کو منسوخ کر دیا گیا، مگر ان لوگوں نے اسے ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جہاں سے ان کو Stay order مل گیا اس کی وجہ سے محکمہ مال اس اراضی کا قبضہ حاصل نہ کر سکا۔ لیکن بعد میں ہائی کورٹ نے ان کے Stay کو ختم کر دیا اور ہائی کورٹ نے بھی ان کے کلیم کو جعلی ثابت کر دیا۔ اب ان جعلسازوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس زمین کو محکمہ مال کے افسران سے مل کر دیہی اراضی ثابت کر کے ایک سو روپے فی یونٹ کے حساب سے اس زمین کے حقوق ملکیت ثابت کر لئے۔ جب کہ جناب والا وہ زمین شہر کے مرکز میں اور حدود کمیٹی کے اندر واقع ہے اور ان لوگوں نے جعلسازی کر کے اور محکمہ مال کے افسران سے مل کر قبضہ کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التواء کے محرک اور جناب وزیر مال دونوں کیلئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ہم اس مرحلہ پر نہیں پہنچے کہ آپ اس کے حقائق کو زیر بحث لائیں، ہم ابھی اس تحریک التواء کے ابتدائی مرحلہ میں ہیں کہ فنی نقطہ نظر سے یہ تحریک التواء ہے یا نہیں اگر یہ فنی طور پر تحریک التواء ہے تو پھر ہم ان کے حقائق کو زیر بحث لائیں گے۔ اس سلسلے میں جناب وزیر مال یا وزیر قانون کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے کہ ریاض حشمت جنجوعہ نے جو تحریک التواء پیش کی ہے کیا آپ اس کو اس انداز میں مخالفت کرتے ہیں کہ فنی طور پر یہ Defective ہے یا درست ہے؟

**وزیر مال:** جناب والا میں نے تو یہ پہلے ہی گزارش کر دی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ۱۲۰۰ کنال اراضی جعلی طور پر الاٹ کی گئی ہے لیکن یہ غلط ہے اور وہاں پر جو اراضی الاٹ ہوئی ہے وہ ۲۷۸ کنال ہے اور اگر فاضل رکن یہ ثابت کریں بلکہ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جعلی الاٹمنٹ ہوئی ہے تو ہم موقع پر ان کے ساتھ جا کر Detect کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں بلکہ میں اس سلسلے میں سارے ایوان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ کہیں پر بھی کوئی ایسا کیس ہے تو مجھے بتائیں میں فوری طور پر اس پر ایکشن لوں گا۔ فنی طور پر بھی یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

**وزیر قانون:** جناب سپیکر میں اس تحریک التوائے کار کی مخالفت کرتا ہوں آپ اس تحریک التوائے کار کو بے شک پڑھ لیں اس میں قطعی طور پر نہ تو وقت کا تعین ہے اور نہ ہی تاریخ کا تعین ہے۔ باقی جو الاٹمنٹ کا سلسلہ ہے یہ پاکستان بننے کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا اور اب تک چلا آ رہا ہے اب یہ معاملہ ہائی کورٹ تک جا چکا ہے لہذا فوری نوعیت کا معاملہ نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** جنجوعہ صاحب، وزیر مال نے جو ارشاد فرمایا ہے اس ضمن میں اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ کیا آپ اسے پریس کرتے ہیں؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر میں پہلے تو اس کے قابل پذیرائی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ اس لئے حال ہی میں وقوع پذیر ہونے اور اہمیت عامہ کا حامل معاملہ ہے کہ اس ۱۲۰۰ کنال اراضی کو ہائی کورٹ نے بھی قابل منسوخی سمجھا اور چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے بھی اسے منسوخ کر دیا، لیکن وہ ان جعلسازوں کے قبضہ میں رہی۔ اب حال ہی میں انہوں نے اسے کمرشل پلاٹوں اور رہائشی پلاٹوں کی شکل میں فروخت کرنا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی اور میں نے کہا کہ اس مسئلے کو اس ایوان میں لاؤں۔ کیونکہ اس وقت اس زمین کی بازاری قیمت اڑھائی کروڑ روپے ہے اور اس سے حکومت اور عوام کا زبردست مالی مفاد وابستہ ہے۔ اس لئے جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں ا۔۔ ے پریس کروں۔

**جناب سپیکر:** صرف اس چیز کی وضاحت کر دیجئے کہ حال ہی میں جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں اس سلسلے میں آپ کوئی تاریخ یا اس کا کوئی ثبوت فراہم کر سکتے ہیں؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر میرے پاس سات مارچ کا روزنامہ "عروج" ہے۔

جو جھنگ سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں یہ خبر شائع ہوئی ہے اور روزنامہ "عروج" کے نمائندے نے خبر میں یہ تحریر کیا ہے کہ وہاں پر ان جعلسازوں نے اس رقبہ کو دکانوں کے پلاٹوں کی شکل میں فروخت کرنا شروع کر دیا ہے اور یہ کوئی بارہ سو کنال رقبہ ہے اور اس بارے میں خود وزیر صاحب یہ تسلیم فرماتے ہیں کہ ۲۷۸ کنال زمین ایسی ہے جو کہ الاٹ ہوئی ہے۔

**مولوی محمد غیاث الدین:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں فاضل رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو فرما رہے ہیں کہ یہ واقعہ حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہے اور ۷ مارچ کا حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ ماضی قریب کہہ لیں۔ حال نہ کہیں۔ اس لئے کہ حال تو جاری زمانے کو کہا جاتا ہے۔ اسے ماضی قریب کہہ سکتے ہیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** واہ واہ ایہہ پرائمری پاس نئیں۔

**جناب سپیکر:** مولانا صاحب نے بالکل بجا فرمایا کہ یہ ماضی قریب کہا جا سکتا ہے حال کہنا درست نہیں ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا جب کوئی واقع وقوع پذیر ہو۔ اس کے چھ ماہ کے بعد بھی اگر اسمبلی کا اجلاس آئے اور کوئی رکن تحریک التوائے کار اجلاس شروع ہونے کے ایک گھنٹہ قبل تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھیج دے تو وہ ایسے ہی تصور ہو گا کہ یہ واقع حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ اور اگر اجلاس گزر جائے تو پھر حال ہی میں وقوع پذیر نہیں ہوتا لیکن اگر اسمبلی کا اجلاس چھ ماہ بھی نہ ہو تو وہ تحریک التوائے کار ایسے ہی تصور کی جائے گی سابقہ روایات کے مطابق ایسے تصور کی جائے گی کہ یہ حال ہی میں وقوع پذیر واقعہ ہے۔

**وزیر قانون:** جناب سپیکر اس میں اگر تاریخ کا ذکر ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ اس عرصہ میں یہ تحریک التواء آ سکتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ یہ کب کا معاملہ ہے اور اس میں کتنے اجلاس گزر چکے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز آرڈر پلیز یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "عروج" جھنگ کے ۷ مارچ کے شمارے میں صفحہ اول پر یہ خبر شائع ہوئی ہے جس میں

باوثوق ذرائع کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ جھنگ چک جنوبی میں تقریباً ۱۲ سو کنال شہری سرکاری اراضی کی موجودہ بازاری قیمت اڑھائی کروڑ روپے کے لگ بھگ بنتی ہے ۲۲ جعلی کلیموں پر مختلف لوگوں کو الاٹ کر دی گئی ہے بعد ازاں محکمہ مال کے ریکارڈ کی پڑتال پر تمام کلیم جعلی ثابت ہوئے اور چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے انہیں منسوخ کر دیا، مگر منسوخی کے باوجود تاحال یہ اراضی جعلی الاٹیوں کے زیر قبضہ ہے اور حال ہی میں انہوں نے محکمہ مال سے ملی بھگت کر کے اس بیش قیمت شہری سرکاری اراضی کو رہائشی اور کمرشل پلاٹوں کی شکل میں فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس طرح سے کروڑوں روپے کی ناجائز دولت کمائی جا رہی ہے عوام میں اس لوٹ کھسوٹ اور صریحاً دھاندلی کے خلاف زبردستی بے چینی اور تشویش پیدا ہو رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ اس معاملہ کی عوامی اہمیت کے پیش نظر اسے زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔

آپ اس کی اجازت دیتے ہیں؟

آوازیں۔ نہیں۔

**جناب سپیکر:** تو ایوان اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ (تحریک نامنظور ہوئی)

**رانا پھول محمد خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں بددیانتی کا الزام لگایا گیا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اسے زیر بحث لائیں جناب سپیکر ایک کمیٹی تشکیل دیں جو اس کی تحقیقات کرنے کے بعد ایوان میں پیش کرے پھر یہ ایوان میں زیر بحث آئے تاکہ کھچاؤ بھی نہ بڑھے اور بددیانتی کو بھی روکا جا سکے اس لئے یہ زیادہ بہتر ہوگا اگر جناب میری درخواست پر غور فرما لیں اور اگر ایوان کی یہ رائے ہو تو پھر اس کی تحقیقات کے بعد اسے ایوان میں لایا جائے۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر، آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے اور رائے طلب کی ہے اس کے بعد کوئی آدمی بول نہیں سکتا۔ آپ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہے۔

**جناب سپیکر:** کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے؟ جو صاحبان اس بات کے حق میں ہیں کہ تحریک التوائے کار کو زیر بحث لایا جائے وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

میاں محمد افضل حیات: پوائنٹ آف آرڈر سر۔
جناب سپیکر: میاں محمد افضل حیات پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔
میاں محمد افضل حیات: جناب والا میں صرف یہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کو admit کرنے کے لئے سارے ہاؤس کی رائے لینا ضروری نہیں ہوتا بلکہ اگر اراکین کی تعداد کا ۱/۶ تحریک التوائے کار کے حق میں ہو تو پھر وہ admit ہو جاتی ہے۔ میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ آپ کے فیصلہ کا اس کے اوپر کوئی اثر پڑتا ہے لیکن میں پھر بھی اس کے متعلق آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر: یہ میاں صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے یہ بالکل درست ہے کہ ہاؤس کی consent کے لئے ۱/۶ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو جب یہ کہہ دیا جائے کہ جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہوں اور ۱/۶ کھڑے ہو جاتے ہیں تو ہاؤس کی consent ہو گی اور اگر کھڑے نہیں ہوتے تو یہ تصور کیا جائے گا کہ consent سے انکار کر دیا گیا ہے۔ میاں صاحب کی بات درست ہے۔
چودھری گلنواز خان وڑائچ: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا میں آپ سے دریافت کر سکتا ہوں کہ ۶ آدمی جو ہیں وہ ۱/۶ تو نہیں بنتے۔
جناب سپیکر: جی نہیں۔ Leave is not granted.
وزیر قانون: جناب سپیکر تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔
جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب سرکاری کارروائی شروع ہوتی ہے۔ جناب لاء منسٹر ۔۔۔۔۔۔۔۔

## مسودہ قانون

### مسودہ قانون (ترمیم) تنخواہ، بھتاجات اور استحقاقات برائے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ ۱۹۸۷ء

**MINISTER FOR LAW:** Mr. Speaker with your permission I move that:-

"The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

**MR. SPEAKER:** The Motion moved is:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs by taken into consideration at once."

| | |
|---|---|
| MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT:<br>RANA PHOOL MUHAMMAD KHAN:<br>MIAN MUHAMMAD ISHAQ:<br>MR. RIAZ HASHMAT JANJUA:<br>CHAUDHRI MUHAMMAD RAFIQUE:<br>MR. FAZAL HUSSAIN RAHI: | Opposed. |

**MINISTER FOR LAW:** Sir, I further propose that Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Law Parliamentary Affairs..........

**جناب سپیکر:** راجہ صاحب میاں افضل حیات صاحب اس کی مخالفت کر چکے ہیں۔

**رانا پھول محمد خان:** جناب سپیکر میں نے پہلے oppose کیا ہے۔ ان کو oppose کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔

**جناب سپیکر:** نہیں آپ سے پہلے انہوں نے اس کو oppose کیا ہے۔ جناب وزیر قانون آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

**وزیر قانون:** جناب سپیکر یہ جو بل لایا جا رہا ہے یہ وقت کے تقاضے اور حالات کے مطابق ہے

اور جس طرح ہمارے ایم پی اے اپنا وقت، اپنا پیسہ، اپنی محنت کر کے لاہور پہنچتے ہیں اور ان حالات کے تابع کہ انہیں کیا کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے، اس کے پیش نظر ہم نے یہ بل ہاؤس میں پیش کیا ہے۔ اس کا اصل ماخذ تو سنٹرل گورنمنٹ ہے۔ سنٹرل گورنمنٹ نے ہر ایک ایم این اے کے لئے ابھی ابھی جو فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق ووچر کے لئے ۳۰،۰۰۰ ہزار روپے ہے اور کیش ۲۰،۰۰۰ ہزار روپے ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حالات کے تقاضے کے مطابق اور ضروریات کے پیش نظر کہ ہم میں سے بعض ایسے ایم پی اے ہیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ ہمیں ان کی مشکلات کا بھی احساس ہے۔ وہ اپنا وقت اور پیسہ اس طرح صَرف نہیں کر سکتے لہذا ان کی مشکلات کے پیش نظر ہم نے یہ بل پیش کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بل جو ایم پی اے حضرات کے الاؤنسز اور ان کے استحقاق کے لئے بہت ضروری ہے اور اس میں قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ہاؤس سے یہ درخواست کروں گا کہ اس بل کو منظور کیا جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں نے اس کو اس لئے oppose کیا تھا کہ مجھے اس کمیٹی کی رپورٹ کی رائے سے اختلاف ہے۔ میاں صاحب نے جلدی سے کام لیا۔ ہم صرف اس کمیٹی کی رپورٹ میں ترمیم کرانا چاہتے ہیں۔ جو کہ ہمارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔ ناانصافی کی گئی ہے اور اس میں سوجھ بوجھ سے کام نہیں لیا گیا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں نے یہ قرار داد اس ہاؤس میں پیش کی تھی اور محرک ہونے کی وجہ سے مجھے اس کمیٹی میں نوٹس کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ مجھے نوٹس نہیں کیا گیا۔ میں محرک تھا اور محرک کو کمیٹی میں بلانا سابقہ روایات کے مطابق درست تھا لیکن نظر انداز کر دیا گیا۔ کمیٹی کے ممبروں کی اہلیت، دانش اور دیانتداری پر مجھے شبہ نہیں ہے لیکن ان کے الفاظ میں کچھ کمی رہ گئی ہے جس کے لئے میں نے ایک ترمیم بھی پیش کر دی ہے۔ میں جناب میاں صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ بھی اس کی مخالفت کرنے میں اپنا وقت صرف نہ کریں رپورٹ پیش ہونے دیں اس میں ترمیم دیکھیں اور اس ترمیم کے بعد جو بھی چاہیں وہ کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں ایک کمی ہے۔ میں محرک تھا۔ مجھے بلانا چاہیئے تھا۔ مجھے بلایا نہیں گیا اور جو ہمارا مقصد تھا وہ اس کمیٹی نے پورا نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہماری طرف سے بھلائی کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن جو اصل بات تھی وہ بھول گئے۔ انہیں یاد نہ رہی یا وہ بعد میں ہوئی۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ طریقِ کار یہ رہا ہے

کہ ایک ایم پی اے سے ایک ایم این اے ڈیڑھ گنا زیادہ مراعات لے سکتا ہے۔ الاؤنسز ٹیلیفون، کلرک، سفر، ہوائی جہاز کا سفر اس لئے ہماری حق تلفی ہو رہی تھی کہ ہمیں یہ مراعات نہیں دی جا رہی تھیں۔ اب اس کمیٹی نے جو رپورٹ دی ہے اس میں میں نے ایک ترمیم تجویز کر دی ہے جسے میں اس رپورٹ کے بعد ہی پیش کر سکتا ہوں کہ ہر چیز ہم سے وہ ڈیڑھ گنا زائد لے سکتے ہیں۔ اس سے زائد قواعد کے مطابق، سابقہ روایات کے مطابق وہ ایک پیسہ نہیں لے سکتے۔ اب وہاں ۳۰ ہزار اور ۲۰ ہزار ہو گیا ہے۔ یہاں ۱۵ ہزار اور ساڑھے گیارہ ہزار ہے۔ میری اس میں ترمیم ہے کہ ۲۰ ہزار اور ۱۵ ہزار کیا جائے۔ دوسری تمام مراعات مثلاً ٹیلیفون کلرک، سفر خرچ میں جو ان کو دی جاتی ہیں وہ ہم سے ڈیڑھ گنا زائد لے سکتے ہیں کمیٹی کی رپورٹ میں یہ کمی ہے۔ میری ایک ترمیم ہے جو میں نے پیش کی ہے اگر جناب اجازت بخش دیں تو میں یہ ترمیم پیش کئے دیتا ہوں۔

**وزیر قانون:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** لاء منسٹر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

**وزیر قانون:** جناب سپیکر میں اپنے معزز رکن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Money Bill ہے اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں آسکتی۔ آپ بل کو مسترد کر سکتے ہیں اس میں ترمیم نہیں دے سکتے۔

**رانا پھول محمد خان:** میں جناب والا کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بل آپ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اور اس میں اگر آپ نے گورنر صاحب کی پیشگی اجازت نہیں لی تو اس میں آپ کا گناہ نہیں لیکن محکمہ قانون کی اس میں کوتاہی ضرور ہے۔ اور اگر اجازت لے لی گئی ہے جیسا کہ مجھے علم ہے کہ اجازت کے بغیر یہ ترمیمی بل پیش نہیں کیا گیا۔

**وزیر قانون:** جناب والا ہم نے گورنر صاحب کی باقاعدہ اجازت لی ہوئی ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** ترمیم وزیر قانون نے دی ہے۔ اس میں ترمیم در ترمیم آسکتی ہے۔ اور جناب کی اجازت سے اسی وقت آسکتی ہے۔ اس کے لیے گورنر صاحب کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

**جناب سپیکر:** رانا صاحب آپ میری تصحیح فرمائیں کہ کیا اس ترمیم کی اجازت دی جا سکتی

ہے؟

**رانا پھول محمد خاں:** جناب اجازت دے سکتے ہیں۔ ترمیم در ترمیم آسکتی ہے۔

**جناب سپیکر:** کیسے دی جا سکتی ہے۔ یہ ایک Money Bill ہے اور Money Bill میں ترمیم بھی اسی انداز سے تصور ہو گی کہ جس طرح Money Bill ہوتا ہے۔ اور ہر Money Bill کے لیے گورنر صاحب کی پیشگی منظوری کی اجازت ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے ترمیم پیش کرنے کے لئے بھی جناب گورنر صاحب کی پیشگی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** جناب سپیکر مسودہ قانون ایک وزیر پیش کریں گے۔ اور وہ وزیر اس وقت تک پیش نہیں کرسکتے کہ جب تک انہوں نے Money Bill سمجھ کر اس کی اجازت نہ لے لی ہو۔ اور یہ ترمیم خود وزیر قانون صاحب کی طرف سے ہے اب یہ ہاؤس میں آ گئی ہے اور کمیٹی کے سپرد ہو گئی ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت پیش ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔

**جناب سپیکر:** جناب اعظم چیمہ صاحب پوائنٹ آف آڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

**چودھری محمد اعظم چیمہ:** جناب سپیکر! یہ بل وزیر قانون نے پیش کیا تھا اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ وہ دس ہزار ساڑھے سات ہزار کے متعلق تھا۔ اب جو کمیٹی کی رپوٹ آئی ہے اس میں ساڑھے گیارہ اور پندرہ کے حساب سے رپورٹ کی گئی ہے۔ جس وقت یہ بل پیش ہوا تھا تو یہ اسمبلی کی ملکیت ہو گیا تھا۔ کیا رپورٹ دیتے وقت اور اس میں ترمیم کرتے وقت فاضل وزیر قانون نے Money Bill کے بارے میں کوئی باضابطہ اجازت لی تھی۔ ہرگز نہیں لی تھی۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ بل اسمبلی کی ملکیت ہو گیا ہے۔ یہ بل پیش ہو گیا ہے اس میں Enhancement کی رپورٹ کی گئی ہے۔ اس کے بعد دوسری Enhancement کے بارے میں کسی قسم کی اجازت نہیں لی گئی لہذا اس میں فاضل رکن نے ترمیم پیش کی ہے آئینی اور قانونی طور پر یہ دیکھنا ہے کہ یہ ترمیم ہوسکتی ہے یا نہیں۔ Money Bill کے بارے میں اعتراض نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے ان کے پاس اگر اس کا جواب ہے تو وہ پیش کریں۔

**جناب سپیکر:** اس میں صورت یہ ہے کہ جیسے جناب وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ ان کے پاس کاغذات موجود ہیں۔ بل پہ بھی جناب گورنر کی پیشگی منظوری ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی نے

جو بل میں ترمیم تجویز کی ہے اس پہ بھی جناب گورنر کی پیشگی منظوری ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ کی طرف سے جو ترمیم ہے یہ جناب گورنر کی پیشگی اجازت کے بغیر پیش کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ اگر یہ پیش کی جا سکتی ہے تو پھر آئیے۔ بسم اللہ کیجئے اور اس میں آرٹیکل ۱۱۵ یہ آئینی ضرورت ہے اس میں رول کی بات نہیں ہے کہ جس میں سپیکر رولز معطل کر سکتا ہے۔

**وزیر قانون:** جو آرٹیکل کے الفاظ ہیں وہ یہ ہیں کہ

ARTICLE 115 (1) A Money Bill, or a Bill or amendment which is enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Assembly except by or with the consent of the Provincial Government.

**چودھری غلام رسول:** جناب سپیکر آپ اگر اجازت دیں تو میں رول ۸۵ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** کیا یہ بل میں امنڈمنٹ کے بارے میں ہے؟

**چودھری غلام رسول:** جناب سپیکر یہ رول ۸۵ کا تحتی قاعدہ (۳) ہے۔

RULE 85 (3) If the amendment is one which requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government before it is moved, the notice shall be accompanied by such consent, sanction or recommendation, as the case may be.

**جناب سپیکر:** یہ بھی وزیر قانون کے موقف کی تائید کرتی ہے۔

**رانا پھول محمد خاں:** یہ نکتہ قانون اس وقت نہیں اٹھایا جا سکتا۔ جب یہ ہاؤس میں پیش کیا گیا

اور اس بل کو منظور کر لیا گیا اور اسے ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا تو اس کا مطلب یوں ہوا کہ حکومت نے محکمہ قانون نے اپنے طور پر اس کی منظوری جناب گورنر صاحب سے حاصل کر لی ہو گی۔ بعض معاملات میں جیسے کے سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ ضرورت کے تحت مارشل لاء نافذ کیا جاسکتا ہے اس طریقے سے یہ تصور کیا جاسکتا ہے۔ کہ وزیر قانون نے اور حکومت پنجاب نے اس مسئلہ پر جناب گورنر صاحب سے بھی بات کی ہو گی۔ جب یہ کمیٹی کے سپرد ہو گیا اور کمیٹی کے سپرد ہونے کے بعد کمیٹی کی رپورٹ یہاں آ گئی تو اب اس پر یہ نکتہ قانون حاوی نہیں آتا کہ اس میں گورنر صاحب کی منظوری ضروری تھی۔ اگر یہ بات اس روز ہوتی جب یہ بل کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ اب اس کمیٹی کی رپورٹ پر یہ بات نہیں کی جاسکتی اس کمیٹی کی رپورٹ پر جو اخراجات صرف ہوئے ان کا ذمہ دار کون ہو گا۔ اس میں ارکان اسمبلی نے سفر خرچ بھی لیا۔ اور ارکان قومی اسمبلی تو اس سے پہلے وصولیاں بھی کر چکے ہیں۔

**جناب سپیکر:** رانا صاحب مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہم آپ کی ترمیم Entertain کر سکتے ہیں۔ بس یہی بات آپ مجھے سمجھا دیں۔ میری سمجھ میں آپ کی بات ابھی تک نہیں آئی۔ آپ اس ترمیم کے بارے میں آرٹیکل ۸۵ دیکھیں۔

**رانا پھول محمد خان:** آرٹیکل ۱۱۵ دیکھیں۔

**جناب سپیکر:** آرٹیکل ۱۱۵ دیکھ لیں۔

**رانا پھول محمد خاں:** آرٹیکل ۱۱۵(۲)

(۲) اس دفعہ کی اغراض کے لیے کسی بل یا ترمیم کو مالی بل تصور کیا جائے گا اگر اس میں شامل تصریحات کا تعلق مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک یا تمام معاملات سے ہو یعنی:۔

(ب) صوبائی حکومت کی جانب سے رقم بطور قرض لینا یا کوئی ضمانت دینا یا اس حکومت کی مالی ذمہ داریوں کی بابت قانون میں ترمیم۔

**جناب سپیکر:** ۱۱۵(۱) کیا ہے؟

**رانا پھول محمد خاں:** (۱) کوئی مالی بل یا کوئی بل یا ترمیم جو اگر وضع اور نافذ العمل ہو جائے تو صوبائی مجموعی فنڈ سے اخراجات یا صوبے کے سرکاری حسابات میں سے رقم کی بازخواست کا باعث ہو صوبائی اسمبلی میں عرض پیشی یا معرض تحریک میں نہیں لائی جائے گی۔ بجز اس کے کہ

اسے صوبائی حکومت معرض پیش یا معرض تحریک میں لائے یا اس کی رضامندی سے ایسا کیا جائے۔ جناب والا جب یہ بل پیش ہوا۔ حکومت کی رضامندی اس میں آ گئی تو یہ ذمہ داری اس ہاؤس کی نہیں تھی۔

**جناب سپیکر:** اس میں ترمیم کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ تو کیا اب اس کے بعد کوئی گنجائش رہ جاتی ہے؟

**رانا پھول محمد خاں:** جناب سپیکر یہ خزانے پر بوجھ نہیں پڑ رہا یا ہمیں اسمبلی کے بجٹ میں سے الاؤنسز دیتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جناب والا، بات آئین کی ہے۔ کیا ہمارا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ آپ کی ترمیم اب ہاؤس میں پیش ہو سکے۔ مسئلہ صرف اتنا ہے۔

**رانا پھول محمد خاں:** جناب والا مسئلہ اس وقت تھا جب یہ بل پیش ہوا۔ اس وقت اس کو Money Bill کہا جا سکتا تھا اگر کہتے اور اس کا جواب ارکان دیتے۔

**جناب سپیکر:** یہ مسئلہ اب بھی ہے کہ جس وقت آپ ترمیم پیش کر رہے ہیں آیا یہ ترمیم ایک Money Bill متصور ہوگی یا نہیں۔

**رانا پھول محمد خاں:** نہیں ہوگی۔

**جناب سپیکر:** تو آرٹیکل ۱۱۵ (الف) پڑھیے جو کہ آپ پڑھ رہے ہیں۔

**رانا پھول محمد خاں:** یہ اس وقت تھی جس وقت یہ ہاؤس میں پیش ہو کے کمیٹی کے سپرد کی گئی تھی۔ یا کمیٹی اس میں رپورٹ کرتی کہ یہ Money Bill ہے اس کے لیے گورنر صاحب کی اجازت لی جائے جب کمیٹی نے یہ نہیں کہا اور جناب نے بھی نہیں فرمایا اور اس ہاؤس نے بھی نہیں کہا تو اس کو منظور کرنے کے بعد بھی اگر آپ ان کو یہ رائے دیں یا اگر اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے اسے پورا کر دیں۔ یہ معاملہ بڑا اہم ہے اور بڑی دیر سے زیر غور ہے۔ اس کی بعد میں بھی منظوری لی جا سکتی ہے۔

**جناب سپیکر:** اس کو بعد میں بھی ٹیک اپ کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ اب اس کو ملتوی بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس وقت جناب گورنر صاحب کی منظوری کے بغیر ترمیم اس ہاؤس میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیا چیمہ صاحب آپ کو کوئی اختلاف ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا پہلے ترمیم پیش ہو چکی ہے۔ اس میں ترمیم آسکتی ہے میں نے ترمیم پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: وہ جناب گورنر کی منظوری سے آئی ہے آپ اس ترمیم کی بات کرتے ہیں کہ جو مجلس قائمہ نے دی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا اس میں گورنر صاحب کی منظوری کی ضرورت نہیں وہ تو ایک بل کے متعلق ایک ترمیم کی منظوری آچکی ہے۔

جناب سپیکر: مجلس قائمہ نے اپنے فیصلے میں یہ کہا ہے کہ یہ ترمیم لے کر آؤ۔ چنانچہ حکومت گورنر صاحب کی پیشگی منظوری سے یہ ترمیم لے کر آئی ہے۔

رانا پھول محمد خان: کیا اس میں ترمیم در ترمیم ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: لیکن وہ بھی جناب گورنر کی منظوری سے ہو سکتی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا اگر گورنر کی منظوری اس ترمیم در ترمیم کے ساتھ ہو تو بعد میں بھی پھر یہی مسئلہ پیش ہو گا کہ یہ منی بل ہے۔ اب اس پر ترمیم در ترمیم پر پھر گورنر صاحب کی منظوری چاہیئے۔

جناب سپیکر: جناب، چیمہ صاحب ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا چیمہ صاحب نے مجھے اجازت دی ہے کہ پہلے آپ اپنی بات پوری کر لیں۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا گزارش یہ ہے کہ اگر آپ اس ترمیم میں ترمیم پیش کرنے کی اجازت بخش دیں اور اگر کل یا پرسوں تک گورنر صاحب کی منظوری لینی درکار ہے تو پھر میری اس ترمیم کو اگر ہاؤس قبول کرتا ہے اور جناب اس کو مناسب سمجھتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی منظوری آجائے ورنہ پھر یہی دوبارہ جھگڑا پڑے گا۔ یہ میری ترمیم در ترمیم نہایت ضروری ہے اس کے بغیر ہمیں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی ترمیم اس شکل میں آسکتی ہے کہ آپ اس کے ساتھ حکومت کی

منظوری لے آئیں اور یہ اس صورت میں ہو سکتا کہ آپ اور جناب لاء منسٹر اس سلسلے میں آپس میں بات کریں اگر آپ اس پر اتفاق کریں تو یہ بات طے ہو سکتی ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** جناب والا مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں جناب لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لے آؤں اور اس بل کو آپ کل تک کے لئے ملتوی کریں اور میں انہیں بتا دوں کی میری ترمیم کیا ہے۔

**جناب سپیکر:** تشریف رکھیئے رانا صاحب۔ جناب چیمہ صاحب، کیا کوئی تجویز ہے، تجویز ہے تو فرمائیے۔

**چودھری محمد اعظم چیمہ:** جناب والا آرٹیکل ۱۱۵ کا Sub Article ملاحظہ فرمائیں اس میں صرف اور صرف آپ کے اختیارات ہیں۔ جناب والا باتیں تو ہوتی رہتی ہیں اس میں Man made laws ہیں۔

Article 115 (4) If any question arises whether a Bill is a Money Bill or not, the decision of the Speaker of the Provincial Assembly there on shall be final

آپ ہمارے Custodian ہیں آپ بھی مانتے ہیں اور ہمارے ممبران بھی ہر روز کہتے ہیں۔ آپ کو ہم اختیارات دکھاتے ہیں فیصلہ تو آپ نے دینا ہی ہے۔

**جناب سپیکر:** شکریہ اختیارات دکھانے کا لیکن کیا آپ یہ فرماتے ہیں کہ یہ بل، یہ ترمیم منی بل کے طور پر نہیں ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** جناب والا اس میں آپ کو اخراجات کا اختیار ہے۔ ان میں مراعات دینے کا اختیار ہے لیکن میں اس میں گزارش کروں گا کہ جہاں تک سپیکر اور ڈپٹی سپیکر اور اراکین اسمبلی کی مراعات کے بل کا تعلق ہے، یہ ساری رپورٹ ہی غلط ہو جاتی ہے وہ سارا ہی ترمیم طلب ہے۔ ڈپٹی سپیکر اور سپیکر والے بل میں بھی ترمیم ہو گی، جناب والا اسے کل تک کے لئے ملتوی کر دیں۔ اور اگر جناب والا یہ سمجھتے ہیں کہ گورنر صاحب کی اجازت کے بعد کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں پیش ہو تو ایسا کوئی حکم کر دیں لیکن اجلاس کو extend کرنا پڑے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ۳۱ کو اجلاس برخاست ہو جائے اور یہ ترامیم بقایا رہ جائیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ ہم ایسا نہیں ہونے

دیں گے، ہم اپنے گھروں کو نہیں جائیں گے۔

**جناب سپیکر:** راناصاحب شکریہ تشریف رکھئے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں سر

**جناب سپیکر:** جی فرمائیے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا میری تجویز ہے کہ مہربانی کر کے اگر ہو سکے تو ہاؤس کی رائے لے کر اسے دوبارہ کمیٹی کو بھیج دیا جائے اور اس پر دوبارہ کمیٹی کی رائے لے لی جائے۔

**جناب سپیکر:** جناب لاء منسٹر ایک تجویز یہ آئی ہے کہ اس کو ملتوی کر لیا جائے اور ترمیم کے محرک اور آپ مل کر اس پر کوئی لائحہ عمل بنائیں اور اس کو کل Patch up کر لیں۔ دوسری یہ میاں عطا محمد قریشی صاحب کی طرف سے ہے کہ اس بل کو دوبارہ غور کے لئے مجلس قائمہ کے پاس بھیج دیا جائے۔ ان دو باتوں میں سے آپ کو کوئی بات Suit کرتی ہے۔

**وزیر قانون:** جناب والا پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی فاضل رکن کوئی ترمیم دیتا ہے تو اس کی منظوری بھی گورنر پنجاب سے لینی پڑے گی۔

**جناب سپیکر:** اس کو ہم قبول نہیں کر رہے بلکہ ترمیم کو تحریک دینے کے لئے کہ اگر آپ اس بات پر اتفاق کر لیتے ہیں تو پھر آپ کے لئے Consent لانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اگر آپ اسے قبول نہیں کرتے ہیں تو پھر آپ انہیں Convince کر لیں گے۔

**وزیر قانون:** اس پر جناب والا انہوں نے جو کہا ہے کہ دوسری ترمیم کو واپس بھیج دیا جائے تو اس ترمیم کے لئے بھی ہمیں دوبارہ گورنر صاحب کے پاس جانا ہو گا۔

**جناب سپیکر:** دونوں صورتوں میں جناب گورنر کی Consent ضروری ہے۔ تو ان میں سے کون سی بات آپ پسند کرتے ہیں۔

**وزیر قانون:** جناب والا آپ کل تک کے لئے اسے ملتوی کر دیں تاکہ اس دوران ہم بیٹھ کر آپس میں بات کر لیں۔

**جناب سپیکر:** تو اسے کل تک کے لئے ملتوی کر لیں تاکہ اس دوران آپ بیٹھ کر آپس میں بات کر لیں۔ تو اس بل کو ایوان کی رائے سے کل تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** گورنر صاحب سے اس بات کی اجازت طلب کر لیں گے کہ یہ کمیٹی میں

بھی کل دوپہر تک پیش ہو جائے گا۔

**جناب سپیکر:** نہیں کل تک پیش نہیں ہو سکتا۔ اسے ملتوی کیا جاتا ہے جناب لاء منسٹر جناب اعظم چیمہ، جناب رانا پھول محمد خاں، میاں عطا محمد قریشی، میاں مختار احمد شیخ صاحب بھی اس میں شامل ہوں گے۔ آپ سب مل کر اس پر فیصلہ کریں گے۔ باقی سارے Related Bills ہیں کیا ان کو بھی التواء میں رکھ لیں۔ تو باقی Related Bills کو بھی ملتوی کرتے ہیں اور ہاؤس کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی سوموار ۳۰ مارچ ۱۹۸۷ء صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

پیر، 30 مارچ 1987ء

(دوشنبہ 29 رجب 1407ھ)

جلد 9 شمارہ 7

## سرکاری رپورٹ

## مندرجات

پیر، 30 مارچ 1987ء

صفحہ نمبر


تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ ــــــــــــ 591

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ــــــــــــ 592

اراکین اسمبلی کی رخصت ــــــــــــ 649

**مسئلہ استحقاق :-**

گریڈ 7 تا 15 آسامیوں پر اراکین اسمبلی کی سفارشات پر تقرریاں کرنے کے فیصلے پر عمل درآمد نہ کرنا ــــــــــــ 653

ڈی۔ ای۔ او (زنانہ) اوکاڑہ کی طرف سے درجہ چہارم کی آسامیوں پر تقرری کے سلسلے میں سرکاری ہدایات کی خلاف ورزی ــــــــــــ 655

نشان زدہ سوال نمبر 1943ء جز (ج) کے غلط جواب کی فراہمی ــــــــــــ 660

نشان زدہ سوال نمبر 1985ء کی نامنظوری ــــــــــــ 665

**تحاریک التوائے کار :-**

لکی ایرانی سرکس سے تفریحی ڈیوٹی کی وصولی میں تقریباً 29 لاکھ روپے کی خورد برد ــــــــــــ 672

جاری ..................

.....................................................جاری


صفحہ نمبر

رائے ونڈ روڈ پر کتوں کی دوڑ پر شرط لگانا _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ 678

اضلاع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کی حد بندی لائین پر موضع روڑاں والی کے قریب سیم بند کی
تعمیر سے پیدا شدہ مسائل _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ 679

فیصل آباد میں مڈل کے امتحانی پرچوں کا افشا _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ 682

دیہی واٹر سپلائی کی سکیموں میں Low Service Reservoir کی تعمیر _ _ _ _ _ _ 683

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

پیر، 30 مارچ 1987ء
(دوشنبہ 29 رجب 1407ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْۗءِ مِنَ الْقَوْلِ
اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا
قَدِيْرًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ
اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

(سورہ نساء آیت نمبر ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۲ سورہ ال عمران آیت نمبر ۱۰۸، ۱۰۹)

اگر تم اللہ کے شکر گذار ہو اور اس پر یقین رکھتے ہو تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تو بڑا قدر شناس ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے مظلوم کے سوا اللہ اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا کہے اور اللہ تو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

اگر تم کھلم کھلا بھلائی کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگذر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا صاحب قدرت ہے۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کیا (سب کو مانا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب انکی نیکیوں کے صلے عطا کرے گا اور اللہ تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تو اہل عالم پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور تمام کاموں کا رجوع اور انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔ وما علینا الا البلاغ

-----

# نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ ہمارے پاس ایک Short Notice سوال ہے جناب میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے اس میں مجھے وزیر اوقاف نظر نہیں آرہے ہیں۔ میاں صاحب، ان کے آنے تک اسکو Pending کر لیا جائے۔ کیوں کہ ان کے بغیر بات نہیں بنے گی تو اس کو Pending کر لیتے ہیں۔ ہمارے پاس نشان زدہ سوالات محکمہ سماجی بہبود کے ہیں۔ پہلا سوال جناب نصر اللہ خان دریشک کا ہے۔

## وزیراعلیٰ کے حکم سے محکمہ سوشل ویلفیئر میں تقرریوں اور ترقیوں کی تفصیلات

* 2012- سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ:-

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر اور دومنز ڈویژن میں وزیراعلیٰ نے جن لوگوں کی تقرریاں قواعد طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی ہیں۔ ان کے نام پتے اور عہدے کیا ہیں اور اسکی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) جن افسران اہلکاران کی ترقی قواعد طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی گئی ہے۔ ان کے نام پتے اور عہدے کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) جن افسران، اہلکاران کی ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کی گئی اور مطلوبہ طریق کار اختیار کئے بغیر باضابطہ بنا دیا گیا اسکی وجوہات کیا ہیں ایسے افسران اہلکاران کے نام پتے اور عہدوں کے نام بھی مہیا کئے جائیں۔

(د) آیا قواعد طریق کار میں رعایت دے کر افسران اہلکاران کی تقرریاں ترقیاں کرنا اس حلف کی روح کے خلاف نہیں جو وزیراعلیٰ نے اٹھایا تھا؟

وزیر سماجی بہبود (بیگم شاھین عتیق الرحمان):
(الف) نہیں۔
(ب) نہیں۔
(ج) نہیں۔
(د) نہیں۔
جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال۔

## فیصل آباد ڈویژن میں سماجی بہبود کے مراکز کے اجراء کی تفصیلات

* 2169- جناب سجاد احمد چیمہ: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ:----

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸٦ء کے دوران کتنے سماجی بہبود کے مراکز قائم کئے گئے اور اگر دونوں سالوں میں کوئی مرکز قائم نہیں کیا گیا تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (بیگم شاھین عتیق الرحمان):
(الف) محکمہ معاشرتی بہبود پنجاب نے ۸٦-۱۹۸۵ء کے دوران فیصل آباد ڈویژن میں سماجی بہبود کے مختلف مراکز قائم کئے گئے ہیں انکی مرحلہ وار سالانہ تفصیل درج ذیل ہے۔

| سال | نام مراکز | مقام |
| --- | --- | --- |
| ۸۵-۱۹۸۴ء | ڈے کیئر سنٹر | ٹوبہ ٹیک سنگھ |
| ۸٦-۱۹۸۵ء | ضلعی انڈسٹریل ھوم (صنعت زار) | ٹوبہ ٹیک سنگھ |
| ۸٦-۱۹۸۵ء | لیگلی ایڈ میڈیکل ایڈ سنٹر (برائے خواتین) (قانونی طبی امدادی مرکز برائے خواتین) | فیصل آباد |
| ۸٦-۱۹۸۵ء | پائلٹ ویمنز سنٹرز | (ا) چک ۲۳۷ جی بی فیصل آباد |

(۲) ۴۶۷ جی بی سمندری تحصیل فیصل آباد
(۳) ۳۵۲ جی بی جڑانوالہ فیصل آباد

| | | |
|---|---|---|
| ۱۹۸۵-۸۶ء | ورکنگ ویمنز ہوسٹل | فیصل آباد |
| ۱۹۸۶-۸۷ء | دارالامان | فیصل آباد (زیر تکمیل) |

**جناب سجاد احمد چیمہ:** ضمنی سوال، جناب والا! پہلے تو مشکور ہوں کہ گذشتہ دو سال میں آپ نے پہلا موقع فراہم کیا ہے کہ ہم اپنی معزز وزیر صاحبہ کو سن رہے ہیں میں نے فیصل آباد ڈویژن کے بارے میں پوچھا تھا جبکہ انہوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد میں کئی مرکز قائم کئے ہیں۔ لیکن جھنگ میں گذشتہ کئی سالوں سے ایک مرکز بھی قائم نہیں کیا گیا، اس بارے میں وہ کیا فرمائیں گی۔

**وزیر سماجی بہبود:** جھنگ میں ایک اور Facility ہے اور ہم نے ایک Women Community Centre تعمیر کیا ہے جو ابھی مکمل ہو گیا ہے وہ تینوں ڈسٹرکٹ میں جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد میں تعمیر ہو گئے ہیں۔ جھنگ کے لئے ہمارا آئندہ پراجیکٹ ایک ورکنگ ویمن ہاسٹل بھی ہے۔

**جناب سپیکر:** ضمنی سوال، جناب سجاد احمد چیمہ۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** کیا محترمہ وزیر صاحبہ یہ بتانا پسند فرمائیں گی کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تو ۲ انڈسٹریل ہوم ۸۵-۱۹۸۴ء میں ڈے کیئر سنٹر ۸۶-۱۹۸۵ء میں ضلعی انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) قائم کئے گئے لیکن گوجرہ شہر جو ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہر لحاظ سے بڑا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے خواتین کی تعداد کے لحاظ سے وہاں کوئی مرکز قائم نہیں کیا گیا جبکہ فیصل آباد میں دیہات میں بھی قائم کر دیئے گئے ہیں۔

**وزیر سماجی بہبود:** ہم اپنے محکمے کی توسیع کے ایک مرحلے میں ہیں۔ پہلے تو صرف ڈویژنل سطح پر سوشل ویلفیئر پراجیکٹ چل رہے تھے۔ لیکن ہم اب کوشش کر رہے ہیں کہ پہلے ڈسٹرکٹ کور کریں مگر بالآخر ہمارا پانچ سالہ منصوبہ ہے کہ مرکز لیول تک جائیں۔ اس میں تھوڑا سا وقت لگے گا۔ پہلے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں ہمارے کام شروع ہوں

گے اس کے بعد تحصیلوں میں اور پھر مرکزلیول پر لیکن میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارے سوشل ویلفیئر کے محکمہ کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ ہم رضا کار تنظیموں کو مضبوط بنائیں اور ان سے کام کریں۔ کیونکہ سماجی بہبود کا مطلب یہ ہے کہ کمیونٹی کی ڈویلپمنٹ ہو۔ اس لئے ہم لوگ زیادہ Stress کر رہے ہیں کہ رضا کار تنظیموں یعنی این جی اوز کو Back Up کریں اور اللہ کے فضل سے پورے فیصل آباد ڈویژن میں تقریباً ۲۴۸ رضا کار تنظیمیں ہیں اور صرف فیصل آباد میں ۱۴۰ ہیں۔ جھنگ میں ۸۸ ہیں اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ۲۰ ہیں۔ ان سب کو ہم Back Up کر رہے ہیں اور ان کو مضبوط بنا رہے ہیں کہ یہ کمیونٹی ڈویلپمنٹ میں ہماری مدد کریں اور معاشرے کے مسائل کو حل کر سکیں۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال، بیگم بشریٰ رحمان! سوال نمبر ۲۴۰۲

(ایوان میں حاضر نہیں تھیں۔)

**جناب سپیکر:** اگلا سوال، بیگم بشریٰ رحمان! سوال نمبر ۲۴۰۳۔

## محکمہ سماجی بہبود میں غیر قانونی تبادلوں کا سد باب

*2403- **بیگم بشریٰ رحمان:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے افسروں اور ماتحتوں کی کتنی آسامیوں کے اصل دفتر اور علاقوں کے ہیڈ کوارٹر تبدیل کر کے انہیں لاہور شہر اور صدر دفاتر میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

(ب) ایسی تمام آسامیوں کی تفصیلات کیا ہیں اور ان تبدیلیوں کی قانونی حیثیت کیا ہے

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے عملہ کے ملازمتی حقوق سلب ہو رہے ہیں اور ان آسامیوں کی اپنی اصلی جگہ سے عدم موجودگی کی بناء پر کئی عوامی بہبود کے

پروگراموں پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔
(د) اگر جز (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مفاد عامہ اور محکمانہ بہبود کے نقطہ نظر سے حکومت ایسے تمام افسران اور اہلکاران کی ان کے اپنے اپنے ہیڈ کوارٹر میں واپس تعیناتی پر غور کرنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

وزیر سماجی بہبود (بیگم شاہین عتیق الرحمان):
(الف) اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض انتظامی امور اور دوسرے ضروری فرائض کو انجام دینے کے لئے بوقت ضرورت بعض افسران یا اہلکاران کو خصوصی ضرورت کے تحت عارضی ذمہ داریاں سونپی جا سکتی ہیں اور ایسا ہوتا رہا ہے۔ لیکن اس میں کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی۔ حکومت کو اور محکمہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بوقت ضرورت تمام ایسے انتظامات کرے جو مفاد عامہ میں ضروری سمجھے جائیں۔

اس وقت صرف ۳ افسر اور ایک آفس اسٹنٹ ایسے ہیں جنکا ہیڈ کوارٹر تبادلہ کیا گیا ہے اور یہ محکمانہ قوانین اور ضابطے کے عین مطابق ضروری کاموں کے لئے کیا گیا ہے۔

۱۔ مسٹر محمد خالد سوشل ویلفیئر افسر کو سی۔ ڈی پراجیکٹ دینہ کی بجائے صدر دفتر میں بطور ٹرانسپورٹ افسر اور چند دوسرے انتظامی امور کے لئے معمور کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر گذارہ نہیں تھا اور ٹرانسپورٹ افسر کی آسامی ابھی منظور نہیں ہوئی یہ انتظام عارضی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

۲۔ مسٹر نسیم الحق سوشل ویلفیئر افسر کو میڈیکل سوشل پراجیکٹ میلسی سے گلاب دیوی ٹی۔ بی ہسپتال لاہور میں تعینات کیا گیا ہے۔ کیونکہ مریضوں کی تعداد کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ اور وہاں کام بہت بڑھ گیا ہے جو موجودہ عملہ کے بس سے باہر ہو گیا تھا۔ حکومت نے دو اضافی افسروں کی آسامیاں منظور کر دی ہیں۔ لیکن کیونکہ یہ آسامیاں پہلی جولائی سے منظور ہوئی ہیں فی الحال صرف ایک افسر کو عارضی طور پر تعینات کر دیا گیا ہے تاکہ کام چلایا جا سکے۔

۳۔ مس بشریٰ قمر سوشل ویلفیئر افسر کو سی۔ ڈی پراجیکٹ پتوکی سے مینٹل ہسپتال

لاہور میں عارضی تعینات کیا گیا ہے۔ یہ بھی اسلئے کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ مینٹل ہسپتال میں مریضوں کی تعداد کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے اور کام بڑھ گیا ہے جو موجودہ عملہ کے بس سے باہر ہے۔ حکومت نے دو اضافی افسروں کی آسامیاں منظور کر دی ہیں۔ لیکن کیونکہ یہ آسامیاں پہلی جولائی سے منظور ہوئی ہیں۔ فی الحال صرف ایک افسر کو عارضی طور پر تعینات کر دیا گیا ہے، تاکہ کام چلایا جا سکے۔

(ب) تفصیلات پہلے بیان کی جا چکی ہیں اور ان کی قانونی حیثیت بھی عرض کی جا چکی ہے۔ ان میں کوئی قانونی بے ضابطگی نہیں ہے۔

(ج) مندرجہ بالا انتظامات جو قطعی عبوری نوعیت کے ہیں اور عارضی طور پر کئے گئے ہیں ان کی وجہ سے نہ تو کسی اہلکار کے حقوق سلب ہوئے ہیں اور نہ ہی عوامی بہبود کے کسی پروگرام پر کوئی منفی اثر مرتب ہوئے ہیں۔ کیونکہ متبادل انتظامات کئے جا چکے ہیں۔ ان کی جگہوں پر دوسرے افسران کو یہ اضافی چارج بھی دیا گیا ہے۔ جو یہ ذمہ داری بھی بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

(د) حالات اور ضرورت کے مطابق ان افسران کو اپنے ہیڈکوارٹر پر واپس بھیج دیا جائے گا۔

**جناب سپیکر:** اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا۔ کوئی ضمنی سوال ہے۔؟

**بیگم شاہین منور احمد:** میں یہ عرض کروں گی کہ اگر یہ پڑھ کر سنا دیں تو ہاؤس کے لئے بہتر نہیں ہو گا۔

**جناب سپیکر:** بیگم صاحبہ! یہ لمبا جواب ہے۔

**بیگم شاہین منور احمد:** نہیں جی، اتنا لمبا نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ پہلے بھی انہوں نے پہلے سوال کا تھوڑا سا جواب دیا ہے۔ تفصیل زیادہ تھی اور جواب تھوڑا تھا۔ یہ اگر اس کو پڑھ دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

**جناب سپیکر:** یہ پورے صفحے کا جواب ہے اور اس پہ میں فیصلہ دے چکا ہوں کہ یہ پڑھا گیا تصور ہو گا۔ جی چیمہ صاحب، ضمنی سوال۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** انہوں نے تینوں پیراگراف میں تین اشخاص کا ذکر کیا ہے۔

ایک کو دینہ سے پوسٹ کیا ہے۔ ایک کو میلسی سے اور ایک کو پتوکی سے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ لاہور میں کام بڑھ جانے کی وجہ سے ان تین افسروں کو لاہور منتقل کیا گیا ہے۔ اگر لاہور میں کام بڑھ گیا ہے تو ان شہروں میں بھی اسی نسبت سے کام بڑھتا چلا گیا ہے۔ تو وہاں سے سٹاف کو کم کر کے لاہور بھیج دیا گیا ہے۔ وہاں بھی کام تو بڑھ گیا ہے لیکن سٹاف کم کر دیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں یہ کیا فرمائیں گی۔

**جناب سپیکر:** چیمہ صاحب! یہ ایک تجویز ہو سکتی ہے یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

**بیگم شاہین منور احمد:** آپ کے توسط سے میں وزیر صاحبہ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جہاں سے ان افسران کو تبدیل کیا گیا ہے کیا وہاں پہ کام ختم ہو گیا ہے۔؟

**وزیر سماجی بہبود:** جناب سپیکر! کام ختم نہیں ہوا، کام چل رہا ہے۔ جو سب سے قریبی دفاتر تھے ہم نے انہیں کہا ہے کہ ان دفاتر کے کام کا خیال کریں۔ لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ کسی علاقے میں زیادہ Priority ہوتی ہے اور مینٹل ہسپتال اور گلاب دیوی ہسپتال میں ایک ایمرجنسی کی صورت تھی۔ اس لئے ہم نے ان افسران کو تبدیل کیا لیکن اب جولائی میں جو نیا بجٹ آ رہا ہے اس میں ہمیں Approval مل چکی ہیں اور جو یہ دو تین جگہیں خالی ہیں۔ انشاء اللہ یکم یا ۲ جولائی کو پر ہو جائیں گی۔

**بیگم شاہین منور احمد:** ضمنی سوال جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایمرجنسی بنیادوں پر ان افسران کو تبدیل کیا ہے ان میں نئے آدمی لگائے جائیں گے یا یہی واپس جائیں گے۔ کیونکہ ان کو عارضی طور پر ہنگامی بنیادوں پر تبدیل کیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ وزیر صاحب نے کیا کہا ہے کہ جہاں سے ان افسران کو تبدیل کیا گیا ہے یا جہاں پر ان کو لگایا گیا ہے وہاں نئے لوگ لگائے جائیں گے۔

**وزیر سماجی بہبود:** جناب سپیکر! فیڈریل پبلک سروس کمیشن سے ہمارے افسران آتے ہیں اور یہ کہنا کہ کہاں تعینات کریں گے یہ Strictly Administrative نوعیت کا ہے اور ہم اس افسر کو اس پراجیکٹ میں رکھیں گے جس کا اسے زیادہ تجربہ ہو گا۔ اس پراجیکٹ کے حوالے سے اسے پوسٹ کیا جائے گا۔

**بیگم شاہین منور احمد:** جی میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرے سوال کا یہ جواب نہیں

تھا۔ میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ آسامیاں کہاں پہ پیدا ہوئی ہیں۔ اگر ان ہسپتالوں میں لاہور میں پیدا ہوئی ہیں اور آپ ان کو ہنگامی بنیادوں پر یہاں لے آئے ہیں تو اب آسامیاں کہاں خالی ہیں۔ یہ لوگ جو آئیں گے وہ کہاں لگیں گے۔ میں نے سوال نہیں کیا کہ آپ انہیں کس طرح بھرتی کریں گے یا ان کی قابلیت کیا ہو گی۔ میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ ان کی تعیناتی کہاں ہو گی۔

**جناب سپیکر:** بیگم صاحبہ آپ کے سوال کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

**بیگم شاہین منور احمد:** مجھے تو یہ سمجھ آئی ہے کہ ان کے Merit کی Basis یہ ہوں گی۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ یہ آسامیاں کہاں ہوں گی۔؟

**جناب سپیکر:** آپ کے اس سوال کا جواب آ چکا ہے اور انہوں نے بتا دیا ہے کہ ہم ان کی اہلیت کی بنیاد پر اور ان کے تجربے کی بنیاد پر ان آسامیوں کو پر کریں گے۔

**بیگم شاہین منور احمد:** جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ آسامیاں رورل ایریاز میں ہوئی ہیں یا اربن ایریا میں Let me put it in this way کیونکہ اب آپ ان آسامیوں کو رورل سے اربن ایریا میں لے آئے ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ تو آپ سوال کے جواب میں دیکھ سکتی ہیں۔

**بیگم شاہین منور احمد:** نہیں جی نہیں، میں نے پوچھا ہے کہ یہ جو آسامیاں خالی ہوئی ہیں ان افسران کو تبدیل کرنے میں اب یہاں پر ضرورت ہے تو یہ یہاں پہ آسامیاں پر کریں گے یا وہاں پہ۔

**جناب سپیکر:** بیگم صاحبہ آپ کے سوال کا جواب آ چکا ہے۔

**بیگم شاہین منور احمد:** اب اگر آپ کہتے ہیں تو آ گیا ہے لیکن آیا نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** سماجی بہبود کے یہی سوالات تھے اب محکمہ آبکاری و محصولات کے سوال ہیں۔ چودھری ارشاد علی چودہری صاحب یہ سوال آپ نے Withdraw کر لئے ہیں۔

**چودھری ارشاد علی:** کوئی صاحب کٹوا کے لئے گئے ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ آپ نے Withdraw کر لئے ہیں۔؟

**چودھری ارشاد علی:** نمبر کا مجھے پتہ نہیں؟
**جناب سپیکر:** یہ ۱۳۷۷ اور ۱۳۷۹ ہیں۔ یہ دونوں سوال کٹے ہوئے ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ Withdraw ہو گئے ہیں۔
**چودھری ارشاد علی:** بس پھر کر لئے ہوں گے۔
**جناب سپیکر:** تو پھر تشریف رکھئیے۔ اگلا سوال جناب سرفراز نواز۔
**جناب سجاد احمد چیمہ:** (جناب سرفراز نواز کی جگہ پر جناب سجاد احمد چیمہ نے سوال نمبر ۲۵۱۷ طبع شدہ دریافت کیا۔)

## مقررہ مدت سے پہلے افسران کی تبدیلی

*2517- **جناب سرفراز نواز:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) محکمہ آبکاری و محصولات میں اگست ۱۹۸۵ء سے تاحال کتنے افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی (Pre-Mature) طور پر کی گئی ماہانہ تفصیل کیڈر وار بمع نام اور وجوہات بیان کی جائے۔
(ب) اگست ۱۹۸۵ء سے تاحال مذکورہ افسروں میں سے جن کی تبدیلی کے احکام منسوخ کئے گئے ہیں ان کی ماہانہ تفصیل بمع نام اور وجوہات بیان کی جائیں۔
**وزیر آبکاری و محصولات** (جناب اختر رسول):
(الف) محکمہ ہذا میں اگست ۱۹۸۵ء سے تاحال پانچ ڈائریکٹر صاحبان اور ۳۶ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن افسران کی تبدیلی عمل میں آئی جن کی مطلوبہ تفصیل منسلکہ گوشوارہ (الف) میں ہے۔
(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران صرف ایک ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن افسر کی تبدیلی کے احکامات منسوخ کئے گئے ہیں جن کی تفصیل منسلک گوشوارہ (ب) میں درج ہے۔

# (الف)

## تبادلہ

| نمبر شمار | نام افسر | عہدہ | از | تا | تاریخ و سال | وجہ تبدیلی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱- | چودھری سلیم جمیل | ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن | فیصل آباد | ملتان | ۱۲-۵-۱۹۸۶ | مفادعامہ کے تحت تبادلہ کیا گیا |
| ۲- | جناب وحید الزمان خان | ایضاً | ڈیرہ غازیخان | فیصل آباد | ۱۲-۵-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۳- | جناب محمد اقبال ربانی | ایضاً | لاہور | راولپنڈی | ۱۴-۹-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۴- | چودھری نذیر احمد | ایضاً | سرگودھا | فیصل آباد | ۱۴-۱۲-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۵- | جناب وحید الزمان خان | ایضاً | فیصل آباد | بہاولپور | ۱۴-۱۲-۱۹۸۶ | ایضاً |

## (الف)

## تبادلہ

| نمبر شمار | نام افسر | عہدہ | از | تا | تاریخ وسال | وجہ تبدیلی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱- | جناب محمد انور جگ | ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر | لاہور | گوجرانوالہ | ۴-۵-۱۹۸۵ | مفاد عامہ کے تحت |
| ۲- | جناب نذیر احمد وقار | ایضاً | ڈیرہ غازیخان | ملتان | ۱۳-۸-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۳- | شیخ اجمل حسین | ایضاً | رحیم یار خان | لاہور | ۲-۹-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۴- | جناب شمیم احمد | ایضاً | لاہور | رحیم یار خان | ۲-۹-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۵- | چودھری محمد اسحاق | ایضاً | ٹوبہ ٹیک سنگھ | فیصل آباد | ۲۲-۹-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۶- | راجہ زاہد حسین | ایضاً | لاہور | ٹوبہ ٹیک سنگھ | ۲۲-۹-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۷- | غلام مرتضیٰ شاہ | ایضاً | راولپنڈی | محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن | ۳-۱۰-۱۹۸۵ | ٹیکسیشن آفیسر کی خالی آسامی کو پر کرنے کے لئے تبادلہ ہوا۔ |
| ۸- | جناب برکت علی بخاری | ایضاً | ملتان | راولپنڈی | ۳-۱۱-۱۹۸۵ | مفاد عامہ کے تحت |

| نمبر شمار | نام افسر | عہدہ | از | تا | تاریخ وسال | وجہ تبدیلی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹۔ | جناب عبدالحمید انور | ایضاً | جھنگ | ملتان | ۷-۱۱-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۱۰۔ | جناب راجہ زاہد حسین | ایضاً | ٹوبہ ٹیک سنگھ | جھنگ | ۷-۱۱-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۱۱۔ | جناب محمد اکرم اشرف | ایضاً | اوکاڑہ | لاہور | ۷-۱۱-۱۹۸۵ | ایضاً |
| ۱۲۔ | چودھری محمد اصغر | ایضاً | لاہور | اوکاڑہ | ۴-۱-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۱۳۔ | چودھری شوکت علی | ایضاً | وہاڑی | اٹک | ۴-۱-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۱۴۔ | جناب نذیر ڈھلن | ایضاً | لاہور | سیالکوٹ | ۶-۲-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۱۵۔ | راجہ نسیم شمشاد | ایضاً | سیالکوٹ | لاہور | ۶-۳-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۱۶۔ | جناب صفدر علی | ایضاً | اٹک | فیصل آباد | ۶-۳-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۱۷۔ | جناب محمد افضل بھٹی | ایضاً | فیصل آباد | راولپنڈی | ۱۷-۳-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۱۸۔ | چودھری محمد اسحاق | ایضاً | فیصل آباد | قصور | ۱۲-۵-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۱۹۔ | شیخ جاوید اقبال | ایضاً | قصور | فیصل آباد | ۱۲-۵-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۰۔ | جناب منور احمد کھرل | ایضاً | میانوالی | جھنگ | ۱۲-۵-۱۹۸۶ | ایضاً |

| نمبر شمار | نام افسر | عہدہ | از | تا | تاریخ وسال | وجہ تبدیلی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۱- | راجہ زاہد حسین | ایضاً | جھنگ | فیصل آباد | ۱۲-۵-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۲- | جناب محمد افضل بھٹی | ایضاً | راولپنڈی | گوجرانوالہ | ۱۲-۹-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۳- | راجہ نسیم شمشاد | ایضاً | لاہور | راولپنڈی | ۱۷-۹-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۴- | جناب نذر محمد چٹھہ | ایضاً | لاہور | خوشاب | ۱۷-۹-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۵- | جناب ریاض احمد ملک | ایضاً | لاہور | راولپنڈی | ۲۳-۱۰-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۶- | جناب نذیر محمد چٹھہ | ایضاً | خوشاب | لاہور | ۲-۱۱-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۷- | چودھری محمد اسحاق | ایضاً | قصور | ٹوبہ ٹیک سنگھ | ۱۳-۱۱-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۸- | چودھری محمد جمیل | ایضاً | لاہور | لیّہ | ۱۷-۱۲-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۲۹- | جناب محمد طارق شیخ | ایضاً | قصور | فیصل آباد | ۱۷-۱۲-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۳۰- | چودھری اشفاق احمد | ایضاً | لاہور | سرگودھا | ۱۷-۱۲-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۳۱- | جناب نذر محمد چٹھہ | ایضاً | لاہور | قصور | ۲۲-۱۲-۱۹۸۶ | ایضاً |

| نمبر شمار | نام افسر | عہدہ | از | تا | تاریخ وسال | وجہ تبدیلی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۲- | جناب محمد صادق کھوکھر | ایضاً | لاہور | چکوال | ۲۴-۱۲-۱۹۸۶ | ایضاً |
| ۳۳- | شیخ محمد افضل | ایضاً | راجن پور | ڈیرہ غازی خان | ۷-۳-۱۹۸۷ | ایضاً |
| ۳۴- | چودھری عبدالغفور | ایضاً | وہاڑی | خوشاب | ۷-۳-۱۹۸۷ | ایضاً |
| ۳۵- | سید ضیغم نقوی | ایضاً | خوشاب | گوجرانوالہ | ۷-۳-۱۹۸۷ | ایضاً |
| ۳۶- | جناب شبیر حسین خان | ایضاً | گوجرانوالہ | لاہور | ۷-۳-۱۹۸۷ | ایضاً |

(ب)
## تبادلہ

| نمبر شمار | نام افسر | عہدہ | از | تا | تاریخ وسال | وجہ تبدیلی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱- | جناب صفدر علی | ایکسائز و ٹیکسیشن آفیسر | فیصل آباد | قصور | ۱۷-۱۲-۱۹۸۶ | فیصل آباد سے قصور کا تبادلہ منسوخ کیا گیا- منسوخی کی وجہ انتظامی وجوہات تھیں- |

**جناب سجاد احمد چیمہ:** ضمنی سوال، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جو فہرست انہوں نے مہیا کی ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مفاد عامہ کے تحت ان لوگوں کو وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا ہے۔ تو ۳۶ لوگوں کو مفاد عامہ کے تحت ٹرانسفر تو کر دیا گیا ہے اور ان میں سے بعض کو تو اچھے سٹیشنوں پر منتقل کر دیا گیا ہے تو کیا ان کے خلاف یہ کوئی محکمانہ کارروائی کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ سزا کے طور پر ان کو اور اچھے سٹیشن دے دیئے گئے ہیں۔ تو کیا یہ مفاد عامہ کے تحت کوئی اور کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں؟

**وزیر آبکاری و محصولات:** جناب سپیکر جو ٹرانسفر ہوئے ہیں وہ مفاد عامہ کے تحت ہوئے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال، جناب ملک ممتاز احمد بھچر صاحب۔

## شہری اور دیہاتی علاقوں میں آٹے کی قیمت میں فرق

*748- **ملک ممتاز احمد بھچر:** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شہری علاقوں کی نسبت دیہی علاقوں میں آٹے کی قیمت بہت کم ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت دونوں علاقوں میں قیمتوں کو برابر کرنے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

**وزیر خوراک (سردار امجد حمید خاں دستی):**

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ دیہی علاقوں میں آٹا قدرے مہنگا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آٹے کی ملیں شہروں میں واقع ہیں اور دیہی علاقوں میں آٹا شہر کی ملوں سے جاتا ہے قیمت میں بار برداری اور مقامی ٹیکس کے مطابق اضافہ ہوتا ہے جو کہ حسبِ معمول ہے۔

(ب) شہری اور دیہاتی علاقوں میں قیمت یکساں نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

آٹے کی ملیں شہروں میں واقع ہوتی ہیں۔ اور آٹا شہروں سے دیہاتی علاقوں میں جاتا ہے اس کی قیمت میں اخراجات بار برداری اور مقامی ٹیکس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جو معمول کے مطابق ہے اگر دیہاتی علاقے میں آٹے کی قیمت غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو حکومت ہنگامی صورت میں رعائتی نرخ پر آٹا فراہم کر سکتی ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، ضمنی سوال جناب ملک ممتاز احمد بھچر صاحب۔

**ملک ممتاز احمد بھچر:** کیا گندم شہروں میں پیدا ہوتی ہے یا دیہاتوں میں ہوتی ہے۔؟

**وزیر خوراک:** جناب سپیکر! یہ میرے محترم دوست جن کا تعلق زراعت سے بھی ہے اور یہ توقع فرما رہے ہیں کہ میں زرعی چیمبر کا چیئرمین بنوں گا تو انہیں مجھ سے بہتر معلوم ہونا چاہئیے کہ گندم دیہاتوں میں ہوتی ہے۔ پسائی کا کام شہروں میں ہوتا ہے تو چونکہ گندم کو پیس کر وہاں لے جانا پڑتا ہے۔ جس طرح کپاس دیہات میں ہوتی ہے اور کپڑے کی ملیں شہروں میں ہوتی ہیں تو کپڑا شہروں میں سستا ہوتا ہے اور دیہات میں جا کر تھوڑا سا مہنگا ہو جاتا ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، شکریہ سردار صاحب! اگلا سوال جناب ملک ممتاز احمد بھچر صاحب۔

## آٹے کی فراہمی میں سال وار امداد

* 749-**ملک ممتاز احمد بھچر:** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم فرمائیں گے کہ:

(الف) وفاقی اور صوبائی حکومت نے گذشتہ سات سال کے دوران شہری علاقوں کو آٹے کی فراہمی کے لئے سال وار کتنی امدادی رقم دی تھی۔

**وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی):** صوبائی حکومت نے گذشتہ سات سال میں آٹے کی فراہمی کے لئے مندرجہ ذیل امدادی رقم فراہم کی تھی۔

| سال | رقم |
|---|---|
| ۱۹۷۸-۷۹ء | ۲۸-۳۶-۳۷-۷۷۹-۰۰ |
| ۱۹۷۹-۸۰ء | ۳۲-۴۹-۱۷-۳۳۷-۰۰ |

| | |
|---|---|
| ۱۹۸۰-۸۱ء | ۳۸-۷۷-۶۵-۷۱۲-۰۰ |
| ۱۹۸۱-۸۲ء | ۲۶-۲۷-۳۵-۰۰۰-۰۰ |
| ۱۹۸۲-۸۳ء | ۲۴-۶۸-۰۰-۴۶۳-۰۰ |
| ۱۹۸۳-۸۴ء | ۳۹-۵۶-۶۹-۰۰۰-۰۰ |
| ۱۹۸۴-۸۵ء | ۶۰-۳۳-۱۷-۰۰۰-۰۰ |

برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ء حکومت پنجاب نے مبلغ پچانوے کروڑ روپے اس مد میں مختص کئے ہیں۔ جن میں سے مبلغ اڑتیس کروڑ ننانوے لاکھ سنتالیس ہزار ایک سو ساٹھ روپے محکمہ خوراک کو وصول ہو چکے ہیں اور مبلغ چھپن کروڑ باون ہزار آٹھ سو چالیس روپے تاحال بقایا ہیں۔ مرکزی حکومت نے اس مد میں اب تک کوئی رقم فراہم نہ کی ہے۔

**ملک ممتاز احمد بھچر:** کوئی ضمنی سوال نہیں۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال جناب طاہر احمد شاہ صاحب۔

## گنے کے کاشتکاروں کے لئے چینی کا نرخنامہ

* 1247- **جناب طاہر احمد شاہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ گنے کی قیمت کا تعین ۶۵-۹ روپے کرتے وقت کاشتکار چینی ۷ روپے فی کلو گرام کے نرخ پر حاصل کرنے کے مستحق تھے۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقع ہے کہ اب ملیں کاشتکاروں سے ۵۰-۸ روپے فی کلو گرام کا نرخ وصول کر رہی ہیں جبکہ کاشتکاروں کو گنے کی قیمت میں اضافہ کے مماثل اضافہ نہیں دیا جا رہا۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کاشتکاروں کی اس شکایت کو رفع کرنے کے لئے ایسے اقدامات کرنے کو تیار ہے کہ کاشتکاروں کو چینی کا کوٹہ ۷ روپے فی کلو گرام کے حساب سے مل سکے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

**وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی):**
(الف) صوبہ میں راشن بندی کے دوران کاشتکاروں کو ۱۵ کلو چینی فی چار ہزار کلو گرام گنا کی سہولت دی گئی اور اس کی قیمت سات روپے فی کلو مقرر کی تھی اگست ۱۹۸۳ء میں راشن بندی کے ختم ہونے پر کاشتکاروں کو چینی کی فراہمی ایکس مل قیمت پر مقرر ہوئی جبکہ سال رواں میں یہ سہولت ابھی تک نہیں دی گئی اور معاملہ فیڈرل گورنمنٹ کے نوٹس میں لایا گیا ہے جس کا فیصلہ تا حال موصول نہیں ہوا۔ میں ایک فقرہ اضافی عرض کر دیتا ہوں۔

And that has not been distributed in the house آخری صورتحال یہ ہے کہ ۸۶-۱۹۸۵ء کے لئے کاشتکاروں کے چینی کے کوٹہ کی قیمت ۷ روپے ۷۵ پیسے اور ۸۷-۱۹۸۶ء میں ۸ روپے ۳۵ پیسے مرکزی حکومت نے مقرر کی ہے۔
(ب) کاشتکاروں کو رعائتی نرخ پر چینی فروخت کرنے کا فیصلہ نہیں ہوا ہے۔
(ج) حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو سال رواں میں بھی متذکرہ سہولت کے لئے لکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کاشتکاران اصرار کرتے ہیں کہ انہیں سات روپے فی کلو چینی دی جائے جبکہ مل مالکان ایکس مل قیمت پر دینے کے لئے اصرار کرتے ہیں اس لئے یہ معاملہ وفاقی حکومت کے فیصلے کے لئے تحریر کیا ہوا ہے۔

**سردار غلام عباس:** جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ گذارش کروں گا کہ یہ وفاقی حکومت کو انہوں نے کب اور کس وقت کس ماہ میں لکھا؟

**وزیر خوراک:** یہ بھی کھاتے کا حساب ہے اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ تاریخ بھی پوچھیں گے، وقت بھی پوچھے گے، کون ڈاک لے کر گیا تھا۔ کب وہاں پہنچی تو میں ضرور تیار ہو کر آتا اس کے لئے جناب سپیکر علیحدہ سوال کی ضرورت ہے۔

**سردار غلام عباس:** جناب سپیکر! اس مسئلے میں، میں جناب دستی صاحب سے یہ گذارش کروں گا کہ اگر یہ وقت اور تاریخ کا نہیں بتا سکتے تو کم از کم ماہ ہی بتا دیں۔

**وزیر خوراک:** میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیے گا۔ میں آپ کو وقت بھی بتاؤں گا اور مہینہ بھی بتاؤ گا اور موسم بھی بتاؤں گا۔

**سردار غلام عباس:** جناب والا! میں دستی صاحب سے یہ گذارش کروں گا کہ میرے خیال میں، میں بارہا ان کے دفتر میں حاضر ہوا وہ اکثر و بیشتر گھر میں ہی اور خاص کر اپنے بیڈروم میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔ بیڈروم میں پہنچنے کا طریقہ بتا دیں۔

**وزیر خوراک:** آپ کو کوئی خطرے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس عمر کے حصے میں ہیں کہ کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیئے۔

**ملک ممتاز احمد بھچر:** جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ حکومت پنجاب کی کیا سفارشات ہیں؟

**وزیر خوراک:** جیسا کہ میں بارہا اس ہاؤس میں گذارش کر چکا ہوں کہ حکومت پنجاب نے ہمیشہ کاشتکاروں کے مؤقف کی نمائندگی کی ہے اور جو کاشتکاروں کا مطالبہ ہوتا ہے ہم پہنچا دیتے ہیں۔ کاشتکاروں کا مطالبہ یہ ہے کہ جو چینی ۴ ہزار کلو گرام پر یا ۴ ٹن پر ۱۵ کلو گرام دی جاتی ہے اس کا نرخ ۷ روپے جس طرح گذشتہ سالوں میں تھا لیکن فیڈرل گورنمنٹ کا یہ موقف ہے کہ ملیں یہ کہتی ہیں کہ نرخ بڑھ گئے ہیں اس لئے ایکس مل جو تھوک کے حساب سے لوگوں کو دیتے ہیں اسی حساب سے دیں گے لیکن ہمارا مؤقف ہمیشہ یہی رہا ہے۔ کہ سات روپے کے حساب سے دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

# محکمہ خوراک کے گوداموں سے گندم اور باردانہ کی خورد برد کی تحقیقات

* 1616- **میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ آڈیٹر جنرل نے اپنی رپورٹ بابت سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے صفحہ نمبر ۴۷ پر آئٹم نمبر ۳۴ میں محکمہ خوراک کے گوداموں میں مبلغ ۲۸۰۵۸۷ روپیہ مالیت کی گندم اور باردانہ کی خورد برد کی نشاندہی کی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اس بارے میں تحقیقات کی ہیں اور خورد برد کے ذمہ دار سرکاری ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ نیز سرکاری نقصان کے ازالہ کے لئے کیا اقدام زیر غور ہیں؟

وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی):

(الف) درست ہے۔ کل میزان ۲۸۰۵۸۷ روپے کی بجائے ۲۸۰۶۱۷ بنتا ہے۔

(ب) جی ہاں، قواعد کے تحت ضروری تحقیقات کی گئی جس کے نتیجہ میں مجاز افسران نے مبلغ ۵۶-۴۰۰-۶۰-۶ روپیہ محکمہ کے متعلق اہلکاران سے قابل وصول قرار دیے اور مبلغ ۴۴۰-۶۶-۶۷ روپیہ کے نقصان کی ذمہ داری اہلکاروں پر عائد نہ ہو سکنے پر آفیسر مجاز نے قلمزن کر دئیے Write of ۳۰-۵۷۸ روپے کے نقصان کا معاملہ ڈسٹرکٹ آڈٹ آفسر بہاولنگر کے پاس زیر تصدیق ہے قابل وصول رقم میں سے مبلغ ۴۱-۷۵۶-۲۷۴ روپے وصول ہو کر داخل خزانہ ہو چکے ہیں۔ باقی مبلغ ۱۵-۶۴۴-۸۵-۳ روپے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) مبلغ ۷۵-۴۴۸۹۷-۲ روپے

یہ رقم افسر مجاز نے تین (۳) اہلکاروں سے قابل وصول قرار دی تھی۔ جنوں نے پنجاب سروسز ٹریبونل میں اپیل دائر کر دی ٹربیونل نے اپیل منظور کر لی اور کیس E. D رولز کے تحت تحقیقات کے بعد دوبارہ فیصلہ کیلئے ریمانڈ کر دیا ہدایات کے مطابق کارروائی زیر عمل ہے۔

(۱۱) مبلغ /۳۰۵۳۰ روپے

ایک اہلکار سے افسر مجاز نے یہ رقم قابل وصول قرار دی تھی۔ جس نے وصولی کے احکامات کے خلاف ناظم خوراک پنجاب لاہور کو اپیل کی ہوئی ہے جس کی آئندہ پیشی کی تاریخ ۸۶-۱۰-۲۵ مقرر ہے۔

(۱۱۱) مبلغ ۴۰-۲۱۶-۱۰-۱ روپے۔

یہ رقم افسر مجاز نے ایک اہلکار سے قابل وصول قرار دی تھی جس نے پنجاب سروسز ٹریبونل میں اپیل کی ہوئی ہے۔ ۸۶-۹-۱۷ کو بحث ہو چکی ہے۔ لیکن فیصلہ

محفوظ ہے علاوہ احکامات وصولی محکمہ کے نو(۹) اہلکاران کو اس سلسلہ میں سخت تنبیہ کی گئی ہے۔
جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

# ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر کے خلاف ٹھیکیداران کے انکم ٹیکس کی کٹوتی نہ کرنے کے بارے میں تحقیقات

* 1617- میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر گجرات نے جولائی ۱۹۷۷ء تا جون ۱۹۸۱ء تک ٹھیکیداروں کو ادائیگیاں کرتے وقت بمطابق ہدایات سنٹرل بورڈ آف ریونیو انکم ٹیکس وضع نہیں کیا جو حکومت کو نقصان اور ٹھیکیداروں کی سرپرستی کے مترادف ہے اور ادائیگی کے حساب سے انکم ٹیکس کی کٹوتی۔ ۱۷۱۱۰۰/۴۱ روپیہ بنتی ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ٹھیکیداروں سے انکم ٹیکس کی وصولی عمل میں آ چکی ہے اگر آ چکی ہے تو کس حد تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز کٹوتی نہ کرنے کے ذمہ دار ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر مذکور کا موجودہ عہدہ کیا ہے؟
وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی):
(الف) ٹھیکیداروں کو جولائی ۱۹۷۷ء تا جون ۱۹۸۱ء کے دوران مبلغ ۱۱۳۱۲۰۹۴ روپے کی ادائیگیاں کی گئیں اور سنٹرل بورڈ آف ریونیو کی ہدایات کے مطابق ۳۵۸۷۸۷ روپے انکم ٹیکس کی کٹوتی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کٹوتی بقایا نہ ہے۔ نہ حکومت کو نقصان ہوا اور نہ ہی ٹھیکیداروں کی سرپرستی کی گئی۔
(ب) جزو الف کے جواب کے تحت جزو ب کے جواب کی ضرورت باقی نہ ہے۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال جناب نصر اللہ خان دریشک۔

## وزیر اعلیٰ کے حکم پر محکمہ خوراک میں تقرریوں اور ترقیوں کی تفصیلات

* 2013- **سردار نصر اللہ خان دریشک:** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ خوراک میں وزیر اعلیٰ نے جن لوگوں کی تقرریاں قواعد /طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی ہیں ان کے نام پتے اور عہدے کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں

(ب) جن افسران /اہلکاران کی ترقی قواعد /طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی گئی ہے ان کے نام پتے اور عہدے کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں

(ج) جن افسران /اہلکاران کی ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کی گئی اور مطلوبہ طریق کار اختیار کئے بغیر باضابطہ بنا دیا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں ایسے افسران اہلکاران کے نام پتے اور عہدوں کے نام بھی مہیا کئے جائیں۔

(د) آیا قواعد /طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے افسران /اہلکاران کی تقرریاں /ترقیاں کرنا اس حلف کی روح کے خلاف نہیں جو وزیر اعلیٰ نے اٹھایا تھا؟

**وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی):**

(الف) مطلوبہ معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ وزیر اعلیٰ قوائد اور طریق کار میں رعایت دے کر تقرری کرنے کے مجاز ہیں۔

(ب) مطلوبہ معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ وزیر اعلیٰ قوائد اور طریق کار میں رعایت دے کر تقرری کرنے کے مجاز ہیں۔

(ج) وزیر اعلیٰ طریق کار میں رعایت دیکر تقرری کرنے کے مجاز ہیں۔ مطلوبہ معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) قواعد و ضوابط کے مطابق وزیر اعلیٰ کو جو اختیارات حاصل ہیں۔ ان کو استعمال کرنا

حلف کی رو کے خلاف نہیں ہے۔
**جناب سپیکر:** اگلا سوال جناب سجاد احمد چیمہ۔

## محکمہ خوراک میں انسپکٹروں اور سپروائزروں کی بھرتی کی تفصیلات

* 2192- **جناب سجاد احمد چیمہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
موجودہ حکومت کی تشکیل سے لیکر تا حال محکمہ خوراک میں کتنے انسپکٹر اور سپروائزر بھرتی کیے گئے ان کے نام و دیگر کوائف فہرست کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھے جائیں۔
نیز ان کو کن کن کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے۔؟
**وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی):** مطلوبہ معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

STATEMENT SHOWING FULL PARTICULARS OF THE APPLICANTS APPOINTED AS FOODGRAINS INSPECTORS SINCE TAKING OVER THE PRESENT GOVERNMENT. STARRED ASSEMBLY QUESTION NO. 2196.

| S. No. | Name | Father's Name | Full Address | Recommended By | Date Of Birth | Date of Appointment | Education |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| **1.MULTAN DIVISION** | | | | | | | |
| 1. | Mr. Muhammad Mushtaq | Hoot Khan | Chak No 19/14-L P.O. No. Iqbal Nagar Tehsil Chichawatni Distt. Sahiwal. | Mr. Saeed Ahmad Chaudhry, MPA. PP-206 | 15.4.1962 | 29.1.1986 | F.A. |
| 2. | Mr. Muhammad Ishfaq | Ch. Barkat Ali | Chak No.405/E.B. Tehsil Burewala Distt. Vehari | Mr Nazir Ahmad MPA. PP-183 | 10.8.1955 | 5.6.1986 | B.A. |
| 3. | Mr. Shafiq Ahmad | Ch. Abdul Hameed. | Village Qaboola Tehsil Pakpattan Distt. Sahiwal | Mr. Allah Yar Khan, MPA. PP- 210 | 3.12.1961 | 25.9.1986 | F.A. |
| 4. | Mr. Farrukh Hayat | Raja Liaqat Hayat | Hakimabad Civil Lines Khanewal | Mr. Abdul Razaq Niazi, MPA, PP- 160 | 10.6.1961 | 25.9.1986 | D.Com |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| **2. GUJRANWALA DIVISION** | | | | | | |
| 5. Mr Mukhtar Ahmad Khan | Zahoor Ahmad Khan | Ladhowala Tehsil & Distt Gujranwala | Mr Muhammad Azam Cheema MPA | 1 4.1961 | 27 8 1986 | F.A |
| **3. BAHAWALPUR DIVISION** | | | | | | |
| 6. Mr Muhammad Qasim | Fazal Ahmad | Chak Missan Habib P.O. Ashraf Sugar Mills Ashrafabad Bahawalpur. | | 5.8.1960 | 8.4.1986 | F A. |
| **4. LAHORE DIVISION.** | | | | | | |
| 7. Mr. Humayun Akhtar Gill | Muhammad Akhtar Gill | Gill Cottage No.191-1-C-II, Township, Lahore. | | 5.10.1960 | 6 3.1986 | B.A |
| **5. RAWALPINDI DIVISION** | | | | | | |
| 8. Malik Masood Ahmad Khan | Sher Ahmad Khan | Chhoti Mashrak Tehsil & Distt. Attock. | Sh. Aftab Ahmad Advisor To C.M | 1.8.1961 | 5.11.1986 | F.A. |
| 9. Malik Sher Ahmad | Malik Dost Muhammad | Village and P.O. Sarwala, Tehsil & Distt. Attock. | | 14.5.1961 | 31.8.1986 | F.A. |

## 6. SARGODHA DIVISION.

..........................................NIL..........................................

## 7. FAISALABAD DIVISION

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 10. | Mr. Tasaddiq Hussain | Zulfiqar Khan | Chak No.184/GB Tehsil & Distt T.T. Singh | Mr. Muhammad Murad Khan, MPA | 14.4.1961 | 15.4.1986 | B.A. |
| 11. | Mr. Intisar Zamir Aslam | Ch. Muhammad Aslam | Chak No. 206/RB Tehsil Jaranwala Distt Faisalabad | | 22.4.1965 | 24.7.1986 | F.A. |
| 12. | Mr. Safdar Ali | Mehr Muhammad Baqir | Chak No 397 GB Tehsil Samundri Distt. Faisalabad | Mr Maqbool Ahmad Fatyana, MPA | 10.4.1957 | 22.5.1986 | F.A. |

## 8. D. G. KHAN DIVISION

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 13. | Mr. Muhammad Shafiq | Mian Khurshid Ali Sokhari | Village Gujrat Tehsil Kot Adu Distt Muzaffargarh | Malik Ghulam Muhammad Noor Rabbani, MPA. | 10.1.1961 | 8.11. 1986 | F.A. |
| 14. | Mr. Muhammad Asghar | M. Rab Nawaz Khan Leghari | Village Bailey Wala Tehsil Alipur, Distt. Muzaffargarh | Mr. Nazar Muhammad MPA. | 1.1.1962 | 8.11. 1986 | F.A. |

STATEMENT SHOWING FULL PARTICULARS OF THE APPLICANTS APPOINTED AS FOODGRAINS SUPERVISORS SINCE TAKING OVER THE PRESENT GOVERNMENT. STARRED ASSEMBLY QUESTION NO. 2196.

## 1. D.G. KHAN DIVISION

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1. | Mr. Muhammad Arif Khar. | Malik Naseer Khan | Siknan Dandywala Teh. Kot Adu Distt M. garh. | Malik Ghulam Muhammad Noor Rabbni Khar, MPA. | 15.1.1961 | 15.1.1986 | Matric |
| 2. | Mr Ghulam Mustafa | Ghulam Sarwar | Village Maherwala Teh. Alipur Distt. M. Garh. | Mr Nazar Muhammad Khan Jatoi, MPA. | 1.1.1959 | 30.8.1986 | F.A. |
| 3. | Mr. Ghulam Asghar | Khuda Bakhsh | Village Chak Rohari Teh & Distt. M Garh | | 18.10.1962 | 30.8.1986 | B. Com |
| 4. | Mr. Mushtaq Ahmad | Abdul Ghafoor | Village Khangarh Distt. M garh | | 8.4.1968 | 28.9.1986 | Matric |

## 2. MULTAN DIVISION.

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 5. | Mr. Abid Kamal chishti | Ghulam Rasool Chishti | Village Qaboola Teh. Pakpattan Distt Sahiwal | Mr Allah Yar Chishti, MPA, PP-210 | 12.9.1965 | 29.1.1986 | Matric. |
| 6 | Mr. Imtiaz Ali | Anwar Ali | Chak No 403/E.B Teh. Burewala, Distt. Vehari | Mr. Nazir Ahmad, MPA, PP - 183 | 1.3.1966 | 5.6 1986 | Matric |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 7 | Mr. Ghulam Mustafa | Abdul Khaliq | Chak No 8/G Teh. Chishtian Distt Bahawalnagar | Mr Muhammad Akram MPA, PP - 231 | 10 11 1961 | 31 5 1986 | F.A |
| 8 | Mr Shahid Khan | | Mahmood Khan Teh & Distt Multan | Chak No 21- MR | 10 8 1958 | 28 05 1986 | Matric |
| 9. | Mr. Allah Rakha Zahid | Qadir Bakhsh | Chak No 178/M Teh Chishtian Distt Bahawalnagar | Mr Muhammad Akram MPA, PP- 231 | 24 2 1963 | 29.5 1986 | Matric |
| 10. | Mr Muhammad Sarwar | Baloch Khan | Shamuspura Chichawatni Distt Sahiwal | Rae Ali Nawaz Khan MPA, PP-205 | 15.11.1961 | 26.5 1986 | F.A. |
| 11 | Sh Muhammad Saleem | Sh Latif | 91-B-III, Gulberg, Lahore | Mr Allah Yar Chishti MPA, PP-210 | 23 10 1950 | 14 6 1986 | Matric |
| 12. | Mr. Muhammad Azhar Korija | Muhammad Asghar Korija | Village Shedani Teh Liaqatpur Distt R.Y. Khan | Mr Muhammad Asghar Korija, MPA PP-232 | 31 8.1967 | 1.6.1986 | Matric |
| 13 | Mr Rauf Mustafa | Ghulam Mustafa | Chak No. 477 E.B. Teh. & distt Vehari | Mr. Zafar Khan, MPA, PP-181 | 10 10 1960 | 18 6 1986 | Matric |
| 14. | Mr Muhammad Aslam | Noor Smund | Chak Shah Sumanda-wala P.O Noor Shah Distt. Sahiwal | Pir Ahmad Shah Khaga MPA, PP-202 | 10.1.1968 | 14.6 1986 | Matric |
| 15. | Mr Tahir Aziz | Anwal Aziz | H No 47/G, Arifwala, Distt Sahiwal | | 15.2.1960 | 17.7 1986 | Martic |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 16. | Mr. Tasawar Mubarik | Mubarik Hussain | H. No. 109/B Mohallah Eidgah Distt. Sahiwal | Ch. Mumtaz Hussain Education Minister | 21.4.1961 | 3.8.1986 | F.A. |
| 17. | Mr. Muhammad Azhar Jamshaid Khan | Ghulam Habib Khan | H.No. 138, Mohallah Pipalwala Distt. Muzaffargarh | | 20.2.1961 | 29.7.1986 | F.A. |
| 18. | Mr Amjad Ejaz | | H. No. 1667, O/S Khani, Carriage Katree Jamdha, Multan City. | | 20.12.1964 | 24.7.1986 | F.A. |
| 19. | Mr. Haq Nawaz | Burkhardar | Chak Rohari Teh. & Distt. Muzaffargarh. | | 10.1.1961 | 24.7.1986 | B.A. |
| 20. | Mr. Muhammad Hashim | Ahmad Ali | Teh. Shaujabad Distt Multan | | 1.1.1967 | 3.8.1986 | F.A. |
| 21. | Mr. Muhammad Mumtaz | Nazar Muhammad | Distt Multan | Mr. Ata Muhammad Qureshi, MPA | 5.11.1960 | 2.10.1986 | Matric |
| 22. | Mr. Ishaq Ali Shah | Niaz Ali Shah | Mohallah Toba Aslam Shah, Multan City. | Mr Fakhar-ud-din Shah, MPA. PP-176 | 1.9.1961 | 4.10.1986 | Matric |
| 23. | Sahibzada Muhammad Ayub | Sahibzada Abdul Rahim | Khanqah Abaidia | Multan | 1.4.1963 | 31.8.1986 | F.A. |
| 24. | Mr Abrar Fida Hashmi | Fida Hussain | Shamusabad Multan | | 12.2.1961 | 19.8.1986 | B.A. |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 25. | Mr. Bahawal Sher | Muhammad Ramzan | Chak No.20/14-L Tehsil Chichawatni Dist. Sahiwal | Mr. Saeed Ahmad MPA. PP-206 | 20.4.1964 | 19.8.1986 | Matric |
| 26 | Mr. Muhammad Nasir Khan | Phool Khan | Mohajar Colony Model Town, Bahawalpur | Mst. Najama Tabish Alwari, MPA | 3.11.1962 | 10.9.1986 | F.A. |
| 27. | Mr Muhammad Shahid Yasin | Muhammad Yasin | Chak No.34/EB Teh. Pakpattan Dist Sahiwal | Mr. Allah Yar Chishti MPA. PP-210 | 28.8.1964 | 8.9.1986 | F.A. |
| 28 | Mr. Muhammad Azhar Hussain | Mazhar Hussain | Chak No 96/12-L Teh. Chichawatni Dist. Sahiwal | Mr. Saeed Ahmad Chaudhry, MPA. PP-206 | 5.12.1966 | 9.9.1986 | Matric |
| 29 | Mr. Muhammad Aslam | Muhammad Akbar | Teh. Chichawatni Dist. Sahiwal | Rae Ali Nawaz Minister for Consolidation | 3.10.1965 | 9.9.1986 | Matric (C. com.) |
| 30. | Mr. Tariq Shahzad | Tajjamal Shah | Teh. Pakpattan Dist. Sahiwal | Mr. Allah Yar Chishti MPA. PP-210 | 16.11.1957 | 25.9.1986 | F.A. |
| 31. | Mr. Muhammad Nawaz | Abdul Ghani | 1041 Millat Colony Faisalabad | | 15.11.1959 | 21.9.1986 | F.A. |
| 32 | Mr Muhammad Sharif | Imam Ali | Village Shoail Gharbi Tehsil Chishtian Dist. B. Nagar | Mr. Muhammad Akram MPA. PP-231 | 5.12.1966 | 25.9.1986 | F.A |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 33. | Rana Mukhtar Ahmad | Shamshad Ali | Basti Wasandewala Teh. & Dist. Muzaffargarh | | 20.3.1957 | 30.9.1986 | Matric |
| 34. | Mr. Riaz Hussain | | Qadir Bakhsh Teh. & Distt. M Garh. | P.O. Wasandewala | 15.11.1959 | 30.9.1986 | F.A. |
| | .. Imtiaz ..mad | Muhammad Nawaz | 181-D, Rizwan Block Awan Town, Multan | Minister for Food, Punjab | 1.11.1958 | 2.10.1986 | Matric |
| ..6 | Mr. Muhammad ..aq Ahmad | Muhammad Din | Shamuspura Chichawatni Dist. Sahiwal | Rao Ali Nawaz Minister for Consolidation | 10.10.1956 | 15.10.1986 | F.A. |
| ..7. | M.. S..hzad | Akhtar Ali | H.No 7, Street Darakhshan No.13 Qasimpura, Lahore. | Mian Mahmood Ahmad MPA. PP-94 | 19.4.1961 | 15.10.1986 | Matric |
| 38. | Mr Tariq Mahmood | | H No.265, Ward No.16 Mohallah Gowshala Chichawatni Dist. Sahiwal | Rae Ahmad Nawaz MNA. NA-134 | 1.10.1957 | 22.10.1986 | Matric |
| 39. | Mr. Muntizar Mehdi | Nazir Ahmad | Block No.2, Chichawatni, Dist. Sahiwal | -do- | 20.4.1958 | 22.10.1986 | F.A. |
| 40. | Mr. Khalid Mahmood | Amir Ahmad | H.No.633, Ward No.7, Kot Adu, Dist. M. garh. | | 3.1.1986 | 22.10.1986 | Matric |
| ..1. | Mr Akhtar Hussain | Sikandar Khan | Chak No.74/A/SL Teh. & Dist. Vehari | Pir Ahmad Shah Khaga MPA. PP-202 | 20.8.1965 | 27.10.1986 | Matric |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 42. | Mr. Zafar Iqbal | Muhammad Din | H. No. 101, Allama Iqbal Road, Lahore. | | 20.5.1961 | 1.11.1986 | F.A. |
| 43. | Khawar Khurshid | Khurshid Ahmad | Chak. Mari Hazara Teh. Pakpattan Dist. Sahiwal | Mr. Allah Yar Chishti MPA. PP-210 | 15.6.1966 | 7.12.1986 | Matric |
| 44. | Mr.Khalil Ahmad | Sardar Taj Muhammad | Arifwala, Dist Sahiwal | -do- | 15.4.1963 | 7.12.1986 | F.A. |
| 45. | Mr. Tariq Farooq | Ghulam Ali | H. No 260, Sadar Bazar, Mansoorabad Faisalabad | Mr. Nazir Ahmad MPA. PP-183 | 1.4.1964 | 7.12.1986 | Matric |
| 46. | Mr Navid Alam | Bashir Ahmad | Chak No 41/12/L Teh Chichawatni Dist. Sahiwal | Mr.Khushal Muhammad Khan, MPA. PP-182 | 1.2.1962 | 7.12.1986 | Matric |

## 2. GUJRANWALA DIVISION.

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 47 | Mr Iftikhar Ahmad | Muhammad Nawaz | Bejoma, Teh. & Distt. Gujranwala | Mr. Muhammad Azam Cheema, MPA. | 30.1.1964 | 17.12.1986 | Matric |
| 48. | Mr Muhammad Aslam | Akbar Ali | Behmoki, Teh. & Distt. Gujranwala | Mr. Muhammad Azam Cheema, MPA. | 20.5.1960 | 17.12.1986 | B.A. |
| 49. | Mr. Muhammad Khalid | Suhey Khan | Veerwala, Teh. & Distt. Gujranwala. | Minister for food, Punjab | 5.12.1960 | 25.5.1986 | Matric |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 50. | Mr. Zahid Iqbal | Hidayat Ullah | Karial Kalan Teh. & Dist. Gujranwala. | -do- | 18.5.1961 | 24.4.1986 | Matric |
| 51. | Mr. Abdul Ghafoor | Muhammad Aslam | C/O. A. Aziz, A. Karim & Company Ghalla Mandi, Kamoke. | Minister for Food Punjab | 21.6.1959 | 25.5.1986 | Matric |
| 52 | Malik Muhammad Saleem | Ghulam Rasool | Galli Assa Multania Pull Katarwala, Gujranwala | Sh. Muhammad Mansoor, MNA. | 12.11.1963 | 5.5.1986 | Matric |
| 53. | Mr. Muhammad Aslam | Sageer Ahmad | C/o Mumtaz Ahmad Tarur, MNA. M.B. Din. | Mr. Mumtaz Ahmad MNA. | 25.12.1958 | 10.5.1986 | Matric |
| 54. | Mr. Zafar Ullah | Muhammad Sharif | Sikandar Raja Teh. & Dist. Gujranwala | | 9.9.1967 | 25.5.1986 | F.A. |
| 55. | Mr. Pervaiz Ahmad | Inayat Ullah | Village Jodeh pur Teh. & Dist. Gujranwala | Minister for Food | 14.4.1963 | 25.5.1986 | Matric |
| 56 | Mr. Muhammad Aslam | Bashir Ahmad | Vilage Raja Teh. & Distt. Gujranwala | -do- | 1.1.1968 | 25.5.1986 | Matric |
| 57. | Mr. Inam Hussain | S. Hussain Imam | H. No. 1386-9811-B, Jalalpur Road, Hafizabad | Minister/Secretary Food | 15.4.1965 | 14.6.1986 | Matric |
| 58. | Shajeet Jamil | Kh. Jamil Akhtar | Ada Pasrurian Sialkot | Mr. Ejaz Ahmad MPA. | 3.3.1962 | 24.5.1986 | Matric |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 59 | Mr Zahid Hussain | S Ali Raza Rizvi | Chitti Shekhan Teh. & Distt. Sialkot | S. Akhtar Hussain Rizvi, MPA. | 28.12.1962 | 9 10 1986 | B A |
| 60. | Mr Khalikd Mahmood | Muhammad Sharif | Akan, Teh. Phalia, Distt. Gujrat | M. Afzal Chan MPA. Gujrat | 4.4.1961 | 9.10.1986 | F.A. |
| 61 | Mr Aftab Jamil | M Younus Butt | Mohallah Bux Pura, Gujrat | Mian Abdur Rashid Pagganwala, MPA. | 7.12.1966 | 9.10.1986 | F.A. |
| 62 | Muhammad Ashgar | Muhammad Zaman | Kot Yasat Khan Teh Phalia Distt Gujrat | Mr. Akram Ullah Ranja MPA. Gujrat | 9.10.1964 | 9 10.1986 | Matric |
| 63. | Mr Ghulam Nabi | Muhammad Sharif | Jorakarnala Teh & Distt. Gujrat | Mian Abdur Rashid Pagganwala, MPA. | 4.4.1962 | 17.12.1986 | Matric |
| 64. | Mr Muhammad Amin | Muhammad Ramzan | Khokhar Baddo Teh. & Distt. Gujranwala | S. Akhtar Hussain Rizvi, MPA. Sialkot. | 2.8.1966 | 17.12.1986 | F.A. |
| 65 | Mr. Navid Akhtar | Asghar Ali | Nathranwali, Teh. & Distt. Gujranwala | M. Abdullah Virk MPA. Gujranwala | 5.12.1960 | 17.12.1986 | Matric |
| 66. | Mr. Muhammad Riaz | Murad Ali | Ismailke, Teh. Daska Distt. Sialkot | Sahibzada Professor Mahmood Ahmad, MPA. Sialkot. | 17.2.1968 | 17.12.1986 | Matric |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 67. | Mr. Azmat Ali | Sardar Ali | Sher Garh Kalan Teh. & Distt. Gujranwala | Mr. Mohammad Abdullah Virk, MPA. Gujranwala | 10.5.1964 | 17.12.1986 | Matric |
| 68. | Mr. Saghir Ahmad Bajwa | A. Hameed Bajwa | Main Bazar Arfat Colony, Gujranwala | Mian Abdur Rashid Pagganwala, MPA. | 10.1.1966 | 17.12.1986 | Matric |
| 69. | Mr. Muhammad Arshad | Reham Ali | Jora Karenana Distt. Gujrat | -do- | 13.3.1959 | 17.12.1986 | Matric |
| 70. | Mr. Arshad Tahir | Bashir Ahmad | Narwala Teh. & Distt. Gujrat | -do- | 15.5.1965 | 17.12.1986 | Matric |
| 71. | S Dar Hussain | Zawar Hussain Zaidi | C/O DFC Sialkot | Qazi A. Majid Abid Federal Minister Agri. & Food | 9.2.1956 | 8.1.1987 | Matric |
| 72 | Mr. Muhammad Arshad | Ch. Nazir Ahmad | Phalia Distt. Gujrat | - | 15.12.1965 | 2.4.1986 | Matric |
| 73. | Mr. Qamar Zaman | Sultan Ali | Soianwali, Teh. HFD Distt. G. Wala | Mr. Shaukat Hayat MPA. | 10.5.1958 | 17.12.1986 | Matric |
| 74 | Mr Javaid Iqbal | Muhammad Nawaz | Wahdat Colony Gujranwala | -do- | 1.4.1958 | 5.11.1985 | Matric |
| 75. | Mr. Khalik Mukhtar | Mukhtar Ahmad | Jandiala, Gujranwala | -do- | 4.8.1962 | 5.11.1985 | Matric |
| 76 | Mr. Umer Khan Ali | Sh. Daulat Ali | Khizar Qalder Narrowal, Distt. Sialkot | -do- | 3.6.1960 | 7.5.1985 | Matric |

## 3. SARGODHA DIVISION.

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 77 | Malik Javaid Iqbal | Malik Niamat Ullah | Village Rajar Teh & distt Khushab | Malik Naeem Khan MNA. Khushab | 26.8 1956 | 20.4.1986 | Matric |
| 78. | Mr. Muhammad Akram | Khan Muhammad | Village Janhanabad Teh. Shahpur, Distt Sargodha | | 12.9.1963 | 10.5.1986 | F A. |
| 79 | Mr. Ahmad Nawaz | Malik Sona | Chanwar, Mouza Jhallan Teh. & Distt. Bhakkar | | 1.5.1962 | 29.7.1936 | Matric |
| 80. | Mr. Khalid Pervaiz | Abdul Ghafar | H. No.2 -8-S-8 Block No.17 Sargodha. | | 17.7.1955 | 31.7.1986 | Matric |
| 81. | Mr. Muhammad [illegible] | Muhammad Hayat | Ward No. 5, P.O. Shahpur City Teh. Shahpur Distt. Sargodha | L. Col. Ahmad Iqbal Khan, MPA | 2.4.1964 | 31.7.1986 | F.A. |
| 82 | Mr Sajjad Hussain | Mazzhar [illegible] Khan | 182-B, Satellite Town, Sargodha | Minister Live Stock 2. Minister for Industries 3. Minister for Forest, Tourism 4. Minister on duty (Pakistan Muslim League House Punjab) | 1.1.1958 | 31.7.1986 | F. A. |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 83 | Mr. Ata Ullah | Muh[illegible] [illegible] Khan | [illegible] Kallur K[illegible] Distt. [illegible] | Taj Muhammad Khan MPA. PP 55, Bhakkar | 1.3.1967 | 31.7.1986 | Matric |
| 84. | Mr. Sher Afghan Khan Baig | | R/O Village P.O. Shadia Teh & Distt. Mianwalai | Malik Mumtaz Ahmad Bhacher, MPA. Mianwalai | 1.6.1961 | 7.12.1986 | B.A. |
| | **4. Bahawalpur Division** | | | | | | |
| 85. | Mr. Muhammad Khalid Aziz | Abdul Aziz | H No 300 Mohajar Colony Bahawalnagar | - | 1.12.1959 | 6.1.1986 | Matric |
| 86 | Mr. Shafiq -ur- Rehman | Abdul Rehman | Mohallah Ghaznavi Khokhar Mandi Sadiq Ganj, Distt B. Nagar | Former Minister for Food, Mehr Ghulam Dast-Gir Khan. | 8.8.1964 | 22.1.1986 | Matric |
| 87. | Mr. Muhammad Saleem | Nazar Muhammad | Mohallah Niamabad Behind Govt. Degree College for Women Bahawalnagar. | Syed Muhammad Ahmad, MNA<br>2. Mian Kamal Muhammad Khan MPA. | 12.6.1962 | 4.5.1986 | F.A. |
| 88. | Mr. Muhammad Nasir Hussain | Rahim Bakhsh | H. No. 989, Mohallah Kajalpura Bahawalpur | | 22.11.1963 | 28.5.1986 | F. A. |
| 89. | Mr. Muhammad Rafiq | Muhammad Siddque | chak. No. 440 H R Teh, Haroonabad Distt. Bahawalnagar | | 14.4.1965 | 8.1.1987 | Matric |

## 5. LAHORE DIVISION.

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 90 | Mr Saeed Ali Shah | Shabbir Hussain Shah | Village Taragarh Chak No. 144 Teh. Chunian District Kasur | - | 22.2.1960 | 22.12.1985 | F.A. |
| 91. | Mr Khal[illegible] Javaid | Muhan[illegible] Kha[illegible] | [illegible] Ali [illegible] Dist. [illegible] pura | - | 15.1.1963 | 7.6.1986 | F.A. |
| 92 | Mr [illegible] K[illegible] | [illegible] | [illegible] Chand [illegible] No. 8, H. No.80 Old Anarkali, Lahore | - | 1.4.1966 | 1.7.1986 | F.A. |
| [illegible] | Mr [illegible] | [illegible] | [illegible]ndi Muridke Sh. pura. | Rana Tanvir Hussain MNA NA. 93, Muridke | 16.5.1966 | 4.12.1986 | F.A. |
| 94. | Mr Muhamma[illegible] Hayat | [illegible] | [illegible] Fazal [illegible] Nankana [illegible] Sh. pura. | - | 15.2.1963 | 13.9.1986 | M atric |
| 95. | Mr. Jamshaid Afzal | Muhammad Afzal | Ferozewala, Teh. & Distt. Gujranwala | - | 20.8.1965 | 9.6.1986 | Matric |
| 96. | Mr. Muhammad Afzal | Muhammad Afzal | -do- | - | 22.9.1959 | 9.6.1986 | F.A. |
| 97. | Mr. Muhammad Azwar Hussain | Khushi Muhammad | NA, Mohallah Ram Park, Abdul Karim Road, Qilla Gujar Singh, Lahore. | - | 12.4.1967 | 30.10.1986 | F.A. |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 98. | Mr. Zahir Babar | Bashir Hussain Rahi | 68-F, Ali Lodge Fayaz Park, Mughalpura, Lahore. | - | 1.4.1962 | 30.8.1986 | B.A. |
| 99 | Mr. Imtiaz Ahmad Khan | Khurshid Ahmad | H. No. 141, Nashtar Colony, Data nagar Badami Bagh, Lahore. | Sardar Muhammad Taufail, MPA. | 3.4.1961 | 9.10.1986 | Matric |
| 100. | Mr. Sahid Rafiq | Muhammad Rafiq | H. No. 10, Ram Gali No. 6, Brandreth Road, Lahore. | - | 1.3.1964 | 23.9.1986 | M atric |
| 101 | Mr Zafar Iqbal | Akbar Ali | H. No. 22/2, Nand Street, Shamnagar, Chouburji, Lahore | - | 25.1.1966 | 23.8.1986 | Matric |
| 102. | Mr. Shahid Manzoor | Manzoor Ahmad | H. No. 22, Darul Aman Empress Road, Bibi Pak Daman, Lahore | - | 14.1.1958 | 29.10.1986 | F.A. |
| 103 | Mr. Asad Ullah Nasir | Bashir Ahmad Nizami | 35-Nesbit Road, Lahore. | - | 12.3.1963 | 7.12.1986 | Matric |
| 104. | Mr. Muhammad Nawaz | Abdul Ghani | 1- Millat Colony Faisalabad | Brig. Iftikhar Bashir MNA. | 15.11.1959 | 6.1.1987 | F.A. |
| 105 | Mr. Khalid Latif | Muhammad Latif | H. No. 15, St. No.11, Kakizey Street, Sadipark, Lahore. | - | 8.7.1957 | 7.9.1986 | Matric |
| 106 | Rae Muhammad Nawaz | Rae Ali Muhammad | Village Oddoke Teh. Hafizabad Distt. G. Wala. | Rae Jamshaid Abbas Shaheen, MPA. Wazirabad. | 2.9.1960 | 7.9.1986 | Matric |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 107. Mr Muhammad Iqbal | Muhammad Ishaq | H. No. 27, St. No 5, Muslim Ganj, Lahore. | Mr Muhammad Zahid General Sec Rabta Awam Committee | 12.9 1956 | 7.9 1986 | Matric |

## 6. FAISALABAD DIVISION.

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 108 Mr Shaukat Ali | Ghulam Muhammad Khan | R/o Chak No 455/GB Teh Samundari Distt Faisalabad | Mr. Nasir Khan Baloch MNA. | 5 4.1956 | 7.11 1986 | Matric |
| 109. Syed Abrar Hussain Shah | Syed Muhammad Nawaz Shah | Mouza Sherza Teh Samundari Distt Faisalabad | -do- | 1.8.1959 | 6.1 1986 | F.A |
| 110. Mr. Ali Akbar | Muhammad Hussain | St No 3,H.No.P-34/4 Khalsa College, Faisalabad | Mr. Muhammad Saddique Salar, MPA PP-68 | 2.10.1956 | 16.3.1986 | Matric |
| 111. Mr Farhat Mahmood | Muhammad Siddique | Kamlia road Mohallah Danispura, Samundari, Distt. Faisalabad | Ch Mehdi Khan MPA | 20.3 1961 | 10 3 1986 | Matric |
| 112 Mr Muhammad Sadiq | Muhammad Rashid | Chak 451/GB, Teh. Samundari, Distt. Faisalabad | Ch. Mehdi Khan MPA. | 1.5.1958 | 14.4.1986 | F A. |
| 113. Mr. Muhammad Sajjid | Manzoor Hussain Fatyana | Mouza Garh Fateh Shah Teh. Samundari, Distt. Faisalabad | Mr. Maqbool Ahmad Fatyana, MPA. | 15.10.1963 | 7.6.1986 | Matric |
| 114 Mr Muhammad Jamil | Ch Chiragh Din | Chak No. 567/GB Teh. Samundari, Distt. Faisalabad | Rae Zafar Khan MPA | 4.2.1966 | 26.5.1986 | Matric |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 115. | Mr. Abdul Majid | Ch. Rehmat Ullah | 274/D, Peoples Colony, Faisalabad | - | 11.2.1950 | 17.6.1986 | F.A. |
| 116. | Mr. Muhammad Iqbal Arshad | Sultan Ahmad | Chak No. 101/GB Teh. Jaranwala Distt. Faisalabad | - | 14.8.1964 | 24.7 1986 | F.A. |
| 117. | Mr Zulfiqar Ali | Taj Din | Chak No. 173/GB P.O. Tandlianwala, Teh Samundari, Distt Faisalabad | - | 5.7.1958 | 24.7 1986 | F.A. |
| 118. | Mr. Shahbaz Latif | Muhammad Latif | Mohallah Tariq Colony, Mamukanjan, Teh. Samundari, Distt. Faisalabad | Mr Muhammad Safdar Shakir, MPA. | 24.12.1964 | 24.7.1986 | Matric |
| 119. | Mr. Muhammad Yousaf | Sultan Mahmood | Haveli Bahadar Shah Teh Shorket, Distt Jhang. | - | 1.4.1961 | 24.7.1986 | Matric |
| 120. | Mr. Muhammad Ashraf Khan | Allah Dad Khan | Mouza Chatta Teh. & Distt. Jhang | - | 14.9.1966 | 24.7.1986 | F.A. |
| 121. | Mr. Muhammad Rizwan | Sh. Gul Muhammad | Mohallah Piplan Wala, Jhang Sadar | Mr Muhammad Yousaf MPA | 11.1.1963 | 5.8.1986 | F.A. |
| 122. | Mr. Muhammad Siddique | Niamat Ali | Chak No. 367/JB Teh Gojra T.T. Singh. | Ch. Mehdi Khan MPA | 15.7.1957 | 22.9.1986 | Matric |
| 123. | Mr Muhammad Iqbal | Rae Muhammad Fazal Khan | Kot Hadyat, P.O. Lundianwala Teh. Jaranwala, Distt. Faisalabad | Rae Jafar Khan MPA. | 10.3.1967 | 1.10.1986 | Matric |

## 8. RAWALPINDI DIVISION.

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 124. | Mr. Shafqat Ellahi | Mahboob Ellahi | Mohallah Mirpura Hospital Road, Attock. | Sh. Aftab Ahmad Advisor to C.M. | 4.4.1961 | 12.6.1986 | Matric |
| 125 | Mr. Farooq Ahmad | Ch. Iqbal Hussain | Village & P. O. Banjran, Teh. Gujar Khan Distt Rawalpindi | Ch Saeed Ahmad MPA. PP-206 Sahiwal | 11.2.1963 | 22.6.1986 | Matric |
| 126. | Mr Tariq Mahmood | Muhammad Ishaq Khan | Village Chandala P.O. Kamoke Distt. Gujranwala | Rana Nazir Ahmad MNA Gujranwala | 10.9.1966 | 22.6.1986 | Matric |
| 127 | Mr Muhammad Anwar | Muhammad Bashir | Village Kotli Pakki P O Wandoo, Teh. & Distt Gujranwala | -do | 10.3.1960 | 22.6.1986 | Matric |
| 128. | Mr Muhammad Zahid Durrani | Dost Muhammad Durrani | H. No. 301, Chotti Mashrak, Attock City. | Sh. Aftab Ahmad Advisor to C.M. | 16 7.1960 | 18.9.1986 | Matric |
| 129 | Mr Muhammad Saleem | Muhammad Bashir | H. No. 55-A, New Scheme, Rawalpindi | Mr. Muhammad Riaz MPA PP 10 | 10.1.1966 | 29.7.1986 | Matric |
| 130. | Mr Masood Sarwar | Ghulam Sarwar | Mohallah Lundi Dheri P.O. Mirza, Teh. & Distt. Attock | Sh Aftab Ahmad Advisor to C.M | 1 10.1967 | 18.9.1986 | Matric |
| 131 | Mr. Zafar Iqbal | Noor Muhammad | Village & P.O. Sanghwala Teh Talagang, Distt. Chakwal | | 9.4.1964 | 8.1.1987 | Matric |

**جناب سجاد احمد چیمہ:** جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ بعض ایم پی اے صاحبان کی سفارش پر چار چار افراد کو جو کہ میٹریکولیٹ تھے، انہوں نے انہیں بھرتی کیا ہے اور بعض ایم پی اے جنہوں نے گریجوایٹ امیدواروں کیلئے سفارش کی انہیں بھرتی نہیں کیا گیا۔

**وزیر خوراک:** جناب والا! فاضل دوست کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ میرے اختیار میں یہ کبھی نہیں رہا کہ کسی کو بھرتی کر سکوں، یہ اختیار ڈپٹی ڈائریکٹر کو حاصل ہے ڈپٹی ڈائریکٹر قانون کے تحت بھرتی کرتے ہیں اور In relaxation of rules جناب وزیر اعلیٰ کرتے ہیں جو Relaxation کی فائل آتی ہے وہ ہم جناب وزیر اعلیٰ کو بھجوا دیتے ہیں۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** جناب والا! اس سلسلے میں وزیر موصوف کے اختیار میں کیا ہوا کہ رولز وزیر اعلیٰ صاحب Relax کرتے ہیں اور بھرتی ڈپٹی ڈائریکٹر کرتے ہیں اور اگر ہم ان کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو کوئی آسامی نہیں ہے لیکن انہوں نے جو ایوان میں لسٹ مہیا کی ہے اس میں تو انہوں نے لاتعداد لوگ بھرتی کئے ہیں۔

**وزیر خوراک:** جس کا کام اسی کو ساجھے۔ گھر کے مالک یہ ہیں کھانے کا انتظام ان کی بیگم کرتی ہیں، تو یہ انتظام قانون کے مطابق جن کے ذمہ لگا ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ Appointing Authority چونکہ ڈپٹی ڈائریکٹر ہوتا ہے اس لئے ہم اس میں دخل نہیں دیتے، ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ May Please Appoint In Relaxation of Rules کے وقت یہ غلطی یا رکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** جناب والا! کیا یہ آئندہ سے کوئی ایسا طریق کار وضع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ بھرتی کے وقت Deserving لوگوں کی تقرری ہو، ایسا نہ ہو کہ میٹریکولیٹ تھرڈ ڈویژن بھی بھرتی ہو جائیں تو گریجوایٹ فرسٹ کلاس محروم رہ جائیں۔

**وزیر خوراک:** جناب والا میں بھی اور میرے ساتھی وزراء بھی دراصل ہم، آپ کے کاردار ہیں آپ کی طرف سے کام کرتے ہیں آپ کی اگر خواہش ہو گی تو ضرور ایسا ہو گا۔

**جناب سپیکر:** ملک ممتاز احمد بھچر۔

**ملک ممتاز احمد خان بھچر:** جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ڈپٹی ڈائریکٹر بھرتی کرتے ہیں، وزیراعلیٰ صاحب رولز میں Relaxation کرتے ہیں تو یہ وزیر موصوف کیا کرتے ہیں۔؟

**وزیر خوراک:** میں نے عرض کیا ہے کہ ہم آپ کے کاردار ہیں جو آپ کا حکم ہوتا ہے اوپر پہنچا دیتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال جناب سرفراز نواز۔

## مقررہ مدت سے پہلے افسران کی تبدیلی

* 2518- **جناب سرفراز نواز:** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ خوراک میں اگست ۱۹۸۵ء سے تاحال کتنے افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی (Pre Mature) طور پر کی گئیں۔ ماہانہ تفصیل کیڈر وار بمع نام اور وجوہات بیان کی جائے۔

(ب) اگست ۱۹۸۵ء سے تاحال مذکورہ افسروں میں سے جن کی تبدیلی کے احکام منسوخ کئے گئے ہیں۔ ان کی ماہانہ تفصیل بمع نام اور وجوہات بیان کی جائیں۔

**وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی):**

(الف) مطلوبہ تفصیلات منسلکہ "الف" پر ہیں۔

(ب) مطلوبہ تفصیلات منسلکہ "ب" پر ہیں۔

ANNEXURE-'A'

## STANTEMENT SHOWING NAMES OF OFFICERS CADRE-WISE TRANSFERRED FROM AUGUST, 1985, TO-DATE BEFORE COMPLETING THE NORMAL TENURE OF THREE YEARS.

| S.No. | Name. | Designation | From | To | Reason |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
| | | | APPRIL, 1986 | | |
| 1. | Ch Muhammad Sharif | Deputy Director Food | Rawalpindi | Lahore | In public interest |
| | | | SEPTEMBER, 1986 | | |
| 2. | S. Tajjamal Hussain Rizvi | -do- | Lahore | Gujranwala | -do- |
| | | | APPRIL, 1986 | | |
| 1 | Mr. Jamil Ahmad Siddiqui | Assistant Director Food | Lahore Division | Food Secretariat | In public interest |
| 2. | Mr. Latif Lodhi | -do- | Food Secretariat | Food Directorate | -do- |
| 3. | Ch. Shah Din | -do- | Food Directorate | Food Secretariat | -do- |
| 4. | Rao Dewan Muhammad | -do- | District Food Controller(R), Lahore | Lahore Division | -do- (On promotion) |
| | | | DECEMBER, 1986 | | |
| 5. | Agha Shahid Majeed Khan | -do- | Rawalpindi Division | Food Directorate | -do- |
| 6. | Mr. Abdullah Yousaf | -do- | Multan | Lahore | -do- (On promotion) |

ANNEXURE "A"

## STATEMENT SHOWING NAMES OF OFFICERS CADRE-WISE TRANSFERRED FROM AUGUST, 1985, TO-DATE BEFORE COMPLETING THE NORMAL TENURE OF THREE YEARS.

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | AUGUST, 1985 | | |
| 1. | Ch Saeed Ahmad | District Food Controller | Sahiwal | Jhelum | In public interest |
| 2. | Kh. Rashid Ahmad | -do- | Jhelum | Attock | -do- |
| | | | OCTOBER, 1985 | | |
| 3 | Mr. Muhammad Ishaq Mir | -do- | Storage & Enforcement Officer, Faisalabad | Rationing Controller, Faisalabad | -do |
| | | | DECEMBER, 1985 | | |
| 4 | M. Tahir Mehmood Malik | -do- | Lahore. | Faisalabad. | -do- |
| 5 | Mr. Masood Hussain Rizvi | -do- | Lahore. | Kasur. | -do- |
| 6 | Mr. Muhammad Ishaq Mir | -do- | Faisalabad. | Lahore. | -do- |
| 7 | Mr. Tahir Mehmood Malik | -do- | Faisalabad. | Lahore. | -do- |
| 8. | Mr. Tahir Mehmood Malik | do- | Lahore. | Gujranwala | -do- |
| 9. | Agha Shahid Majeed Khan | -do- | Lahore | Rajanpur | -do- |
| | | | JANUARY, 1986 | | |
| 10 | Agha Shahid Majeed Khan | -do- | Rajanpur | Lahore | -do- |
| | | | FEBRUARY, 1986 | | |
| 11 | Mehr Umar Hayat | -do- | Mianwali | Sargodha | -do- |
| 12. | Mr Hamid Mehmood Khan Sherwani | -do- | Sargodha | Mianwali | -do- |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | MARCH, 1986 | | |
| 13. | Mr. Khalid Farooq | -do- | Lahore | Sargodha | -do- |
| 14. | Mr. Ghulam Muhammad Bhatti | -do- | Sargodha | Lahore | -do- |
| 15. | Mr. Muhammad Riaz Qureshi | -do- | Storage & Enforcement Officer, Multan. | District Food Controller Multan. | -do- |
| 16. | Mr. Jamil Hussan | -do- | Bahawalpur | Multan | -do- |
| 17. | Ch. Saeed Ahmad | -do- | Jhelum | Attock | -do- |
| 18 | Kh. Rashid Ahmad | -do- | Attock | Rawalpindi | In public interest |
| | | | MAY, 1986 | | |
| 19. | Mr. Muhammad Farooq Gurchani | -do- | Muzaffargarh | Mianwali | -do- |
| 20. | Mr. Ghulam Hamid | -do- | Layyah | Muzaffargarh | -do- |
| 21. | Mr. Muhammad Rafique | -do- | Faisalabad | Lahore | -do- |
| | | | JUNE, 1986 | | |
| 22. | Mr. Abdullah Yousaf | -do- | Jhang | Food Directorate | -do- |
| | | | SEPTEMBER, 1986 | | |
| 23. | Mr. Abdullah Yousaf | -do- | Lahore | Multan | -do- |
| | | | OCTOBER, 1986 | | |
| 24 | Mr. Muhammad Rafique | -do- | Assistant Controller of Inspection, Lahore. | District Food Controller (D), Lahore. | -do- |
| 25 | Mr Muhammad Farooq Gurchani | -do- | Mianwali. | Bahawalpur. | -do- |
| | | | MARCH, 1987 | | |
| 26 | Mr. Tahir Mehmood Malik | -do- | On reinstatement | Rawalpindi. | -do- |
| | | | MARCH, 1986 | | |
| 27 | Mr. Muhammad Ajmal | Assistant Accounts Officer. | Food Directorate | Multan Division | -do- |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 28 | Mr. Nazir Ahmad Nashad | -do- | Gujranwala Division | Food Directorate | -do- |

ANNEXURE - "A"

STATEMENT SHOWING NAMES OF OFFICERS CADRE-WISE TRANSFERRED FROM AUGUST: 1985 TO DATE BEFORE COMPLETING THE NORMAL TENURE OF THREE YEARS.

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | AUGUST, 1985 | | |
| 1. | Sh. Bashir Ahmed | Storage Officer | Attock | Rawalpindi | In public interest |
| | | | SEPTEMBER, 1985 | | |
| 2. | Syed Sarfraz Ali Shah | -do- | Multan | Lahore | -do- |
| | | | OCTOBER, 1985 | | |
| 3. | Mr. S M. A. Shah | -do- | Faisalabad | Lahore | -do- |
| | | | DECEMBER, 1985 | | |
| 4. | Mr S. M. A. Shah | -do- | Rationing Controller-II, Lahore. | Assistant Controller of Inspection, Lahore Region. | -do- |
| | | | FEBRUARY, 1986 | | |
| 5. | Haji Abdul Karim | -do- | Lahore | Bhakhar | -do- |
| | | | MARCH, 1986 | | |
| 6. | Mr. Qazi Abdul Qayyum | -do- | Vehari | Multan Silos | -do- |
| 7. | Syed Sohail Raza Naqvi | -do- | Sahiwal | Vehari | -do- |
| 8. | Mr. Muhammad Zafar Iqbal | -do- | Rawalpindi | Jhelum | -do- |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | APRIL, 1986 | | |
| 9 | Mr. Munir Ahmed | -do- | Mamu Kanjan | Sheikhupura | -do- |
| 10. | Syed Sarfraz Ali Shah | -do- | Lahore | Gujranwala | -do- |
| 11. | Mirza Abdur Razaq | -do- | Toba Tek Singh | Lahore | -do- |
| 12. | Malik Anwar-ul-Haq | do | Faisalabad | Toba Tek Singh | -do- |
| | | | MAY, 1986 | | |
| 13. | Ch Taj Muhammad | -do- | Muzaffargarh | Bahawalpur | -do- |
| 14. | Mr Ummar Hayat Malik | -do- | Sargodha | Layyah | -do- |
| 15. | Mr. Abdul Hamid | -do- | Shergarh | Storage & Enforcement Officer, Multan | -do- |
| 16. | Mr Hamid Ahmed Hashmi | -do- | Rahim Yar Khan | Faisalabad | -do- |
| 17. | Mr. Abdul Hamid Khan | -do- | Vehari | Rahim Yar Khan | -do- |
| | | | JUNE, 1986 | | |
| 18. | Mr Amman Ullah Gurchan | -do- | Multan | Khanewal | -do- |
| 19. | Mr Ejaz Ahmed | -do- | Mamu Kanjan | Vehari | -do- |
| 20. | Mr. Munir Ahmed Joeya | -do- | Bahawalnagar | Sahiwal | -do- |
| 21. | Sardar Pervaiz Ali Khan | -do- | On re-instatement | Chakwal | -do- |
| | | | OCTOBER, 1986 | | |
| 22. | Mr. Hamid Ahmed Hashmi | -do- | Faisalabad | A.C.I. Lahore | -do- |
| 23. | Ch. Taj Muhammad | -do- | Bahawalpur | Multan | -do- |
| 24. | Mr. Abdul Hamid | -do- | Under transfer | Gujrat | -do- |
| 25. | Mr. Abdul Latif Mohal | -do- | Multan | Bahawalpur | -do- |
| | | | FEBRUARY, 1987 | | |
| 26 | Syed Sarfraz Ali Shah | -do- | On re-instatement | Faisalabad | -do- |
| | | | MARCH, 1987 | | |
| 27. | Ch. Nazir Ahmed | -do- | Jhang | Khushab | -do- |
| 28 | Mr. Shahid Rashid | -do- | Rawalpindi | Okara | -do- |

..................................

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | | | <u>AUGUST, 1986</u> | |
| 5. | Mr. Abdul Hamid | -do- | Distt. Food Controller, Gujranwala | -do- |
| | | | <u>SEPTEMBER, 1986</u> | |
| 6. | Mr. Abdul Hamid | -do- | Distt. Food Controller, Sheikhupura | -do- |
| 7. | Mr. Abdul Hamid | -do- | District Food Controller, Gujranwala | -do- |

ANNEXURE- "B"

## STATEMENT SHOWING NAMES OF OFFICERS WHOSE TRANSFER ORDERS WERE CANCELLED.

| S.No. | NAME | DESIGNATION | PLACE OF POSTI NG | REASON |
|---|---|---|---|---|
| | | | OCTOBER, 1985 | |
| 1. | Mr. Khalid Farooq | Distt. Food Controller | Storage & Enftt. Officer, Faisalabad | In public interest |
| | | | JANUARY, 1986 | |
| 2. | Mr. Mohammad Younis | -do- | District Food Controller, Rajanpur | -do- |
| | | | SEPTEMBER, 1986 | |
| 3. | Mr. Mohammad Siddique Zia | -do- | Storage & Enftt. Officer, D.G. Khan | -do- |
| 4. | Mr. Arif Ali Shah | -do- | Food Directorate | -do- |
| | | | OCTOBER, 1986 | |
| 5. | Mr. Mohammad Siddique Zia | -do- | Storage & Entt. Officer, Faisalabad | -do- |
| | | | .............................................. | |
| | | | DECEMBER, 1985 | |
| 1. | Mr. Sarfraz Ali Shah | Storage Officer | Storage Officer, Asianwala | -do- |
| 2. | Ch. Taj Muhammad | -do- | Distt. Food Controller, Layyah | -do- |
| | | | MAY, 1986 | |
| 3. | Mr. Sikandar Zaman Khan | -do- | Storage & Enftt. Officer, D.G. Khan | -do- |
| 4. | Agha Abdul Jalil | -do- | Distt. Food Controller, Rajanpur | -do- |

**جناب سجاد احمد چیمہ:** جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جن لوگوں کو انہوں نے ٹرانسفر کیا ہے۔ سزا کے طور پر ان کو اس سے بہتر سٹیشن دے دئیے جاتے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ مفاد عامہ کے پیش نظر ہم نے انکو منتقل کیا ہے۔

**وزیر خوراک:** جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ معزز رکن نے جو فرمایا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے عام معمول کے مطابق تبادلے بھی ہوتے ہیں اور اگر کسی افسر کے خلاف کوئی شکایت ہوتی ہے تو کوئی غلطی ہوتی ہے تو محکمے والے پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں۔ اوّل تو وہ خود ہی جو ایکشن لینا ہو لے لیتے ہیں اور اگر یہ ضروری ہو کہ یہ معاملہ وزیر تک پہنچے تو پھر وہ وزیر تک بھی پہنچ جاتا ہے اس میں کوئی غلط کام یا قواعد کے خلاف، قانون کے خلاف کوئی بات نہیں ہوتی، اور اگر کوئی ایسی بات معزز رکن کے نوٹس میں ہو تو میرے پاس تشریف لائیں میں ان کی خدمت کروں گا اور اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال جناب چودھری محمد اعظم چیمہ۔

## پی ڈی ایس پی، پی آئی اور پی ایس آئی کے گریڈ

* 444- **چودہری محمد اعظم چیمہ:** کیا وزیر قانون ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس سے پراسیکیوشن برانچ کو محکمہ قانون میں مدغم کرتے وقت اس برانچ سے متعلقہ افراد کو محکمہ پولیس میں حاصل شدہ مراعات مثلاً راشن الاؤنس سپیشل تنخواہ مکان اور اردلی وغیرہ سے محروم کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پراسیکیوٹرز کو محکمہ قانون میں مدغم کرتے وقت ان کی تقرری کو ازسر نو شمار کرتے ہوئے ان پر آزمائشی عرصہ کی پابندی عائد کر دی گئی ہے حالانکہ یہ عمل حکومت کے فیصلہ کے مطابق ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ میں ملازمت کا ادغام ہے اس طرح ان کی سابقہ ملازمت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جو ان کی آئندہ ترقی اور پنشن پر بھی اثر انداز ہو گا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ قانون میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی کا عہدہ سکیل نمبر ۱۷ کا حامل تھا لیکن پی آئی اور پی ایس آئی کو اسی عہدہ پر سکیل نمبر ۱۶ میں تعینات کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان کا عرصہ ملازمت ۲۰ سال تک محیط اور آئندہ سے یہ عہدہ ہمیشہ کے لئے سکیل نمبر ۱۶ کا کر دیا گیا ہے۔

(د) اگر جزو (الف تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ پی ڈی ایس پی کو گریڈ نمبر ۱۸ اور پی آئی اور پی ایس آئی کو گریڈ نمبر ۱۷ بالترتیب دینے اور گریڈ کے مطابق مراعات بھی دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور** (راجہ خلیق اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ پولیس کے پراسیکیوٹر حضرات کو محکمہ قانون میں مدغم کیا گیا ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ محکمہ قانون میں بھرتی کے بعد متعلقہ ملازمین کو کسی حاصل شدہ مراعات سے محروم کیا گیا ہے۔ بلکہ فی الواقعہ محکمہ قانون کے تحت نو تخلیق شدہ آسامیوں پر تعیناتی کے لئے نہ صرف یہ کہ آسامی کا نام، تنخواہ، مراعات اور جدید تقرری کی شرائط قبل از وقت پولیس پراسیکیوٹرز کے علم اور اطلاع میں لائی گئی اور اس کے بعد خواہشمند حضرات سے درخواستیں بصورت ترجیحات / آپشنز داخل کرنے کے لئے وقت مہیا کیا گیا۔ اور آسامی سے منسلک تنخواہ اور مراعات اور مستقبل کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواہشمند حضرات نے اپنی صوابدید پر محکمہ قانون کے تحت نو تخلیق شدہ خواہشمند حضرات نے اپنی صوابدید پر محکمہ قانون کے تحت نو تخلیق شدہ آسامیوں پر تقرری کے لئے ترجیحات آپشنز دیں۔ جو بذریعہ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب رولز و تقرری بورڈ پیش کی گئی اور تقرری بورڈ کی سفارشات پر محکمہ قانون نے متعلقہ افراد کو ملازمت کی پیشکش کی۔ پیشکش میں جملہ شرائط بالوضاحت درج تھیں اور ہر امیدوار کو یہ اختیار حاصل تھا کہ بصورت منظوری شرائط متذکرہ وقت مقررہ کے اندر محکمہ قانون کو رپورٹ کرے۔ بصورت دیگر پیشکش متذکرہ منسوخ تصور ہو گئی۔ جن حضرات کو جملہ یا کوئی ایک شرط اپنے مستقبل سے متصادم یا ترقی میں مزاحم محسوس ہوئی ان حضرات نے محکمہ قانون کو برائے تعیناتی رپورٹ نہ کی اور وہ بدستور محکمہ پولیس کی ملازمت میں

رہے۔ البتہ ان کی تعداد چار صد میں سے محض چند ایک ہے۔
(ب) یہ درست نہ ہے کہ پراسیکیوٹرز کو محکمہ قانون میں مدغم کیا گیا اور بنا بریں ان کی تقرری کو ازسر نو شمار کیا گیا۔ یا ان پر اس وجہ سے آزمائشی عرصہ کی پابندی عائد کی گئی۔ فی الحقیقت محکمہ قانون کے تحت نو تخلیق شدہ آسامیوں پر تقرری کی گئی اور حسب ضابطہ آزمائش کی شرط تقرری جدید کی وجہ سے لگائی گئی۔ جہاں تک سابقہ ملازمت اور آئندہ ترقی اور پنشن کا تعلق ہے اس سلسلے میں متعلقہ ملازمین کا دوران و ملازمت سروس کیرئیر بالکل غیر متاثر ہے۔ کیونکہ سکیل نمبر ۱۱ اور ۱۴ کی بجائے سکیل نمبر ۱۶ دیا گیا اور تنخواہ کی ازسر نو تعین بعد ضروری سالانہ ترقی دینے کے بعد مقرر ہوئی۔ جو بہتر صورت پہلی پوزیشن سے بدرجہا بالا ہے اور سابقہ ملازمت کا عرصہ پنشن کے سلسلے میں مسلسل شامل رہے گا۔ آئندہ ترقی کے لئے سکیل نمبر ۱۷ اور سکیل نمبر ۱۸ میں مزید ترقی کی گنجائش ضوابط زیر ملازمت کا عرصہ پنشن کے سلسلے میں مسلسل شامل رہے گا۔ آئندہ ترقی کے لئے سکیل نمبر ۱۷ اور سکیل نمبر ۱۸ میں مزید ترقی کی گنجائش ضوابط زیر کار میں موجود ہیں۔ موجودہ ملازمت میں ترقی کے مواقع بہتر صورت بیش از پیش ہیں۔ بلکہ محکمہ قانون نے ڈسٹرکٹ اٹارنیز کی بطور ایڈیشنل سیشن جج تقرری کے لئے رولز بصورت تجویز حکومت پنجاب کو بھجوائے ہیں۔ جو زیر غور ہیں۔
(ج) یہ درست نہ ہے کہ بوقت تقرری پولیس پراسیکیوٹرز اسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی کی آسامی کا سکیل نمبر ۱۷ تھا۔ بلکہ اس آسامی کا سکیل نمبر ۱۶ راولپنڈی میں قاضی کورٹس کے لئے تخلیق شدہ اسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنیز کی آسامی کے لئے سکیل نمبر ۱۶ مورخہ ۸۳-۱۲-۱ کو مقرر ہوا لہذا واضح ہوا کہ سکیم پر عمل درآمد مورخہ ۲ مارچ ۱۹۸۵ء سے ہوا جبکہ اسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی کی آسامی اور سکیل نمبر ۱۶ اس سے بہت پہلے یعنی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۸۲ء سے معرض وجود میں آچکے تھے۔
(د) چونکہ مندرجہ بالا ایک جزو کا جواب بھی اثبات میں نہیں ہے۔ لہذا رائج الوقت رولز کے تحت مجوزہ گریڈ ۱۸ یا ۱۷ دینے کا کوئی جواز نہیں اس مرحلہ پر یہ وضاحت بے محل نہ ہو گی کہ متذکرہ سکیم اس میں شامل درجات اور تنخواہ کے سکیل وغیرہ کی شرائط محکمہ

قانون نے نہیں بلکہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی تجویز پر محکمہ مال کے مشورے اور وفاقی وزارت قانون و انصاف کی معاونت سے وقوع پذیر ہوئیں۔ اور جملہ فیصلے صدر پاکستان کی زیر صدارت تمام صوبوں کے سیکرٹری داخلہ اور انسپکٹر جنرل پولیس اور دیگر متعلقہ افسران کے مختلف اجلاس میں طے پائے گئے۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال جناب چودھری مشتاق حسین۔

## صوبائی اسمبلی کے اجلاس کا انعقاد

*** 1053- چودھری مشتاق حسین:** کیا وزیر قانون ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبائی اسمبلی کا آئندہ موسم گرما کا اجلاس مری میں منعقد کرنے پر غور کر رہی ہے جہاں پر اس مقصد کے لئے تمام سہولیات باآسانی میسر ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کا سرکاری اعلان کب تک متوقع ہے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور** (راجہ خلیق اللہ خان):

(الف) نہیں صوبائی اسمبلی کے آئندہ موسم گرما کے مری میں انعقاد کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔

(ب) جزو (الف) کے منفی جواب کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** جناب والا! موسم گرما میں وزراء صاحبان، ایڈوائزر صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان تو مری میں قیام پذیر ہوتے ہی ہیں اگر جناب والا، وہ ایم پی اے حضرات کو بھی وہاں پر دعوت دیں تو اجلاس خود بخود مری منعقد ہو سکتا ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب والا! جب سے میں وزیر بنا ہوں آج تک مری گیا ہی نہیں۔

**ملک ممتاز احمد خان بھچر:** جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ قانونی طور پر اجلاس

مری میں منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

**جناب سپیکر:** جناب وزیر قانون۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب والا! اگر اسمبلی چاہے تو ہو سکتا ہے، آپ چاہیں، اسمبلی چاہے، تو ہو سکتا ہے۔ ابھی تک رولز میں تو یہی ہے کہ لاہور میں ہی اجلاس منعقد ہو گا لیکن اگر رولز کو معطل کر کے اسمبلی چاہے تو اپنا اجلاس مری میں منعقد کر سکتی ہے۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** جناب والا! متحدہ پاکستان میں۔۔۔۔

**وزیر خوراک:** جناب والا! ایسا کوئی Precedent نہیں ہے کہ پنجاب اسمبلی کا کوئی اجلاس مری میں منعقد ہوا ہو۔

**جناب سجاد احمد چیمہ:** ایسی مثال تو موجود ہے کیونکہ متحدہ پاکستان میں قومی اسمبلی کا اجلاس مشرقی پاکستان میں اور مغربی پاکستان میں دونوں جگہ پر منعقد ہوا کرتا تھا۔ اسلئے پنجاب اسمبلی کا اجلاس بھی کبھی مری میں اور کبھی بہاولپور میں منعقد کریں تو اس سے لوگوں کو زیادہ دیکھنے اور سمجھنے کا موقع مل سکے گا۔

**جناب سپیکر:** ویسے بھی آزادی سے پہلے پنجاب اسمبلی کے اجلاس شملہ میں ہوتے رہے ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب والا! اس کیلئے رولز میں ترمیم چاہیے اگر رولز میں ترمیم ہو جائے تو پھر جہاں چاہیں یہ اجلاس منعقد کر سکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** آج کے سوالات ختم ہوتے ہیں۔

**چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک):** جناب والا! ہمارے ارکان کی یہ خواہش ہے کہ ہمارے سپیکر اتنے عظیم سپیکر ہیں اور ایک عظیم مثال قائم کریں گے اور ایک اجلاس مری میں منعقد کر سکتے ہیں کیونکہ آپ جیسے عظیم سپیکر سے یہ توقع ہے کہ کوئی نہ کوئی اجلاس وہاں پر منعقد کریں گے۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب شکریہ میرے خیال میں اس بات پر غور ہو سکتا ہے، جناب وزیر قانون اس سلسلے میں حکومت سے مشورہ کر سکتے ہیں اور میں بھی اس سلسلے میں اس پر غور کروں گا اور مناسب مشورہ کروں گا۔

**چودھری ارشاد علی:** جناب والا ہمارے وزیر خوراک صاحب نے فرمایا تھا کہ یہاں Precedents نہیں ہے۔ میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں سیمنار کا بھی کوئی Precedent نہیں تھا۔ یہ سیمنار بھی تو ہوا ہے اگر نئی روایات قائم کی جائیں تو کوئی بری بات بھی نہیں۔

**جناب سپیکر:** اچھی ہو تو نئی روایات بھی قائم کی جا سکتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ پہلے درخواست ہائے رخصت پڑھ دیں۔

## اراکین اسمبلی کی رخصت

**جناب سپیکر:** اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** مندرجہ ذیل درخواست رائے رب نواز خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ خراب صحت کی وجہ سے ۸۷-۳-۲۱ سے ہسپتال میں داخل ہے۔ جس کی وجہ سے سیشن میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر ۸۷-۳-۲۱ تا ۸۷-۳-۳۱ تک کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

**جناب سپیکر:** اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**سیکرٹری اسمبلی:** مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام حیدر تھینڈ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is brought to your kind notice that Malik Ghulam Haider Thind, MPA Leiah-II is presently at London in connection with the treatment of his wife there. He has,

therefore, directed me to intimate you that he will not be able to attend the current session of the Punjab Provincial Assembly and may please be treated as on leave.

Thanks,

**جناب سپیکر:** اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

**سیکرٹری اسمبلی:** مندرجہ ذیل درخواست چودھری پرویز الٰہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مورخہ ۱۹-۳-۸۷ کو میں اپنے بھائی کی شادی خانہ آبادی کی مصروفیت کے باعث اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

**جناب سپیکر:** اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

**سیکرٹری اسمبلی:** مندرجہ ذیل درخواست سید افتخار الحسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصوف ہوئی ہے۔

گذارش ہے۔ بوجہ مصروفیت ۲۲-۳-۸۷ کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

**جناب سپیکر:** اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

**سیکرٹری اسمبلی:** مندرجہ ذیل درخواست غلام قاسم خان بوسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے۔ کہ میں ضروری کام کے سلسلے میں پشاور چلا گیا تھا جسکی وجہ سے

مورخہ ۸۷-۳-۱۹ تا ۸۷-۳-۲۶ اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب نذیر احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ ۸۷-۳-۱۹ کو اجلاس میں شرکت کیلئے لاہور آگیا تھا۔ لیکن طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست اعجاز احمد شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to a emergency at Lahore I could not attend the Assembly Session on 19-3-1987, So, therefore, I request you to please sanction one day leave on 19-3-1987 and oblige.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد: رخصت کے بارے میں اراکین اسمبلی نے نہ تو ہاں کی اور نہ

تو نہ کی ہے۔ منظور اور نامنظور اور خاموشی کا کیا مطلب ہوا۔
**جناب سپیکر:** خاموشی الخاموشی نیم رضا تصور ہوتی ہے۔
**بیگم شاہین منور احمد:** جناب والا یہ آپ کی رولنگ ہے۔
**جناب سپیکر:** آپ نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے مجھے اس پر فیصلہ تو کرنا تھا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا کہ آپ رکن اسمبلی کی چھٹیوں کی درخواستوں کو معزز اراکین کی خاموشی کے باوجود منظور تصور کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم معزز اراکین کی خاموشی کو نیم رضا تسلیم کرتے ہوئے انہیں منظور کرتے ہیں۔
**بیگم شاہین منور احمد:** ان کی چھٹیاں آدھی منظور ہوئی یا پوری منظور ہو گئیں۔

## مسئلہ استحقاق

**جناب سپیکر:** یہ تحریک استحقاق نمبر ۷، ۹ اور ۱۶ پر میں نے فیصلہ دینا تھا لیکن آج میں اس پر رولنگ نہیں دے سکوں گا۔ یہ تحریک استحقاق نمبر ۱۵ ہم نے ملتوی کر لی تھی۔ یہ کب تک کیلئے ملتوی کی تھی؟
**جناب وزیر قانون:** ایک بیان تھا اس کو متداول کرنا تھا۔
**جناب سپیکر:** تو یہ آج متداول ہو جائیگا پھر اسے کل ٹیک اپ کر لیں گے۔ آج یہ بیان متداول ہو رہا ہے، آج اسے پڑھ لیں کل اسے ٹیک اپ کر لیں گے۔ چودھری غلام رسول صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۲۲ ہے۔
**چودھری غلام رسول:** کاپی مہیا کی جائے۔
**جناب سپیکر:** کاپی مہیا کی جائے۔ آپ کی اس تحریک استحقاق سے پہلے ہمارے پاس میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ایک Short Notice Question تھا، جناب وزیر اوقاف نے اس پر رضامندی دی ہوئی تھی لیکن ان کے تشریف نہ لانے کی وجہ سے ہم نے اس کو التواء میں رکھ دیا ہے اس کو اب کل ٹیک اپ کر لیں گے۔ جناب ملک صاحب ٹھیک ہے کل اسے ٹیک اپ کر لیں گے۔ جناب کی تشریف

آوری سے ہی یہ ممکن ہو سکے گا۔ جناب چودھری صاحب فرمائیے۔

## گریڈ ۷ تا ۱۵ آسامیوں پر اراکین اسمبلی کی سفارشات پر تقرریاں کرنے کے فیصلے پر علمدرآمد نہ کرنا

**چودھری غلام رسول:** جناب والا میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے روزنامہ "جنگ" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت پنجاب نے گریڈ ۷ تا گریڈ ۱۴ تک کے ملازمین کیلئے اراکین اسمبلی کی سفارشات پر بھرتی پر پابندی عائد کر دی ہے۔ آئندہ گریڈ ۷ یا اس سے اوپر کے تمام سرکاری ملازمین کی بھرتی میرٹ کی بنیادوں پر کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ آئندہ کسی وزیر یا ممبر کی سفارش نہ مانی جائے اور ملازمین کی بھرتی سرکاری افسران اپنی مرضی سے میرٹ کی بنیاد پر کریں۔ جناب والا اس خبر سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ہر ممبر یا وزیر صرف اس امیدوار کی سفارش کرتا ہے جس کے پاس اس عہدہ یا ملازمت کیلئے صحیح ڈگری یا سند ہو اور اس کی تعلیمی قابلیت اس عہدہ کیلئے دی گئی تعلیمی معیار پر پوری اترتی ہو۔ لہٰذا اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ جناب سپیکر اس سے پہلے گریڈ ۱ تا گریڈ ۶ کیلئے اس معزز ایوان کے ہر ممبر کو اختیارات دئیے گئے تھے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ اس میں وہ Notification بھی گزٹ میں شائع ہوا ہے لیکن ابھی تک میرے خیال میں اس پر عمل درآمد شروع نہیں ہوا۔

اسکے علاوہ میں گزارش کروں گا کہ آئین پاکستان کے Preamble میں یہ چیز درج ہے لیکن بد قسمتی سے گورنمنٹ اس جمہوریت کی روح کو ہی نہیں سمجھ سکی۔ نمائندوں کی کیا پوزیشن ہے اور ان کے کیا اختیارات ہیں اور کس طرح جناب اسکو کرنا ہے۔ آئین کے Preamble میں ملاحظہ فرمائیں۔

Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people.

اس میں جناب والا یہ کہہ دینا کہ ممبر یا کسی وزیر کی سفارش پر جس طرح جناب عبدالحمید دستی صاحب پہلے کہہ رہے تھے کہ ہماری پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ ہم صرف اسے Pass On کر دیتے اور آفیسر صاحبان کو ہی ان کی تقرری کرنی ہوتی ہے۔

This matter was referred to a Special Committee for these recruitment rules.

کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ گریڈ ایک تا گریڈ ۱۵ تک یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ریکروٹمنٹ کمیٹی جو نمائندگان پر مشتمل ہے اس کی معرفت یہ بھرتی ہوا کرے گی۔ لیکن فی الحال گریڈ ایک تا ۶ عمل درآمد کیلئے کیا گیا اور گریڈ ۷ تا ۱۴ پر عمل درآمد شروع نہ ہوا۔

جناب والا میں یہ گذارش کرتا ہوں یہ خبر جو سرکار کی طرف سے یا پریس کی طرف سے یا جس طرح آئی ہے اس سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے کیونکہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی وزیر یا کسی ایم پی اے کی سفارش پر کوئی بھرتی نہیں ہو گی۔

جہاں تک اسکی Admissibility کا تعلق ہے میں یہ گذارش کروں گا کہ رول ۵۵ میں یہ ہے۔

Rule. 55. The right to raise a question of privilege shall be governed by the following condition, namely:-

(i) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law:-

اس میں ریکروٹمنٹ کمیٹی کے تحت ہمیں یہ اختیارات ملے ہیں کہ ہم یہ تقرر کریں۔ اس میں پہلے بھی یہ تھا۔

Rule 53. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

یہ ریکروٹمنٹ کمیٹی کو گریڈ ایک سے گریڈ ۱۵ ملازمین کی تقرری کے اختیارات مل چکے ہیں لیکن اس پر عمل درآمد گریڈ ایک تا ۶ کیا گیا تھا۔ دوسرے گریڈ ۷ تا ۱۵ اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا تھا۔ اس لئے واضح طور پر ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے لہذا یہ مسئلہ Privilege Committee کو بھیجا جائے کیونکہ کمیٹی کا پہلے بھی فیصلہ ہے۔ ہماری یہ Priviliege motion حسبِ ضابطہ ہے اور اسکو پرویلج کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

**وزیر قانون:** جناب والا اس کا جواب ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق ہے۔ اسے کل کیلئے پینڈنگ کر لیں کیونکہ سلیم اقبال صاحب اسکو Deal کریں گے۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب ٹھیک ہے۔ اسکو کل تک کیلئے پینڈنگ کیا جاتا ہے۔

جناب سرفراز نواز صاحب کی پرویلج موشن نمبر ۲۶ ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ یہ Infructuous ہو گئی۔ جناب شفقت عباس کی پرویلج موشن نمبر ۲۷۔

## ڈی۔ ای۔ او (زنانہ) اوکاڑہ کی طرف سے درجہ چہارم کی آسامیوں پر تقرری کے سلسلے میں سرکاری ہدایات کی خلاف ورزی

**جناب شفقت عباس ربیرا:** جناب والا میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈی۔ ای۔ او (زنانہ) اوکاڑہ کو آرڈر جاری کئے تھے کہ ہر ایم پی اے کے حلقہ انتخاب میں درجہ چہارم کے ملازمین متعلقہ ایم پی اے کی سفارش پر تعینات کئے جائیں۔ ڈی۔ ای۔ او (زنانہ)

اوکاڑہ نے مندرجہ بالا احکامات ہم تک پہنچائے۔ میرے حلقہ انتخاب میں بھی درجہ چہارم کے ملازمین کی نئی آسامیاں موجود تھیں جن میں سے تقریباً نصف ملازمین ڈی۔ ای۔ او (زنانہ) اوکاڑہ نے اپنی مرضی سے تعینات کئے ہیں جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری اس معزز ایوان سے التماس ہے کہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اسکی تحقیقات کروائی جائے۔

**جناب سپیکر:** وزیر تعلیم اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے۔

**وزیر تعلیم (چودھری ممتاز حسین):** جناب والا پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈی۔ ای۔ او کلاس چہارم کی Appointing Authority نہیں ہے۔ کلاس چہارم کی Appointing Authority متعلقہ ادارے کا سربراہ ہوتا ہے اور وہ اسے تعینات کرتا ہے لیکن اسکے باوجود ڈی۔ ای۔ او کو ہدایات دی گئی تھیں کہ جو بھی تعیناتی ہو آپ ایم۔ پی۔ اے کی سفارشات کو مدنظر رکھیں اور میرٹ کے لحاظ سے تعیناتی ان کی سفارشات پر ہونی چاہئیے۔ ایم پی اے صاحب کے حلقہ انتخاب میں کلاس ۴ کی آسامیوں کی تعداد سات ہے۔ ایک آسامی چک جیون خان میں ابھی خالی ہے۔ باقی آسامیوں پر مندرجہ ذیل افراد تعینات ہیں۔ میں تفصیل بتائے دیتا ہوں۔

منظور احمد۔۔۔۔۔۔ یہ تقرری وزیراعظم کے سیکرٹریٹ کی ہدایت پر کی گئی تھی۔

نصیر احمد۔۔۔۔۔۔ یہ تقرری وزیراعلیٰ کے حکم کے تحت کی گئی۔

محمد ادریس۔۔۔۔ یہ تقرری قواعد کے مطابق فاضل ایم پی اے کی ایماء پر کی گئی۔

محمد اسلم۔۔۔۔ چک خان محمد سے چک ۴۵-۳- آر میں تبدیلی فاضل ایم پی اے کی ایماء پر ہوئی ہے۔

زاہد حسین۔۔۔۔۔ یہ تقرری قواعد کے مطابق فاضل ایم پی اے کی ایماء پر کی گئی۔

شہادت علی۔۔۔۔ فاضل ایم پی اے کی ایماء پر تبدیل کرکے ان کے حلقے میں لگایا گیا۔

جناب والا، اس سے میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ فاضل ایم پی اے صاحب کی سفارشات کو پورے طور پر مدنظر رکھا گیا تھا۔ لیکن جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے۔ ڈی۔ ای او قطعاً کوئی اپوائنٹنگ اتھارٹی نہیں ہے اور فاضل آسامیوں پر تعیناتی کروانا

فاضل ممبر کا قانونی حق نہیں ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہماری سفارشات پر یہ مراعات دی گئی ہیں۔ اور تعیناتی عام طور پر ہماری سفارشات پر کی جاتی ہے۔ میں یہی گذارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو اس Sense میں نہ لیا جائے، کیونکہ اس میں فاضل ممبر کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

**جناب سپیکر:** چودھری (اکرام الحق) صاحب، ابھی اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ Admissibility کے بارے میں فیصلہ ہو جائے تو پھر آپ بات کر سکتے ہیں۔

**چودھری اکرام الحق:** متعلقہ وزیر نے جو جواب دیا ہے، چونکہ میرا بھی تعلق اس ضلع سے ہے، اس میں کچھ حقائق ایسے ہیں جو غالباً ان کے علم میں نہیں ہیں۔ میں وہ انہیں بتانا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** اس پہ ذرا فیصلہ ہو جانے دیں۔ پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ جناب شفقت عباس ربیرا صاحب۔

**جناب شفقت عباس ربیرا:** جناب سپیکر، معزز وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ممبران کا کوئی قانونی حق نہیں ہے۔ ہم نے انہیں صرف یہ سہولت میسر کی ہے اور ان پر مہربانی کی ہے کہ ہم ان کی سفارشات پر ان کے حلقے میں درجہ چہارم کے ملازمین رکھتے ہیں۔ ہم ان کی اس مہربانی کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہے کہ ایک چیز کا ہمیں حق دے دیا جائے اور اس کا اعلان کر دیا جائے۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ حقوق ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے، وزیراعلیٰ اور پرائم منسٹر صاحب کے سیکرٹریٹ سے ڈی ای او صاحب کو پیغام ملا ہے کہ وہاں ان کی مرضی کے ملازم رکھے جائیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اس سے پہلے ہم سے تجاویز طلب کر لی گئی تھیں اور ہمیں سفارش کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ ہم ان امیدواروں سے وعدے کر چکے تھے کہ آپ میں سے درجہ چہارم کے ملازمین تعینات کئے جائیں گے۔ لیکن ہم وہ وعدہ وفا نہ کر سکے۔ اور ڈی ای او صاحب نے اپنی مرضی استعمال کرتے ہوئے وہاں اپنے آدمی رکھ لئے۔ جناب والا، جس لڑکے کی ٹرانسفر کے بارے میں کہا گیا ہے، وہ لڑکا آج سے تقریباً چھ ماہ پہلے کسی اور ضلع میں تعینات ہوا تھا۔ بعد میں میں نے ڈی ای

او صاحبہ سے کہا بھی تھا کہ میں جو سفارش کر کے آپ کے پاس پہنچا رہا ہوں، آپ انہی لڑکوں کو رکھیں۔ اگر کہیں اور سے سفارش آتی ہے یا کوئی اور طریقہ ہے تو میرے حلقہ میں تعینات نہ کیا جائے۔ لیکن وہاں انہوں نے اپنی مرضی استعمال کی ہے اور میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب، ذرا سمجھائیے کہ یہ استحقاق کیسے بنتا ہے۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے کہ استحقاقات کیا ہیں اور مراعات کیا ہیں۔ ایک تو وہ چیز ہے جس کا آپ کو آئین اور قانون نے حق دیا ہے۔ وہ آپ کا حق ہے۔ اس سے محرومی استحقاق کا مجروح ہونا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ آپ کو ایک رعایت حاصل ہے۔ اس سے اگر انکار ہو جائے تو وہ استحقاق مجروح ہونا کیسے بنتا ہے؟

**جناب شفقت عباس ربیرا:** جناب والا، اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ جو مراعات ہمیں دی جاتی ہیں اور جن کا اعلان بھی کر دیا جاتا ہے اگر اس سلسلے میں ہماری حق تلفی ہوتی ہے تو وہ بھی ہمارے استحقاق میں شامل ہو جاتی ہے اور اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ ہماری حکومت اپنے جن احکامات پر عمل پیرا نہیں ہو سکتی یا جن پر عمل درآمد نہیں کروا سکتی، ان باتوں کے لئے ہمیں اختیارات ہی نہیں دینے چاہیں۔ جب کسی چیز کے اختیارات ہمیں دے دئیے جاتے ہیں تو پھر یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل درآمد کروائے۔

**جناب سپیکر:** یہ درست بات ہے۔ لیکن استحقاق مجروح ہونا کچھ اور ہے۔ اکرام الحق صاحب، کیا آپ اس پر ٹیکنیکلی کچھ فرمانا چاہیں گے کہ آیا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟

**چودھری اکرام الحق:** جناب والا، ٹیکنیکلی تو میں آپ سے بالکل متفق ہوں کہ آئینی، قانونی یا قواعد کے لحاظ سے کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق میں فاضل رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا، بلکہ وہ فاضل منسٹر کا استحقاق مستقلاً مجروح کر رہی ہیں۔ وہ اس طرح کہ فاضل منسٹر نے یہاں ایوان میں بیان دیا ہے کہ

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو کلاس-۴ کے ملازمین کی تقرری کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔ تو اس سلسلے میں میرے پاس مراسلات موجود ہیں جن کے ذریعے انہوں نے خود کلاس-۴ کے ملازمین کی تقرری کی ہے۔ فاضل منسٹر بھی جانتے ہیں کہ اوکاڑہ ضلع میں کیا ہو رہا ہے۔ ان کے نوٹس میں یہ بات لائی جا چکی ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ فاضل اراکین کے استحقاق کو تو نہیں، بلکہ اپنے استحقاق کو وہاں سے بچانے کی کوشش کریں گے۔

**وزیر تعلیم:** جناب والا، یہ دو تین باتیں ہیں جن کا جواب میں بیان کروں گا۔ سب سے پہلے تو میرے فاضل بھائی شفقت صاحب نے فرمایا کہ میرے حلقے میں جو آسامیاں تھیں، ان پر پرائم منسٹر صاحب اور چیف منسٹر صاحب کی ہدایات پر آدمی رکھے گئے۔ میں فاضل بھائی کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب، صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ یہ تو کلاس-۴ کی آسامی ہے۔ وہ کوئی بھی کام، جو مناسب سمجھیں، کر سکتے ہیں۔ قواعد میں نرمی بھی کر سکتے ہیں اور قواعد کے مطابق بھی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح پرائم منسٹر صاحب کا یہ استحقاق ہے۔ باقی رہی وہ بات جو میرے دوسرے بھائی اکرام صاحب نے فرمائی ہے، وہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ اگر ڈی ای او صاحب ہماری ہدایات پر عمل نہیں کر رہیں اور ہدایات بھی قانون کے مطابق ہیں تو اس کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ ایسی بات نہیں کہ ہم اسے نظر انداز کر دیں۔ لیکن میں پھر گذارش کروں گا کہ کلاس-۴ کی تعیناتی ڈی ای او صاحب کا کوئی اختیار نہیں۔ ہر ادارہ چاہے وہ مڈل سکول ہے، ہائی سکول ہے یا کالج ہے، اس ادارے کے سربراہ کو قواعد انضباط کار کے مطابق یہ اختیار ہے کہ وہ کلاس-۴ ملازمین کا تقرر کرے۔

**جناب شفقت عباس ربیرا:** جناب سپیکر، ابھی وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈی ای او اپوائنٹنگ اتھارٹی نہیں ہے اور وہ درجہ چہارم کے ملازمین اپنی مرضی کے مطابق نہیں رکھ سکتی۔ تو ہم یہ بات ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ہمارے ضلع میں ڈی ای او صاحبہ نے درجہ چہارم کے ملازمین کا اختیار متعلقہ ہیڈ ماسٹر صاحبان کو نہیں دیا، بلکہ انہوں نے خود اپنی مرضی سے رکھے ہیں۔ اگر ان کے خلاف تحقیقات کا حکم دے دیا جائے تو میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** اس سلسلے میں میں وزیر تعلیم آپ سے فرما چکے ہیں کہ اگر انہوں نے کوئی غیر قانونی بات کی ہے تو ہم اس پر ایکشن لینے کو تیار ہیں۔
**جناب شفقت عباس ربیرا:** میں پریس نہیں کرتا۔
**جناب سپیکر:** تو چودھری صاحب پریس نہیں کرتے ہیں۔
**چودھری ارشاد علی:** جناب سپیکر جب کسی حکومت کی طرف سے کوئی سرکلر جاری ہوتا ہے یا ڈائیریکٹو دے دیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ہاؤس میں استحقاق بن جاتا ہے۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہ اسکے لئے انکوائری کرانے کو تیار ہیں۔ اگر وہ اس قسم کی یقین دہانی دیتے ہیں۔ تو میں چودھری صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو واپس لے لیں۔

## نشان زدہ سوال نمبر ۱۹۴۳ جز (ج) کے غلط جواب کی فراہمی

**جناب سپیکر:** تحریک استحقاق نمبر ۲۸ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔
**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں اور جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۷ء کو وقفہ سوالات کے ختم ہونے پر وزیر مقامی حکومت اور دیہی ترقی نے جن سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے ان میں میرا سوال نمبر ۱۹۴۳ بھی تھا۔ میرے سوال کے جز (ج) کا جواب دانستہ طور پر غلط دیا گیا ہے اور میرے یقین کے مطابق میرے سوال کے بارے میں تمام حقائق حکومت کے علم میں تھے میں نے اپنے سوال کے جز (ج) میں یہ دریافت کیا کہ جو یونین کونسلیں منڈی مویشیاں منعقد کر رہی ہیں انکے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے۔ جس کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پورے پنجاب میں کوئی بھی یونین کونسل منڈی مویشیاں کا انعقاد نہیں کر رہی ہے۔ حالانکہ ضلع کونسل سرگودھا کی دو

یونین کونسلیں یونین کونسل نمبر ۸۶ اور یونین کونسل شاہ نکڈرہ بالترتیب چک نمبر ۵۳ جنوبی اور جھامرہ کے مقام پر منڈی مویشیاں کا انعقاد کر رہی ہیں جو کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی دفعہ ۱۳۷ سیکنڈ شیڈول پارٹ اشق نمبر ۱۰ کے تحت غیر قانونی حرکت ہے چونکہ وزیر موصوف کے اس جواب کے ذریعے جو حقائق یوان کے سامنے رکھے گئے ہیں وہ قطعی طور پر غلط اور دانستہ اس ایوان کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے۔ -

جناب سپیکر میرا ایک سوال نمبر ۱۹۴۳ مورخہ ۲۳ تاریخ کو جن سوالات کا جواب وزیر مقامی و دیہی ترقی نے دیا ہے ان میں شامل تھا میں نے اس سوال کے جز (ج) میں یہ دریافت کیا تھا کہ جو یونین کونسل غیر قانونی طور پر منڈی ہائے مویشیاں کا انعقاد کر رہی ہے انکے خلاف ہماری حکومت نے اب تک کیا کارروائی کی ہے جسکے جواب میں جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ پنجاب میں کوئی یونین کونسل ایسی نہیں ہے جو منڈی مویشیاں کا انعقاد کر رہی ہے۔ حالانکہ جناب سپیکر ضلع سرگودھا کی دو یونین کونسلیں یونین کونسل نمبر ۸۶ اور دوسری یونین کونسل شاہ نکڈرہ شامل ہیں۔ جھنگ کے بارڈر پر دو یونین کونسلیں منڈیوں کا انعقاد کر رہی ہیں۔ اس بارہ میں ضلع کونسل کے چیئرمین نے جو خطوط سرگودھا کے ڈپٹی کمشنر کو بحیثیت کنٹرولنگ اتھارٹی لکھے۔ انکی ایک نقل پیش کر سکتا ہوں چیئرمین ضلع کونسل نے ایک مراسلہ نمبر ۶۷۳ مورخہ ۱۹۸۶-۹-۶ کو جناب ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو لکھا کہ ضلع کونسل جھنگ عرصہ دراز سے منڈی مویشیاں لالیاں کا انعقاد بروئے گزٹ نوٹیفیکیشن عرصہ ۱۷/۱۶ سال سے کر رہی ہے۔ اور ضلع کونسل جھنگ کی آمدنی کا ایک خاصہ بڑا ذریعہ لالیاں منڈی کے ٹھیکہ کی آمدنی سے ہوتا ہے۔ اس طرح منڈی مویشیاں چڑ بھروانا۔ شاہجیونا ایسی منڈیاں ہیں جو ضلع کونسل جھنگ عرصہ دراز سے منعقد کر رہی ہیں اور ضلع کونسل کی آمدن کا ایک خاص ذریعہ ہے۔ امسال منڈی مویشیاں لالیاں کا زر نیلام ۱۸ لاکھ ۵ ہزار برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء اور چڈ بھروانا اور شاہ جیونا کلے موڑ منڈی شاہ جیونا سے تقریباً ۸/۷ لاکھ سالانہ کی آمدنی زر

نیلام ٹھیکہ مویشیاں سے ضلع کونسل کو ہوتی ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل سرگودھا مذکورہ بالا دو یونین کونسلیں ۸۶ چک نمبر ۵۲-۵۳ جنوبی نے غیر قانونی طور پر ضلع کونسل جھنگ کی منڈی مویشیاں لالیاں کو نقصان پہنچانے کے لئے منڈی مویشیان لالیاں سے تقریباً ۳/۴ میل کے فاصلے پر منڈی منعقد کرنی شروع کر دی ہوئی ہے۔ جو قطعی طور پر غیر قانونی ہے اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ یہ کہ یہ مذکورہ منڈی منعقد کرتی ہے۔ اس دن منڈی مویشیاں لالیاں کا انعقاد ضلع کونسل نے کرنا ہوتا ہے۔ مزید برآں یونین کونسل کے وہ ٹیکس جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے سیکنڈ شیڈول میں سیکشن ۱۳۷ کے تحت دئے گئے ہیں ان میں شق نمبر ۱۰ میں صاف درج ہے کہ یونین کونسل منڈی مویشیاں کا انعقاد نہیں کر سکتی ہے۔ بلکہ منڈی مویشیاں کا انعقاد انکے دائرہ کار میں نہ ہے اس طرح ضلع کونسل شاہ نکڈرہ بمقام جمامرہ جھنگ، سرگودھا روڈ پر ہفتہ وار منڈی مویشیاں کا غیر قانونی انعقاد کر رہی ہے جو کہ ضلع کونسل جھنگ کی منڈی مویشیاں شاہ جیونہ سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے اس یونین کونسل نے بھی قانونی تقاضوں سے بالاتر ہو کر غیر قانونی طور پر منڈی مویشیاں کا انعقاد کر کے ضلع کونسل کو زر کثیر کا مالی نقصان پہنچایا ہے اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی کر کے منڈی مویشیاں بمقام جمامرہ منعقد کر رہے ہیں۔ ان یونین کونسلوں نے بہت کم رقم کے ٹھیکہ پر منڈیاں نیلام کی ہیں۔ جسکی بنا پر ٹھیکیداروں نے فیس مقابلتاً کم مقرر کر رکھی ہے۔ جسکی وجہ سے بیوپاریوں کا رجحان ان منڈیوں کی طرف ہو گیا ہے۔ اور ہماری منڈیاں بالکل ناکام ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس طرح سے ضلع کونسل جھنگ کی آمدنی کی غیر قانونی طریقہ سے نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور مذکورہ یونین کونسلوں کو کوئی اختیار نہ ہے کہ وہ غیر قانونی طور پر ان منڈیوں کا انعقاد کریں۔ لہذا یہ بات بحیثیت کنٹرولنگ اتھارٹی آپکے علم میں لائی جا رہی ہے کہ آپ مذکورہ یونین کونسلز کو غیر قانونی طور پر منڈی مویشیاں کے انعقاد سے باز ممنوع رکھیں تاکہ ضلع کونسل جھنگ مزید نقصان سے بچ سکے۔ جناب سپیکر یہ خطوط جو کہ چیئرمین ضلع کونسل جھنگ نے سرگودھا کے ڈپٹی کمشنر کو ان یونین کونسلوں کے اس غیر قانونی کارروائی

کے بارہ میں لکھا اس کی ایک ایک نقل انہوں نے جناب سیکرٹری لوکل گورنمنٹ پنجاب لاہور کو ایک نقل جناب کمشنر سرگودھا ڈویژن کو ایک نقل ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ سرگودھا کو اور ایک نقل اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ سرگودھا کو ارسال کی ہے۔ لیکن وزیر موصوف سوال کے جواب میں یہ کہتے رہے کہ حکومت پنجاب کے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ کہ پنجاب میں کوئی یونین کونسل کسی غیر قانونی منڈیوں کا انعقاد کر رہی ہے جبکہ جناب والا ۱۹۸۶-۹-۶ کا یہ خط ضلع کونسل جھنگ کے چیئرمین نے ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو، کمشنر سرگودھا کو، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو، اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو تحریر کیا ہے یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ضلع سرگودھا میں دو یونین کونسلیں غیر قانونی طور پر منڈیوں کا انعقاد کر رہی ہیں۔ اور میں نے ثبوت کے طور پر ان یونین کونسلوں کی طرف سے اشتہار اور ان منڈیوں کی نیلامی جو شائع کی گئی ہیں وہ بھی اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ لف کئے ہیں۔ جن کو مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ضلع سرگودھا دو یونین کونسلیں غیر قانونی منڈیوں کا انعقاد کر کے ضلع کونسل جھنگ کی منڈیوں کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہی ہیں جبکہ وزیر موصوف نے اس سوال کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ انکے علم میں نہیں ہے کہ پنجاب میں کوئی یونین کونسل غیر قانونی طور پر منڈیوں کا انعقاد کر رہی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو واضح طور پر خط تحریر کیا گیا ہے۔ کہ یہ یونین کونسلیں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی کر کے منڈیوں کا انعقاد کر رہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایوان میں وزیر موصوف کا یہ بیان اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے دانستہ طور پر میرے سوال کا جواب غلط دیا ہے۔

**وزیر لوکل گورنمنٹ:** جناب والا مجھے اس میں تھوڑا سا وقت درکار ہے اسلئے اسے کل تک پینڈنگ کر دیا جائے۔ مجھے اس سلسلے میں محکمہ کی طرف سے مواد بھی چاہیے۔ تاکہ جواب دے سکوں۔

**جناب سپیکر:** اسے کل تک پینڈنگ کر دیں۔ حشمت صاحب کیا آپ پسند فرمائیں

گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ کل تک پینڈنگ کی جاتی ہے۔

محترمہ بیگم شاہدہ ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بیگم شاہدہ ملک صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتی ہیں۔

محترمہ بیگم شاہدہ ملک: جناب والا، یہ جو ایکس پی سی ایس افسران کے سلسلے میں کمیٹی کی خصوصی رپورٹ کے بارے میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کی اجازت سے پالیسی بیان کی کاپی تقسیم کی گئی ہے اس میں مدت کا تعین نہیں کیا گیا کہ کتنے عرصے میں مرکزی حکومت یہ فیصلہ کر لے گی۔ اگر ہمیں Time Limit بتا دی جائے، مدت کا تعین کر دیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔

جناب سپیکر: اس بارے میں یہ طے ہو چکا ہے کہ آج یہ پالیسی Statement کی متداول ہونے کے بعد آپ اسے ملاحظہ فرمالیں اور کل اس معاملے کو Take Up کریں گے۔ کل آپ جو جی چاہے فرمائیں۔ میاں مختار اے شیخ صاحب کی Privilege Motion ہے وہ مجھے بتا کر گئے ہیں کہ اسے ملتوی کر دیا جائے۔ انہیں کوئی مصروفیت ہے لہذا اسے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پریویلج موشن نمبر ۳۰ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے کوئی اطلاع بھی نہیں ہے۔ (اس مرحلہ پر مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ہاؤس کے اندر تشریف لے آئے) جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی تشریف لے آئے ہیں۔ انہیں پریویلج موشن کی کاپی مہیا کی جائے۔

## نشان زدہ سوال نمبر ۱۸۸۵ کی نامنظوری

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا

ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے ایک نشان زدہ سوال نمبر ۱۸۸۵ کا نوٹس دیا تھا۔ جناب سپیکر صاحب نے منظور کر لیا اور میرے سوال کی نقول متعلقہ محکمے کے معتمد صاحب کو براہ راست ارسال کر دی گئیں۔ تا کہ ان سے جواب حال کیا جا سکے اور مجھے بھی اس امر کی اطلاع کر دی گئی کہ میرا سوال جواب کے لئے منظور کر لیا گیا ہے۔ مگر اہل تشیع کے ترجمان "تحریک فقہ جعفریہ" کے ماہ فروری کے شمارہ میں ایک تحریر بعنوان "سازش جو ناکام بنا دی گئی" شائع ہوئی جس کے مطالعہ سے مجھے پتہ چلا کہ میرے سوال کی عطا کردہ منظوری منسوخ کر کے سوال واپس لے لیا گیا ہے جس کی اطلاع تک مجھے نہیں دی گئی۔ "تحریک فقہ جعفریہ" میں میرے خلاف انتہائی نازیبا زبان استعمال کی گئی ہے جس میں لکھا گیا کہ پنجاب اسمبلی میں ایک نجدی مولانا منظور احمد چنیوٹی نے سوال پوچھا کہ گریڈ ۱۷ اور اس کے اوپر شیعہ افسران کی تعداد اور ان کے متعلقہ کوائف کیا ہیں۔ اس سوال پر حکومت نے کارروائی شروع کر دی اور ہر محکمہ نے اپنے شیعہ ملازمین کی فہرستیں تیار کرنا شروع کر دیں۔ جب یہ خبر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کو ملی تو پنجاب کی صوبائی کابینہ نے اس فرقہ وارانہ طرز عمل کے خلاف سخت احتجاج کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ حکومت کے ذمہ دار صاحبان اقتدار کو اہل تشیع کے شدید جذبات سے آگاہ کیا گیا۔ صوبائی صدر حجتہ الاسلام مولانا سید افتخار حسین نقوی نے اس ضمن میں لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب بھی کیا اور اراکین اسمبلی سے ملاقاتیں بھی کیں۔ چنانچہ پنجاب اسمبلی کے سپیکر نے یہ سوال واپس لے لیا۔

جناب والا۔ میرے بارے میں اس قسم کی زبان کے استعمال اور میرے دریافت کئے گئے سوال کو سازش قرار دینے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ دستاویزات لف ھذا ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جیسا کہ تحریک میں میں نے ذکر کیا ہے کہ میرا سوال منظور شدہ تھا۔ اور سوال صرف معلوماتی تھا تا کہ ہمیں معلومات ہو جائیں۔ اس میں کوئی فرقہ واریت کی

بات نہ تھی جبکہ ہمارے شیعہ بھائی فقہ جعفری کا اور سکولوں میں اپنے نصاب کی علیحدگی کا خود مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر میں نے یہ معلومات کے لئے دریافت کیا تھا کہ ان کی آبادی کا تناسب کیا ہے اور ان کے ملازمین ۱۷ گریڈ سے اوپر کتنے ہیں۔ اور یہ سوال جناب منظور بھی کر لیا تھا اور مجھے اس کی اطلاع بھی مل گئی۔ لیکن پھر بقول اس تحریک فقہ جعفریہ کے کہ یہ سوال ہم نے واپس کرا لیا ہے اور میرے اس سوال کو اس نے سازش قرار دیا اور میرے خلاف اس نے بہت نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ ایک تو میں یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا یہ کہنا یہ سوال جو آپ نے دیا ہے وہ واپس ہو چکا ہے مجھے تو اس کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کیا واقعی واپس ہو گیا ہے۔ اگر واپس ہوا ہے تو وہ کس بنیاد پر واپس ہوا جبکہ مجھے اس کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ اگر یہ واپس لے لیا گیا ہے تو انہیں موقع دیا گیا کہ وہ میرے خلاف اس قسم کی زبان استعمال کریں۔ حالانکہ میں نے نیک نیتی سے یہ سوال دیا تھا تاکہ یہ تمام معلومات آ جائیں۔ میں نے پہلے قادیانیوں کے بارے میں سوال دیا تھا۔ ان کے متعلق جو معلومات فراہم کی گئیں وہ ہمارے سامنے ہیں اور قوم کے سامنے آ گئی تھیں۔ یہ سوال بالکل جائز تھا اور جناب نے اسے منظور کیا تھا۔ اگر اس کی واپسی ہوئی ہے تو اس سے بھی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور جو کچھ انہوں نے اس پر الفاظ کہے ہیں اس سے بھی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** حاجی صاحب (چوہدری محمد افضل چن) تشریف رکھیے۔ یہ معاملہ کہ آپ کے سوال کو نامنظور کیوں کیا گیا۔ اس بات کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ سوالات پر فیصلے منظوری یا نامنظوری کے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرتے ہیں اور جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے جو فیصلہ کر دیا ہے وہ حتمی ہے۔ اسے نہ چیلنج کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ زیر بحث آ سکتا ہے۔ لہذا آپ کا یہ سوال کیوں نامنظور کر دیا گیا۔ یہ معاملہ زیر بحث نہیں آ سکتا۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب والا! وہ منظور ہو گیا تھا۔

**جناب سپیکر:** وہ منظور بھی ہو سکتا ہے اور نامنظور بھی ہو سکتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، منظور ہو کر اس کی مجھے اطلاع بھی مل گئی تھی۔
جناب سپیکر: آپ کو اطلاع مل گئی کہ وہ نامنظور ہو گیا۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، نامنظور ہونے کی مجھ کو کوئی اطلاع نہیں ملی۔
جناب سپیکر: حاجی محمد افضل چن صاحب: تشریف رکھیئے گا۔ پہلے مجھے بات ختم کر لینے دیں۔ تو سوال بالاخر نامنظور ہو گیا۔ اسے زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر مجھے منظوری کی اطلاع تو ملی ہے۔
جناب سپیکر: نامنظوری کی اطلاع نہیں ملی۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جی، مجھے نامنظوری کی اطلاع نہیں ملی۔ مجھے تو اس رسالے سے معلوم ہوا ہے۔
جناب سپیکر: جی، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کا سوال نامنظور ہو گیا ہے۔ میرے پاس یہ فائل ہے۔ میں نے منگوائی ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ وہ سوال جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے نامنظور کر دیا تھا اب اسکو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے یہ پریویلج موشن دی ہے جس میں اپنے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، اس سوال کے پوچھنے کو سازش قرار دیا گیا اور میرے خلاف فقہ جعفریہ کے رسالہ میں بڑے غلط الفاظ استعمال کئے گئے جبکہ میرا یہ سوال منظور بھی تھا۔ اس نے اسے سازش قرار دیا اور سازش قرار دیکر بہت نازیبا الفاظ استعمال کئے۔
جناب سپیکر: اس سلسلے میں کچھ لاء منسٹر صاحب فرمانا چاہیں گے؟ مولانا صاحب تشریف رکھیے۔
چودھری محمد افضل چن: جناب سپیکر۔
جناب سپیکر: حضور حاجی صاحب! میں اس Issue پر آپ کو اس وقت تک کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں دونگا جس وقت تک اس پریویلج موشن کے منظور یا نامنظور ہونے کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

**وزیر قانون:** جناب سپیکر: آپ نے جو رولنگ دی ہے کہ سپیکر کے سیکرٹریٹ کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تحریک التوا یا کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جا سکتا۔ وہ بالکل درست ہے۔ باقی جو اخبارات میں مولانا صاحب کے خلاف چھپا ہے۔ تو یہ ایک سیاسی آدمی ہیں۔ سیاسی آدمی کے خلاف ایسی باتیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے کسی قانونی حق کی پامالی ہوئی ہے تو لاء کورٹ موجود ہے وہاں دعویٰ کر دیں۔ سول کورٹس ہیں، وہاں ہرجانے کا دعویٰ کر دیں۔ اسمبلی کے بارے میں ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ نہ وہ ہمیں آ کر ملے ہیں اور نہ کابینہ میں ایسی بات ہوئی ہے۔ اگر کوئی بات اخبار میں آئی ہے تو اس کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ اگر ان کے رویہ پر، ان کے کردار پر کوئی حملہ کیا ہے تو لاء کورٹ موجود ہے وہ وہاں جا سکتے ہیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب والا! اگر یہ سوال واپس نہ لیا جاتا تو یہ الفاظ استعمال نہ ہوتے۔ واپس لیے جانے سے یہ ہوا ہے۔ اسے پہلے منظور کیا گیا۔ یا تو پہلے منظور نہ کیا جاتا۔

**جناب سپیکر:** قبلہ آپ پھر اسے واپس لئے جانے کو زیر بحث لا رہے ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں جناب مولانا صاحب کہ آپ اسکو زیر بحث نہیں لا سکتے۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** وزیر قانون یہ فرما رہے ہیں کہ واپس لئے جانے سے متعلق انہوں نے ہم سے کوئی بات نہیں کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے منظوری کی اطلاع تھی اور واپسی کی تو مجھے کوئی اطلاع نہیں تھی۔ اس لئے میں تو اس منظوری کی بنیاد پر یہ گذارش کر رہا تھا۔

**جناب سپیکر:** اب تو آپ کو علم ہو گیا کہ واپس ہو گیا ہے۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** وہ تو ان سے علم ہوا ہے۔ جنہوں نے اس کو واپسی کی بنیاد بنا کر میرے خلاف یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

**جناب سپیکر:** میری تجویز آپ کو یہ ہے کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے۔ آپ ایک معزز اور محترم عالم دین ہیں۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اس معاملہ کو آپ یہاں پر زیر بحث نہ لائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اس سے ایک تفرقہ کی، ایک انتشار کی صورت پیدا ہو سکتی ہے

اور اس سے جذبات مشتعل ہو سکتے ہیں۔ اور یہاں اس معزز ایوان میں ہم فرقہ بندی کی بات کریں اور جذبات کے اشتعال کی بات کریں تو یہ مناسب نہیں ہے۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب والا، گذشتہ دنوں جو فسادات ہوئے۔ اس میں ہمیں تو آپ نے موقع ہی نہیں دیا۔ اور حاجی صاحب نے امن عامہ پر بحث کرتے ہوئے جو کچھ کہا تھا وہ بھی فرقہ وارانہ باتیں تھیں اور انہوں نے اس وقت وہ باتیں کرلی تھیں۔ اور اس کے بعد آپ نے ہمیں تو اجازت نہیں دی اور میں نے کوئی فرقہ وارانہ بات نہیں کی تھی، میں نے معلومات کے لئے سوال کیا تھا جیسا کہ دوسرے آپ سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ مجھے بھی یہ حق ہے کہ میں آپ سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کروں۔

**جناب سپیکر:** مولانا صاحب، تشریف رکھئیے۔ حاجی صاحب، تشریف رکھئیے۔۔۔۔۔ حاجی صاحب، آپ تشریف رکھیں، میں سردست آپ کو جواب دینے کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔

**حاجی محمد افضل چن:** آپ ہم پر پابندی لگاتے ہیں۔ یہ زیادتی ہے۔

# تحاریک التوائے کار

**جناب سپیکر:** میں نے سردست کی بات کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ Privilege موشن خلاف ضابطہ ہے۔ میں اس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

**میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل:** جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں گذارش کر سکتا ہوں، جناب عالی، اقلیتوں کے متعلق ایک نہایت ہی سنجیدہ تحریک التوائے کار جناب کی خدمت میں پیش ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اجلاس اتنا مختصر ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا فیصلہ اس اجلاس میں نہیں ہو سکے گا۔ لہذا میں جناب سے مودبانہ استدعا کرتا ہوں کہ رولز کو معطل کر کے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اقلیتوں کے موقف کو پیش کر سکوں۔

کیوں کہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے اور اس بارے میں میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ جس بارے میں میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ مسیحی یا اقلیتی تعلیمی اداروں کی واپسی کا مسئلہ ہے۔ میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اس ایوان میں بہت کم تعداد میں ہیں۔ ہماری تحاریک اور سوال جب آتے ہیں تو ہمارے لئے وقت بہت دور تعین ہو جاتا ہے۔ میری تحریک کا نمبر ۸۵ ہے۔ اور اس کا نمبر یا باری تو میرے خیال میں ۱۹۹۰ء تک بھی نہیں آئے گی۔

**جناب سپیکر:** تو ڈپٹی سپیکر صاحب، تشریف لے آئے ہیں۔ وہ آپ کی تحریک التوائے کار کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ (اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل:** جناب والا! میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اسی کا فیصلہ فرما جاتے تو میں شکر گذار ہوتا۔۔۔۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب، میں آپ کو کرسی صدارت پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں پہلے گذارش کر چکا ہوں کہ ہم اقلیتی صاحبان کا جو کچھ بھی سلسلہ آتا ہے وہ انضباط کارروائی کی نظر ہو جاتا ہے ہمارے تحریک التوائے کار، ہمارے سوالات ہمارے تحاریک ہائے استحقاق پر اتنا لمبا چوڑا نمبر لگ جاتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں اگر ہمارا پیریڈ بھی ختم ہو جائے تو ہمارا نمبر نہیں آتا ہے۔ میری تحریک ۸۵ نمبر پر ہے اور یہ ہم اقلیتوں کے لئے انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ میں اس لئے آپ سے بھی اور اپنے اس معزز ایوان کے بھائیوں سے بھی گذارش کروں گا کہ ہمیں اس پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے تا کہ ہم بھی اس پر اپنا موقف پیش کر سکیں کیونکہ جناب وزیر قانون دو باتوں کا ذکر بڑی خوش اسلوبی سے فرما چکے ہیں کہ کچھ مخصوص حالات ہیں اور میں یہ پتا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے مخصوص حالات ہیں دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ امن و امان کا اندیشہ ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ جذبات میں نہ آئیں۔ ذرا بات سنیں۔ پہلے آپ مہربانی کر کے ذرا تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ وہ اپنی سیٹیوں پر تشریف فرما ہوں۔ یہ ایوان کے تقدس کے خلاف ہے کہ آپ لوگ بڑے آرام سے اور

آزادانہ طریقہ سے ادھر ادھر گھوم رہے ہیں۔ میں یہ التماس کروں گا کہ آپ براہ کرم اپنی سیٹیوں پر تشریف فرما ہوں اور ایوان کی کارروائی کو صحیح طریقہ سے چلنے دیں۔ میجر ڈاکٹر سیموئیل صاحب کی ایک تحریک التوائے کار نمبر ۸۵ پر ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ رولز کو معطل کر کے ان کو پہلے موقع دیا جائے۔ ایوان کی کیارائے ہے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

**وزیر قانون:** جناب والا! ان کی یہی گذارش کل بھی نامنظور ہوئی تھی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میجر صاحب، مجھے افسوس ہے ایوان نے اسکی اجازت نہیں دی۔

**میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سیموئیل:** ہماری جو بھی تحریک آتی ہے۔ آپ اسکو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ تھا۔ میں اس فیصلے پر اس ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ ایوان نے اجازت نہیں دی ہے۔ آپ کی مرضی ہے---- جی شاہ صاحب فرمائیے۔

**سید اقبال احمد شاہ:** جناب والا کل سے میرا مائیک غائب ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ اس کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں اور آپ کا دست شفقت کچھ سخت ہو گیا تھا اور اس لئے وہ سختی برداشت نہیں کر سکا اور وہ بیچارہ ٹوٹ گیا ہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا۔ یہاں سے ایک مائیک گم ہو گیا ہے۔ مہربانی کر کے وزیرمال صاحب، یارانا پھول خان سے پوچھا جائے کہ وہ کہاں ہے۔ کس نے کس کے کہنے پر چرایا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ تشریف رکھیں، آپ نے کسی پر شک نہیں کیا ہے۔ اس لئے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے نمبر ۳۳۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! میری تحریک نمبر ۲۷ اور ۲۸ تھی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس کے متعلق یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ اس کو ۳۱ تاریخ کو ٹیک اپ

کیا جائے گا۔ یعنی کل کے اجلاس میں۔

**جناب فضل حسین راہی:** آپ لکھے ہوئے فیصلوں کے مطابق کارروائی چلاتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** راہی صاحب! آپ پلیز بات سمجھ لیا کریں۔ شاید آپ کی بات ہو چکی ہو کہ میری تحریک التوائے کار ۳۱ تاریخ کو Take Up کی جائے۔

**جناب فضل حسین راہی:** نہیں میں نے یہ نہیں کہا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اگر ایسا مسئلہ نہیں ہے تو پھر اگلی تحریک التواء لیتے ہیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جی میں نے یہ نہیں کہا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ تو آپ کی مرضی پر ہے۔؟ پھر اپنے وہ الفاظ واپس لیجئیے، اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر ۳۴۳۔ ریاض حشمت جنجوعہ۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے یہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ براہ کرم اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

**جناب پیٹر گل:** جناب والا! ہمارے معزز رکن میجر وکٹر سیموئیل ایوان سے واک آوٹ کر گئے ہیں اگر اجازت ہو تو ان کو لے آئیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی بے شک لے آئیں بڑی خوشی کی بات ہے۔

## لکی ایرانی سرکس سے تفریحی ڈیوٹی کی وصولی میں تقریباً ۲۹ لاکھ روپے کی خورد برد

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ آبکاری و محصولات حکومت پنجاب نے مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۷ء کے ایک حکم کے ذریعے لکی ایرانی سرکس کے مالک میاں فرزند علی کی درخواست پر تفریحی ڈیوٹی برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء ۱۰ لاکھ ۲۶ ہزار ۲۲۰ روپے مقرر کی ہے، سرکس مذکور کے موجودہ مالی سال میں ۱۳۰ دن شو منعقد

کرنے کی اجازت ہو گی اگر سرکس میں تماشائیوں کی گنجائش اور تفریحی ڈیوٹی کے نسرح کا حساب لگایا جائے تو مذکورہ سرکس سے کم از کم ۳۰ ہزار روپے یومیہ تفریحی ڈیوٹی وصول ہو سکتی ہے اور اس طرح تفریحی ڈیوٹی کی وصولی میں تقریباً ۲۹ لاکھ روپے خورد برد کی نشاندہی ہوتی ہے۔ جو کہ اختیارات کا غلط استعمال، اقرباء پروری اور دوست نوازی کی بدترین مثال ہے اس واقعہ سے صوبہ کے عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہوا ہے، لہٰذا استدعا ہے کہ اس معاملہ پر بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

**وزیر آبکاری و محصولات:** جناب سپیکر تحریک التوائے کار میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے، حکومت اس سے قطعی طور پر اتفاق نہیں کرتی۔ حکومت نے یہ حکم جاری کرنے سے پہلے تمام خدشات کو دور کر لیا تھا۔ جناب سپیکر پنجاب تفریحی ٹیکس کے قانون کے مطابق اس امر کا جواز موجود ہے کسی ادارے سے کسی خاص حالات کے پیش نظر اس سے یک مشت تفریحی ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے اور یہ بات کہ لکی ایرانی سرکس میں روزانہ تیس ہزار روپے کی آمدنی ہو سکتی ہے قطعی طور پر غلط ہے۔ تفریحی ٹیکس مقرر کرتے وقت پچھلے تین سال میں لکی ایرانی سرکس سے جو ٹیکس وصول ہوا ہے اس کی آمدنی کو پیش نظر رکھا گیا۔ چنانچہ سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں لکی ایرانی سرکس نے ۱۶۰ دن کام کیا اور ۸ لاکھ ۳۳ ہزار ۱۳ روپے تفریحی ٹیکس کی رقم ادا کی اور اسی طرح ۸۶-۱۹۸۵ء میں ۱۳۰ دن کام کیا اور مبلغ ۹ لاکھ ۲۳ ہزار ۹۳۳ روپے ادا کئے۔ موجودہ سال یعنی سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں پچھلے سال کے تفریحی ٹیکس میں ۱۰ فیصد بڑھا کر مقرر کیا گیا ہے۔ اس طرح اسی سال ۱۰ لاکھ ۲۶ ہزار ۲۲۰ روپے ٹیکس مقرر کیا گیا ہے اور یہ ۱۳۰ دن کیلئے ہے نیز ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں کہ اگر سرکس والے ۱۳۰ سے زیادہ کام کریں گے تو اسی شرح تناسب سے ان کو ٹیکس ادا کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر تمام ڈائریکٹر صاحبان کو ایک مراسلہ کے ذریعہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ لکی ایرانی سرکس کے ایام کار کے سلسلے میں اس کی نگرانی کریں اور اس کی اطلاع ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کو دیں۔ نیز اس امر کا بھی خیال رکھا جائے گا کہ لکی ایرانی سرکس والے

پچھلے سال کے مقابلے میں ٹکٹ کی قیمت بڑھا نہ سکیں۔ تاکہ عوام پر بے جا بوجھ نہ پڑ جائے جناب والا ان امور کی روشنی میں یہ امر بالکل عیاں ہے کہ نہ تو لکی ایرانی سرکس کو کسی قسم کی کوئی رعایت دی گئی ہے اور نہ ہی انہیں کھلی چھٹی دی گئی ہے کہ وہ کس طرح بھی ناجائز فائدہ اٹھا سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** وزیر موصوف کے جواب کے بعد آپ مطمئن ہیں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر میں قطعی طور پر مطمئن نہیں ہوں، اگر یہ فرماتے ہیں کہ پچھلے تین سال میں ان سے جو تفریحی ڈیوٹی وصول کی گئی ہے وہ اس سے کم تھی جو اس سال مقرر کی گئی ہے۔ جناب سپیکر میں یہ کہتا ہوں کہ محکمہ ایکسائز کا جو عملہ ہے انہوں نے ٹیکس میں زبردست اخفاء کیا ہے، اس میں خورد برد کیا ہے میں وزیر موصوف کو اس امر کی دعوت دیتا ہوں اور ان کو چیلنج کرتا ہوں کسی ایک دن وہ جائیں اور جا کر دیکھیں کہ لکی ایرانی سرکس میں جتنے تماشائی جا کر سرکس دیکھتے ہیں ان کی گنتی کریں اور پھر اس سے اگر یہ ثابت نہ ہوسکے کہ تیس ہزار سے بھی زیادہ، یہ میں نے ایک محتاط اندازے کے مطابق کہا ہے۔ تیس ہزار روپے سے بھی زیادہ تفریحی ڈیوٹی ایک دن میں حاصل ہوتی ہے اور ۱۳۰ دن اسے کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اس لحاظ سے ۳۹ لاکھ روپے تفریحی ڈیوٹی بنتی ہے جبکہ انہوں نے صرف ۱۰ لاکھ اور چند ہزار روپے مقرر کر دی ہے اور اس سے یکمشت رقم حاصل کرلی ہے۔ جناب سپیکر وزیر موصوف نے یا محکمہ نے جس کے حکم سے بھی یہ ہوا ہے اور فیصلہ کیا ہے انہوں نے اپنے اختیارات کا غلط استعمال کیا ہے یہ دوست نوازی کی گئی ہے۔ اقرباء پروری کی گئی ہے۔ جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبہ کے غریب عوام جو ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ان سے ٹیکس وصول کرنے کے لئے بڑی سختیاں کی جاتی ہیں اور جبری طور پر وصول کیا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ زبردست زیادتی ہے کہ ایک طرف تو فیاضی کا یہ عالم ہے کہ صرف ایک آدمی کو فائدہ پہنچانے کیلئے لاکھوں روپے کی چھوٹ دے دی گئی ہے اور دوسری طرف چند سو روپے حاصل کرنے کیلئے ان لوگوں کی جائیدادیں قرق کی جاتی ہیں اور ان کو حوالات میں بند کیا جاتا ہے، جیلوں میں بند کیا جاتا ہے۔ جناب والا ایک طرف

تو یہ عمل ہے اور دوسری طرف یہ ہے کہ ایک ہی آدمی کو لاکھوں روپے کی چھوٹ اور میرے اندازے کے مطابق اسے ۱۳۰ دن جو کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس کو کم از کم تیس چالیس لاکھ روپے فائدہ پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تو آپ اس کی انکوائری کروالیں اور متعلقہ محرک کے ساتھ مل کر آپ ان کی اس معاملے میں تسلی کروادیں۔

**وزیر آبکاری و محصولات:** جناب سپیکر! جن خدشات کا یہ اظہار کر رہے ہیں ہم نے یہ حکم جاری کرنے سے پہلے اس کے مناسب اقدامات کر لئے تھے اور جس طرح انہوں نے کہا کہ ہمیں روزانہ اتنی رقم۔۔۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تو کیا یہ ممکن نہیں ہے۔

**وزیر آبکاری و محصولات:** ایسا ممکن نہیں ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نہیں آپ ان سے مل لیں وہ آپ کے پاس بیٹھ جائیں اور مل کر کوئی انکوائری کروالیں۔۔۔

**وزیر آبکاری و محصولات:** جناب والا! وہ جب بھی آئیں ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تو کیا یہ ٹھیک بات ہے؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میں ایسے آدمی پیش کرنے کیلئے تیار ہوں جن کے پیچھے لکی ایرانی سرکس کا مالک میاں فرزند علی پھرتا رہا ہے کہ مجھ سے اتنے پیسے لے لیں اور مجھے Consolidated Payment کروا کر دے دیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کیسے ہو گیا۔؟

**وزیر آبکاری و محصولات:** جناب والا! فاضل دوست کو تو خوش ہونا چاہیے کہ ہم نے لکی ایرانی سرکس کا ٹیکس فکس کر کے رشوت کے تمام دروازے بند کر دئیے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چودھری صاحب! اس میں آپ ان کے ایک دو پوائنٹس کو سمجھیں اگر ان کو اس سلسلے میں شکایت ہے تو آپ ان کو مل لیں اور کوشش کریں کہ انکوائری کریں اور اس معاملے کو Take Up کریں، دیکھیں کہ کیا معاملہ ہے اور اگر

ٹیکسوں میں کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے تو آپ اس معاملے کو دیکھ لیں۔

**وزیر آبکاری و محصولات:** ٹھیک ہے۔

**چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک):** جناب والا! میجر وکٹر سیموئیل جو کچھ دیر پہلے واک آؤٹ کر گئے تھے ایوان میں تشریف لے آئے ہیں۔ میں، ایوان کی طرف سے ان کا شکر گزار ہوں اور آپ کی وساطت سے جناب وائیں صاحب کا بھی مشکور ہوں جو انہیں لیکر آئے ہیں۔ ہمارے وہ بھائی ہیں ہمیں ان کے جذبات کا احساس ہے ہم انہیں کبھی بھی ناراض کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ مگر ہر چیز کیلئے ایک وقت ہوتا ہے اور وقت پر جب ان کی بات ہو گی تو ہم ان کا پورا ساتھ دیں گے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! سالار صاحب نے بھتیجے دی بحث نوں ادھر ادھر کرن واسطے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** راہی صاحب، تشریف رکھیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** اے کسی بھتیجے دا دفاع کیتا اے۔ ایناں نوں اسمبلی دے سامنے پیش رہین دیو۔

**چودھری محمد صدیق سالار:** جناب! وہ بھتیجا آپ کا بھی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**جناب میجر وکٹر سیموئیل:** جناب والا میں ان کا شکر گزار ہوں جنہوں نے رہنمائی فرمائی ہے اور میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ کم از کم ہماری بات ضرور سنی جائے یہ فیصلہ بعد میں ہو سکتا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میجر صاحب تشریف رکھیں۔ شکریہ۔

جنجوعہ صاحب، آپ کی تحریک التوائے کار رولز کے مطابق نہیں ہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں آپ سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** راہی صاحب! یہ اچھی بات نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا آپ بیٹھ جائیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** I am sorry

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گا آپ بیٹھ جائیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں بول رہا ہوں، اسلئے سپیکر کی بات کے دوران آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے آپ تشریف رکھیں۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ کی جو تحریک التواء وہ رولز کے مطابق نہیں ہے، اس لئے میں اسے رول آوٹ کرتا ہوں۔ اگر آپ کو شکایات ہیں تو آپ وزیر آبکاری و محصولات سے مل کر انکوائری کروا سکتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اب فرمائیے آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

**جناب فضل حسین راہی:** آپ نے رولنگ دے دی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ہاں جی میں نے رولنگ دے دی۔

**جناب فضل حسین راہی:** تو پھر پوائنٹ آف آرڈر کیا کریں گے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تو میری رولنگ پر آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے تھے۔

**جناب فضل حسین راہی:** آپ کی رولنگ سے پہلے میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ لکی ایرانی سرکس جو ہے وہ کون سی اسلامی ثقافت کو اجاگر کر رہی ہے کہ آپ انہیں کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو فکس کر دیا ہے۔ یہ سوال تھا آپ کی رولنگ سے پہلے اس کا فائدہ ہو سکتا تھا اب تو وہ جواب دیں یا نہ دیں اور نہ مجھے اب پوچھنے کی ضرورت ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر ۳۴۴ بھی جنجوعہ صاحب آپ کی ہے۔

## رائے ونڈ روڈ پر کتوں کی دوڑ پر شرط لگانا

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حال ہی میں رائے ونڈ روڈ پر ابو ظہبی پیلس کے پہلو میں مخصوص ایک قطعہ اراضی پر کتوں کی دوڑ ہوئی ہے جہاں ریس کے دوران شائقین نے کتوں پر شرطیں لگائیں اور اس طرح شعائر اسلامی کی دھجیاں اڑائی گئیں اور یہ سب کچھ ایک ایسی حکومت کے دور میں ہوا جو اسلامی اقدار کی ترویج و احیاء کا بے حد پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہے۔ قرآن و سنت اور آئین پاکستان کی روح کے منافی اس واقعہ کے خلاف پاکستان کے کروڑوں فرزندان توحید کے دلوں میں غم و غصہ اور اضطراب و اشتعال پر مبنی جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ آئینی اور دینی اہمیت کے حامل اس معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** لاء منسٹر صاحب۔

**وزیر قانون:** اسے کل کے لئے پینڈنگ کر لیا جائے۔ چودھری عبدالغفور صاحب نے اس کا جواب دینا تھا ان کے کوئی عزیز فوت ہو گئے ہیں اور وہ آج فوری طور پر رحیم یار خان چلے گئے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تو یہ جنجوعہ صاحب کل تک کیلئے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اسے کل ٹیک اپ کر لیں گے۔ تو تحریک التوائے کار نمبر ۳۴ کل کے لئے پینڈنگ کی جاتی ہے۔ جنجوعہ صاحب تحریک التوائے کار نمبر ۳۵ بھی آپ ہی کی ہے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر تحریک التوائے کار نمبر ۳۴ کے بارے میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ کل اگر چودھری صاحب نہ آسکے تو پھر کل اس کا جواب دے دیا جائے گا یا نہیں۔

**وزیر قانون:** اس کا جواب ضرور دیا جائے گا۔

# اضلاع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کی حد بندی لائین پر موضع روڑاں والی کے قریب سیم بند کی تعمیر سے پیدا شدہ مسائل

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** مہربانی، ٹھیک ہے۔

**تحریک التوائے کار نمبر ۳۵۔۔۔** جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ سیم کا ہزاروں کیوسک پانی گوجرہ کے سیم زدہ علاقوں سے جمع ہو کر جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ اضلاع کی حد بندی لائن کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا موضع روڑاں والی اور چک نمبر ۴۴۰/ج ب تک پہنچ گیا ہے۔ جہاں علاقہ کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت بند باندھ کر پانی کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر کسی بھی لمحے یہ بند ٹوٹ سکتا ہے۔ کیونکہ پانی کے دباؤ اور سطح میں کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر یہ بند ٹوٹ گیا تو سیم کا پانی علاقہ میں قیامت صغریٰ برپا کر دے گا اور ناقابل تلافی نقصان کا باعث بنے گا۔ ہزاروں ایکڑ زرخیز زرعی اراضی ناکارہ اور بنجر ہو جائے گی۔ کئی آبادیاں اور بستیاں زمین بوس ہو جائیں گی۔ جھنگ ٹوبہ روڈ پانی کی زد میں آ کر ٹوٹ جائے گی۔ طلباء و طالبات کے مڈل سکولوں کی عمارات اور ہزاروں ایکڑ اراضی پر لہلہاتی ہوئی گندم کی فصل پانی میں بہہ جائے گی۔ اس صورتحال کے پیش نظر علاقہ کے ہزاروں کاشتکاروں میں زبردست خوف و ہراس اور عدم تحفظ کا احساس پایا جاتا ہے۔ جبکہ محکمہ انہار اور مقامی انتظامیہ بے حسی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس سنگین نوعیت اور زبردست اہمیت عامہ کے حامل معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی وزیر آبپاشی! اس کا جواب دیں گے۔

**وزیر آبپاشی:** جی سر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی فرمائیے۔

**وزیر آبپاشی:** جناب والا ویسے تو یہ تحریک التواء فنی لحاظ سے بنتی نہیں ہے لیکن

ہمارے فاضل رکن چونکہ کچھ ضروری معاملات کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں اور اس سے حکومت کو بھی آگاہی ہوتی ہے اور فائدہ پہنچتا ہے اس لئے میں چند ایک گزارشات ان کی خدمت میں پیش کروں گا اور میرے خیال میں یہ ان سے مطمئن ہو جائیں گے اور پھر انہیں اپنی اس تحریک التواء پر زور نہیں دیں گے۔ جناب والا یہ مسئلہ کئی سال پرانا ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوا جب موضع روڑاں والی کے مالکان اراضی نے یکطرفہ طور پر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر اور اپنی صوابدید پر دس بارہ سال پہلے اپنے موضع چک نمبر ۴۴۰ ج ب کی مشترکہ حدود پر جو کہ جھنگ اور فیصل آباد اضلاع کی حد بندی لائن ہے اس پر بند باندھ دیا اور اس طرح وہاں پر موجود قدرتی Base - Line کو بند کر کے بارش اور سیم کے پانی کے نکاس کو آنے جانے سے روک دیا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اس بند کو ہٹا کر Base - Line کو کھولنے کے لئے معاملہ اضلاع ہائے فیصل آباد، جھنگ نے سال ۱۹۸۷ء میں موضوع بحث بنایا اور دونوں ڈپٹی کمشنر صاحبان نے یہاں کا موقع ملاحظہ بھی کیا مگر چند در چند وجوہات اور کراس بند کے دونوں اطراف چکوک کے باشندگان کی مخالفت کی وجہ سے کوئی خاطر خواہ حل نہ نکل سکا۔ جناب والا جولائی ۱۹۸۱ء میں زیادہ بارشوں کی وجہ سے یہ کراس بند ۲۴ یا ۲۵ جولائی کو خود ٹوٹ گیا اور اس وجہ سے Base - Line پر واقعہ اپنی قدرتی گزر گاہ جھنگ / ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سڑک کے دونوں اطراف کو زیر آب لے آیا۔ اس بند کو دوبارہ موضع روڑاں والی نے بحال کر دیا۔ یہ معاملہ سوال نمبر ۵۵ جو کہ میاں عبدالطیف صاحب ممبر پراونشل کونسل پنجاب نے اٹھایا تھا۔ کونسل کے ۵ تا ۸ مئی ۱۹۸۴ء والے اجلاس میں بھی اٹھایا گیا جس کے نتیجے کے طور پر سیکرٹری محکمہ آبپاشی نے سپرنٹنڈنگ انجینئر سرگودھا ڈرینیج سرکل اور سپرنٹنڈنگ انجینئر (ایس۔ ای) ڈرینیج سرکل فیصل آباد پر مشتمل ایک کمیٹی مورخہ ۸۴-۹-۲ کو تشکیل دی جس کی رپورٹ سیکرٹری محکمہ انہار کو ۸۴-۹-۱۶ کو بھیجی گئی اس رپورٹ کی روشنی میں اس مسئلہ کے وقتی اور عارضی حل کے لئے ایک سکیم تیار کی گئی جس کے مطابق اس کراس پر بند کے اوپر جمع شدہ پانی کے نکاس کو ریگولیٹ کرنے اور اس کو روڑاں والی لے جائے بغیر قدرتی Base - Line سے ملانا تھا۔

جناب والا اس سکیم پر تقریباً ۴ لاکھ ۷ ۴ ہزار روپے خرچ کئے گئے محکمہ انہار کی منظوری کے بعد جناب حمزہ صاحب ایم۔ این۔ اے کی ایم این اے پروگرام کے تحت پچھلے سال ۸۶-۱۹۸۵ء میں موقع پر علمدر آمد کے لئے رکھی گئی ہے مگر متعلقہ زمینداروں کی مخالفت کی وجہ سے حمزہ صاحب نے اس سکیم کو اپنے پروگرام سے ختم کر دیا۔ جہاں تک موجودہ حالات کے بارے میں اس تحریک التواء میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ہزاروں کیوسک پانی بہتا ہوا روڑاں والی اور چک نمبر ۴۴۰/ج ب تک پہنچ گیا ہے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اس پانی کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کسی بھی لمحہ بند ٹوٹ سکتا ہے یہ جناب والا، درست نہیں ہے۔ محکمہ انہار کے ذمہ دار افسران نے اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ساتھ ۸۷-۳-۱۵ کو بعد دوپہر اس کراس بند کا معائنہ کیا وہاں پر اس قسم کے حالات نہیں پائے جاتے اور مسئلہ کا مستقل حل گوجرہ کھیوڑہ ڈرینگ سسٹم کی تعمیر میں مضمر ہے اور یہ ڈرینگ سسٹم سکارپ لوئر چنا گوجرہ کھیوڑہ یونٹ میں شامل ہے۔ مذکورہ سکارپ کے فیز نمبر ا کی سکیم مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں شامل ہے اور واپڈا عنقریب اس پر عملدر آمد شروع کر رہا ہے جبکہ سکارپ کے فیز نمبر ۲ کی سکیم کا مسودہ بھی واپڈا نے تیار کر لیا ہے اور یہ چار سالہ ۸۹-۱۹۸۶ء Reclamation Plan میں شامل ہے اور فیز نمبر ۲ کی سکیم پر بھی منظوری کے بعد عملدر آمد شروع کر دیا جائے گا۔ مذکورہ سکیم کے عملدر آمد میں یہ مسئلہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔ اس وضاحت کے بعد میں اپنے فاضل دوست سے گذارش کروں گا کہ وہ اس تحریک التواء کو پریس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: بالکل پریس نہیں کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسے Withdraw کرتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر ۳۶ بھی جنجوعہ صاحب آپ ہی کی ہے۔

# فیصل آباد میں مڈل کے امتحانی پرچوں کا افشا

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ماہ فروری کے شروع میں فیصل آباد ڈویژن میں نظامت تعلیم کے زیر نگرانی مڈل اسٹینڈرڈ کے سالانہ امتحانات منعقد ہوئے جن میں متعدد پرچے آؤٹ ہو گئے اور آؤٹ ہونے والے امتحانی پرچوں کی سر بازار بولی دی جاتی رہی حتیٰ کہ بعض عینی شاہدوں کے مطابق فیصل آباد کے گھنٹہ گھر میں چار چار آنے تک امتحانی پرچہ فروخت ہوتا رہا۔ نتیجہ کے طور پر تین پرچے منسوخ کر دیئے گئے اور دوبارہ امتحان لیا گیا۔ جس پر محکمہ تعلیم کے لاکھوں روپے کے اضافی اخراجات ہوئے اور طلباء کے والدین کو اضافی مصارف برداشت کرنے پڑے۔ فیصل آباد کے ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن سکولز کے حکام کی نااہلی فرض ناشناسی، ناقص کارکردگی اور ہوس زر کے خلاف عوام الناس اور طلباء میں زبردست اضطراب اور ہیجان پایا جاتا ہے۔ لہٰذا التماس ہے کہ اہمیت عامہ کے حامل اس معاملہ پر بحث کرنے کے غرض سے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** وائیں صاحب! لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اور وزیر تعلیم بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں اس تحریک التواء کا جواب آپ کی طرف سے کون دیگا۔

**جناب غلام حیدر وائیں:** سر، میرے خیال میں اسے مؤخر کر دیں۔ کل اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

**جناب فضل حسین راہی:** سر، میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ یہ وزراء صاحبان کو لے آیا کریں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جنجوعہ صاحب! آپ کا کیا خیال ہے؟

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! کچھ خیال کریں ہر تحریک مؤخر ہو رہی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** راہی صاحب! ان کو بھی بولنے دیں۔ انہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ جنجوعہ صاحب، فرمائیے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ میری دوسری یا تیسری تحریک التواء ہے جس کو آپ کل پر ملتوی کر رہے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میاں صاحب! آپ ٹھیک فرما رہے ہیں کہ یہ بڑا حساس نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اسکا تعلق بالکل پبلک سے اور مفاد عامہ سے ہے۔ میں یہ توقع کروں گا کہ کل اسکا انشاء اللہ جواب ضرور دیا جائے گا۔ اسکو کل تک موخر کرتے ہیں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** ٹھیک ہے۔ جناب والا!

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تحریک نمبر ۳ بھی آپ ہی کی ہے۔

## دیہی واٹر سپلائی سکیموں میں Low Service Reservoir کی تعمیر

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی کے اراکین کی تجاویز پر منصوبہ بندی و ترقیات کے محکمہ نے صوبہ بھر میں دیہی علاقہ جات کے لیے واٹر سپلائی کی جو سکیمیں منظور کی ہیں۔ انہیں بلحاظ آبادی ڈیزائن کیا گیا ہے۔ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ کے عملہ سے کہا گیا ہے کہ جن چکوک اور مواضعات کی آبادی پانچ ہزار نفوس سے کم ہو وہاں Overhead Reservoir تعمیر کرکے پائپ لائنوں کے ذریعے گھروں میں پانی سپلائی کرنے کی بجائے پانی جمع کرنے کے لئے Low Service Reservoir تعمیر کر دیے جائیں۔ جہاں سے گاؤں کی خواتین حسب ضرورت برتنوں میں پانی بھر کر گھروں تک لے جائیں۔ منصوبہ بندی و ترقیات کے محکمہ کے تجویز کردہ ڈیزائن سے واٹر سپلائی کا مفہوم تک ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر محکمہ نے اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی نہ کی تو دیہی علاقوں میں واٹر سپلائی سکیموں کے اجراء کا عملی طور پر کوئی فائدہ نہ ہوگا اور حکومت

کے خزانہ سے کروڑوں روپے کے فنڈ کا ضیاع ہو گا اور اس سے بہتر ہو گا کہ واٹر سپلائی پر خرچ ہونے والے فنڈز کو دیگر ترقیاتی سرگرمیوں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ چونکہ منصوبہ بندی و ترقیات کے محکمہ کے اس فیصلہ سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ وہ دیہات میں رہنے والوں کو دوسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں اور آج بھی گھروں میں پانی سپلائی کرنے کی بجائے قدیم دور کی طرح دیہاتی خواتین کو ٹنکیوں سے گھڑوں میں پانی بھرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس صورت حال کے خلاف دیہی علاقوں میں بے چینی اور عدم مساوات کا احساس ابھر رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس معاملہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہوں گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میاں صاحب تشریف رکھیں۔

**جناب غلام حیدر وائیں:** جناب سپیکر۔ میں اس تحریک التوائے کار کی فنی اور حقائق کی رو سے مخالفت کرتا ہوں۔ اور استدعا کرتا ہوں کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ صورت حال یہ ہے کہ فاضل رکن نے جس بات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ دیہاتوں میں پانی فراہم کرنیکی سکیموں کی طرف ہے۔ تکنیکی طور پر یہ مسئلہ ایک Policy Matter ہے اور ہمارے پانچ نکاتی پروگرام اور چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کی ترجیحات کے مطابق حکومت پنجاب اس کو بروئے کار لا رہی ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ ہمارا چھٹا پانچ سالہ منصوبہ صوبائی حکومت نے نہیں بلکہ وفاقی حکومت نے تیار کیا ہے اور اس کی منظوری وہیں سے آئی اس لحاظ سے بھی یہ تکنیکی طور پر پیش رفت کے قابل نہیں ہے۔ لیکن یہ کہ یہ ایک Policy Matter ہونے کی بنیاد پر ایک حالیہ وقوع پذیر مسئلہ بھی نہیں ہے۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کی ترجیحات جو کہ وفاقی حکومت نے اپنے پلان میں طے کی ہیں اور جنہیں پانچ نکاتی پروگرام کے تحت بروئے کار لایا جا رہا ہے، اس کا حصہ ہونے کی بنا پر یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقع بھی نہیں ہے۔ جس کی بنا پر یہ تکنیکی طور پر پیش رفت کے قابل نہیں ہے۔ لیکن اس کے واقعات کی بنا پر میں اس ایوان سے عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت اپنے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت دیہاتی علاقوں

میں صاف پانی فراہم کرنے کی سکیموں پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ اور ہمارے چھٹے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے تحت ۱۹۹۰ء تک ٦٠ فیصد دیہاتی علاقوں کو صاف پانی فراہم کرنا ہمارے پروگرام میں شامل ہے۔ اس کے تحت یہ سکیمیں چل رہی ہیں اور اس سال ۳۸ کروڑ روپیہ ہم نے واٹر سپلائی سکیموں کے لیے رکھا ہوا ہے لیکن جو ترجیحات چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کا حصہ ہیں اس کے مطابق اس وقت پالیسی یہ ہے کہ دو قسم کے دیہاتی علاقوں میں صاف پانی کی فراہمی شامل ہے۔ پہلی قسم کے وہ علاقے جہاں پر بارانی پانی جوہڑوں میں اکٹھا ہونے کے بعد لوگ اسے استعمال کرتے ہیں۔ ان علاقوں کو ترجیحی بنیادوں پر اس سکیم کے تحت صاف پانی کی فراہمی کی جائے۔ اور دوسرے وہ علاقے جہاں پر زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ ان دو علاقوں کو اس وقت ترجیح دی جا رہی ہے۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں یہ سکیم بھی شامل ہے کہ وہ دیہی علاقے جہاں آبادی اس وقت پانچ ہزار سے زائد ہے وہاں Overhead Water Reservoir کی بجائے Low Capacity Tanks فراہم کیے جائیں۔ پانچ ہزار کی آبادی کی سکیموں میں لوگوں کو پائپ کی فراہمی بھی شامل ہے لیکن جو چھوٹے گاؤں ہیں ان کو Low Reservoir Tank فراہم کیے جا رہے ہیں۔ اور مختلف جگہوں پر واٹر سپلائی کی Post فراہم کی ہیں۔ ان کو پائپ فراہم نہیں کیا گیا۔ اس میں بھی گورنمنٹ کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹی آبادیاں جن کی آبادی بھی کم ہے، ان کا مختلف Water Supply پوسٹیں فراہم کر دی جائیں اور وہاں سے وہ لوگ اپنی پانی کی ضروریات پوری کریں۔ اس لحاظ سے حکومت کا مقصد اور منشا ان آبادیوں کو ان محرومیوں سے نکالنا ہے جن میں وہ آج تک مبتلا رہے ہیں۔ اگر ان ترجیحات کو بڑھایا جائے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں ہی نہیں ہیں دوسری بات یہ ہے کہ اگر چھوٹی آبادیوں کو بھی اس منصوبے کے تحت پائپ لائن کی سہولتیں فراہم کریں گے تو اس سے اخراجات زیادہ بڑھیں گے اور جو رقوم چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے تحت واٹر سپلائی کی سکیموں کو دی ہیں ان سے ٦٠ فیصد آبادی کو صاف پانی کی فراہمی کا پروگرام اس فنڈ میں پورا نہیں ہو سکے گا۔ ان حالات میں میری گذارش یہ ہے کہ واقعاتی طور پر حکومت صاف پانی فراہم کرنے

کے لئے اپنے پورے وسائل کو بروئے کار لا رہی ہے اور زیادہ آبادی والے علاقوں کو ترجیحی بنیادوں پر وہ سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں جو اس سے پہلے ان کو میسر نہیں تھیں۔ ان حالات میں عملی طور پر بھی اس منصوبے کو آگے چلانے کی ضرورت ہے تاکہ ۱۹۹۰ء تک ۶۰ فیصد آبادی کو صاف پانی فراہم کرنے کا ہدف پورا کر سکیں۔ اور تکنیکی طور پر بھی جیسے کہ میں نے عرض کیا کہ یہ حالیہ وقوع پذیر معاملہ نہیں ہے۔

It is not a matter of recent occurrence. It is a policy matter. It is a matter which has been decided by the Federal Government.

اس لئے یہ تحریک التوائے کار فنی طور پر پیش رفت کے قابل نہیں ہے۔ اسلئے اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے یا میرے بھائی میری ان گذارشات کے بعد اپنی تحریک التوائے کار کو واپس لے لیں اور اس پر زور نہ دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں جس بات پر زیادہ زور دیا ہے وہ دیہات جہاں پانچ ہزار سے کم آبادی ہے ان میں واٹر سپلائی کی سکیم تو منظور کر لی گئی ہے لیکن Overhead Reservoir تعمیر کرنے کی بجائے Low Service Reservoir تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ Low Service Reservoir ٹینک ہیں جو مختلف جگہوں پر نصب کر دیئے جائیں گے جہاں سے لوگوں کی پردہ دار خواتین کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ گھڑوں میں پانی بھر کر لائیں۔ جناب والا، کیا یہ ممکن ہے؟ ایک ایسی حکومت میں جو ہر وقت اسلامی اقدار کا پروپیگنڈا کرتی ہے اس حکومت کے دور میں خواتین کو مجبور کیا جائے کہ وہ جائیں اور گھڑوں میں پانی بھر کر لے آئیں۔

جناب والا، دیہاتوں کو ترقی دینے کی بجائے انکو مزید پسماندگی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ میری گذارش صرف اتنی ہے کہ جہاں پہلے اوور ہیڈ ریزوائر تعمیر کیے جاتے رہے ہیں اور اب بھی جہاں واٹر سپلائی کی سکیمیں منظور کی جا رہی ہیں وہاں اوور ہیڈ

ریزوائر ہی تعمیر کئے جائیں۔ اور دیہاتی عوام کے ساتھ یہ جو دوسرے درجے کا سلوک کیا جارہا ہے کہ انکی خواتین کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ پھر اسی طرح جائیں اور ٹینکیوں سے گھڑے بھر کر لائیں۔ جناب سپیکر، یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ بھی ہے کہ وہ یہ جواے ڈی پی صوبائی حکومت نے اراکین اسمبلی کی تجاویز پر تیار کیا ہے اس میں یہ تجاویز شامل تھیں۔ ابھی تک ان واٹر سپلائی سکیموں کی تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا ہے۔ اس وقت ان کے صرف تخمینے تیار کئے گئے ہیں۔ اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں چونکہ جب تخمینے تیار کئے گئے ہیں اور بطور ممبر صوبائی اسمبلی ہم سے مشورہ کیا گیا ہے اور ساری صورت حال ہمیں بتائی گئی تو جناب پچھلا اجلاس ختم ہونے کے بعد اور اس اجلاس کے شروع ہونے کے درمیان کے عرصہ میں ہمیں پتہ چلا کر صوبائی حکومت ہمارے اے ڈی پی میں جو ہم نے تجاویز دی ہیں ان کے ساتھ یہ زیادتی کر رہی ہے کہ جن دیہاتوں کی آبادی پانچ ہزار سے کم ہے وہاں پر ٹینک تعمیر کر رہی ہے اور جن کی آبادی پانچ ہزار سے زیادہ ہے وہاں پر اوور ہیڈ ٹینکیاں تعمیر کی جارہی ہیں تو جناب والا، جن دیہاتوں کی آبادی کم ہے ان کی خواتین کیسے ٹینک سے پانی بھر کر گھروں میں لائیں گی۔ کیا یہ اس دور میں ممکن ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جنجوعہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جہاں تک آپ کی یہ تحریک التوائے کار کا تعلق ہے اس میں جس مسئلہ کی نشاندہی کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور میں یہ توقع کروں گا کہ متعلقہ منسٹر صاحب اس کا ضرور کوئی حل نکالیں گے۔ لیکن جہاں تک آپ کی تحریک التوائے کار کے قانونی پہلوؤں کا تقاضا ہے کیونکہ یہاں قاعدے اور ضابطے کے تحت کارروائی ہوتی ہے اسلئے میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کی جو تحریک التوائے کار ہے وہ قاعدے اور ضابطے کے مطابق نہیں ہے اسلئے میں اسکو رول آوٹ کرتا ہوں اور اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! میں ایک نہایت اہم اور ضروری قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں جو کالا باغ ڈیم کے متعلق ہے مہربانی کرکے اس قرار داد کو پیش کرنے کی

اجازت دی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ آپ کی اور میاں مختار کی ایک ہی قرارداد ہے۔

**سید حسنات احمد شاہ:** جناب والا! میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس پی سی ایس کے متعلق ابھی چند کاغذات متداول ہوئے ہیں اور جناب منسٹر صاحب نے کل بڑی مہربانی سے وعدہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ چند چیزیں اس میں ایسی ہیں کہ فاضل ممبران کو انہیں دیکھنے کیلئے کچھ وقت چاہیئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے اور کیا نہیں لکھا ہوا۔ میں نے چونکہ بہت تھوڑے وقت میں اس کا مطالعہ کیا ہے اس سے بہت سی چیزیں واضح نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے میری گذارش ہے کہ جناب والا اگلے اجلاس میں اس کے لئے ایک یا دو دن رکھ لیں اس وقت تک ہم اسے پڑھ بھی لیں گے اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ اسکے Pros and Cons کیا ہیں اور ہمیں یہ موقع ملے کہ ہم اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اس سے حکومت کو بھی فائدہ پہنچے گا اور جن حضرات کو یہ کاپیاں بھیجی ہوئی ہیں ان کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شاہ صاحب آپ کس کے متعلق فرما رہے ہیں۔

**سید حسنات احمد شاہ:** جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو رپورٹ آئی ہے اس پر غور کیلئے اگلے اجلاس میں ایک یا دو روز رکھ دیئے جائیں تاکہ تمام ممبران اسمبلی اس پر اظہار خیال کر سکیں۔

**جناب وزیر قانون:** جناب والا جناب سپیکر نے اس پر فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق کل زیر بحث آئے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شاہ صاحب! اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ کل چونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اگر کل میاں صاحب کی قرارداد کو ٹیک اپ کر لیا جائے تو کیسا ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! اس پر گفتگو ہوئی تھی انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے اس لئے مہربانی کر کے اس قرارداد کو آج ہی پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جناب لاء منسٹر صاحب آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے۔

**جناب وزیر قانون:** جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے وہ بڑی اہم ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج اس پر کوئی بحث ہو، اس کیلئے ایک کمیٹی بنادی جائے جو اس کا مسودہ تیار کر کے کل ہاؤس میں پیش کرے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! اسے ابھی ٹیک اپ کیا جائے اسکے بعد اس پر کمیٹی بنادی جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر اس میں کوئی توضیع ہے تو پھر یہ کل پیش ہو۔ مجھے اس کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ نے اس قرارداد کی کوئی کاپی اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھی بھجوائی ہو گی۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جی ہاں، بھجوائی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ نے کس کو کاپی دی ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! میں نے قرارداد کی کاپی جناب سپیکر صاحب، کو پہنچا دی تھی اور اسی سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ قاعدہ نمبر ۱۶۵ کے تحت فوری طور پر پیش کی جاسکتی ہے۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** پوائنٹ آف آرڈر سر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی فرمائیے۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب والا! جیسا کہ پہلے بھی آپ کے نوٹس میں یہ بات آچکی ہے کہ کئی ایک اہم امور ہیں جو کہ مختلف معزز اراکین اسمبلی نے اس اجلاس میں پیش کئے ہوئے ہیں۔ جناب والا، ہر ایک کارروائی کو اسکی باری پر لیا جائے اور باری سے ہٹ کر اگر کوئی بات لی جائے گی تو بڑی بے انصافی والی بات ہو گی۔ مہربانی کرکے مداخلت نہ کریں۔ مجھے بات پوری کر لینے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** قریشی صاحب! آپ بیٹھئے۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے یہ ایک نہر ہے جس سے ایک لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے اور پانچ سو فٹ کے اوپر دریائے سندھ ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں معذرت کے ساتھ آپ سے عرض کروں گا کہ جو معاملہ زیر بحث ہے اس کے متعلق آپ بیان کریں۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب والا! میں اسی کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ اس نہر سے ایک لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے اور پانچ سو فٹ کے اوپر دریائے سندھ ہے وہ تحریک التوائے کار میں نے دی ہوئی ہے۔ چونکہ اس کی باری نہیں آ رہی اسلئے مجھے وہ پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی، اس لئے میں گزارش کروں گا کہ جس جس طرح کارروائی کیلئے وقت مقرر ہے آپ براہ مہربانی انصاف کیجئیے اور اسی کے مطابق کارروائی ہونی چاہئیے کیونکہ اس میں کل فیصلہ ہو چکا ہے۔ کل آپ نے اس ہاؤس میں ایک فیصلہ کیا تھا کہ یہ تحریک التوائے کار Out of Turn پیش نہیں ہوگی۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ تمام کارروائی وقت مقررہ کے مطابق کی جانی چاہئیے اس سے پہلے نہیں کرنی چاہئیے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ٹھیک ہے آپ کی بات سمجھ میں آ گئی۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! ان کا اشارہ تحریک التوائے کار کی طرف ہے میں تحریک التوائے کار نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ میں تو قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** قریشی صاحب آپ ذرا تشریف رکھئیے۔ میں ذرا ہاؤس سے پوچھ لوں۔ میں معزز ممبران سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی اس معاملے میں کیا رائے ہے کل چونکہ پرائیویٹ ممبر ڈے ہے؛

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! حکومت کی طرف سے اسکا عندیہ لے لیا جائے حکومت کے بنچوں سے جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے اور جناب وزیر آبپاشی نے بھی فرما دیا ہے کہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** قریشی صاحب! تشریف رکھئیے۔ جناب لاء منسٹر صاحب۔

**جناب وزیر قانون:** جناب والا! آپ خود ہی اس کے مجاز ہیں کہ رولز کو معطل کر کے اس کی اجازت دے سکتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** مجھے اسکا علم ہے۔ میں تو آپکی رائے لینا چاہتا ہوں۔

**وزیر قانون:** جو معزز ممبران کی خواہش ہے آپ خود ہی ان سے پوچھ لیں۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** معزز ایوان کی اس کے متعلق کیا رائے ہے کہ رول کو معطل کرکے اسکی اجازت دے دی جائے۔
**آوازیں:** اجازت نہیں ہے۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** قریشی صاحب! مجھے افسوس ہے کہ معزز ممبران کی اس بارے میں رائے نہیں ہے۔
**میاں عطا محمد قریشی:** وزیر قانون فرما چکے ہیں اسی طرح وزیر آبپاشی فرما چکے ہیں۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** وزیر قانون کے فرمانے سے ہی کام نہیں بنے گا۔ ہاؤس کی اجازت بھی لینی پڑتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔
**میاں عطا محمد قریشی:** ان کی سٹیٹمنٹ تو لے لیں۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** جو معزز ممبران اس بات کے حق میں ہیں کہ اس مسئلہ کے پیش کرنے کی اجازت دی جانے انکی کیا رائے ہے۔ میں اس کا خود فیصلہ نہیں کرنا چاہتا آپ لوگوں کو بھی اس فیصلہ میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ میاں عطا محمد صاحب کی جو قرارداد ہے کل چونکہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ کل اسکو لے لیا جائے کیونکہ وہ بضد ہیں کہ یہ ایک اہم معاملہ ہے اسکو آج ہی لیا جائے۔ آپ لوگوں کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے۔
**آوازیں:** کل اسکو لے لیا جائے۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ بولتے ہیں درمیان والے بولتے نہیں ہیں۔ کیا خاموشی نیم رضا میں شامل کرلی جائے۔
**وزیر آبپاشی و برقی قوت:** جناب والا! میری آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے استدعا ہو گی یہ معاملہ بڑا ہی اہم معاملہ ہے۔ قومی مسئلہ ہے۔ اسکو ہم صوبائی مسئلہ نہیں بنانا چاہتے۔ اس سے پورے پاکستان کو فائدہ پہنچے گا۔ پورے پاکستان کی زرعی معیشت کو فائدہ پہنچے گا۔ صنعتی معیشت کو فائدہ پہنچے گا۔ بات تو یہ بڑی اہم ہے لیکن چونکہ ہاؤس کی اس میں اس وقت آرا بٹی ہوئی ہے۔ اس میں میری استدعا ہو گی کہ اس اسمبلی کے

پورے جذبات جو ہیں یا تو پورا ہاؤس چیف منسٹر صاحب کو اختیارات دے دے کہ پورے کے پورے ہاؤس کے جذبات چیف منسٹر صاحب اپنی وساطت سے وفاقی حکومت کو پہنچا دیں یا اس پر ایک کمیٹی بیٹھ کر متفقہ طور پر ایک قرارداد کا مسودہ تیار کر لے بجائے اسکے کہ اسکو بحث میں ڈالا جائے متفقہ طور پر ایک قرارداد کا مسودہ تیار کر کے وفاقی حکومت کو بھیج دیا جائے اس پر انشاء اللہ ضرور غور ہو گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ بات آپکی ٹھیک ہے۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر اگر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ ایوان کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

**آوازیں:** بنا دی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کل ہی کمیٹی اس کا مسودہ تیار کر لے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! کمیٹی بنانے میں مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مہربانی کرکے میری بات تو سنیں۔ یہ حکومت کی طرف سے ایک اچھی بات ہے۔ مجھے قرارداد پڑھ کر سنانے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ اب پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس میں ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں جو اسکا مسودہ تیار کر لے اور اسکو کل ہاؤس میں منظوری کیلئے پیش کیا جائے۔ اس کے لئے ایک وزیر قانون ہو جائیں۔ وزیر آبپاشی ہو جائیں میاں عطا محمد قریشی صاحب ہو جائیں۔ میاں مختار شیخ صاحب کو اس میں رکھ لیا جائے۔ یہ چار صاحبان مل کر کوئی متفقہ ریزولیوشن لے آئیں تا کہ کل اسمبلی میں اسکو پیش کیا جائے۔

**میاں مختار احمد شیخ:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک قرارداد تھرمل پاورز سٹیشن ملتان کے سلسلے میں ہے۔

**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا! تحاریک التوائے کار آئی ہوئی ہیں۔ ان کا اپنا ایک طریق کار ہے بات بات پر رولز کو معطل کرنا بالکل غلط ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ آپ درست فرماتے ہیں۔ میاں صاحب، اسکے متعلق آپ کی

تحریک التوا کار نہیں تھی۔

**میاں مختار احمد شیخ:** نہیں جناب والا! مجھے وزیر قانون سے بات کرنے کا موقع ملا تھا انہوں نے آج پیش کرنے کیلئے مجھے اجازت دی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ان کی اجازت کافی نہیں ہاؤس سے بھی اجازت لینی پڑتی ہے۔ رولز کو معطل کرنا پڑتا ہے۔

**میاں مختار احمد شیخ:** میں سارے بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ یہ ملتان کا ایک بڑا اہم ترقیاتی منصوبہ ہے جس کو التواء میں ڈالا جا رہا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ رولز کی معطلی کی روایات کو زیادہ قائم نہیں کرنا چاہئیے۔ اگر خاص کوئی اہم نوعیت کا معاملہ ہو تو اس کیلئے رول کو معطل کیا جائے۔

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب والا! بجلی کی لوڈشیڈنگ اس قدر ہمارے علاقے میں ہے بلکہ سارے پنجاب میں ہے۔ پنجاب بجلی کی لوڈشیڈنگ سے اس قدر نقصان اٹھا رہا ہے اس تھرمل پاورز سٹیشن کو اگر تاخیر میں ڈال دیا گیا تو پہلے بھی دوسرے صوبے بجلی میں خود کفیل ہیں۔ صوبہ سرحد، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ بھی بجلی میں خود کفیل ہیں لیکن یہ تھرمل پاورز سٹیشن خالصتاً پنجاب کیلئے ہے میں سارے بھائیوں سے استدعا کروں گا۔ میں دست بستہ گذارش کروں گا کہ یہ اتنا بڑا پنجاب کا اہم پاورز سٹیشن ہے اسکے متعلق مجھے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** وزیر قانون صاحب! آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے۔؟

**وزیر قانون:** میں جناب والا! پہلے بھی رائے دے چکا ہوں کہ ہاؤس نے اسکی اجازت دینی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کبھی آپ اپنی رائے بھی دے دیا کریں تاکہ ہماری بھی رہنمائی ہو جایا کرے۔ معزز ممبران کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے۔

**آوازیں:** اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ اس کی اجازت نہیں دیتے۔

**جناب فضل حسین راہی:** قرارداد واقعی اس نوعیت کی ہے کہ یہ بڑی اہم ہے۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** راہی صاحب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں بھی واقفیت رکھتا ہوں لیکن اپنے فیصلے میں آپ لوگوں کا فیصلہ بھی شامل کرنا چاہتا ہوں۔
**وزیر صنعت:** جناب سپیکر! میں گذارش کروں گا کہ ہمیں قانون سازی جو آج کے ایجنڈے میں ہے اسے کرنا چاہئیے۔ جو اہم معاملات ہیں ان کا ہمیں بے حد احترام ہے لیکن ان کو اپنے حالات کے مطابق چلانا چاہئیے لہذا قانون سازی بھی ضروری ہے۔
**میاں مختار احمد شیخ:** قانون سازی کیلئے ایوان کے وقت میں ایک گھنٹہ کی توسیع کر لیں۔ سارے بھائیوں نے اجازت دے دی ہے۔
**جناب فضل حسین راہی:** جناب سپیکر مسئلہ یہ ہے کہ آپ رول معطل کر کے اجازت دے سکتے ہیں لیکن رول کو معطل کرنا بڑا اہم معاملہ ہوتا ہے۔ کیا آپ ایسے معاملات میں رولز کو معطل کرتے چلے جائیں گے یہ آپ کی کوئی اچھی روایت نہیں ہوگی۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہی میں عرض کر رہا تھا۔
**جناب فضل حسین راہی:** آپ کوشش کیا کریں کہ حتی الواسع آپ کو رولز معطل نہ کرنا پڑیں آپ رول معطل کر سکتے ہیں لیکن معطل نہ کرنا پڑیں۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ یہ ٹھیک فرما رہے ہیں۔
**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** جناب والا! جو سپیکر بہتر سمجھتا ہے وہ کرے۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ کے ارشاد کے متعلق مجھے علم ہے لیکن میں اپنا فیصلہ آپ پر ٹھونسنا نہیں چاہتا۔ میں اپنے فیصلے میں آپ لوگوں کو بھی شامل کرنا چاہتا ہوں۔
**بیگم نجمہ تابش الوری:** جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں روز روز رولز کو معطل کرنا ایک مذاق بنا لیا گیا ہے۔ ایک نہایت اور فوری نوعیت کا معاملہ ہے اس پر آپ براہ مہربانی غور و خوض کے بعد اگر مناسب سمجھیں تو قواعد کو معطل کریں ورنہ قواعد انضباط کار کی پابندی لازمی ہے۔
**جناب ڈپٹی سپیکر:** ٹھیک ہے۔ میاں صاحب، ایسا کرتے ہیں کہ ایک کمیٹی بنا لی

جائے جو متفقہ طور پر اس معاملہ کو دیکھ لے اور ایک متفقہ Resolution لے آئے جو اس ہاؤس میں پیش کیا جائے۔

**جناب فضل حسین راہی:** یہ معاملہ اپنی باری پہ پیش کر دیں گے فیصلہ بعد میں لے لیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جو پہلے کمیٹی بنائی جا چکی ہے وہی کمیٹی آپ کا ریزولیوشن دیکھ لے گی اس کے متعلق صحیح Drafting کر لے گی کل اسکو پیش کریں گے۔

**میاں محمد افضل حیات:** جناب سپیکر! یہ مسئلہ ابھی پیش بھی نہیں ہوا۔ دوسرے کئی ایک حکومتی پارٹی کے مسئلے ہیں اسکو یہ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں حل کر سکتے ہیں۔ ان کو اسمبلی میں لانا کوئی مناسب نہیں ہوتا کیونکہ یہ ایک حکومت اور ایک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہتر ہو گا کہ ایسے مسائل وہاں حل کر لیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** پہلے جو کمیٹی بنا دی ہے وہ یہ دیکھ لے گی اس معاملے میں اگر ضروری ہوا کل وہ پیش کریں گے۔

**میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل:** جناب والا! میں نے تحریک التواء کار کیلئے منت کی تھی۔ اگر جناب اسکو بھی اس کمیٹی کے سپرد کر دیں تو میں آپ کا شکر گذار ہوں گا۔ اس کیلئے میں نے واک آؤٹ بھی کیا تھا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ممبر صاحب ابھی تو کل سیشن ہے۔ شاید کل آپ کی باری آ جائے۔

**میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل:** ابھی تو جناب والا! ۳۰ نمبر ہے۔ ۸۵ نمبر کہاں آئے گا۔ اگر اسکو آپ کمیٹی میں دے دیتے ہیں تو میری گذارش کو بھی کمیٹی میں دے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ممبر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اب ہم قانون سازی کر لیتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب۔

**بیگم نجمہ تابش الوری:** جناب سپیکر، مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے؟

**جناب ڈپٹی سپیکر:** فرمایئے! بیگم صاحبہ۔

**بیگم نجمہ تابش الوری:** جناب والا! جیسا کہ ہم نے سیمینار Attend کیا تھا اور اس میں بحث ہوئی تھی کہ تحریک التواء حکومت کے خلاف قرارداد مذمت ہوتی ہے۔ وہاں "کال اٹینشن موشن" کا ذکر آیا تھا۔ تو جناب والا، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس کے لئے کوئی الگ طریق کار ہے۔ آپ کوئی شارٹ نوٹس دیں۔

**بیگم نجمہ تابش الوری:** میں نے اس کا نوٹس سپیکر صاحب کو دیا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** وہ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو دیں۔ اس پر قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی ہو گی۔

**بیگم نجمہ تابش الوری:** یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار میں Call Attention Motion کی ایک دفعہ رکھی جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** بیگم صاحبہ، آپ تشریف رکھیں۔

**بیگم نجمہ تابش الوری:** آپ میری پوری بات تو سن لیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس کے لئے طریق کار ہے۔ آپ وہ اختیار کریں۔

**بیگم نجمہ تابش الوری:** میں نے سپیکر صاحب سے بات کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ اس پر ایوان میں بات کریں۔ ایوان کی اجازت ضروری ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ آپ پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ کو تحریری نوٹس پہنچائیں۔ اس کے بعد اس پر بات ہو گی۔

**بیگم نجمہ تابش الوری:** میں نے تحریری نوٹس بھجوایا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ ابھی اسمبلی سیکرٹریٹ کو آپ کی Motion کا نوٹس نہیں پہنچا۔ جناب وزیر قانون صاحب، کل قانون سازی کے جو بل تھے، اس کے متعلق آج کے لئے آپ نے کچھ پینڈنگ کروایا تھا۔ کوئی فیصلہ ہوا؟

**وزیر قانون:** جناب والا! میں ان بلوں کی واپسی کے لئے آپ سے استدعا کرتا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی چیف منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ بات پہلے کابینہ میں آئے گی، پھر

پارلیمانی گروپ میں آئے گی، اس کے بعد ہم نیا بل لائیں گے۔ لہذا مجھے وہ چاروں بل واپس لینے کی اجازت فرمائیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اس بارے میں معزز ایوان کی کیا رائے ہے۔ وہ بل واپس لے لیں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟

**آوازیں:** کوئی اعتراض نہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** یہ بل واپس لئے جاتے ہیں۔ دوسرے تو پیش ہی نہ ہوئے تھے۔

**میاں محمد افضل حیات:** یہ بل کس قاعدے کے تحت واپس ہو رہے ہیں؟

**وزیر قانون:** ایوان نے واپس لینے کی اجازت دے دی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میاں صاحب، ایوان نے اسکی اجازت دے دی ہے۔

**میاں مختار احمد شیخ:** پوائنٹ آف آرڈر، ابھی تو ہمارے پاس وقت ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** اب اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ (اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی ۳۱ مارچ ۱۹۸۷ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی۔)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

منگل، 31 مارچ 1987ء

(سہ شنبہ 30 رجب 1407ھ)

جلد 9 شمارہ 8

## سرکاری رپورٹ

## مندرجات

منگل، 31 مارچ 1987ء

صفحہ نمبر


تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ ــــــــــ 699

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی وفات پر قرارداد تعزیت و فاتحہ خوانی ــــــــــ 700

قلیل المہلت سوال ــــــــــ 703

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ــــــــــ 710

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ــــــــــ 731

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ــــــــــ 760

مجلس قائمہ برائے استحقاق کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ــــــــــ 769

مسئلہ استحقاق :-

گریڈ 7 تا 15 کے ملازمین کی اراکین اسمبلی یا وزراء کی سفارشات سے بھرتی پر پابندی ــــ 782

سوال نمبر 1760 کے غلط جواب کی فراہمی ــــــــــ 794

ایم پی اے کے ساتھ میو ہسپتال لاہور کے ڈاکٹر کی بدتمیزی ــــــــــ 800

اراکین اسمبلی کی رخصت ــــــــــ 805


جاری ..........

صفحہ نمبر

**تحاریک التوائے کار:-**

گورنمنٹ تہذیب البنات ہائی سکول گوجرانوالہ کی تعمیر ومرمت کی طرف عدم توجہی ـــــ 808
گورنمنٹ گرلز انٹر کالج گوجرانوالہ کے لیے جگہ کی فراہمی ـــــ 817

**مسودہ قانون:-**

مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع مصدرہ 1987ء ـــــ 837
قراردادیں (جاری) ـــــ 847

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

منگل، 31 مارچ 1987ء
(سہ شنبہ 30 رجب 1407ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اُردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورہ لقمان آیت ۳۳، سورہ بقرہ آیت ۲۸۶)

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آسکے اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے بے شک اللہ کا وعدہ سچا و برحق ہے پس دُنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے والا شیطان تمہیں اللہ کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے سکے۔

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتا۔ اچھے کام کرے گا تو اسے اُس کا فائدہ پہنچے گا۔ برے کام کرے گا تو اسے اس کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار ہم سے اگر بھول چوک سے یا خطا سے کوئی کام غلط ہو گیا ہو تو ہم مؤاخذہ نہ کرنا۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو۔ جیسا کہ ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا۔ پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سروں پر نہ رکھنا۔ ہمارے گناہوں سے درگذر فرمانا ہمیں بخش دینا ہم پر رحم فرمانا تو ہی ہمارا مالک ہے ہم کو کافروں پر غلبہ عطا فرمانا۔ وما علینا الا البلاغ

# علامہ احسان الٰہی ظہیر کی وفات پر قرارداد تعزیت و فاتحہ خوانی

**چودھری غلام رسول:** جناب سپیکر! گذارش ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کی وفات حسرت آیات کے سلسلے میں اجلاس کو ملتوی کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

**میاں محمد افضل حیات:** جناب سپیکر! میں گذارش کروں گا کہ ان کی وفات پر پہلے ایوان میں فاتحہ خوانی کی جائے اس کے بعد ایک قرارداد تعزیت منظور کی جائے تاکہ لواحقین کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ اس کے ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ ایوان حکومت پر زور دے کہ اس واقعہ کے مجرموں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے اور ان کو سزا دی جائے اور ان کے افسوس میں اجلاس کو نصف گھنٹہ کے لئے ملتوی کیا جائے۔

**چودھری غلام رسول:** میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ ایک عظیم مذہبی اور سیاسی رہنماء تھے۔ اس لئے یہ سانحہ ساری قوم کے لئے افسوس ناک ہے۔ دعائے مغفرت کے بعد میں گذارش کروں گا کہ اس کے سوگ میں آج اجلاس ملتوی کیا جائے۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** جناب والا! اجلاس کی کارروائی ملتوی کرنے کی بجائے اگر آپ پسند کریں تو آدھے گھنٹے کے لئے ایوان کو ملتوی کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب والا! آج ۱۱ بجے غائبانہ نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی جائے گی۔ اگر گیارہ بجے کے قریب ایوان کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے تو تمام حضرات نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں گے اور ان کا غم ہلکا ہو جائے گا ہم اگر تمام نمائندے جنازہ میں شریک ہوں گے تو ان کے ساتھ ہمدردی ہو گی اور اس طرح دعائے مغفرت اور نماز جنازہ میں شرکت بھی ہو جائے گی۔

**جناب سپیکر:** شکریہ! جناب غلام حیدر وائیں۔

**وزیر صنعت** (جناب غلام حیدر وائیں): جناب والا! میں اپنے جملہ فاضل بھائیوں کے جذبات میں شریک ہوں اور صوبائی حکومت بھی اس سانحہ اور المیہ پر ان کے لواحقین

سے اظہار ہمدردی کرتی ہے اور وہ تشدد آمیز سانحہ جو گذشتہ ہفتے لاہور میں پیش آیا اس کے شہداء میں آج ایک اور شہید کا اضافہ ہوا ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب اسلام کے ایک عظیم مفکر، مبلغ اور عظیم محب وطن پاکستانی اور بلاشبہ ملت اسلامیہ کے ایک جید عالم تھے۔ وہ سعودی عرب میں رحلت فرما گئے ہیں۔ ہم اس عظیم سانحہ میں برابر کے شریک ہیں اور یہ ایوان ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کرے اور جیسا کہ میرے بھائی حذب اختلاف نے ارشاد فرمایا کہ ان کے جذبات سے ہم ان کے لواحقین کو آگاہ بھی کریں اور جہاں تک غائبانہ نماز جنازہ کا تعلق ہے اس میں دو باتیں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ہم چند منٹ کے لئے آج کے اجلاس کی کارروائی کو ملتوی کریں۔ اس بات کو دیکھ لیا جائے اور یہ بھی خیال رہے کہ غالباً آج اس اجلاس کا آخری روز ہے اور دوسرا پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی ہے۔ اس لئے بعض احباب کی خواہش ہو گی کہ ان کی قراردادیں زیر بحث لائی جائیں اور ان پر غور کیا جائے اس لئے ان باتوں کو دیکھ کر آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں انشاء اللہ ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

**جناب سپیکر:** چودھری صدیق سالار۔

**چودھری محمد صدیق سالار:** (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک) جناب والا! وائیں صاحب کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے میں اس ایوان کے معززاراکین سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ حضرت علامہ صاحب کی وفات کے سوگ میں ایوان میں پانچ منٹ کے لئے مکمل خاموشی اختیار کر کے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہیئے۔

**ملک ممتاز احمد خان بھچر:** خاموشی تو غیر اسلامی طریق کار ہے۔

**چودھری محمد صدیق سالار:** جناب والا! چونکہ ہم سب ان کے غم میں ان کے خاندان کے ساتھ ہیں۔ چونکہ حدیث نبوی ہے کہ عالم کا فوت ہونا پورے عالم کا فوت ہو جانا ہے اور پورے پاکستان کے ہر مسلمان کی آنکھیں پر نم ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی خدمت کرنے کے لئے طاقت بخشے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! جیسا کہ قائد حذب اختلاف کی طرف سے یہ

تحریک پیش کی گئی ہے کہ علامہ مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے اور ان کے سوگوار خاندان اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کے لئے ایک قرارداد تعزیت پیش کی جائے۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی انتظامیہ کے خلاف ایک قرارداد مذمت بھی پیش کی جائے جو تا حال ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی پولیس اور دوسری انتظامیہ بڑی تگ و دو کر رہی ہیں اور تفتیش کو صیغہ راز میں رکھ رہے ہیں۔ تو جو کام وہ ذاتی محنت، کوشش، محبت اور خلوص سے کر رہے ہیں۔ اگر ہم اس قسم کی قرارداد پیش کریں گے تو بد دل ہوں گے۔ اس لئے میرے خیال میں ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔ ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئیے تاکہ وہ ملزمان کو گرفتار کریں۔ ہماری ہمدردیاں علامہ صاحب کے ساتھ ہیں۔

**جناب سپیکر:** تو اس سلسلے میں جملہ حضرات نے جس میں قائد حزب اختلاف اور جناب چودھری غلام رسول صاحب نے یہ ایک قرارداد پیش کی ہے جو کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم و مغفور کے بارے میں ہے کہ ان کے اس انتہائی افسوس ناک وفات پر یہ ایوان اظہار ہمدردی کے طور پر مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرے اور ایک قرارداد پاس کی جائے جس میں ان کے لواحقین سے اس ایوان کی طرف سے پوری طرح اظہار ہمدردی کیا جائے اور اس کے علاوہ ان کے سوگ میں یہ معزز ایوان کچھ دیر کے لئے ملتوی ہو جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہم دس منٹ کے لئے اس ایوان کی کارروائی کو ان کے سوگ میں ملتوی کریں گے اور اس سلسلے میں ایک قرارداد بھی ہم پاس کر کے ان کی روح کو ایصال ثواب کے لئے ہم فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اگر جنازے میں شرکت ہو جائے تو اور بھی اچھا ہے۔

**جناب سپیکر:** فاتحہ خوانی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

**جناب سپیکر:** دس منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی دس منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

## قلیل المہلت سوال

**جناب سپیکر:** ہمارے پاس ایک قلیل المہلت سوال میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے۔

**میاں محمد اسحاق:** جی۔ میں یہ سوال پڑھ دوں۔

**جناب سپیکر:** آپ کو سوال پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جناب وزیر اوقاف۔

* 2828 - **میاں محمد اسحاق:** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) محکمہ اوقاف کے قانونی مشیر نے اپنی تقرری سے لے کر آج تک کتنے محکمانہ مقدمات کی کن عدالتوں میں پیروی کی ہے۔ مکمل تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) مذکورہ مقدمات میں سے کتنے مقدمات محکمہ کے خلاف دائر ہوئے اور کتنے محکمہ نے ازخود دائر کئے۔ مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

(ج) مذکورہ مقدمات میں سے کتنے مقدمات محکمہ کے خلاف اور کتنے محکمے کے حق میں فیصلہ ہوئے اور کتنے مقدمات ابھی التواء میں پڑے ہیں۔ نیز التواء کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا محکمہ اپنے قانونی مشیر کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔ اگر نہیں تو اس ضمن میں کارکردگی بہتر بنانے کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔؟

**وزیر اوقاف** (ملک خدا بخش ٹوانہ):

(الف) ریاض کیانی محکمہ اوقاف کے جزوقتی مشیر قانون ہیں۔ ان کی تعیناتی بطور مشیر قانون محکمہ اوقاف ۱۹۶۷ء میں عمل میں لائی گئی وہ عرصہ بیس سال سے محکمہ کے کئی مقدمات کی پیروی کر چکے ہیں۔ جن کی مکمل تفصیل اتنی قلیل مدت میں دینا مشکل ہے۔ تاہم مختصر جوابات پیش خدمت ہیں۔

**چودھری گل نواز وڑائچ:** جناب والا! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ ممبر ان کی

بڑی خواہش ہے اگر جناب والا پسند فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔

**جناب سپیکر:** اس سوال کا جواب پیش ہونے دیں کیونکہ یہ Take Up ہو چکا ہے۔

**وزیر اوقاف:** ۱۹٦۷ء سے لے کر ۱۹۷۷ء تک مشیر قانون نے تقریباً ۱۴۱ مقدمات کی پیروی کی ہے۔ ان کی تفصیل جیسا کہ سوال نمبر ۲۸۲۸ (الف) میں طلب کی گئی ہے۔ منسلک گوشوارہ سے ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ ۱۹۷۷ء سے لیکر ۱۹۸۷ء تک جن مقدمات کی پیروی کی ہے ان میں ۱۲ کا تعلق عدالت عظمیٰ جبکہ ۵٦ کا عدالت عالیہ سے ہے اور بقیہ ۱۵ مقدمات ڈسٹرکٹ جج لاہور سے متعلق ہیں۔

(ب) مذکورہ مقدمات میں سے ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۷ء ۷۵ مقدمات محکمہ کے خلاف مختلف پارٹیوں نے دائر کئے ہیں۔ جبکہ ۸ مقدمات محکمہ اوقاف نے مختلف پارٹیوں کے خلاف ہائی کورٹ میں دائر کئے ہیں۔

(ج) ۱۹٦۷ء سے ۱۹۸۷ء تک جن مقدمات کی پیروی مشیر قانون اوقاف نے کی ان میں سے صرف ۷ مقدمات کا فیصلہ محکمہ کے خلاف ہوا ہے جبکہ ۷۵ مقدمات کا فیصلہ مختلف عدالتوں سے محکمہ کے حق میں ہوا ہے۔ مزید ۱۴۱ مقدمات مختلف عدالتوں میں ابھی تک زیر سماعت ہیں اور ان کی سماعت کی باری ابھی تک نہیں آئی۔

(د) محکمہ اوقاف اپنے مشیر قانون کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

## گوشوارہ بابت قلیل المہلت سوال نمبر 2828

| نمبر شمار | تعداد مقدمات | نام وقف املاک | عنوان | نتیجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱- | ۲۵ | بی بی پاک دامن لاہور | عبدالکریم وغیرہ بنام اوقاف | فیصلہ محکمہ کے حق میں ہوا |
| ۲- | ۲ | لال وریام | مہر ریحان وغیرہ بنام اوقاف | ایضاً |
| ۳- | ۱ | پیر احمد دین وقف | بشیر اللہ بنام اوقاف | محکمہ نے واگزار کر دیا |
| ۴- | ۱ | داتا دربار وقف املاک | ملک خلیل احمد وغیرہ بنام اوقاف | فیصلہ محکمہ کے حق میں ہوا |
| ۵- | ۱ | جائیداد حافظ محمود ٹرسٹ | محی الدین وغیرہ بنام اوقاف | ایضاً |
| ۶- | ۱ | حضرت فضل حسین شیخوپورہ | محمد اسماعیل بنام اوقاف | محکمہ کے حق میں ہوا |
| ۷- | ۱ | میاں وڈا تاج پورہ لاہور | محمد نذیر بنام اوقاف | ایضاً |
| ۸- | ۱ | چلہ میاں میر صاحب انار کلی لاہور | اوقاف بنام محمد جہانگیر | فیصلہ محکمہ کے خلاف ہوا |
| ۹- | ۱ | زرعی اراضی منسلک فرید شاہ ڈھولن وال لاہور | عبدالحمید بنام اوقاف | فیصلہ محکمہ کے حق میں ہوا |
| ۱۰- | ۱ | دہلی مسلم ہوٹل لاہور | محمد نذیر بنام اوقاف | باضاً ایضاً |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | داتا دربار وقف املاک | غلام جیلانی بنام اوقاف | ایضاً |
| ۱۲- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | دربار کرماں والی لاہور | محمد علی شاہ بنام اوقاف | ایضاً |
| ۱۳- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | قبرستان پھالیہ | محمد نواز بنام اوقاف | ایضاً |
| ۱۴- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | پیر گوہر شاہ محمود بوٹی | محمد شریف بنام اوقاف | ایضاً |
| ۱۵- | ۱ | سول جج لاہور | داتا دربار وقف املاک | امداد علی بنام اوقاف | ایضاً |
| ۱۶- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | تکیہ شادے شاہ حسن | حسن دین اوقاف | ایضاً |
| ۱۷- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | مسجد وزیر خان | حاجی محمد صادق بنام اوقاف | ایضاً |
| ۱۸- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | نیلا گنبد لاہور | جی اے غنی بنام اوقاف | ایضاً |
| ۱۹- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | مسجد مولوی تاج دین | محمد جلال بنام اوقاف | ایضاً |
| ۲۰- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | دربار پاکپتن شریف | عالیہ بنام اوقاف | ایضاً |
| ۲۱- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | مسجد لانگڑیاں والی گوجرانوالہ | غلام قادر بنام اوقاف | ایضاً |
| ۲۲- | ۱ | سول جج لاہور | دربار شاہ فرید ڈھولنوال | حسن دین امام | ایضاً |
| ۲۳- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | مسجد تحصیل والی کچہری بازار فیصل آباد | علم الدین وغیرہ بنام اوقاف | ایضاً |
| ۲۴- | ۴ | ہائی کورٹ لاہور | داتا دربار لاہور وقف املاک | میاں محمد اعظم وغیرہ بنام اوقاف | ایضاً |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲۵- | ۶ | سول جج لاہور | بادشاہی مسجد لاہور | عبدالعزیز و دیگر پانچ کس بنام اوقاف | ایضاً |
| ۲۶- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | پاکپتن شریف | دیوان غلام قطب الدین اور دیوان غلام بختاور، حاجی اشرف بنام اوقاف | فیصلہ محکمہ کے حق میں ہوا سپریم کورٹ میں اپیلیں مختلف فریق کی زیر سماعت ہیں |
| ۲۷- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | سردار حمید اللہ ٹرسٹ رحیم یارخان | سردار محمد غضنفر اللہ خان بنام اوقاف | محکمہ کے حق میں فیصلہ ہوا |
| ۲۸- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | امام الحق شاہ سیالکوٹ | اوقاف بنام خواجہ الطاف علی وغیرہ | ایضاً |
| ۲۹- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | بابا سید لال شاہ چاچڑا | برکت حسین وغیرہ بنام اوقاف | ایضاً |
| ۳۰- | ۱ | ڈسٹرکٹ جج لاہور | جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث پونچھ روڈ لاہور | میاں محمد عالم بنام اوقاف | ایضاً |
| ۳۱- | ۱ | سول جج لاہور | نیلا گنبد لاہور | تاج اختر بنام اوقاف | ایضاً |
| ۳۲- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | داتا دربار وقف املاک | محمد اکرام بنام اوقاف | ایضاً |
| ۳۳- | ۱ | ڈسٹرکٹ جج لاہور | حضرت سر بلند لاہور | غلام فاطمہ بنام اوقاف | ڈسٹرکٹ جج لاہور نے محکمہ کے حق میں فیصلہ کیا اور اپیل ہائی کورٹ میں زیر التواء ہے |
| ۳۴- | ۱ | | | | |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۳۵- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | بابا حسین شاہ ساہیوال | خواجہ سید طواہر شاہ بنام اوقاف | محکمہ کے خلاف فیصلہ ہوا۔ کیس ڈسٹرکٹ کو واپس بھیج دیا گیا ہے۔ |
| ۳۶- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | زرعی زمین چک بدھا سیالکوٹ | محمد شریف بنام اوقاف | محکمہ کے حق میں فیصلہ ہوا۔ |
| ۳۷- | ۱ | ڈسٹرکٹ جج لاہور | چلہ شاہ مردان لاہور | ڈاکٹر اقبال بنام اوقاف | ایضاً |
| ۳۸- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | امام باڑہ فقیر جمال الدین | ریاض حسین بنام اوقاف | ایضاً |
| ۳۹- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | زرعی اراضی فیصل آباد | محمد نواز بنام اوقاف | محکمہ کے حق میں فیصلہ ہوا |
| ۴۰- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | مسجد دالگراں لاہور | عبدالروف بنام اوقاف | ایضاً |
| ۴۱- | ۱ | ہائی کورٹ لاہور | دربار قریب اللہ صاحب شیخوپورہ | محمد شریف بنام اوقاف | محکمہ کے حق میں فیصلہ ہوا۔ اپیل سپریم کورٹ میں زیر التواء ہے۔ |

**میاں محمد اسحاق:** میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس فہرست میں وہ مقدمات درج ہیں جو کہ آپ کے علم میں بھی ہیں کہ میاں میر دربار کی زمین کے متعلق التواء میں رکھے گئے ہیں اور ان کو جان بوجھ کر اس گوشوارہ میں درج نہیں کیا گیا یا اس زمین کا کوئی بھی مقدمہ نہیں۔

**وزیر اوقاف:** جناب والا، اس زمین کے متعلق کئی مقدمات ہیں اور جیسا کہ عدالت کا اپنا طریق کار ہے اور ان میں سے بعض کے متعلق حکم امتناعی بھی ہیں وہ اس ضمن میں عدالتوں میں معرض التواء میں پڑے ہیں۔

**میاں محمد اسحاق:** میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو باقی مقدمات کی تفصیل دی گئی ہے ان مقدمات کو اس جواب میں درج کرنے میں کیا اعتراض تھا۔ یہ جان بوجھ کر نہیں کیا گیا یا سہواً نہیں کیا گیا یا کوئی کوتاہی ہے؟

**وزیر اوقاف:** اگر فاضل رکن فرمادیں کہ اس میں فلاں مقدمے کا اندراج نہیں تو میں اس کے متعلق عرض کر سکوں گا۔ جتنے بھی مقدمے ہیں اس منسلکہ گوشوارہ میں درج ہیں۔

**میاں محمد اسحاق:** یہ وہ مقدمہ ہے کہ جس کے متعلق آپ نے مجھے بلایا اور یہاں زمین والوں اور محکمہ اوقاف کا تصفیہ کرانے کی ہم نے کوشش کی۔ انہوں نے عدالت سے STAY لے کر مقدمہ کو التواء میں رکھا ہوا ہے اور زمین کو خورد برد کر رہے ہیں۔ جناب والا وزیر موصوف کو زمین کی پوری BACKGROUND کا پتہ ہے کہ وہ کیسے اس کو خورد برد کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق میں محکمہ کے علم میں اور آپ کے علم میں ہزار مرتبہ لا چکا ہوں۔ میں یہ آخری STAGE جاننا چاہوں گا کہ اس مقدمے کو کیوں التواء میں رکھا گیا ہے۔ آپ اس بات کا بھی اندازہ کریں کہ تمام مقدمات کی تفصیل اس فہرست میں دی گئی ہے۔ اگر آپ کا مقدمہ عدالت میں ہے تو اس میں جان بوجھ کر اسے درج کیوں نہیں کیا گیا؟

**وزیر اوقاف:** جناب والا اس فہرست میں تمام مقدمات درج ہیں جیسا کہ فاضل رکن فرماتے ہیں کہ کوئی ایک مقدمہ ایسا ہے جس کا اس میں کوئی ذکر نہیں تو اس پر ہم محکمہ سے اس کا جواب طلب کرتے ہیں اگر انہوں نے دیدہ دانستہ کوتاہی کی ہے تو ہم اس پر

کارروائی کریں گے۔ جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ بڑی دیر سے ایسے معاملات پیش آئے ہیں یہ درست ہے اور یہ اچھی چیز نہیں یہ محکمہ کے لئے بڑی نقصان دہ چیز ہے جس زمین کا وہ ذکر فرما رہے ہیں وہ واقعی بڑی قیمتی زمین ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم اسے مل بیٹھ کر طے کرنا چاہتے تھے لیکن عدالت کے STAY کی وجہ سے معاملہ طے نہ ہو سکا۔ اس میں اگر قانونی مشیر سے کوئی کوتاہی ہوئی تو ہم اس کا بھی پوری طرح نوٹس لیں گے اگر اس میں ایسا کوئی معاملہ ثابت ہو گیا تو میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ اور اسے عہدہ سے ہٹایا بھی جا سکتا ہے اور ہم اسے بدل دیں گے اگر یہ بات ثابت ہو گئی-----

**جناب سپیکر:** یہ نشان زدہ سوالات ہیں، جناب سردار الطاف حسین صاحب۔

# نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## ڈائریکٹر جنرل محکمہ تعلقات عامہ کی آسامی پر مرکزی حکومت کے افسر کی تعیناتی

* 706- **جناب سردار الطاف حسین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈائریکٹر جنرل ڈائریکٹر پروٹوکول اور ڈائریکٹر پریس انفارمیشن محکمہ تعلقات عامہ حکومت پنجاب کی آسامیاں کس کس گریڈ میں ہیں اور اس وقت ان آسامیوں کے مجاز کس کس گریڈ کے آفیسر الترتیب تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈائریکٹر جنرل محکمہ تعلقات عامہ حکومت پنجاب کے عہدہ دار گریڈ نمبر ۲۰ پر مرکزی حکومت کے گریڈ نمبر ۱۸ کے آفیسر کو بلا کر تعینات کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈائریکٹر جنرل کے ماتحت حکومت پنجاب کے گریڈ

نمبر ۱۹ کے افسران تعینات ہیں جو محکمہ تعلقات عامہ کی سروس سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔
(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان وجوہات کا ذکر کرنا پسند کرے گی جن کے محکمہ تعلقات عامہ کی سروس کے گریڈ ۱۹ کے افسروں کو نظر انداز کر کے مرکزی حکومت کے گریڈ ۱۸ کے آدمی کو ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ در گریڈ ۲۰ پر تعینات کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اس سلسلہ میں فوری کارروائی کر کے صورت حال کو صحیح کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری** (مہر سعید احمد ظفر)
(الف) ڈائریکٹر جنرل تعلقات عامہ پنجاب کی اسامی بی پی ایس ۲۰ میں ہے جبکہ ڈائریکٹر پروٹوکول اور ڈائریکٹر مانٹرنگ کی اسامیاں بی پی ایس ۱۹ میں ہیں۔ اس وقت ڈائریکٹر جنرل تعلقات عامہ کی اسامی خالی ہے اور اس کا اضافی چارج سیکرٹری محکمہ اطلاعات و ثقافت کے پاس ہے۔ ڈائریکٹر پروٹوکول اور ڈائریکٹر مانٹرنگ کی اسامیوں پر بی پی ایس ۱۹ کے افسران تعینات ہیں۔
(ب و ج) جزو الف کے جواب کے پیش نظر غیر ضروری ہے۔
(د) محکمہ تعلقات عامہ کے افسران کو ترقی دینے کے سلسلہ میں نظر انداز نہیں کیا گیا۔ حال ہی میں محکمہ مذکور کی مسز شہناز ارشد کو ڈائریکٹر جنرل، تعلقات عامہ کی اسامی پر بی پی ایس ۲۰ میں عارضی ترقی دی گئی ہے۔ اس وقت وہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر، پنجاب کونسل آف آرٹس کی اسامی پر تعینات ہیں۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** جناب والا میں کچھ ارشاد کر سکتا ہوں؟

**جناب سپیکر:** جی ہاں ارشاد فرمائیے۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** جناب والا میں نے عرض کیا تھا کہ یہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اور آخری تاریخ ہے، حزب مخالف کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے سوا یہاں پر کوئی نہ بولے جو بھی چیز وہ پیش کریں وہ سنی جائے خواہ وہ اچھی ہو یا بری ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پیش کر ہی دیں تاکہ ان کا شوق پورا ہو جائے۔

آج چونکہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اس لئے اس کارروائی کو معطل کیا جائے تاکہ ممبر صاحبان کچھ عرض کر سکیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کا مقصد ہے کہ یہ وقفہ سوالات کو ختم کر دیا جائے۔

**وزیر قانون:** سوالات ہونے چاہیں یہ اراکین کا حق ہے اسے کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

**جناب سپیکر:** جناب اختر حسین رضوی، جناب میاں محمد افضل حیات۔

# لاہور پریس کلب کے فنڈز میں خورد برد کی تحقیقات

* 8242-**میاں محمد افضل حیات:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے لاہور پریس کلب کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ اراضی پٹہ پر دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی دست ہے کہ اس قطعہ اراضی اور پریس کلب کی تعمیر کے لئے حکومت نے پریس کلب کے عہدیداروں کو لاکھوں روپے کا عطیہ دیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور پریس کلب کی عمارت کئی سال گذرنے کے باوجود تعمیر نہیں ہو سکی اور سرکاری گرانٹ خورد برد کر لی گئی۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری گرانٹ میں خورد برد کے مرتکب پریس کلب کے عہدیداروں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات** (مہر سعید احمد ظفر):

(الف) جی ہاں!

(ب) حکومت پنجاب نے جنوری ۱۹۷۷ء میں پریس کلب کو دو لاکھ روپے کا عطیہ دیا تھا۔

(ج) یہ حقیقت ہے کہ لاہور پریس کلب کی عمارت ابھی تک تعمیر نہیں ہو سکی۔ جہاں

تک رقم خورد برد ہونے کا تعلق ہے پریس کلب چونکہ ایک آزاد اور غیر سرکاری ادارہ اس لئے حکومت کو اس بارے میں کوئی علم نہیں۔
(د) جیسا کہ جزو (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پریس کلب ایک آزاد اور غیر سرکاری ادارہ ہے جو حکومت کے کنٹرول میں نہیں۔ اس لئے پریس کلب کے عہدیداروں کے خلاف کوئی کارروائی اس کے ارکان ہی کرسکتے ہیں۔
**جناب سپیکر:** میاں افضل حیات صاحب، کیا آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔
**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا! جب کسی مخصوص کام کے لئے عطیات دیئے جاتے ہیں تو پھر کیا یہ حکومت کا فرض نہیں کہ اسے دیکھے کہ جس کام کے لئے پیسے دیئے گئے ہیں وہ پورا ہو رہا ہے یا نہیں یا کس طریقے سے انجام دیا جارہا ہے۔؟
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب والا! ہمارے پاس ایسی کوئی شکایت نہیں چونکہ یہ Donation ہے۔ اگر کوئی شکایت ہوتی یقیناً ہم دیکھتے حکومت یہ دیکھتی کہ اس میں انکوائری کی ضرورت ہے یا نہیں۔ چونکہ کوئی شکایت نہیں اس لئے ہمیں ضرورت پیش نہیں آئی۔
**میاں محمد افضل حیات:** آپ کے پاس کوئی اصول ہے یا نہیں۔
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب میری گذارش ہے کہ سوال کو دہرادیں۔
**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا! میں یہ عرض کررہا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی اصول بھی ہے یا نہیں۔
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات** (مہر سعید احمد ظفر): جناب والا! اس کے جواب میں میں آپ سے کچھ اس طرح عرض کروں گا کہ عطیہ کسی ایک ادارہ کو دے دیا جاتا ہے اور اس ادارے کی اپنی ایک باڈی ہوتی ہے جو ان معاملات میں Probing اور چھان بین کرتی ہے۔ لیکن جہاں تک حکومت کا تعلق ہے۔ ہمارے پاس جب کسی قسم کی کوئی تحریری شکایت آئے تو حکومت اس میں Probing کرکے اس معاملے کو Take Up کرنے کی Position میں ہوتی ہے۔
**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا! میں اس میں عرض کروں گا کہ ایک مرتبہ

حکومت نے ایک تعمیر کے لئے ایک قطعہ اراضی دیا اس کے ہمراہ دو لاکھ روپے بھی دئیے اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب کوئی غیر ملکی امداد بھی کسی آزاد ملک کو دی جاتی ہے وہ چونکہ کسی خاص مقصد کے لئے ہوتی ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ یہ مقصد پورا ہوا بھی ہے یا نہیں۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ کسی عمارت کی تعمیر کے لئے دیا گیا تھا یا اپنے چند چہیتوں کو اراضی کرنے کے لئے دیا گیا تھا۔؟

**مہر سعید احمد ظفر:** جناب والا! یہ بات درست ہے کہ پریس کلب کی تعمیر کے لئے دو کنال اراضی کا ایک قطعہ دو سالہ لیز (پٹے) پر دیا گیا تھا اور اس میں پہلی شرط یہ تھی کہ اس پریس کلب کو تین سال کے اندر اندر تعمیر کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی دو لاکھ روپے کا عطیہ بھی دیا گیا۔ چونکہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ چونکہ ایک آزاد ادارہ ہے اور جب سے پلاٹ دیا گیا۔ ہم مانتے ہیں کہ نہ تو اس پر کوئی پریس کلب تعمیر کی گئی ہے اور نہ ان دو لاکھ روپوں کے متعلق جو کہ حکومت نے عطیہ کے طور پر دئیے تھے ان کے متعلق کوئی شکایت آئی ہے اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہو گی تو حکومت یقیناً اس کا نوٹس لے گی۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ چونکہ انہوں نے ابھی تک اس کی مقررہ شرائط کے مطابق پریس کلب کی تعمیر اس دو کنال اراضی کے قطعے پر نہیں کی تو عین ممکن ہے کہ حکومت اس بارے میں سوچے کہ اس پٹے کو منسوخ کر دیا جائے۔

**میاں محمد افضل حیات:** کیا حکومت اس چیز کا پروگرام رکھتی ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں تحقیقات کروائی جائے اور اس منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے اور یہ کام کتنی دیر تک ہو جائے گا۔؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** انشاء اللہ تعالیٰ تحریری شکایت کی صورت میں یا حکومت کا خیال ہو کہ اس معاملے کو Take Up کیا جائے تو پھر اس پر مناسب اقدام کیا جائے گا۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ حکومت جب کسی ادارہ کو کوئی عطیہ دیتی ہے اور اس ادارہ کے کرتا دھرتا افراد اس عطیہ کو اپنے ذاتی تصرف میں لے آتے ہیں اور اس مقصد کے لئے

اس عطیہ کو خرچ نہیں کرتے تو حکومت ان کے خلاف کیا کارروائی کرتی ہے۔؟
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ عطیات کے بارے میں اکاؤنٹ وغیرہ کی پوچھ گچھ عمومی طور پر نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ مسئلہ اب گورنمنٹ کے سامنے آیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملہ کی پوری چھان بین کی جائے گی اور دیکھا جائے گا کہ اسکا مصرف صحیح ہے یا نہیں۔
**نوابزادہ مظفر علی:** جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس سوال کے بعد اس سلسلہ میں مزید کسی شکایت کی گنجائش رہتی ہے۔؟
**جناب سپیکر:** کون سے سوال کی بات آپ کر رہے ہیں۔؟
**نوابزادہ مظفر علی:** جناب والا! اس سوال کے متعلق جناب پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی شکایت موصول ہوئی یا کسی نے کوئی شکایت یا اعتراض کیا۔ میرے خیال کے مطابق یہ سوال ہی ایک شکایت یا اعتراض ہے۔ اس کے بعد انہیں کسی اور شکایت کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔
**جناب سپیکر:** ہاں یہ درست بات ہے۔
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے جب یہ سوال آ گیا تو میاں صاحب نے اس نکتہ کو اٹھایا ہے۔ یقیناً اب اس کے بعد تحریری شکایت کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ لیکن میرا یہ مطلب تھا اگر پہلے بھی کوئی تحریری شکایت آتی تو یقیناً اس کے متعلق دیکھا جاتا۔
**میاں محمد اسحاق:** کیا جناب پارلیمانی سیکرٹری بتانا مناسب سمجھیں گے کہ حکومت پنجاب پریس کلب کی تعمیر کی اہمیت کو ترجیح دیتی ہے یا نہیں۔ اگر دیتی ہے تو ابھی تک اس میں تاخیر کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔؟
**جناب سپیکر:** میاں صاحب مجھے افسوس ہے۔
**میاں محمد اسحاق:** جناب والا! جب دو لاکھ روپیہ اور اتنی زمین دی گئی اور ابھی تک ۱۹۷۷ء سے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اس کے متعلق عرض ہے کہ اگر حکومت نے اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا تو پھر دو لاکھ روپیہ اور اتنی زمین دینے کا کیا

مقصد تھا۔؟

**جناب سپیکر:** میاں صاحب! مجھے افسوس ہے کہ یہ سوال کی تکرار ہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت آئندہ اجلاس میں اس معاملہ کی تحقیقات کرکے رپورٹ پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب والا! میرے خیال میں جیسے کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ دو لاکھ کا عطیہ ایک خیرات ہے۔ ایوان میں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ اس معاملہ کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور معاملہ کو پوری طرح دیکھ لیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر آپ کا اطمینان نہ ہو تو آپ نیا سوال دے دیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! خیرات یا بھیک اپنی جیب سے آپ دے سکتے ہیں اور عطیہ حکومت کے خزانہ سے ہوتا ہے۔ یہ عطیہ ہے خیرات نہیں۔ یہ بھیک نہیں۔ آپ پہلے ایک آدمی کو یہ دیتے ہیں اس کے بعد آپ اس کی بے عزتی کرتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ ہم بھیک دے رہے ہیں۔ خیرات دے رہے ہیں۔ یہ تو ویسے ہیں مناسب نہیں لگتا کہ حکومت کا ایک ذمہ دار افسر ایسی باتیں کرے۔

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** یہ لفظ خیرات میں شامل ہو جاتے ہے۔ بہر حال اگر آپ کو یہ لفظ ناگوار گذرا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں یہ ایک عطیہ ہے یہ ایک امداد ہے جو کہ حکومت دیتی ہے اور دے سکتی ہے۔ حکومت نے یہ بطور عطیہ اور امداد دی ہے۔

## راولپنڈی پریس کلب کی تعمیر و مرمت

* 827-چودھری مشتاق حسین: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
راولپنڈی پریس کلب کی عمارت جو انتہائی شکستہ ہو چکی ہے اس کی ازسر نو تعمیر و توسیع یا عارضی مرمت کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** (مہر سعید احمد ظفر) راولپنڈی پریس کلب جس

عمارت میں قائم ہے وہ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کی ملکیت ہے۔ ۱۹۶۰ء میں کارپوریشن نے یہ عمارت راولپنڈی پریس کلب کو ایک روپیہ ماہانہ علامتی کرایہ پر دی تھی۔ یہ عمارت واقعی انتہائی شکستہ ہو چکی ہے۔ لیکن اس کی ازسر نو تعمیر، توسیع یا عارضی مرمت کے لئے حکومت کی ذمہ داری نہیں۔ البتہ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کو مطلوبہ مرمت کے لیے کہا گیا ہے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی نے پریس کلب راولپنڈی کی جو عمارت ۱۹۶۰ء میں کرایہ پر دی تھی۔ اب اسکی تعمیر اور مرمت کی ذمہ داری قبول کرنے کیلئے متعلقہ کارپوریشن تیار نہیں۔ جبکہ پریس کلب کے پاس اتنے فنڈز نہیں کہ وہ اس عمارت کی مرمت کرا سکے اگر اس عمارت میں کوئی حادثہ پیش آ گیا تو اسکی ذمہ داری کس پر عائد ہو گئی؟

**جناب سپیکر:** بیگم نجمہ حمید کچھ کہنا چاہتی ہیں۔؟

**بیگم نجمہ حمید:** میں مبارک دینا چاہتی تھی کہ مخدوم صاحب اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ شاید ان کو وزارت مل گئی ہے میں ان کو مبارک باد پیش کرنا چاہتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ وہ ہمیں مٹھائی کھلائے بغیر اگلی سیٹ پر آ گئے ہیں۔

(قہقہہ)

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

**سید اقبال احمد شاہ:** جناب والا! وقفہ سوالات ہے کیا میں آپ سے ایک سوال کر سکتا ہوں؟

**جناب سپیکر:** مجھ سے سوال آپ وقفہ سوالات کے بعد کر لیجیئے گا۔ جنجوعہ صاحب آپ اپنے سوال کو دہرا دیجیئے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا! میں نے یہ سوال عرض کیا تھا کہ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی نے ۱۹۶۰ء میں پریس کلب راولپنڈی کو جو عمارت کرایہ پر دی

تھی۔ پریس کلب کے پاس اپنے اتنے فنڈز اور وسائل نہیں کہ وہ اس عمارت کی تعمیر اور مرمت کرا سکے۔ میونسپل کارپوریشن نے بھی ۱۹۶۰ء کے بعد اس عمارت کی مرمت کرانا مناسب نہیں سمجھا۔ اگر اس دوران عمارت میں کوئی ایسا حادثہ پیش آ گیا تو اسکی ذمہ داری میونسپل کارپوریشن پر یا کس پر عائد ہو گی۔؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب والا! پریس کلب راولپنڈی ایک بالکل غیر سرکاری ادارہ ہے۔ بلڈنگ کا معاملہ یا کرائے کا معاملہ راولپنڈی کارپوریشن اور پریس کلب راولپنڈی کے درمیان ہے جس سے حکومت پنجاب اور خصوصی طور پر محکمہ اطلاعات کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی ایسا وسوسہ میرے فاضل دوست کو ہے وہ میرے خیال میں بہتر ہو گا کہ ایک نیا سوال دے کر محکمہ بلدیات سے اس سوال کا جواب حاصل فرمائیں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! وسوسہ کا اظہار جناب پارلیمانی سیکرٹری نے اپنے جواب میں کیا ہے۔ ان کو پتہ ہے کہ عمارت کی حالت انتہائی خستہ ہو چکی ہے۔ میں نے پوچھا کہ اگر عمارت کی حالت انتہائی خستہ ہو چکی ہے اور خدانخواستہ یہ عمارت گر جاتی ہے اور اس میں کچھ انسانی جانیں بھی تلف ہوتی ہیں تو اسکی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی؟

**جناب سپیکر:** جناب سعید ظفر، یہ درست ہے کہ آپ نے خود جواب میں یہ فرمایا ہے کہ عمارت کی حالت خستہ ہو چکی ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب والا! میں نے اپنے جواب میں عرض کیا ہے کہ عمارت کی حالت خستہ ہو چکی ہے لیکن ساتھ ہی یہ عرض کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت حال ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ معاملہ چونکہ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی اور پریس کلب راولپنڈی کے درمیان ہے بہتر یہ ہو گا اس معاملہ میں اگر وزیر بلدیات کو یہ نیا نوٹس دیں وہ زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے کہ وہ اس سوال کا جواب دے سکیں کہ آیا میونسپل کارپوریشن راولپنڈی اس عمارت کی مرمت کروا رہی ہے یا نہیں۔؟

**جناب سپیکر:** آپ کا مطلب ہے کہ گویا یہ سوال آپ سے متعلقہ نہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جی! نہیں۔
**جناب سپیکر:** پریس کلب کی مرمت وغیرہ کی ذمہ داری آپ کی نہیں؟
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** یہ محکمہ اطلاعات کی ذمہ داری نہیں۔ یہ بالکل غیر سرکاری ادارہ ہے۔ ان کا ایک پرائیویٹ Contract ہے۔
**جناب سپیکر:** آپ کے خیال کے مطابق یہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کی ذمہ داری ہے۔
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** کیونکہ وہ عمارت میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کی ہے اس لیے یہ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن سے متعلقہ بات ہے اور اس میں وزیر بلدیات ہی بہتر جواب دے سکیں گے اگر وہ نیا نوٹس دیں۔
**جناب فضل حسین راہی:** اگر وہ سمجھتے ہیں کہ حادثے کی صورت میں ذمہ داری میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کی ہے پھر آپ نے اتنا لمبا چوڑا جواب کیوں دے دیا ہے۔؟
**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** میں نے ذمہ داری کی بات نہیں کی۔ میں نے مرمت کی بات کی ہے کہ صرف اس عمارت کی مرمت کا کام میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کے ذمے ہے اور وہی بہتر بتا سکتے ہیں کہ آیا وہ مرمت کر رہے ہیں یا نہیں۔
**جناب سپیکر:** اس بارے میں محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو تازہ نوٹس دیا جا سکتا ہے۔
**میاں محمد اسحاق:** کیا اس جواب کو نامکمل سمجھنا چاہیے اور حکومت پنجاب اس کا دوبارہ جواب دے گی؟
**جناب سپیکر:** جہاں تک میں سمجھتا ہوں، اس جواب کا تعلق محکمہ اطلاعات سے ہے۔ انہوں نے اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے اس سوال کا جواب دیا ہے۔
**میاں محمد اسحاق:** میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ہمارے بھیجے ہوئے سوالات کی چھان بین کر کے متعلقہ محکمے سے ان کے جوابات لیے جائیں۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرواتا ہوں کہ اس میں یہ لکھا ہے۔ "اس کی از سر

نو تعمیر توسیع یا عارضی مرمت کے لیے حکومت کی ذمہ داری نہیں۔ البتہ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کو مطلوبہ مرمت کے لیے کہا گیا ہے۔ "کیا میونسپل کارپوریشن راولپنڈی حکومت پنجاب کے کسی بھی محکمے کی تحت نہیں آتی؟

**جناب سپیکر:** یہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے ماتحت آتی ہے۔

**میاں محمد اسحاق:** تو پھر محکمہ حکومت و دیہی ترقی حکومت کا ایک ادارہ ہے تو اس کا جواب محکمہ و دیہی ترقی کی طرف سے آنا چاہیے تھا کہ انہوں نے اس کی مرمت کروانے میں کہاں تک کوشش کی ہے یا نہیں کی۔؟

**جناب سپیکر:** میاں صاحب! اس سلسلے میں یہ ابہام ہو سکتا ہے اور ہو جاتا ہے۔ بہتر یہی ہو گا کہ اس سلسلے میں تازہ سوال کا نوٹس محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو دیں۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب والا! یہ سوال متعلقہ محکمے کو بھیجا جائے اور چھان بین کر کے اس کی تازہ ترین صورت حال سے ہمیں آگاہ کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** یہ سوال جناب چودھری مشتاق حسین صاحب کی طرف سے ہے اور اس میں انہوں نے خود یہ لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ راولپنڈی پریس کلب کی عمارت کی یہ حالت ہے اور اس کے لیے یہ ہونا چاہیے۔ تو یہ آپ نے درست لکھا ہے، کیونکہ سوال کرتے وقت معزز ممبر کی، سوال کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کا ذکر کریں کہ یہ کون سی وزارت کے دائرہ اختیار میں ہے اور کس نے اس کا جواب دینا ہے۔ چنانچہ چودھری مشتاق حسین صاحب نے چیف منسٹر صاحب کو لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے؟ تو آپ نے خود یہ سمجھا ہے کہ یہ محکمہ اطلاعات سے متعلقہ ہے، کیونکہ محکمہ اطلاعات چیف منسٹر صاحب کے ماتحت آتا ہے۔ آپ نے خود اس کا خصوصی طور پر صحیح ذکر کیا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں غلطی محکمہ اطلاعات کی نہیں، بلکہ سوال کرنے میں کچھ غلطی ہو گئی ہے کہ متعلقہ محکمے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ آپ کو یہاں لکھنا چاہیے تھا کہ کیا وزیر لوکل گورنمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔؟ یہ سوال محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے متعلقہ تھا۔ یہ آپ کی ذمہ داری تھی۔ یہ ممبر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بارے میں ذکر کرے۔

**میاں محمد اسحاق:** میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک سیکرٹری صاحب ایک منسٹر کو ملتے تھے اب چار وزیر ایک سیکرٹری ہے۔ مثلاً زراعت دیکھیں ہمیں علم نہیں کہ اس کو کن کن محکموں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ جب سوالات جاتے ہیں تو متعلقہ "محکمے" اگر دیکھ لیں کہ یہ سوال کن کے متعلقہ ہے تو یہ بہتر ہو گا۔ ہمیں تو یہ نہیں پتا کہ ایک منسٹر کو کتنے محکمے اور ایک سیکرٹری کو کون کون سا محکمہ دیا گیا ہے۔

**جناب سپیکر:** قواعد اس کے مطابق ہیں جیسے میں نے عرض کیا ہے۔ قواعد یہ کہتے ہیں کہ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ آپ کا سوال کس محکمے کے متعلق ہے۔

**جناب سپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! لفظ "محکمہ جات" ہے، یا "محکمات"۔

**جناب سپیکر:** "محکمہ جات"۔ محکمات" کس نے کہا ہے۔؟

**ملک ممتاز احمد:** جی ہاں، میاں صاحب نے فرمایا تھا۔ میں نے اسی لیے پوچھا۔ (سوال نمبر ۸۵۹ و جواب)

# راولپنڈی آرٹس کونسل کی عمارت کی تعمیر

* 859-**چودھری مشتاق حسین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی آرٹس کونسل راولپنڈی کا واحد ثقافتی ادبی ادارہ ہے جہاں مختلف فنون کی تربیت جن میں خواتین کو سلائی کڑھائی کھانے پکانے مصوری و دیگر ہنر سکھائے جاتے ہیں اور تمام معروف ادبی اور ثقافتی تنظیموں کے اجلاس کونسل کے ہال میں ہوتے ہیں اور گونگے بہرے بچوں کو مختلف فنون کی تربیت دی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آرٹس کونسل فری میسن ہال میں واقع ہے اور کنٹونمنٹ بورڈ راولپنڈی نے ایک نوٹس کے ذریعے مذکورہ کونسل سے عمارت خالی کرنے کو کہا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف، ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کونسل کے لئے کسی متبادل عمارت کا بندوبست یا آرٹس کونسل کے لئے کوئی مستقل عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہ ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات** (مہر سعید احمد ظفر)

(الف) یہ درست ہے کہ جب تک راولپنڈی آرٹس کونسل کے دفاتر سابقہ فری میسن بلڈنگ واقعہ صدر راولپنڈی میں قائم تھے وہ وہاں مختلف نوعیت کی ادبی اور ثقافی تقریبات کے علاوہ بچوں کے لئے تعلیمی و تدریسی سہولتیں مہیا کرتی تھی اور اس کے تعاون سے وہاں کی مقامی علمی اور ادبی تنظیمیں اپنی مختلف النوع تقریبات اور اجلاس بھی منعقد کرتی تھیں۔

(ب) جی نہیں۔ راولپنڈی آرٹس کونسل پہلے ہی یہ عمارت نومبر ۱۹۸۵ء میں خالی کر چکی ہے کیونکہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۶۴، ۶۶ کے تحت چھاؤنی کے علاقوں میں واقع فری میسن کی عمارت کنٹونمنٹ بورڈوں کو منتقل کر دی گئی تھیں جس کے بعد کنٹونمنٹ بورڈ نے اس عمارت کا قبضہ لے لیا تھا۔

(ج) راولپنڈی آرٹس کونسل فی الحال کرایہ پر حاصل شدہ عمارت میں منتقل کر دی گئی ہے جو راولپنڈی کے سٹیلائٹ ٹاؤن (بلاک اے) میں واقع ہے اس دوران حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت کے تعاون سے راولپنڈی آرٹس کونسل کی تقریبات لیاقت ہال میں کرنے کا انتظام کر دیا ہے اور اب ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان اور راولپنڈی آرٹس کونسل اپنی اپنی تقریبات کے انعقاد کے لئے لیاقت ہال کو مشترکہ طور پر استعمال کرتے ہیں دریں اثنا موسم گرما میں راولپنڈی آرٹس کونسل اپنی تقریبات ایوب پارک میں واقع اوپن ائیر تھیٹر میں بھی منعقد کر سکتی ہے۔

**چودھری مشتاق حسین:** ضمنی سوال، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے میرے سوال کے جز "ج" کا جواب نہیں دیا۔ میرا سوال ہے کہ آیا حکومت راولپنڈی میں آرٹس کونسل کے لیے مستقل عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو کیا وجہ ہے۔ مجھے اس کا جواب چاہیے؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات:** جناب والا! میں نے فاضل دوست کے سوال کے جز "ج" کا جواب اس انداز سے دیا ہے کہ حکومت نے عارضی طور پر یہ بندوبست کیا ہے۔ لیکن مستقل انتظام کے بارے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت پنجاب نے مری روڈ پر محکمہ زراعت سے ۲۰ کنال اراضی خریدی ہے۔ اسکے لیے سکیم تیار کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ وہاں آرٹس کونسل راولپنڈی کی عمارت تعمیر کی جائے گی اور اس میں تمام انتظامات کئے جائیں گے۔

**جناب سپیکر:** سوال نمبر ۱۲۵۱

# لاہور پریس کلب میں جمع شدہ رقوم کی منتقلی

* 1251- **بیگم بشریٰ رحمان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ لاہور پریس کلب جو کہ ملک کا قدیم ترین کلب ہے اس جگہ واقع تھا جہاں آج کل واپڈا ہاوس ہے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ۱۹۷۴ء میں مذکورہ پریس کلب کو ایبٹ روڈ پر منتقل کر دیا گیا تھا اور اس مقصد کے لئے دو کنال اراضی بھی الاٹ کر دی گئی تھی۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ پریس کلب کی تعمیر کے لئے وفاقی حکومت نے ۱۹۷۶ء میں ساڑھے چھ لاکھ روپے اور ۱۹۸۰ء میں مزید ڈیڑھ لاکھ روپے پریس کلب کی انتظامیہ کو دیئے۔ علاوہ ازیں صوبائی حکومت اور بلدیاتی اداروں نے بھی خطیر رقوم متذکرہ انتظامیہ کے سپرد کی تھیں۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ ۱۹۷۶ء کی پریس کلب کی انتظامیہ نے ۱۹۸۳ء میں کلب کے انتخابات ہونے کے بعد معرض وجود میں آنے والی انتظامیہ کو نہ تو حسابات منتقل کئے اور نہ ہی الاٹ شدہ پلاٹ کا قبضہ دیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو ایسی کون سی وجوہات ہیں جن کے باعث لاہور پریس کلب کے حسابات نئی انتظامیہ کو منتقل نہیں ہوئے اور بلڈنگ کی تعمیر

شروع نہ ہونے میں کیا امر مانع ہے۔؟

**پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات** (مہر سعید احمد ظفر):

(الف) جی ہاں، جہاں آجکل واپڈا ہاؤس ہے وہاں ایک پرائیویٹ عمارت ہوا کرتی تھی جس کا کمرہ کرائے پر لے کر وہاں پریس کلب قائم کیا گیا تھا۔

(ب) جی نہیں، پریس کلب کی تعمیر کے لئے ۱۹۷۴ء میں دو کنال اراضی پٹہ پر دی گئی تھی الاٹ نہیں کی گئی۔

(ج) حکومت پنجاب کے علم میں نہیں ہے کہ وفاقی حکومت نے لاہور پریس کلب کو کوئی امداد دی یا نہیں۔ تاہم صوبائی حکومت نے جنوری ۱۹۷۷ء میں لاہور پریس کلب کو دو لاکھ روپے کی گرانٹ دی تھی۔ بلدیاتی اداروں نے محکمہ اطلاعات کے علم کے مطابق کوئی گرانٹ نہیں دی۔

(د) پریس کلب ایک آزاد اور غیر سرکاری ادارہ ہے۔ اس لئے حکومت کو اس بارے میں کچھ علم نہیں۔

(ح) ایضاً

**جناب سپیکر:** میاں محمد اسحاق۔

**میاں محمد اسحاق:** (سوال نمبر ۵۰۵ جواب)۔

## مجلس برائے مذہبی امور میں منتخب نمائندوں کی شمولیت

* 505-**میاں محمد اسحاق:** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حضرت میاں میر صاحب کے مزار کی موجودہ مجلس برائے مذہبی امور میں دور دراز علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کا تقرر کیا جاتا ہے اور منتخب نمائندوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مجلس کی دوبارہ تشکیل دے کر اس میں منتخب عوامی نمائندوں کے تقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو

اس کی وجوہ کیا ہیں؟
**وزیر اوقاف (ملک خدا بخش ٹوانہ):**
(الف) حضرت میاں میر صاحب لاہور کے مزار کی موجودہ امور مذہبیہ کمیٹی میں لاہور سے ہی افراد شامل ہیں جس میں دو مقامی کونسلرز ہیں۔
(ب) مذکورہ بالا کمیٹی مورخہ ۲ اپریل ۱۹۸۵ء کو ایک سال کے لئے تشکیل دی گئی تھی اس کی معیاد ختم ہونے پر کمیٹی کی تشکیل کے وقت نئی کمیٹی میں حسبِ ضابطہ مقامی منتخب نمائندوں میں سے ایک تہائی ارکان لئے جائیں گے۔
**ملک ممتاز احمد بھر:** پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! کیا وزیر متعلقہ کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں؟
**جناب سپیکر:** کیا وزیر قانون اس مسئلے میں اظہار خیال فرمائیں گے اور پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر وزیر صاحب موجود ہوں تو کیا پارلیمانی سیکرٹری سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔
**وزیر قانون:** بالکل دے سکتے ہیں۔ اس پر کوئی پابندی نہیں۔
**جناب سپیکر:** ہم جناب وزیر قانون کی وضاحت سے اتفاق کرتے ہیں اور جناب پارلیمانی سیکرٹری کو جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دے دیا ہے۔

## محکمہ اوقاف کے ملازمین کے لئے رہائش کی فراہمی

* 506-**میاں محمد اسحاق:** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام وقف اراضی ترقیاتی ادارہ لاہور کے ہاتھ نہایت معمولی قیمت پر فروخت کی جارہی ہے۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کے کم تنخواہ دار ملازمین کی جانب سے عرصہ دراز سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ انہیں مذکورہ بالا علاقوں میں رہائشی سہولتیں فراہم کی

جائیں جبکہ محکمہ کی جانب سے اس مطالبہ کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔
(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ شاہ کمال اوقاف کالونی لاہور میں محکمہ اوقاف کے تعمیر کردہ فلیٹس محکمہ کے افسران کے زیر استعمال ہیں اور رہائشی سہولتوں کی کمی کی وجہ سے کم تنخواہ دار ملازمین کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔
(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اوقاف کے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کی سہولت کے پیش نظر مزار حضرت ایشاں صاحب اور مسجد بہار والی ھنجر وال سے ملحقہ اراضی کو چھوٹے چھوٹے رہائشی قطعات میں تبدیل کر کے آسان اقساط پر دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

**وزیر اوقاف** (ملک خدا بخش ٹوانہ):

(الف) صورت حال یہ ہے کہ محکمہ اوقاف پنجاب نے ۱۱۹۱ کنال ۱ مرلہ ۸ مربع فٹ اراضی ترقیاتی ادارہ لاہور کے ہاتھ بشرح اٹھارہ ہزار روپے فی کنال فروخت کی ہے۔
(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کے ملازمین عرصہ دراز سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ انہیں رہائشی سہولتیں فراہم کی جائیں اس ضمن میں محکمہ اوقاف پنجاب نے ترقیاتی ادارہ لاہور کے ساتھ اراضی فروخت کرتے وقت جو معاہدہ کیا تھا اس میں ایک شق واضح طور پر رکھی گئی ہے کہ لاہور ترقیاتی ادارہ محکمہ اوقاف کو ۵۰۰ فلیٹس اوقاف ملازمین کے لئے دے گا جو کہ محکمہ اوقاف اپنے ملازمین کو الاٹ کرے گا۔ علاوہ ازیں محکمہ اوقاف نے اپنے ملازمین کے رہائشی مسائل حل کرنے کے لئے اوقاف شاہ کمال کالونی تعمیر کی ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔
(د) مندرجہ بالا وضاحت کے پیش نظر فی الحال ایسی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب سپیکر! آپکی اجازت سے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا محکمہ اوقاف کے قواعد میں کوئی ایسی دفعہ موجود ہے یا اسلام کے عقیدے کے مطابق وقف املاک فروخت کی جا سکتی ہے؟ اگر فروخت کی گئی ہے تو کونسی دفعہ کے تحت کی گئی ہے۔؟

**وزیر اوقاف:** جناب سپیکر! قانون میں خاص حالات کے تحت اسکی گنجائش موجود

ہے۔ اوقاف کا رقبہ کسی خاص حالات کے تحت فروخت ہو سکتا ہے۔ دوسری صورت جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کے ساتھ محکمہ کے طے شدہ معاہدہ کے تحت یہ رقبہ انکو فروخت کیا گیا تھا۔ لیکن ایل ڈی اے نے اس معاہدے کی شرائط پوری نہیں کیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھوں گا کہ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ خاص حالات کے تحت اوقاف کی زمین فروخت کی جا سکتی ہے۔ کیا شرعی طور پر اسکا جواز ہے کہ مسلم اوقاف کی وقف زمین فروخت کی جا سکے۔ جہاں تک اسلامی علم قرآن اور فقہ کا تعلق ہے میں جانتا ہوں کہ وقف کی زمین نہ ھبہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی طور پر فروخت ہو سکتی ہے۔ ایسا کرنا شریعت کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

**وزیر اوقاف:** جناب سپیکر! سولانا نے جو اسلامی فقہ کی بات کی ہے۔ واقعی اس میں اس چیز کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو قواعد اس وقت ہمارے ہاں رائج ہیں۔ اس میں کچھ اس قسم کی گنجائش ہے کہ خاص حالات کے تحت غریب لوگوں کی فلاح اور اصلاح کے لئے ایسا کوئی کام کیا جا سکتا ہے۔ میں جو اگلی بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک واقعہ جس کا یہاں پر ذکر ہے اپنی نوعیت کا واحد واقعہ ہے کہ پورے پنجاب میں کسی محکمہ کو محکمہ اوقاف نے رقبہ فروخت کیا ہو۔ اب ہم نے بھی تحریک کر دی ہے اور اس پر کارروائی شروع ہو چکی ہے۔ کہ ہم ان سے وہ رقبہ واپس مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ محکمہ نے طے شدہ شرائط پوری نہیں کیں لهذا ہم نے رقبہ واپس لینے کے لئے کارروائی شروع کر دی ہے۔

**میاں محمد اسحاق:** میں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یا آپکے محکمہ نے کس قانون کی رو سے وقف زمین ایل ڈی اے کو فروخت کی۔ چار سو سال پہلے بھی بادشاہوں نے ان مزارات کے نام پر وقف کی ہیں تاکہ انکے ساتھ جو مساجد یا مزارات منسلک ہیں ان کی دیکھ بھال کے لئے پیش آنے والے اخراجات اس آمدنی سے پورے کئے جائیں۔ آپ نے جو زمین ایل ڈی اے کو فروخت کی ہے ایک تو یہ اسلامی نظریات کے

مطابق نہیں اور اگر متذکرہ زمین آپ ایل ڈی اے سے واپس لے کر پھر فروخت کرنے ارادہ رکھتے ہیں؟

**وزیر اوقاف:** جناب سپیکر! محکمہ نہ تو اس زمین کو اور نہ ہی کسی اور زمین کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

**جناب سپیکر:** جناب فضل حسین راہی صاحب، ضمنی سوال۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! وزیر صاحب نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ قانون میں گنجائش موجود ہے کہ کسی خاص حالات میں زمین بیچی جا سکتی ہے۔ جناب والا، میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کن خاص حالات میں یہ زمین فروخت کی گئی اور اب کس خاص مجبوریوں کی بنا پر واپس لی جا رہی ہے۔ دینے کا جواز کیا تھا اور واپس لینے کے لئے کیا جواز بنایا گیا ہے۔

**سردار امجد حمید خاں دستی:** جناب سپیکر! آپکی اجازت سے میں ایک مفاد عامہ کا مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس سے پہلے بھی یہ روایت رانا پھول محمد خان صاحب کی ایک تحریک پر اجازت فرمائی تھی۔ اب بھی ایک مسئلہ جناب والا کے سامنے پیش ہوا ہے ملتان میں ایک تھرمل سٹیشن بننا تھا اسکے لئے ملتان کے کسی علاقہ میں زمین مخصوص کی گئی اور کہا گیا کہ اسکی قیمت لگوائی جائے۔ وہاں اسکی قیمت ڈیڑھ لاکھ یا پونے دو لاکھ فی ایکڑ کے حساب سے لگ چکی ہے۔ واپڈا والوں نے زمین لینے سے انکار کر دیا اور لوگوں نے اس سلسلے میں Stay بھی لے لیا کہ ہم اتنی مہنگی زمین نہیں لینا چاہتے کیونکہ واپڈا نے یہ تجویز کی کہ تھرمل اسٹیشن ضلع مظفر گڑھ میں لگایا جائے۔ جناب والا! آپ یہ سن کر حیران ہونگے مظفر گڑھ کے ڈی سی نے یہ پیشکش کی کہ مظفر گڑھ تھرمل اسٹیشن کے لئے آپ کو جتنی زمین چاہیئے ہم آپ کو ۲۰ ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے دینا چاہتے ہیں ابھی ابھی مجھے پتہ چلا ہے کہ مختار اے شیخ صاحب، نے اس فیصلے کو رد کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنوائی ہے کہ حکومت ۲۰ ہزار کے حساب سے زمین نہ لے اور لاکھوں روپے ایکڑ کے حساب سے لے حالانکہ ملتان میں ایک تھرمل سٹیشن پیراں غائب میں اور دوسرا صادق آباد کے قریب واقع ہے۔

**جناب سپیکر:** یہ وقفہ سوالات ہے وقفہ سوالات کو دیگر کارروائی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ جہاں تک وقفہ سوالات کو معطل کرنے کا معاملہ ہے یہ تحریک پہلے پیش ہو چکی ہے اور یہ ایوان اس کو مسترد کر چکا ہے۔ اسلئے میں وقفہ سوالات میں کسی دوسرے معاملے کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں معذرت خواہ ہوں۔

**وزیر اوقاف** (ملک خدا بخش ٹوانہ): جناب والا! فاضل رکن جناب فضل حسین راہی صاحب، نے دریافت فرمایا تھا۔ کہ کن حالات کے تحت وہ رقبہ فروخت کیا گیا حالات مخصوص سے میری مراد یہ ہے کہ جس وقف کا وہ رقبہ ہے اس کی بہتری کے لئے وہ رقم خرچ کی جاتی ہے اور دوسری بات جو وہاں پر مد نظر رکھی گئی وہ یہ تھی کہ بے گھر لوگوں کے لئے سستے پلاٹوں کا مہیا کرنا۔ اس بنیاد پر وہ رقبہ فروخت کیا گیا تھا اور اب اس بنیاد پر ہم واپس لینے کا تحرک کر چکے ہیں کہ وہ شرائط جو ان کے ساتھ طے ہوئی تھیں اور جس مقصد کے لئے وہ رقبہ دیا گیا تھا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شائد ایل ڈی اے اسے پورا نہیں کر رہا اس میں خاص جذبہ کار فرما تھا کہ بے گھر لوگوں کے لئے سستے پلاٹ مہیا کئے جائیں۔ اس پر آج تک ایل ڈی اے پوری طرح عمل نہیں کر رہا۔ اس مسئلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ تحرک کیا ہے کہ وہ زمین واپس لی جائے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ زمین جو آپ نے فروخت کی تھی اس کا فی کنال Rate کیا تھا۔ کیا یہ درست ہے کہ Market Value چار لاکھ روپے فی کنال کے حساب سے تھی اور آپ نے اسے ۱۸ ہزار روپے فی کنال کے حساب سے فروخت کر دیا۔؟

**وزیر اوقاف:** جناب والا! Market Value کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ان کو زیادہ معلوم ہو گا مجھے زیادہ علم نہیں۔ جس Rate پر ہم نے زمین کو فروخت کیا وہ ہم نے اس میں درج کر دیا ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے۔ جو Rate وہ فرما رہے ہیں اسی Rate پر دیا ہے اور کسی Private Party کو وہ رقبہ فروخت نہیں کیا گیا تھا کہ ہم اس کی اتنی باریکی میں چلے جاتے وہ بھی ایک ادارے کو دیا گیا تھا اور اس میں بھی جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ایک خاص جذبہ کار فرما تھا اور یہ کام لوگوں کی فلاح کے لئے

کیا گیا تھا اور اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے وہ قدم اٹھایا تھا۔ جونہی ہم نے محسوس کیا ہے کہ اس پر پوری طرح عمل نہیں ہو رہا اور ہم نے یہ تحرک کیا ہے کہ ہم وہ زمین واپس لے لیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب والا! آپ کی اجازت سے وزیر موصوف سے میں یہ پوچھوں گا کہ اس کے علاوہ اوقاف کی وہ زمینیں جو محکمے والے غیر شرعی طور فروخت کر چکے ہیں ان کو بھی واپس لینے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ اور آئندہ کسی وقف زمین کو فروخت کرنے کے لئے عزائم رکھتے ہیں یا آئندہ اس غیر شرعی فعل کو ترک کر رہے ہیں؟

**وزیر اوقاف:** جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ محکمہ کوئی پراپرائٹی فروخت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال۔ بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ۔

# کریم پارک بلاک نمبر ۲ کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کے حصول میں دشواریاں

* 811-**میاں محمود احمد:** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کریم پارک کا بلاک نمبر ۲ قطعہ اراضی میاں امیر الدین نے سو سالہ لیز پر حاصل کی تھی جس کو بعد ازاں محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لے لیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ندیم پارک کے مکینوں کو گورنمنٹ کے واجبات یا عائد کردہ ٹیکس باقاعدگی سے ادا کرنے کے علاوہ محکمہ اوقاف کو بھی بقیہ زمین کا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہے۔؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ)

(الف) اس دفتر کا ریکارڈ اس بابتِ کوئی نشاندہی نہیں کرتا کہ اراضی زیر نظر میاں امیر الدین صاحب ۱۰۰ سالہ پٹہ پر تھی۔ تاہم یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ۳ (۵۶۴) اوقاف ۶۱ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۶۱ء اپنی تحویل میں لی۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کو کرایہ ادا کر رہے ہیں۔ جہاں گورنمنٹ کے ٹیکس ادا کرنے کا تعلق ہے۔ اس بابت متعلقہ محکمہ ہی وضاحت کر سکتا ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کے پاس کوئی ایسی سکیم زیر غور نہ ہے اور نہ ہی مذکورہ مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ محکمہ اوقاف تقریباً ۲۵ سال سے اس وقت کا انتظام و انصرام حسب ضابطہ چلا رہا ہے۔ کیونکہ وقف رقبہ جن مقاصد کے لئے وقف کیا جاتا ہے۔ صرف اسی مقصد کی تکمیل کے لئے زیر استعمال لایا جا سکتا ہے۔ اس وقف کی آمدن بادشاہی مسجد لاہور کے لئے ہے۔ اس رقبہ کو نہ تو فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی شخص کو مالکانہ حقوق پر دیا جا سکتا ہے۔

**جناب سپیکر:** وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے کچھ سوالات باقی رہ گئے ہیں۔

**وزیر اوقاف:** جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** محکمہ اوقاف کے متعلق بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ آج وزارت خزانہ کے بھی کچھ سوالات ہیں۔

# نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

## محکمہ اوقاف کی زیر نگرانی کم آمدنی والی درگاہوں کی واگذاری

* 845- **جناب احمد خان بلوچ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جن خانقاہوں کو محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لیتا ہے۔ ان کی آمدنی کی کیا مقدار ہے۔

(ب) اس وقت جن خانقاہوں کو محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لے رکھا ہے۔ کیا ان سے اتنی آمدنی ہو رہی ہے جتنی حد مقرر ہے۔

(ج) جن خانقاہوں سے مقررہ حد سے کم آمدنی ہو رہی ہے۔ کیا محکمہ اوقاف انہیں واگذار کرنے کو تیار ہے۔

(د) کیا دربار پیر فتح اللہ شاہ محمد نوری لال جو کہ ضلع ملتان تحصیل لودھراں میں ہے۔ اس کی آمدنی محکمہ اوقاف کی مقررہ حد کے مطابق ہو رہی ہے۔

(ھ) اگر جزو (ج) کا جواب نفی میں ہے تو کیا محکمہ اوقاف مذکورہ خانقاہ کو واگذار کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

**وزیر اوقاف** (ملک خدا بخش ٹوانہ):

(الف) خانقاہوں کو تحویل میں لینے کے لئے محکمہ اوقاف نے آمدن کی کوئی حد مقرر نہ کی ہے۔ البتہ آمدن و خرچ کا اندازہ مد نظر رکھا جاتا ہے۔

(ب) جیسا کہ بتلایا جا چکا ہے کہ تحویل میں لینے کے لئے آمدن کی حد مقرر نہیں البتہ متوقع آمدن حاصل ہو رہی ہے۔

(د) جی نہیں ہر کسی کا الگ الگ جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے۔

(ج) دربار حضرت پیر فتح اللہ شاہ سے سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران مبلغ ۲۰-۷۷۹۲ روپے ہوئی جو کہ تخمینہ آمدن سے کم تھی۔ مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران متوقع آمدن ۱۴۰۰۰ روپے ہے اور اس کے مجاز اخراجات -/۸۰۹۶ روپے کے ہیں۔ مزید برآں بعض دربار شریف کے تقدس کو بحال کرنے اور انتظامی امور بہتر بنانے کے لئے تحویل میں لئے جاتے ہیں۔

(ھ) محکمہ اوقاف دربار ہذا کو واگذار کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ محکمہ اوقاف کی زیر تحویل آنے کے بعد جائیداد اگر خسارہ والی بھی ہو تو محکمہ کوشش کرتا ہے کہ اس کا انتظام احسن طریقہ سے چلائے۔ اگرچہ محکمہ کو اپنے پاس سے خرچہ کرنا پڑے اور کوشش کی جاتی ہے کہ جائیداد سے زیادہ سے زیادہ آمدن حاصل کی جائے۔

# نادر قلمی نسخوں کی اشاعت

* 1082-رانا پھول محمد خان: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہمارے اولیائے کرام اور صوفیائے کرام کی تصانیف و تالیفات جو فقہی مسائل اور تصوف جیسے موضوعات پر تحریر کی گئی ہیں ان میں سے زیادہ تر تونسہ شریف اور حضرت مخدوم جہانیاں کے مزارات سے ملحقہ کتب خانوں پنجاب پبلک لائبریری، پنجاب یونیورسٹی اور دیگر علمی اداروں میں پڑی ہوئی ہیں۔ جن میں زیادہ تر نادر قلمی نسخے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو انکی اشاعت طباعت اور ترجمہ کے بارے میں محکمہ اوقاف نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں۔ مزید برآں کون کون سی کتابوں کی اشاعت طباعت اور ترجمہ کا انتظام کیا گیا ہے اور کس تعداد میں۔
(ب) کیا حکومت مذکورہ اہم کام کی طرف خصوصی توجہ دینے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔؟

**وزیر اوقاف (ملک خدا بخش ٹوانہ):**

(الف) فقہی مسائل اور تصوف کے موضوع پر اولیائے کرام کی تصانیف و تالیفات اور نادر قلمی نسخوں کی مختلف کتب خانوں میں موجودگی کا محکمہ اوقاف کو علم نہ ہے۔ تاہم محکمہ اوقف نے ۱۹۷۰ء سے اب تک تصوف تاریخ تصوف ملفوظات اور سوانح و تعلیمات پر جو کام کیا ہے۔ اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

| نمبر شمار | نام کتاب | تعداد کتاب |
|---|---|---|
| ۱۔ | کشف المحجوب (فارسی) | ۱۰۰۰ |
| ۲۔ | کشف المحجواب (اردو ترجمہ) | ۱۰۰۰ |
| ۳۔ | نزھتہ الخواطر (جلد اول اردو ترجمہ) | ۱۰۰۰ |
| ۴۔ | نزھتہ الخواطر (جلد دوئم اردو ترجمہ) | ۱۰۰۰ |
| ۵۔ | نزھتہ الخواطر (جلد سوئم اردو ترجمہ) | ۱۰۰۰ |

| | | |
|---|---|---|
| ۶- | نزہتہ الخواطر (جلد چہارم اردو ترجمہ) | ۱۰۰۰ |
| ۷- | مکتوبات سعیدیہ (فارسی) | ۱۰۰۰ |
| ۸- | اذکار معصومیہ (فارسی) | ۱۰۰۰ |
| ۹- | فوائد الفواد (فارسی) | ۱۰۰۰ |
| ۱۰- | المنقذ من الضلال (عربی) | ۱۰۰۰ |
| ۱۱- | تلاش حق (اردو ترجمہ المنقذ من الضلال) | ۱۰۰۰ |
| ۱۲- | حضرات القدس (فارسی) | ۱۰۰۰ |
| ۱۳- | تذکرہ حضرت سخی سرور رحمتہ (اردو) | ۱۰۰۰ |
| ۱۴- | تاریخ تصوف (اردو) | ۱۰۰۰ |
| ۱۵- | فوائد الفواد (اردو ترجمہ) | ۱۱۰۰ |
| ۱۶- | تذکرہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی (اردو) | ۱۱۰۰ |
| ۱۷- | سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش رحمتہ (اردو) | ۱۱۰۰ |
| ۱۸- | حیات و تعلیمات حضرت شاہ دولتہ دریائی گجراتی (اردو) | ۱۱۰۰ |
| ۱۹- | حیات و تعلیمات حضرت سید ہجویر المعروف | ۱۱۰۰ |
| ۲۰- | یہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ و تعلیمات<br>حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت (اردو) | ۱۱۰۰ |

علاوہ ازیں محکمہ اوقاف پنجاب نے زیر تحویل مزارات کے اولیائے کرام کی تصانیف اور ان کے سوانح و تعلیمات پر مستندی عام فہم اور باحوالہ تحقیقی کام کرنے کے لیے ایک تحقیقی مرکز "مرکز معارف اولیاء" دربار حضرت داتا گنج بخش رحمتہ پر قائم کیا ہے۔ جو مرحلہ وار اس موضوع پر کام کر رہا ہے۔ مرکز کے زیر اہتمام تین کتابیں (حیات و تعلیمات حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی رحمتہ از پروفیسر شریف کنجاہی حضرت سید ہجویر از مولانا سید محمد متین ہاشمی، حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشت رحمتہ از ڈاکٹر پروفیسر محمد ایوب قادری طبع ہو چکی ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اور حضرت شاہ رکن عالم رحمتہ کی سوانح و تعلیمات پر تحقیقی کام جاری ہے۔

(ب) نادر قلمی نسخوں کی فراہمی پر مزید اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔

# اوقاف کے رقبہ کی نیلامی کی تحقیقات

* 1305- **جناب احمد خان بلوچ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) محکمہ اوقاف کا وہ رقبہ جو دیہاتوں میں ہے اسے نیلام عام کے ذریعہ دیا جاتا ہے یا نیلام خاص ہوتا ہے۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ رقبہ موقع پر نیلام نہیں کیا جاتا بلکہ دفتر میں بیٹھ کر اپنی مرضی سے دیا جاتا ہے۔
(ج) موضع سگوال تحصیل لودھراں اور موضع جگووالا تحصیل شجاع آباد میں محکمہ اوقاف کا کتنا رقبہ ہے اور اس کو کس ریٹ فی ایکڑ کے حساب سے نیلامی پر دیا گیا ہے۔
(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کے رقبہ کا مستاجری ریٹ زمینداروں کے رقبہ کے نسبت بہت زیادہ ہے۔
(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ علاقہ میں محکمہ اوقاف کے رقبہ کی الاٹمنٹ کی تحقیقات کروانے کے لئے تیار ہے۔؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ)

(الف) دیہاتوں میں واقع تمام وقف اراضی بذریعہ نیلام عام پر پٹہ پر دی جاتی ہے۔
(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ قاعدہ اور ضابطہ کے مطابق پٹہ اراضی کا نیلام عام موقعہ پر یا اس سے نزدیک ترین اہم مقام پر کیا جاتا ہے اور اشتہارات میں مقام کا باقاعدہ اندراج ہوتا ہے۔ دفتر میں بیٹھ کر ہرگز فرضی نیلام کے ذریعے اراضی پٹہ پر نہیں دی جاتی۔
(ج) موضع سگوال تحصیل لودھراں میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں کوئی رقبہ نہیں ہے۔ البتہ موضع جگووالا تحصیل شجاع آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر قبضہ ۳۳ ایکڑ ے کنال ۱۷ مرلے رقبہ موجود ہے۔ اس رقبہ کو برائے مدت تین سال از فصل خریف ۱۹۸۵ء تا فصل ربیع ۱۹۸۸ء بشرح ۵۲۵ روپے فی ایکڑ فی سال مع بیس (۲۰) فیصد اضافہ سالانہ کے

بحق مسمی محمد اختر ولد محمد شفیع بذریعہ نیلام مستاجری پر دیا گیا۔ اس نیلام کی نگرانی ایجوکیشن آفیسر نمائندہ صدر لاہور نے کی۔ یہ نیلام مورخہ ۸۵-۱-۲۸ بمقام یونین کونسل جگووالا کیا گیا۔

(د) رقبہ بذریعہ نیلام عام پٹہ پر دیا جاتا ہے۔ جس میں بعض اوقاف زیر پٹہ لوکل ریٹ سے بہت بڑھ جاتا ہے اور بعض اوقات کمی بھی واقع ہوجاتی ہے۔

(و) تحقیقات کروانے میں مضائقہ نہ ہے۔

## رباط مدینہ خانقاہ شریف کی آمدنی و خرچ کی تفصیلات

* 1307- **میاں شہاب الدین اویسی:** کیا وزیر اوقاف میرے نشان زدہ سوال نمبر ۳۹۷ کے جزو (ج) کے جواب کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ: رباط مدینہ خانقاہ شریف تحصیل و ضلع بہاولپور کی آمدنی تو بتا دی گئی ہے۔ لیکن خرچ کا کوئی حساب نہیں بتایا گیا۔ مذکورہ خانقاہ کی آمدن کے علاوہ خرچ کی تفصیلات بھی بتائی جائیں۔؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ) چونکہ یہ اراضی رباط واقع مدینہ منورہ سعودی عرب کے نام وقف ہے۔ لہذا اس سے ہونے والی آمدنی کھاتہ اوقاف میں جمع ہوتی رہی ہے۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے اس اراضی کے مستاجر نے گاہ بگاہ محکمہ اوقاف کے خلاف مقدمات دائر کئے اور اب بھی دیوانی عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہے ان مقدمات پر محکمہ اوقاف نے وکالت فیس اور دیگر خرچ کی مد میں مبلغ -/۴۰۰۱ روپے (تقریباً) اب تک خرچ کئے ہیں۔

## دربار حضرت چن پیر کی آمدنی و اخراجات کی تفصیلات

* 1308- **میاں شہاب الدین اویسی:** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ دربار حضرت چن پیر تحصیل و ضلع بہاولپور کو حکومت اپنی تحویل میں لے چکی ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو دربار مذکورہ سے ہونے والی آمدنی و خرچ سے علیحدہ علیحدہ ایوان کو مطلع فرمایا جائے۔؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ)

(الف) یہ درست ہے کہ دربار حضرت چن پیر صاحب تحصیل یزمان ضلع بہاولپور محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔
(ب) اس دربار کے سابقہ دس سالہ آمدن و خرچ کا گوشوارہ منسلک ہے۔

## گوشوارہ آمدن و خرچ درگاہ حضرت چن پیر منڈھی یزمان

| نمبر شمار | مالی سال | آمدن | خرچ | تفصیل عملہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱- | ۱۹۷۵-۷۶ء | ۶۴۳۵۶-۸۴ | ۵۵۷۷-۱۰ | ۱- امام خطیب- ۱ |
| ۲- | ۱۹۷۶-۷۷ء | ۵۴۳۶۹-۱۷ | ۶۳۶۰-۹۷ | ۲- خادم موذن- ۱ |
| ۳- | ۱۹۷۷-۷۸ء | ۸۳۱۸۲-۱۴ | ۱۰۰۴۸-۵۰ | ۳- نگران- ۱ |
| ۴- | ۱۹۷۸-۷۹ء | ۱۲۷۷۶۹-۷۰ | ۹۲۸۲-۸۴ | |
| ۵- | ۱۹۷۹-۸۰ء | ۱۴۹۲۰۸-۱۵ | ۱۲۳۸۹-۷۵ | |
| ۶- | ۱۹۸۰-۸۱ء | ۱۷۳۶۷۳-۷۳ | ۱۴۵۰۷-۵۰ | مدات آمدن |
| ۷- | ۱۹۸۱-۸۲ء | ۱۶۳۰۰۰-۰۰ | ۱۵۹۰۰-۰۰ | ۱- کیش بکس |
| ۸- | ۱۹۸۲-۸۳ء | ۲۰۰۰۰۰-۰۰ | ۲۰۸۵۰-۰۰ | ۲- ٹھیکہ جانوراں |
| ۹- | ۱۹۸۳-۸۴ء | ۱۹۴۲۸۵-۰۰ | ۵۰۹۲۱-۴۵ | ۳- میلہ گراؤنڈ |
| ۱۰- | ۱۹۸۴-۸۵ء | ۲۵۳۴۸۹-۰۵ | ۳۰۸۴۶-۰۰ | مدات خرچ |
| ۱۱- | ۱۰ ماہ جولائی ۸۵ تا اپریل ۱۹۸۶ء | ۳۰۱۴۳-۵۰ | ۳۵۹۶۵-۷۳ | ۱- تنخواہ جات<br>۲- عُرس، متفرق |

# محکمہ اوقاف کی آمدنی کا مصرف

* 1446- دیوان عاشق حسین بخاری: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ملتان ڈویژن میں محکمہ اوقاف کو ہونے والی آمدنی کی کیا تفصیل ہے اور اس میں سے ملتان ڈویژن اور خصوصی طور پر ملتان ضلع پر کیا خرچ کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اصولاً ہر ضلع سے ہونے والی آمدنی اسی ضلع کے ترقیاتی پروگرام پر ۱۰۰ فیصد خرچ ہونی چاہیئے؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ) محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ملتان ڈویژن میں واقع وقف املاک کا ضلع وار گوشوارہ آمدن و خرچ دوران مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء حسبِ ذیل ہے۔

| نمبر شمار | نام ضلع | حقیقی آمدن | حقیقی خرچہ |
|---|---|---|---|
| ۱- | ضلع ملتان | ۲۹۶۲۴۳۰ | ۲۰۴۴۳۲۰ |
| ۲- | ضلع وہاڑی | ۴۸۵۷۰۵ | ۴۰۸۸۶۴ |
| ۳- | ضلع ساہیوال | ۴۲۸۲۱۱۸ | ۱۱۶۶۵۸۴ |
| | | ۷۷۳۰۲۵۲ | ۳۶۱۹۷۶۳ |

محکمہ اوقاف کے مروجہ طریقہ کار کے مطابق ہر وقف جائیداد سے وصول ہونے والی آمدن محکمہ کے سنٹرل اوقاف فنڈ میں منتقل کی جاتی ہے۔ جہاں سے منظور شدہ بجٹ کے مطابق رقم متعلقہ دفاتر کو منتقل کی جاتی ہے۔ محکمہ کے خیراتی اداروں، ہسپتال، ڈسپنسریاں، جہیز سکیم، مرکز معارف اولیاء اور دیگر رفاہ عامہ کے ادارہ جات کو بھی رقم سنٹرل اوقاف فنڈ سے منتقل کی جاتی ہے محکمہ کے خیراتی رفاہی اور تعلیمی ادارے بھی محکمہ کی آمدن سے چلتے ہیں۔ نیز مستحق ابیوگان کی امداد بھی کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں محکمہ بچت او خسارے کی پالیسی سے بالاتر ہو کر بجٹ مرتب کرتا ہے۔ کیونکہ مرکزی یا صوبائی حکومت سے محکمہ کو کوئی گرانٹ نہ ملتی ہے۔

# بی بی چیوندی کے مزار کی تعمیر و مرمت

* 1730- بیگم بشریٰ رحمان: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) بزرگان دین کے مزارات جو کہ ہمارا مذہبی تمدنی اور روحانی ورثہ ہیں۔ حکومت نے اسے ورثے کو محفوظ کرنے اس کی مرت کرنے اور دیکھ بھال کرنے کا کیا طریقہ یا قانون بنایا ہے۔
(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اوچ شریف میں بی بی چیوندی کا مزار جو کہ اسلامی فنِ تعمیر کا شاہکار ہے۔ شکستگی کا شکار ہے۔
(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تعمیراتی شاہکار اور روحانی ورثے کی تعمیر نو یا مرمت اور محفوظ کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں۔
(د) اگر متذکرہ مزار کی حالت زار حکومت کے علم میں اب تک نہیں لائی گئی تو کیا حکومت نے اپنے متعلقہ عملے کی اس نافرض شناسی اور غیر ذمہ داری پر ان کی سرزنش کی ہے۔ اور کیا آئندہ کے لئے صوبہ کے سارے مزارات کی تفصیل مانگی ہیں۔ اگر مانگی ہیں تو شکستہ مزارات اور ان کی تعمیر نو یا مرمت سے متعلق اپنے پروگرام سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ)
(الف) ایسے مزارات/مساجد جو زیر تحویل محکمہ اوقاف ہیں کی خصوصی مرمت/تعمیر پر محکمہ اوقاف ہر سال ۳۰ لاکھ روپے کی رقم صرف کرتا ہے۔ اس رقم کے علاوہ آمدنی کا آڑھائی فیصد زون متعلقہ بھی وقف املاک (مزارات و مساجد) زیر تحویل محکمہ کی مرمت پر صرف کرتا ہے۔
(ب) یہ مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کی دیکھ بھال آثار قدیمہ وفاقی حکومت (حکومت پاکستان) کی ذمہ داری ہے۔
(ج) جواب بر جز (ب) کے نسبت یہ سوال حکومت پنجاب سے متعلق نہیں۔
(د) وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس کا جواب محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان سے حاصل

کیا جائے۔

# سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کا کوٹہ

* 1864-ڈاکٹر شیلا بی چارلس: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) آیا کہ صوبہ کے مختلف محکموں میں مختلف آسامیوں پر تقرری کے لئے اقلیت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے کوئی کوٹہ مقرر کیا گیا ہے۔
(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وہ کتنے فیصد ہے۔ اب تک کوٹے کے مطابق کتنی آسامیوں پر اقلیتی فرقے کے لوگوں کا تقرر کیا گیا اور کتنی آسامیاں خالی ہیں۔؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ)
(الف) اقلیت سے تعلق رکھنے والوں کے لئے کوئی الگ کوٹہ مقرر نہیں ہے۔ بلکہ پاکستانی ہونے کی حیثیت سے وہ ہر ملازمت میں بالحاظ استعداد جدوجہد کے حقدار ہیں۔
(ب) وضاحت بالا کے بعد مزید کوئی اطلاع فراہم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

# عیسائیوں کے قبرستانوں کی تعمیر و مرمت کے لئے رقوم کی فراہمی

* 1865-ڈاکٹر شیلا بی چارلس: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
آیا صوبہ میں عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کے قبرستانوں کی دیکھ بھال ان کی چار دیواری کی تعمیر اور ان کی حفاظت کے لئے چوکیداروں کے تقرر کے لئے کوئی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ نیز اس بارے میں حکومت کی پالیسی کیا ہے؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ) لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۱۰۸

کے تحت بلدیاتی ادارے بلالحاظ مذہب قبرستانوں کے لئے جگہ مہیا کرنے کے علاوہ ان کی مناسب دیکھ بھال (جس میں تعمیر، چاردیواری اور چوکیداروں کی تقرری بھی شامل ہے) کرتے ہیں۔ یہ کام بلدیاتی اداروں کے اختیاری (Optional) فرائض میں ہے۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقیات نے ہمیں جو فہرست مہیا کی ہے اس کے مطابق اس مالی سال میں پنجاب کی مندرجہ ذیل کارپوریشنوں اور کمیٹیوں نے مسیحی قبرستانوں کی دیکھ بھال اور چاردیواری کی تعمیر کے لئے رقوم مختص کی ہیں۔

| نمبر شمار | نام بلدیاتی ادارہ |
|---|---|
| ۱۔ | لاہور میونسپل کارپوریشن |
| ۲۔ | بلدیہ ٹیکسلا |
| ۳۔ | بلدیہ ڈیرہ غازی خان |
| ۴۔ | مخدوم پور ھوڑاں خانیوال |
| ۵۔ | بلدیہ ملتان |
| ۶۔ | بلدیہ عارف والاساہیوال |
| ۷۔ | ٹاؤن کمیٹی حسن ابدال |
| ۸۔ | بلدیہ فیصل آباد |
| ۹۔ | رینالہ خورد، اوکاڑہ |

# محکمہ اوقاف میں وزیراعلیٰ کی ہدایات پر شروع کی جانے والی سکیموں کی تفصیلات

* 2056- سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم مئی ۱۹۸۵ء سے ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء تک ان کے محکمہ میں وزیراعلیٰ کی جانب

سے خصوصی ہدایات کے نتیجہ میں ترقیات کا کام تمام صوبہ کے تمام اضلاع میں تحصیل وار کیا ہوا ہے۔
(ب) مندرجہ بالا کام کن ممبران قومی یا صوبائی اسمبلی کی سفارش پر ہوا۔
(ج) مندرجہ بالا ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی زیر غور ہیں۔ کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے۔ کتنی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔ ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے۔
(د) مندرجہ بالا سکیموں کا علیحدہ علیحدہ سکیم وار خرچہ کا تخمینہ کیا ہے۔؟

**وزیر اوقاف:** (ملک خدا بخش ٹوانہ)

(الف) مئی ۱۹۸۵ء تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے مندرجہ ذیل ترقیاتی سکیموں کے بارے میں احکامات موصول ہوئے۔

۱۔ درگاہ حضرت بی بی پاکدامناں لاہور کی ترقیاتی سکیم۔
۲۔ دربار حضرت مادھولال حسین کی چار دیواری کی تعمیر۔

(۱) درگاہ حضرت بی بی پاکدامناں کی ترقیاتی سکیم: یہ سکیم سہراب کنسلٹینسی نے تیار کی جس کا تخمینہ ۵.۳ ملین روپے ہے۔ محکمہ اوقاف کے پاس اتنے فنڈز نہیں چنانچہ صوبائی حکومت سے فنڈز مہیا کئے جانے سے متعلق تلخیص جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو ۲۵ نومبر ۱۹۸۶ء کو ارسال کی جا چکی ہے۔ اگر مطلوبہ فنڈز حکومت پنجاب نے دئیے تو پھر یہ سکیم پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔

(۲) دربار حضرت مادھولال حسین کی تعمیر چار دیواری: ترقیاتی سکیم بابت تعمیر چار دیواری پر مقام دربار حضرت مادھولال حسین تیار ہوئی۔ لاگت کا تخمینہ ۱۱.۵ لاکھ روپے ہے۔ اس بارے میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے درخواست بذریعہ تلخیص مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۶ء کی گئی تھی کہ وہ محکمہ خزانہ سے مطلوبہ رقم مہیا کرنے سے متعلق احکام جاری کریں تاکہ کام شروع کیا جا سکے اس تلخیص پر جناب وزیراعلیٰ نے کچھ وضاحت طلب فرمائی تھی۔ جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ جونہی رقم مختص کرنے کے بارے میں احکامات جاری ہوئے۔ مزید کارروائی کی جائے گی۔

(ب) احکام بابت سکیم (۱) بالا جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت موصول ہوئے

جبکہ سکیم نمبر(۲) کی تیاری اس درخواست پر کی گئی جو چیئرمین و ممبران کمیٹی امور مذہبیہ نے پیش کی اور جس پر حاجی روحیل اصغر ایم این اے نے سفارش کی تھی۔

(ج) تا حال کسی ترقیاتی سکیم پر کام شروع نہیں کیا جاسکا۔ کیونکہ محکمہ اوقاف کے پاس فنڈز نہیں اور حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔

(د) لاگت کا تخمینہ جز (الف) میں بیان ہے۔

# ملحقہ محکمہ جات کے اسسٹنٹوں اور سپرنٹنڈنٹوں کے سکیل

* 423- **خان ظفر اللہ خان:** کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سیکرٹریٹ اور کچھ محکمہ جات کے اسسٹنٹوں اور سپرنٹنڈنٹوں کو سکیل نمبر۱۱ اور سکیل نمبر۱۶ دیا ہے۔ مگر باقی ماندہ محکمہ جات کے اسسٹنٹوں اور سپرنٹنڈنٹوں کو مذکورہ سکیل نہیں دیئے گئے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیکرٹریٹ اور تمام ملحقہ محکموں کے اسسٹنٹوں اور سپرنٹنڈنٹوں کو یکساں سکیل دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد)**

(الف) جی نہیں۔

(ب) سیکرٹریٹ اور باقی دفاتر میں اسسٹنٹوں اور سپرنٹنڈنٹوں کے سکیل یکساں کئے جا چکے ہیں۔ احکامات کی نقل لف ہے۔

NO. FD-PC-2-1/86

GOVERNMENT OF THE PUNJAB

FINANCE DEPARTMENT

Dated Lahore, the 4th June, 1986

To,

(1) All Administrative Secretaries to Government of the Punjab;

(2) All heads of Attached Departments in the Punjab;

(3) All Commissioners of Division in the Punjab;

(4) The Secretary, Punjab Public Service Commission, Lahore;

(5) All Deputy Commissioners and District and Sessions Judges in teh Punjab;

(6) The Secretary to Governor, Punjab, Lahore and

(7) The Secretary, Punjab Provincial Assembly, Lahore.

Subject:- Revised of pay scales scheme of basic pay scales and fringe benefits of the Punjab Government employees (1983) & upgradation of the post of assistant and superintendent (non-secretariat offices)

Sir,

August 1988 on the above subject and to state that the Governor of the Punjab has been pleased to direct that the following shall be the entires at Sr. No. 5 under the main heading "All government Department under existing entires-

| Sr. No. | Designation of the Existing Scale | Basic Scale |
|---|---|---|
| 6. | Assistant/Head Clerk (Non-Secretariat Offices) | (i) B-10 Rs. 660,32,1200 upto 24-5-1986 |
| | Rs. 410,22,523 24-760-990 (No. 10) | (ii) B-11 Rs. 700-35-140 with selection grade equal to 20% posts in BS 14(Rs. 850-59-1850) w.e.f. 25-5-1986. |
| 7. | Superintendent (Non-Sectt. Offices) | (i) B-15 Rs, 990-55-2000 |
| | Rs. 550-35-900/40 1100-59-1350 (No. 15) | (ii) B-16 Rs. 1050-80-2250 w.e.f. 25-5-1986 |

Your Obedient Servant,
FAZAL D. CHAUDHARY
Under Secretary (PC)

No. and date even

A copy is forwarded for information and necessary action, to:-

1. The Accountant General, Punjab, Lahore.

2. All District Accounts Officers in the Punjab.

No. and Date even

A copy is forwarded for information and necessary action, to:-

1. Finance Secretary, Govt. of Sindh, Karachi.
2. Finance Secretary, Govt. of NWFP, Peshawar.
3. Finance Secretary, Govt. of Baluchistan, Quetta.
4. Finance Secretary, Azad Govt. of J&K, M. abad.

FAZAL D. CHAUDHARY

Under Secretary (PC)

## دیہاتوں میں تعینات سرکاری ملازمین کو الاؤنسز کی ادائیگی

* 810-**میاں محمود احمد:** کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ پنجاب کی ۸۰ فیصد آبادی دیہات پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اساتذہ، ڈاکٹر دیگر سرکاری ملازمین کو دیہاتوں کی نسبت شہروں میں الاؤنسز وغیرہ کی بہتر مراعات میسر ہوتی ہیں۔ نتیجتاً وہ دیہاتوں میں تقرری پسند نہیں کرتے۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب مذکورہ دیہاتوں میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین کو بھی شہروں میں تعینات سرکاری ملازمین کے برابر الاؤنسز وغیرہ دینے کو تیار ہے۔؟

**وزیر خزانہ** (مخدوم الطاف احمد):

(الف) یہ درست نہیں۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق شہروں کی آبادی ۰۰۰-۵۲-۱۳- اور دیہات کی ۰۰۰-۲۴۱-۳۴- ہے۔ اس طرح ۷۲ فیصد آبادی دیہات پر مشتمل ہے۔

(ب) الاؤنس میں فرق مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ہاؤس رینٹ الاؤنس (۱) لاہور، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں تنخواہ کے سکیل کے کم سے کم کا ۴۵ فیصد۔

ہاؤس رینٹ کی شرح میں فرق کی وجوہات (۲) باقی تمام شہروں اور دیہات میں تنخواہ کے سکیل کے کم سے کم کا ۲۰ فیصد آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے چار شہروں میں مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ جبکہ دوسرے کم آبادی والے شہروں اور دیہات میں یہ صورت نہیں۔

(۲) کنوینئس الاؤنس یہ ۱۹۶۳ء سے صرف لاہور میں دیا جاتا رہا ہے۔ کیونکہ یہاں دفتر اور شہروں کے فاصلے کافی ہیں اور سواری رکھنے یا کرایہ پر لینے میں کافی پیسے خرچ ہوتے ہیں۔

(۳) پریکٹس کمپنسیٹری الاؤنس یہ الاؤنس صرف دیہات میں ڈاکٹروں کی قلت دور کرنے کے لئے اور انہیں اس طرف رجوع کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔ اس کی شرح لیڈی ڈاکٹروں کے لئے ۳۰۰ روپے ماہوار اور مرد ڈاکٹروں کے لئے ۲۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ دیگر یہ کہ آسامیوں کو پر کرنے کے لئے کوئی خاص دشواری نہیں پیش آتی۔

(۴) پہاڑ الاؤنس۔ یہ الاؤنس مری کہوٹہ کی تحصیل میں بنیادی تنخواہ کے ۲۵ فیصد کے حساب سے دیا گیا ہے جس کی زیادہ سے زیادہ حد ۲۰۰ روپے ماہانہ ہے۔ چونکہ سخت سردی کے موسم میں انہیں ایندھن پر زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

(۵) پسماندہ علاقوں کا الاؤنس۔ یہ الاؤنس ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ اور چولستان کے ریگستانی علاقوں میں بنیادی تنخواہ کے پندرہ فیصد اور مندرجہ ذیل زیادہ سے زیادہ حد تک ملتا ہے۔ بنیادی سکیل ایک سے ۱۵ تک کے سرکاری ملازم کو ۷۵ روپے تک ماہوار۔ بنیادی سکیل ۱۶ کے سرکاری ملازم کو ۱۲۵ روپے ماہانہ بنیادی ۱۷ اسکیل یا اس سے اوپر

کے سرکاری ملازم کو ۲۰۰ روپے ماہوار۔
(ج) الاؤنس خاص وجوہ کی بناء پر دئیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر (ب) میں بتایا گیا ہے۔ ان کی نوعیت جدا جدا ہے۔ لہذا شرح میں بھی فرق ہے اور ملنے کی شرائط بھی جدا جدا ہیں۔

# سرکاری ملازمین کو کرایہ مکان کی ادائیگی

* 1129-میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین جو کہ باپ اور بیٹی باپ اور بیٹا بھائی بھائی اور میاں بیوی ہوں اور ایک ہی گھر میں رہتے ہوں ان کو کرایہ مکان ادا کیا جاتا ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد):
(الف) اگر سرکاری ملازم کو سرکاری مکان کرایہ پر ملا ہو اور اس کی بیوی بھی سرکاری ملازم ہو اور وہ ایک ہی شہر میں تعینات ہوں اور اکٹھے رہتے ہوں تو بیوی کو ایچ۔ آر۔ اے نہیں ملتا۔ اس طرح اگر سرکاری اگر سرکاری ملازم کو سرکاری مکان کرایہ پر ملا ہو اور اس کا خاوند بھی سرکاری ملازم ہو اور دونوں ایک ہی شہر میں تعینات ہوں اور اکٹھے رہتے ہوں تو خاوند کو ایچ۔ آر۔ اے نہیں ملتا۔ دیگر صورتوں میں سب سرکاری ملازموں کو یہ الاؤنس ملتا ہے۔
(ب) میاں بیوی اگر ایک ہی شہر میں تعینات ہوں تو وہ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں اور ان کی ضروریات مشترکہ ہوتی ہیں۔ اگر ان کے ساتھ ان کا ملازم، بیٹا، بھائی، بیٹی، والد یا والدہ یا کوئی اور رہتا ہو تو ان کی فیملی ضروریات جدا جدا ہوتی ہیں۔ انہیں وجوہ کی بناء پر یہ فرق رکھا گیا ہے۔

# صوبائی اور مرکزی سول ملازمین کے ٹی۔اے اڈی۔اے ٹرانسفر گرانٹ میں تفریق کا سد باب

* 1144- مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

سابقہ پی سی ایس اور سابقہ سی ایس پی ملازمین کے مابین ٹی۔ اے اور ڈی۔ اے رولز مختلف ہیں یا ان میں ہم آہنگی ہے۔ اگر فرق ہے تو کیوں اسی طرح ٹرانسفر گرانٹ کے بارے میں متعلقہ مروجہ قانون بتایا جائے کیا اس میں ایکس پی سی ایس اور ایکس سی ایس پی ملازمین کے لئے کوئی تفریق ہے اگر ہے تو کیوں وضاحت فرمائیں۔؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد): سابقہ پی سی ایس اور سابقہ سی ایس پی جب وہ پنجاب میں کام کر رہے ہوں دونوں پر پنجاب ٹی اے رولز کا اطلاق ہوتا ہے۔ ٹرانسفر گرانٹ کے بارے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

# سرگودھا شہر میں تعینات سرکاری ملازمین کے لئے الاؤنس

* 1187- جناب ایم جاوید اقبال چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صدر پاکستان نے اپنے ابتدائی دورہ سرگودھا کے موقع پر سرگودھا کو بڑا شہر قرار دیتے ہوئے میونسپل کارپوریشن کا درجہ دے دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ سرگودھا کو بڑا شہر قرار دینے کے باوجود سرکاری ملازمین خصوصی مراعات سے محروم ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرگودھا شہر میں تعینات سرکاری ملازمین کو خصوصی الاؤنس اور دیگر خصوصی سہولتیں دینے کے لئے تیار ہے۔ ؟

وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد)

(الف) جی ہاں۔

(ب) سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور سرگودھا کی میونسپل کمیٹیوں کو مارچ ۱۹۸۱ء میں کارپوریشن کا درجہ دیا گیا تھا۔ کسی شہر کو شہر کارپوریشن کا درجہ دینے سے وہاں سے ملازمین کی مراعات یا انکے مقرر کردہ الاؤنسز میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کارپوریشن میں ملازمین کے لئے کوئی خصوصی مراعات مقرر ہیں۔ لہذا مندرجہ ذیل شہروں (بشمول سرگودھا) کو کاپوریشن کا درجہ دینے سے ان شہروں کے ملازمین کسی قسم کی خصوصی مراعات کے مستحق نہیں پاتے۔

(ج) جواب (الف) اور (ب) کی بناء پر اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

## حکومت پنجاب کے سٹینو گرافرز کو گریڈ پندرہ دینے کا مطالبہ

* 1267- رانا پھول محمد خان: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۸۳ء کے بنیادی پے سکیل کے تحت وفاقی حکومت اور دوسرے صوبوں نے سٹینو گرافروں کو گریڈ ۱۵ مقرر کیا ہے۔ جبکہ حکومت پنجاب نے گریڈ ۱۲ مقرر کر رکھا ہے۔ حالانکہ وفاقی حکومت اور دوسرے صوبوں میں سٹینو گرافر کے لئے تعلیم میٹرک اور شارٹ ہینڈ/ٹائپنگ سپیڈ ۱۰۰/۴۰ الفاظ فی منٹ ہے۔ جبکہ پنجاب میں تعلیم انٹرمیڈیٹ اور شارٹ ہینڈ/ٹائپنگ ۱۰۰/۴۰ الفاظ فی منٹ ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سٹینو گرافروں کے مختلف حلقوں سے عرضداشت کے بعد حکومت پنجاب نے تسلیم کیا کہ پنجاب کے سٹینو گرافرز تعلیمی اور فنی لحاظ سے وفاقی اور دوسرے صوبوں کے سٹینو گرافرز سے زیادہ اہلیت کے حامل ہیں اور اسی اعتراف کے

بناء پر حکومت نے دو سال بعد ۸۳-۷-۱ کی بجائے ۸۵-۴-۸ سے گریڈ ۱۵ دیا مگر ساتھ "پرسنل" کی قید بھی لگا دی۔
(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کئی اور محکموں کے ملازمین مثلاً تعلیم لوکل گورنمنٹ لائیوسٹاک وغیرہ کے گریڈ بڑھائے تو انہیں ۸۳-۷-۱ سے فائدہ دیا مگر سٹینو گرافرز کے ساتھ یہ غیر منصفانہ سلوک روا رکھا گیا۔
(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ سٹینو گرافروں کو سکیل ۱۵ دینے سے حکومت پر کوئی اضافی مالی بوجھ نہیں پڑے گا۔
(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سٹینو گرافروں پر سے پرسنل کی قید ختم کرنے اور انہیں ۸۳-۷-۱ سے گریڈ ۱۵ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد)

(الف) جی نہیں۔ وفاقی حکومت اور دوسرے صوبوں نے جن سٹینو گرافروں کو گریڈ ۱۵ دیا ہے ان کی تعلیمی قابلیت میٹرک نہیں بلکہ انٹرمیڈیٹ ہوتی ہے۔ اس آسامی کو پنجاب میں سینئر سکیل سٹینو گرافر کہا جاتا ہے اور انہیں ۸۳-۷-۱ سے ہی وفاقی حکومت کی طرح سکیل ۱۵ دیا جا چکا ہے۔ اس سے نچلی آسامی کو وفاقی حکومت میں سٹینو ٹائپسٹ کہا جاتا ہے۔ اسکی تعلیمی قابلیت میٹرک ہوتی ہے۔ پہلے یہ سکیل نمبر ۸ میں تھے اور ۸۳-۷-۱ سے سکیل نمبر ۱۲ میں ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ میں اسی آسامی کو سٹینو گرافر کہا جاتا ہے اور یہ بھی اسی تاریخ سے سکیل نمبر ۱۲ میں ہے۔ البتہ اسکی تعلیمی قابلیت انٹرمیڈیٹ ہوتی ہے۔ پنجاب میں زیادہ تعلیمی قابلیت رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سٹینو گرافر کی طلب کی نسبت رسد کی پوزیشن وفاق حکومت اور سندھ سے بہتر ہے۔
(ب) دوسرے صوبوں میں سٹینو ٹائپسٹ اور پنجاب میں سٹینو گرافر ایک جیسی آسامیاں ہیں۔ ۸۳-۷-۱ سے پہلے سٹینو ٹائپسٹ سکیل نمبر ۸ میں اور سٹینو گرافر سکیل نمبر ۱۰ میں تھے۔ متذکرہ تاریخ سے ہر دو کو سکیل نمبر ۱۲ دے دیا گیا جبکہ سینئر سکیل سٹینو گرافروں کو سکیل نمبر ۱۵ دیا گیا۔ جو سٹینو گرافر ۸۳-۷-۱ سے قبل سکیل نمبر ۱۰

میں تھے۔ انہیں ۸۵-۴-۸ سے سکیل نمبر ۱۵ شخصی حیثیت میں دیا گیا تھا۔ اس طرح سٹینو گرافر آسامی کے حامل افراد کو ازروئے مہربانی سینئر سکیل سٹینو گرافر کے برابر کر دیا گیا ہے۔ یہ رعایت مستقل طور پر نہیں دی جا سکتی اور صرف پرانے ملازمین کو شخصی حیثیت میں دی گئی ہے۔

(ج) حکومت مختلف ملازمین کے گریڈ بڑھاتے وقت فیصلے کو مختلف تاریخوں سے نافذ کرتی ہے۔ اسکا انحصار مختلف کیسوں کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ بالعموم ایسے فیصلے مؤثر بہ ماضی نہیں ہوتے۔

(د) یہ درست نہیں ہے اگر سٹینو گرافروں کو سکیل نمبر ۱۵ دو سال پہلے سے دیا جائے گا۔ تو سٹینو گرافروں کی خاص تعداد ہونے کے پیش نظر اس سے خزانہ پر کافی بوجھ پڑے گا۔

(ھ) حکومت سٹینو گرافروں کو سکیل نمبر ۱۵ مورخہ ۸۳-۷-۱ سے دینے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ مالی فیصلے عموماً فی الفور نافذ العمل ہوتے ہیں۔ سوائے خاص وجوہ کے یہ مؤثر بہ ماضی نہیں بن سکتے۔ مزید برآں چونکہ آسامی کا سکیل نمبر ۱۲ ہی ہے۔ لہذا ایسے سٹینو گرافرز جن کو سکیل نمبر ۱۵ دیا گیا تھا۔ صرف ان کی شخصی حیثیت میں دیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ شرط ختم نہیں کی جا سکتی۔

## صوبائی سول ملازمین کو اگلے گریڈ میں ترقی

* 1280- بیگم شاہین منور احمد: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ مرکزی حکومت نے گریڈ ۱۶ تا گریڈ ۱۹ تک کے تمام مرکزی سول ملازمین کو تنخواہ کے انتہائی سکیل پر تین سال تک فائز اور منتظر رہے بغیر ان کو تنخواہ کے اگلے اعلیٰ سکیل پر ترقی کی رعایت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا صوبائی حکومت کے گریڈ ۱۶ تا گریڈ ۱۹ تک کے ملازمین پر مرکزی حکومت کے مذکورہ فیصلے کے اطلاق کی کوئی تجویز

صوبائی حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عملدر آمد متوقع ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔؟

**وزیر خزانہ:** (مخدوم الطاف احمد)

(الف) جی ہاں۔

(ب) صوبائی حکومت نے بھی اپنے ایسے ملازمین کو موو اوور کی سہولت دینے کے لئے ۲ مارچ ۱۹۸۶ء کو احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

# سٹینو گرافروں کے لئے گریڈ ۱۵ دینے کے لئے اقدامات

* 1281- **بیگم شاہین منور احمد:** کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۸۳ء کے بنیادی پے سکیل کے تحت وفاقی حکومت اور دوسرے صوبوں نے سٹینو گرافروں کو گریڈ ۱۵ دیا ہے جبکہ تعلیمی قابلیت میٹرک اور شارٹ ہینڈ/ٹائپنگ سپیڈ ۱۰۰/۴۰ الفاظ فی منٹ ہے اور اس کے برعکس حکومت پنجاب نے تعلیمی قابلیت انٹرمیڈیٹ اور شارٹ ہینڈ/ٹائپنگ سپیڈ ۱۰۰/۴۰ الفاظ فی منٹ مقرر کی مگر سٹینو گرافروں کو گریڈ ۱۲ دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سٹینو گرافر کے مختلف حلقوں کی طرف سے عرضداشت کے بعد حکومت پنجاب نے تسلیم کیا کہ پنجاب کے سٹینو گرافرز تعلیمی اور فنی لحاظ سے زیادہ اہلیت کے حامل ہیں اور اس اعتراف کی بناء پر حکومت نے دو سال بعد ۸۳-۷-۱ کی بجائے ۸۵-۴-۸ سے گریڈ ۱۵ دیا ہے مگر ساتھ ہی پرسنل کی قید بھی لگا دی ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جملہ سٹینو گرافروں کو سکیل ۱۵ دینے سے حکومت پر کوئی اضافی مالی بوجھ نہیں پڑتا۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سٹینو گرافرز کے لئے پرسنل سکیل کی پابندی ختم کر کے تمام سٹینو گرافروں کو ۸۳-۷-۱ سے گریڈ ۱۵ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد)

(الف) ۱۹۸۳ء کے بنیادی سکیل کے مطابق سٹینو گرافرز کو سکیل نمبر ۱۲ دیا گیا اور سینئر سکیل سٹینو گرافرز کو سکیل نمبر ۱۵ دیا گیا۔ حکومت سندھ اور وفاقی حکومت نے سٹینو ٹائپسٹ کو سکیل نمبر ۱۲ اور سٹینو گرافرز کو سکیل نمبر ۱۵ دیا۔ سوائے نام کی تبدیلی کے یہ آسامیاں برابر ہیں اور یکساں فرائض کی حامل ہیں۔ کسی آسامی کے لئے تعلیم کا معیار مقرر کرانے کا انحصار صوبے کے خصوصی حالات پر مبنی ہے۔

(ب) دوسرے صوبوں میں سٹینو ٹائپسٹ اور پنجاب میں سٹینو گرافر ایک جیسی آسامیاں ہیں۔ ۸۳-۷-۱ سے پہلے سٹینو گرافر گریڈ II سکیل نمبر ۸ میں اور سٹینو گرافر گریڈ I سکیل نمبر ۱۰ میں تھے۔ متذکرہ تاریخ سے ہر دو سکیل نمبر ۱۲ دے دیا گیا۔ جبکہ سینئر سکیل سٹینو گرافروں کو سکیل نمبر ۱۵ دیا گیا۔ لہذا جو سٹینو گرافر ۸۳-۷-۱ سے قبل سکیل نمبر ۱۰ میں تھے۔ ان کو ۸۵-۴-۸ سے سکیل نمبر ۱۵ شخصی حیثیت میں دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ اگر سٹینو گرافروں کو سکیل نمبر ۱۵ دو سال پہلے سے دیا جائیگا تو سٹینو گرافروں کی خاصی تعداد ہونے کے پیش نظر اس سے خزانہ پر کافی بوجھ پڑے گا۔

(د) حکومت سٹینو گرافروں کو سکیل نمبر ۱۵ مورخہ ۸۳-۷-۱ سے دینے کے لئے تیار نہیں کیونکہ مالی فیصلے عموماً فی الفور نافذ العمل ہوتے ہیں۔ سوائے خاص وجوہ کے یہ موثر بہ ماضی نہیں ہو سکتے۔ مزید برآں چونکہ آسامی کا سکیل نمبر ۱۲ ہی ہے۔ لہذا ایسے سٹینو گرافرز جن کو سکیل نمبر ۱۵ دیا گیا تھا۔ صرف ان کی شخصی حیثیت میں دیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ شرط ختم نہیں کی جا سکتی۔

## ریٹائرمنٹ پر جانے والے سرکاری ملازمین کے لئے مراعات

* 1425- میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ اگر ایک سرکاری ملازم اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر رخصت ما قبل ریٹائرمنٹ کے بدلے نقد ادائیگی حاصل کرنے کی خواہش کرے تو وہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی تنخواہ وصول کرنے کا حقدار ہے۔
(ب) آیا یہ بھی امر واقع ہے کہ ایک سرکاری ملازم جو رخصت ما قبل ریٹائرمنٹ پر جانا چاہتا ہے۔ لیکن مفاد عامہ کے پیش نظر حکومت اس کی رخصت نامنظور کرتی ہے تو وہ مذکورہ نقد ادائیگی کے علاوہ کوئی خاص مالی فائدہ حاصل کرنے کا حقدار نہیں ہوتا۔
(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی وجوہات کیا ہیں اور آیا حکومت ایسے ملازمین کو جن کی رخصت ما قبل ریٹائرمنٹ مفاد عامہ کے پیش نظر نامنظور کر دی جاتی ہے۔ چھ ماہ کی نقد ادائیگی کے علاوہ کوئی خاص مالی فائدہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جس کے وہ حقدار ہیں۔؟

وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد)

(الف) جی ہاں۔
(ب) اگر کوئی ملازم ایل پی آر پر جائے تو اسے صرف Leave Salary ملتی ہے۔ اگر ایل پی آر نہ جائے تو اسے تنخواہ اور چھ ماہ کی Leave Salary دونوں ملتی ہیں۔ مزید برآں سالانہ اور دیگر ترقی بھی مل سکتی ہے۔ یہ فوائد کافی ہیں۔
(ج) عام طور پر رخصت قبل ریٹائرمنٹ نامنظور نہیں کی جاتی صرف غیر معمولی حالات میں کسی سرکاری ملازم کی ایسی رخصت نامنظور کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں سرکاری ملازم کو چھ ماہ کی تنخواہ کے علاوہ مزید مالی فائدہ دینا ممکن نہیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو بہت سے ملازم اس تگ و دو میں لگے رہیں گے کہ ان کی درخواست نامنظور ہو جائے اور وہ مزید مالی فائدہ اٹھا لیں۔ اس طرح قومی وقت اور وسائل کے ضیاع کا احتمال ہے۔

## شیڈول ریٹ میں اضافہ

* 1463- جناب شوکت حیات چٹھہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جس شیڈول آف ریٹ پر ٹھیکہ کا کام الاٹ کرتا ہے۔ وہ ۱۹۷۹ء میں منظور ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میٹریل وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے ٹھیکیداروں کو ۱۹۷۹ء شیڈول آف ریٹ کے تحت کافی نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر مروجہ شیڈول ریٹ کو بدل کر نئے اضافہ شدہ شیڈول ریٹ مقرر کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں۔؟

**وزیر خزانہ:** (مخدوم الطاف احمد)

(الف) جی ہاں۔ درست ہے موجودہ شیڈول آف ریٹ ۱۹۷۹ء میں منظور ہوا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ ٹھیکیدار کو پوری آزادی ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کم و بیش پریمیم پر ٹینڈر داخل کرے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) کے جواب سے ظاہر ہے۔ جز (ج) کا جواب ضروری نہ ہے۔ تاہم شیڈول ریٹ کو مارکیٹ کے نرخوں کے مطابق لانے کے لئے چیف انجینئر صاحبان اپنے علاقے کی صورتحال کے پیش نظر شیڈول ریٹ پر پریمیم منظور کرنے کے کلی طور مجاز ہیں۔ وقتاً فوقتاً شیڈول آف ریٹ قیمتوں میں اضافہ اور نئی فنی تبدیلیوں کی وجہ سے تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

# سرکاری ملازمین کے لئے تعمیر مکانات کے لئے قرضہ جات کی تفصیل

* 1689- **حاجی سردار خان:** کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ۸۶-۱۹۸۵ء میں کتنی رقم سرکاری ملازمین کے لئے بطور پیشگی قرضہ برائے مکان مختص کی گئی تھی۔

(ب) کتنے ملازمین کو قرضہ جاری کیا گیا تھا اور کس بنیاد پر جاری کیا گیا؟
وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد)
(الف) ۸۶-۱۹۸۵ء میں ۲۳-۴ کروڑ روپے کی رقم سرکاری ملازمین کیلئے بطور پیشگی قرضہ مختص کی گئی تھی۔ کوئی مخصوص رقم برائے تعمیر مکان مختص نہ کی البتہ کل رقم میں سے ۶۵-۳ کروڑ روپے سرکاری ملازمین کو بطور پیشگی قرضہ برائے تعمیر مکان ادا کئے گئے جو کہ کل رقم کا تقریباً ۸۴ فیصد ہے۔ اس رقم میں ۱۴-۲ کروڑ روپے کا اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب لاہور میں ان ملازمین کو ادا کئے جو اپنی باری کا انتظار کافی عرصہ سے کر رہے تھے۔ جب کہ ۵۱-۱ کروڑ روپے بغیر باری کے ادا کئے گئے۔
(ب) ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران ۱۱۷۵ ملازمین کو قرضہ برائے تعمیر مکان جاری کیا گیا۔
بنیاد برائے اجراء قرضہ: قرضہ کے اجراء کے ضمن میں معیار یہ ہے کہ ملازمین کی سینیارٹی، ان کی ضرورت اور نیز اس سے پہلے انہوں نے قرضہ لیا ہے یا نہیں جیسی بنیادی باتوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ نیز اے جی، پنجاب کے ذریعہ رقم کا بیشتر حصہ سرکاری ملازمین کو دیا جاتا ہے۔ ایک فہرست تیار کرتے ہیں اور فہرست میں سے پہلے اندراج شدہ ملازمین کو ہی قرضہ ملتا ہے۔

## محقق شماریات اور محقق معاشیات کو گریڈ ۱۸ دینے میں تاخیر کے اسباب

* 1734- جناب فضل حسین راہی: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں محقق شماریات/محقق معاشیات کی بھرتی کے لئے قواعد ملازمت کے تحت وہی تعلیمی قابلیت مقرر ہیں جو وفاقی حکومت نے مقرر کر رکھی ہیں یعنی ایم۔ ایس سی (شماریات) ایم۔ ایس۔ سی (ریاضی) یا ایم۔ اے (معاشیات)

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے ۱۹۷۲ء میں محقق شماریات/محقق معاشیات کی آسامیوں کو قومی پے سکیل ۱۰ سے سکیل نمبر سولہ تک بڑھا دیا اور نتیجتاً حکومت پنجاب نے بھی مذکور آسامیوں کو چھ سال کی تاخیر کے بعد ۱۹۷۸ء میں سکیل نمبر ۱۰ سے سکیل ۱۶ تک بڑھا دیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے محقق شماریات/محقق معاشیات کی آسامیوں کا درجہ ۱۹۸۳ء میں گریڈ ۱۷ تک بڑھا دیا اور اسے افسر شماریات کا نام دیا گیا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے محقق شماریات/محقق معاشیات کی آسامی کا درجہ تین سال گذرنے کے بعد بھی گریڈ نمبر ۱۷ تک کیوں نہیں بڑھایا۔

(ھ) حکومت محقق شماریات اور محقق معاشیات کی آسامیوں کو گریڈ ۱۷ میں ترقی دینے اور علی الترتیب انہیں آفیسر شماریات اور آفیسر تحقیق کا نام دینے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

**وزیر خزانہ:** (مخدوم الطاف احمد)

(الف) جی نہیں۔ محقق شماریات/محقق معاشیات کے لئے حکومت پنجاب نے کچھ محکموں میں بی۔ اے/بی۔ ایس۔ سی اور دیگر محکموں میں ضرورت کے حساب سے ایم۔ ایس۔ سی کی تعلیمی قابلیت مقرر کی ہے۔

(ب) جی نہیں۔ وفاقی حکومت نے ۱۹۷۲ء میں محقق شماریات/معاشیات کی آسامیوں کے لئے سکیل ۱۶ مقرر کیا لیکن حکومت پنجاب نے فرائض منصبی اور تعلیمی صلاحیت کے حساب سے بعض محکموں میں محقق شماریات/معاشیات کے لئے سکیل نمبر ۱۶ مقرر کیا اور بعض کے لئے سکیل نمبر ۱۰ ہی رہنے دیا۔ جسے سکیل نمبر ۱۱ کر دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں۔

(د) حکومت پنجاب محقق شماریات/معاشیات کی آسامیوں کو سکیل نمبر ۱۷ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ مختلف آسامیوں کی سکیل بندی ان کے فرائض منصبی اور تعلیمی معیار کے پیش نظر کی جاتی ہے۔

(ھ) جو محقق شماریات اور محقق معاشیات سکیل نمبر ۱۶ میں ہیں انہیں سکیل نمبر ۱۷ نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے مختلف پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ البتہ جو محقق سکیل نمبر ۱۰ میں تھے۔ انہیں سکیل نمبر ۱۱ ۱۹۸۶-۱۲-۱۸ سے دے دیا گیا ہے۔

# کار ایڈوانس اور ہاؤس بلڈنگ ایڈوانس حاصل کرنے والے سرکاری ملازمین کی تعداد

* 2042- میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ۸۶-۱۹۸۵ء کے مالی سال کے دوران سرکاری ملازمین کے لئے کار ایڈوانس اور ہاؤس بلڈنگ ایڈوانس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) جن سرکاری ملازمین نے کار ایڈوانس اور ہاؤس بلڈنگ ایڈوانس حاصل کیا ان کے نام اور عہدے کیا ہیں اور وہ کہاں تعینات ہیں۔

(ج) گذشتہ مالی سال کے دوران کار ایڈوانس اور ہاؤس بلڈنگ ایڈوانس حاصل کرنے والے سرکاری ملازمین کے کس کس ضلع کے ڈومی سائل ہیں۔؟

وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد)

(الف) مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران سرکاری ملازمین کو کار ایڈوانس دینے کے لئے مبلغ ۳۰ لاکھ ۱۵ ہزار روپے اور ہاؤس بلڈنگ ایڈوانس کے لئے ۳ کروڑ ۶۵ لاکھ ۷ ہزار ۲ سو پچاس روپے مختص کئے گئے۔

(ب) اس قسم کے ملازمین کی تفصیل جدول (الف) کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایسے ملازمین کے ڈومیسائل کے متعلق معلومات محکمہ خزانہ کے پاس نہیں ہوتیں یہ ریکارڈ ملازمین کے متعلقہ محکموں کے پاس ہوتا ہے اور مزید برآں محکمہ خزانہ یہ ریکارڈ اسلئے بھی نہیں رکھتا کہ قرضہ جات ڈومی سائل کی بنیاد پر نہیں بلکہ ملازمین کی ضرورت اور ان

کے دیگر کوائف یعنی تنخواہ مدت ملازمت وغیرہ کو مد نظر رکھ کر دیئے جاتے ہیں۔

# غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## دربار حضرت شاہ حسین کو سرکاری تحویل میں لینے کے اقدامات

142- **جناب مہر محمد سلیم**: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دربار حضرت حسین شاہ واقع کچا دروازہ گوجرانوالہ پر ہزاروں عقیدت مند روزانہ نقد نذرانے پیش کرتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقامی مینجر اوقاف نے جب اپنی نگرانی میں کمیٹی بکس کھولا تو صرف ایک یوم کی آمدنی ۱۰۰ روپے پائی گئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مینجر مذکور کی رپورٹ کے مطابق متولیاں دربار اچھی شہرت کے حامل نہیں ہیں اور ان حالات کے پیش نظر دربار متذکرہ کو سرکاری تحویل میں لینے کے لئے مینجر نے مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۸۰ء کو ایک چٹھی بنام سکیشن آفیسر پراپرٹی محکمہ اوقاف پنجاب تحریر کی مگر آج تک اس پر عملدر آمد نہیں ہوا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ دربار کو فی الفور اپنی تحویل میں لینے کے لئے تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

**وزیر خزانہ**: (مخدوم الطاف احمد)

(الف) دربار ہذا محکمانہ تحویل میں نہ ہے۔ البتہ مینجر حلقے کی رپورٹ کے مطابق روزانہ کافی تعداد میں عقیدت مند حاضری دیتے ہیں اور نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ جہاں تک دربار شریف کو تحویل میں لینے کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں صدر دفتر سے نگران شعبہ وقف املاک کو تین جمعراتوں کی آمدن کی پڑتال کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ ان کی رپورٹ کے مطابق پہلی جمعرات کو ۵۰/۱۷۳ روپے دوسری جمعرات کو -/۱۷۸ روپے اور تیسری جمعرات کو ۶۲/۱۱۷ روپے کیش بکس سے پڑتال

کے دوران نکلے اس طرح اندازاً کل آمدن سالانہ -/۸۸۰۸ روپے اور اخراجات کا تخمینہ -/۲۳،۴۴۴،۱۰ روپے سالانہ لگایا گیا۔ سالانہ خرچ سالانہ آمدن کی بجائے بہت زیادہ تھا۔ اسلئے اسے تحویل میں نہ لیا گیا۔ علاوہ ازیں دربار ہذا کے ساتھ مسجد اور مدرسہ تھا جن کی وجہ سے اخراجات زیادہ تھے اس لئے اسے تحویل میں نہ لیا گیا۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ آمدن کا تخمینہ خرچ سے بہت کم تھا۔ علاوہ ازیں دربار ہذا کے ساتھ مسجد اور مدرسہ بھی تھا۔ پالیسی کے مطابق مساجد اور مدارس کو تحویل میں نہیں لیا جا رہا اس لئے محکمہ دربار ہذا کو تحویل میں لینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔

# محکمہ صحت کے لیبارٹری اسسٹنٹ کو سکیل نمبر ۷ اور سلیکشن گریڈ نمبر ۱۰ میں ترقی

131- **جناب نذر محمد گل:** کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم کے لیبارٹری (اسسٹنٹس کو سکیل نمبر ۵ سے سکیل نمبر ۷ میں سلیکشن گریڈ کو نمبر ۱۰ میں ترقی دے دی گئی ہے۔ جب کہ محکمہ صحت لیبارٹری اسسٹنٹس کو مذکورہ بالا سکیل نہیں دیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ صحت کے اسسٹنٹ کو سکیل نمبر ۷ اور سلیکشن گریڈ کو نمبر ۱۰ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔؟

**وزیر خزانہ:** (مخدوم الطاف احمد)

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) جی نہیں۔ چند محکموں میں یہ آسامی سکیل نمبر ۵ میں کچھ محکموں میں سکیل نمبر ۶ اور محکمہ تعلیم میں سکیل نمبر ۷ میں ہے۔ سکیل کا تعین کرتے وقت فرائض منصبی دائرہ کار اور کام کی نوعیت وغیرہ کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ محکمہ تعلیم اور محکمہ صحت کے سکیلوں

میں فرق بھی انہیں وجوہ کی بنا پر ہے۔
**وزیر خزانہ:** جناب والا! میں یہ درخواستوں پر دستخط کرتے کرتے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھنے کی اجازت فرمائی جائے۔
**جناب سپیکر:** وزارت خزانہ کے متعلق بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ جناب وائیں صاحب!
**وزیر صنعت و معدنی ترقی:** (جناب غلام حیدر وائیں) جناب والا! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر کچھ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔
**جناب سپیکر:** جی ارشاد فرمایئے۔
**وزیر صنعت و معدنی ترقی:** جناب سپیکر! کل کارروائی اجلاس کے دوران تحریک التواء نمبر ۳ کی کارروائی آج "نوائے وقت" کے صفحہ آخر پر چھپی ہے۔ جو کہ درست طور پر نہیں چھپی۔ میں گذارش کروں گا کہ مجھے اس کی درستگی اور اس کی تفصیل کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ اس کی Reporting بھی غلط ہوئی ہے اور اس سے حکومت کی کارکردگی کا تاثر بھی عوام نے غلط لیا ہے۔
**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! میں نے ایک نہایت ہی اہم بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ صرف ہمارا زبانی ہمدردی کا اظہار کر لینا یا دس منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کر دینا کافی نہیں۔ اتنا بڑا عظیم حادثہ ہوا ہے اور ہمارے ملک کی ایک عظیم شخصیت جو پورے عالم اسلام میں معروف ہے جس کے غم میں پوری عالم اسلام سوگوار ہے۔ آج گیارہ بجے انکا غائبانہ نماز جنازہ ناصر باغ میں پڑھا جا رہا ہے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ نماز جنازہ میں شرکت کرنے کے لئے آپ اجلاس آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کر دیں اس سے ان کے سوگواروں کو ہمدردی کے اظہار کا پتا چلے گا۔ اس سے ہمدردی ہو گی اور ان کے دکھ اور درد کا کچھ مداوا ہو سکے گا۔
**جناب سپیکر:** جی۔ جناب لاء منسٹر! اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ جناب وائیں صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔؟
**وزیر صنعت و معدنی ترقی:** (غلام حیدر وائیں) جی میں عرض کر دیتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی فرمائیے۔

**وزیر صنعت و معدنی ترقی:** جناب سپیکر! میں یہ گذارش کروں گا کہ اس سلسلے میں پہلے یہ ایوان اپنے احساسات کا اظہار کر چکا ہے۔ فاتحہ خوانی بھی ہوئی ہے اور اس میں بعض اراکین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے۔ یہ یقینی طور پر ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ تمام ایوان اور حکومت اس غم میں برابر شریک ہے۔ لیکن میں نے پہلے بھی ایک نشاندہی کی تھی کہ آج اس اجلاس کا آخری دن ہے اور بہت سے اہم معاملات کو جناب نے بھی Conclude فرمانا ہو گا۔ تو میں جناب مولانا صاحب سے استدعا کروں گا کہ جو احباب غائبانہ نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہیں وہ بے شک تشریف لے جائیں۔ لیکن آج کی کارروائی اگر آپ نے ملتوی کی تو پھر شاید کورم پورا نہیں ہو گا اور اس اجلاس کا اختتام صحت مندانہ نہیں ہو گا۔ لہذا اس روایت کو ہم جاری رکھیں۔ آج اجلاس کی کارروائی جاری رہے۔ جو احباب اس میں تشریف لے جانا چاہتے ہیں وہ تشریف لے جائیں۔

**مولوی محمد غیاث الدین:** جناب سپیکر! اس کے متعلق میں آپ کی وساطت سے مولانا منظور احمد چنیوٹی سے دریافت کروں گا کہ وہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا یہ غائبانہ جنازے کا مسئلہ آئمہ اکرام کے درمیان اختلافی نہیں؟ اور کیا حنفی مسلک میں غائبانہ جنازہ جائز ہے۔؟

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر! آپ کل بھی کہہ چکے ہیں کہ فرقہ وارانہ بات نہیں ہونی چاہیے۔ میں مولانا کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ میں حنفی مسلک کا ہوں لیکن جن کا جنازہ پڑھا جا رہا ہے۔ وہ اہل حدیث ہیں اور ان کے مسلک میں غائبانہ جنازہ جائز ہے۔ وہ غائبانہ جنازہ جائز سمجھتے ہیں۔ ان سے اظہار ہمدردی کے لئے انکے مسلک کے مطابق اگر شریک ہوتے ہیں تو اس میں کوئی گناہ یا قباحت نہیں۔ باقی جناب اگر آپ اجلاس ملتوی نہیں کرتے تو میں اجازت چاہتا ہوں کہ میں آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے جنازے میں شرکت کر لوں۔ دوسری میری گذارش اور ہے جناب سپیکر۔

**جناب سپیکر:** مولانا صاحب! آپ بات کر چکے ہیں۔ آپ بات فرما چکے ہیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب والا! جانے کے لئے آپ سے اجازت چاہتے ہوئے آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ آپ فرمار ہے تھے کہ آج اجلاس کا آخری روز ہے۔

**جناب سپیکر:** اب آپ بات نہ کیجیئے۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ جناب محمد صدیق سالار صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

**چودھری محمد صدیق سالار:** جی میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جی فرمائیے۔

**چودھری محمد صدیق سالا:** جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر اجلاس ختم ہی کر دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم سب جنازہ میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں حکومت کو کوئی اعتراض نہیں۔

**وزیر قانون:** میں جناب صدیق سالار صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ اجلاس ساڑھے گیارہ بجے تک ملتوی کیا جائے۔

**سید اقبال احمد شاہ:** جناب والا! اس سلسلہ میں صبح ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔ صبح فاتحہ خوانی بھی ہوئی اور دس منٹ کے لئے اجلاس ملتوی ہوا ہے۔ اب دوبارہ پھر اس مسئلہ کو اٹھایا جارہا ہے۔ ایک دفعہ طے ہو جانے کے بعد دوبارہ وہی مسئلہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔

**وزیر قانون:** جناب والا! اکثر معزز اراکین نے جنازہ پڑھنا ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اجلاس آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم ساڑھے گیارہ بجے یہاں اکٹھے ہو جائیں گے۔

**جناب سپیکر:** اس میں آپ کا کیا خیال ہے کہ ہم یہاں پر دوبارہ اکٹھے ہو سکیں گے۔ اگر نہیں تو کیا پھر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اس اجلاس کو Prorogue کر دوں۔ آرڈر پلیز۔ یہ بات اجلاس کو ملتوی کرنے یا اس کو Prorogue کرنے کے بارے میں ہو رہی ہے۔ آپ ذرا توجہ فرمائیے اور اپنی رائے دیجئے اگر ہم اس کو سر دست ملتوی کرتے ہیں تو کیا ہم نصف گھنٹے کے بعد اجلاس کی کارروائی میں دوبارہ شریک ہو سکیں گے؟ (یہ سب صاحبان کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہو سکیں گے) نہیں ہو سکیں گے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کو ملتوی کیا جائے تو پھر اس کو Prorogue کرنا ہو گا۔ کیا آپ

چاہتے ہیں کہ اجلاس کو Prorogue کر دیا جائے۔ (آوازیں۔ نہیں، نہیں) تو اراکین یہ چاہتے ہیں کہ اجلاس جاری رہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! اب تک تو حکومت کو چاہیے تھا کہ مجرمان کو پکڑ کر ان کے سامنے کر دیتی اور یہ کہتی کہ یہ اس سانحہ کے مجرم ہیں۔ آپ پہلے دن والی بات پھر کریں گے۔ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ اجلاس کو Adjourn کیا جائے۔ پہلے دن جناب چیف منسٹر نے بات کی تھی۔ انہوں نے بھی وہی بات دہرا دی ہے۔ آٹھ دن بعد بھی وہی بات کریں گے۔ آپ مجرم پکڑ کر سامنے کریں۔ جناب باتیں کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ یقین تو وزیر اعلیٰ نے بھی کرا دیا تھا۔ چیف منسٹر نے کہا تھا کہ ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ہم مجرموں کو گرفتار نہیں کر لیں گے ان کو ۲۴ گھنٹے کے اندر پکڑیں گے۔

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز۔ راہی صاحب! اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ جناب غلام حیدر وائیں۔

**وزیر صنعت:** جناب سپیکر۔ میں بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے آج ذاتی وضاحت پر اجازت دی۔ جناب والا، گذارش یہ ہے کہ کل کی کارروائی کے دوران جس وقت کہ تحریک التوائے کار پر بحث ہو رہی تھی اور اس وقت اجلاس کی صدارت جناب ڈپٹی سپیکر فرما رہے تھے اور ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۷۳ پر گذارش کرتے ہوئے میں نے فنی نکتہ نگاہ اور اس کے حقائق دونوں پر اظہار خیال کیا تھا۔ جنجوعہ صاحب کا نکتہ یہ تھا کہ دیہی علاقوں میں واٹر سپلائی کی سکیموں میں وہ گاؤں جن کی آبادی پانچ ہزار سے زائد ہے۔ وہاں پر تو حکومت اوور ہیڈ واٹر ریزوائر بھی فراہم کر رہی ہے اور ان کو پائپ لائن بھی فراہم کر رہی ہے۔ لیکن وہ گاؤں جن کی آبادی پانچ ہزار سے کم ہے۔ وہاں پر حکومت اس وقت اوور ہیڈ ریزوائر کی بجائے ان کو سطح پر ہی ریزوائر فراہم کر رہی ہے اور ان کو پائپ فراہم نہیں کر رہی ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ ہمارے چھٹے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ کے مطابق حکومت اپنے دیہی علاقوں کو ۱۹۹۰ء تک ۶۰ فیصد دیہی علاقہ کو ستھرا پانی فراہم

کرنے کا وعدہ کر چکی ہے اور اس پر موجودہ حکومت وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق بڑی تیزی سے عمل پیرا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ موجودہ مالی سال کے دوران پنجاب کی حکومت نے دیہاتی علاقوں میں صاف ستھرا پانی فراہم کرنے کے لئے ۲۸ کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ جو گذشتہ چالیس سال میں کسی بھی سیاسی حکومت کی ایسی کار کردگی کی مثال نہیں ملتی ہے۔ لیکن نوائے وقت کے آخری صفحہ پر---

جناب سپیکر: فضل حسین راہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف کس حیثیت سے یہ بیان جاری کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ ذاتی وضاحت پر بات کر رہے ہیں اور میں نے ان کو اجازت دی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: آپ نے اچھا کیا۔ آپ کو اجازت دینی چاہیے اور انہیں بیان بھی دینا چاہیئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ایک اخباری خبر کی وجہ سے اس ایوان کا وقت ضائع ہو گا۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ وزیر موصوف کی تقریر میں مخل نہ ہوں۔ ان کو اپنا بیان جاری رکھنے دیا جائے تاکہ ہم بعد میں دیگر کارروائی چلا سکیں۔ اس کے بعد تحریک ہائے استحقاقات و تحاریک التوائے کار ہیں اور دیگر ضروری کارروائی کرنا ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! میں آپ کی توجہ قائدہ ۵۶ کی طرف جناب کی توجہ مبذول کراؤں گا۔

Rule 56. "The Speaker shall, after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege..........."

اس کے بعد ایک Mandatory Provision ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد پریولج

موشن لئے جائیں گے۔ لہٰذا اس سٹیج پر ذاتی وضاحت کی کوئی Provision نہیں۔
جناب والا وقفہ سوالات کے بعد فوری طور پر تحاریک استحقاق لی جانی چاہئیں۔ شکریہ
**جناب سپیکر:** اگر ہم Strictly according to the rules جائیں تو آپ کی بات درست ہے۔ ترتیب یہی ہے جو آپ ارشاد فرما رہے ہیں۔ لیکن اس میں اگر ذاتی وضاحت پر کوئی صاحب بات کرنا چاہیں تو انہیں اجازت دی جا سکتی ہے۔ شکریہ چودھری صاحب! وائیں صاحب! ذرا اس کو مختصر کریں۔
**وزیر صنعت:** جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب سپیکر! آج کے "نوائے وقت" کے آخری صفحہ پر جو تحریک التواء کی رپورٹنگ ہوئی ہے۔ اس کا عنوان ہے "دیہی علاقوں میں پینے کا پانی فراہم کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں۔" اور آگے میرا نام ہے اور اس کے بعد رپورٹنگ میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ صوبائی وزیر صنعت جناب غلام حیدر وائیں نے کہا ہے کہ دیہی علاقوں میں پینے کا پانی فراہم کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں تو میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ رپورٹنگ ہمارے قومی جریدہ نوائے وقت میں درست طور پر شائع نہیں ہوئی ہے۔ میں نے بات اس کے برعکس کی تھی کہ صوبائی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے اور صاف ستھرے پانی کی فراہمی ہمارے چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے تحت ۱۹۹۰ء تک ۶۰ فیصد آبادی کو صاف ستھرا پانی فراہم کرنے کی کارروائی پر ہم عمل پیرا ہیں اور باقی آبادی کو بھی پانی انشاء اللہ مہیا کیا جائے گا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس مالی سال کے دوران صوبائی حکومت نے دیہی علاقوں کی واٹر سپلائی سکیم کے لئے ۲۸ کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے اور یہ گذشتہ چالیس سال کی Unprecedented رقم ہے۔ جو کسی بھی سیاسی حکومت نے کبھی اتنی رقم عوام کو نہیں دی۔ لہٰذا اس خبر نے عوام میں غلط تاثر پیدا کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ "نوائے وقت" لاہور اس کی تصحیح شائع کرے اور اس طرح سے اسی صفحے پر دو کالمی سرخی کے تحت شائع کرے تاکہ عوام میں پیدا شدہ غلط تاثر کو دور کیا جائے۔ کیونکہ یہ نہ تو حقائق ہیں اور نہ رپورٹنگ درست ہوئی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔
**جناب سپیکر:** یہ درست ہے۔ میرے خیال میں مزید اس پر آپ کی تردید کے بعد اور

واقعات اور حقائق کے بعد کسی ہدایت کی ضرورت نہیں متعلقہ اخبار یقیناً اپنے طور پر خود اسکی تصحیح کر لیں گے اور اسکی تصحیح شائع کر دیں گے۔ میں بھی اس سلسلے میں یہاں پر ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ آرڈر پلیز ممبران صاحبان سے درخواست ہے کہ وزیر تعلیم کی جان بخشی کی جائے۔

میں اس سلسلے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے حوالے سے آج ایک اخبار میں یہ رولنگ شائع ہوئی ہے کہ مذہبی معاملات کو ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ "سپیکر کی رولنگ"

**رانا پھول محمد خان:** جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

**جناب سپیکر:** رانا صاحب آپ تشریف رکھیے۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور میرے ایڈریس کے دوران آپ کو Interrupt نہیں کرنا چاہیے۔

میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اسکی بھی تصحیح ہو جانی چاہیے اس لئے کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ میں نے تو یہ بات کی تھی کہ فرقہ بندی کے وہ معاملات جن سے انتشار پھیلے اور آپس کے مذہبی جذبات مجروح ہوں۔ ایسی باتوں کو ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ مذہبی معاملات کو تو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری خوراک:** جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے یہاں پر ایک سیمینار منعقد کیا۔ الحمراء کو سجایا ہمیں کھانے کھلائے اور لیکچر بھی دئیے۔ یہاں پر بیشمار اراکین پرانے پارلیمنٹیرین ہونے کے دعویدار ہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ آپ سے اجازت لیکر بات کرتے ہیں۔ جب آپ ان کو بیٹھنے کے لئے کہتے ہیں کہ بیٹھ جائیں اور وہ بیٹھتے نہیں۔ کیا ان لیکچروں کا یہ اثر ہوا ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ حالانکہ پارلیمنٹ کی روایت میں شامل ہے کہ وہ آپ سے اجازت لیکر بات کریں۔

**حاجی جمشید عباس تھہیم:** پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان پر سیمینار کے جو اثرات مرتب ہوئے ہیں اس کی وضاحت فرما دیں۔

**جناب سپیکر:** جناب لغاری صاحب!

**سردار محمد جعفر خان لغاری:** جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسکی اخباروں میں وضاحت کردی جائے۔

**جناب سپیکر:** کس چیز کی وضاحت کردی جائے۔؟

**سردار محمد جعفر خان لغاری:** جناب والا! یہی بات جو آپ نے ابھی کی ہے۔ اگر اس کی وضاحت ہو جائے تو۔

**جناب سپیکر:** ہاں اس کی وضاحت اخباروں میں ہو جانی چاہیئے۔ میں نے تو اس سلسلے میں اخبار کا نام بھی نہیں لیا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ وہ خود اس کی وضاحت فرما دیں گے۔ میں جناب سالار صاحب کی بات کے جواب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ خود دیکھیں گے کہ سیمینار کے بعد لوگوں نے کافی کچھ سیکھا ہے اور اس میں کافی اصلاح ہوئی ہے اور یہ باتیں آہستہ آہستہ آتی ہیں۔ ایک دفعہ میں اور ایک ہی سیمینار میں آپ یہ کہیں کہ لوگ رولز کو Follow کرنا شروع کر دیں تو ہمیں یہ توقع نہیں کرنا چاہیئے جناب ملک اللہ یار چشتی صاحب۔

# مجلس قائمہ برائے استحقاق کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

**ملک اللہ یار چشتی:** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔۔

"تحریک استحقاق نمبر ۲۵ پیش کردہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۷ء تک توسیع کردی جائے۔"

**جناب سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ "تحریک استحقاق نمبر ۲۵ پیش کردہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۷ء تک توسیع کی جائے۔" (تحریک منظور کی گئی)

# مسئلہ استحقاق

**جناب سپیکر:** اب ہم تحریک استحقاق کی طرف آتے ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس تحریک استحقاق نمبر ۷، ۹ اور ۱۶ Pending ہیں۔ یہ ساری ملتی جلتی تحاریک ہیں اور یہ جناب سید طاہر احمد شاہ، میاں محمود احمد صاحب اور جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے پیش کی گئی ہیں اور یہ حکمت عملی کے اصولوں پر عملدر آمد کی رپورٹ کے بارے میں ہیں تو میں اس سلسلے میں جناب وزیر قانون سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی حتمی بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں تاکہ میں اس پر کوئی فیصلہ دے سکوں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل اراکین سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ اگلے اجلاس میں پرنسپل آف پالیسی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں گے۔ میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس پر بحث بھی کر سکیں گے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ میری اس یقین دہانی پر اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں گے۔

**جناب سپیکر:** جناب ریاض حشمت جنجوعہ اس سلسلے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! مجھے آپ کی مسکراہٹ سے کچھ شک پڑا ہے۔ (قہقے) اور میری کوشش یہ ہے کہ یہ مسکرانے سے پہلے والی بات کریں گے۔ (قہقے)

**جناب سپیکر:** جناب راہی صاحب! آپ مسکرانے پر بھی پابندی لگاتے ہیں؟ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر قانون نے یقین دہانی کروائی ہے میں خیر سگالی کے جذبے اور ان کے فرمان کے مطابق اسے پریس نہیں کرتا۔ حالانکہ میں اب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت عملی کے اصولوں کے متعلق رپورٹ پیش نہ کر کے حکومت نے آئین کی شدید خلاف ورزی کی ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ پریس نہیں کرتے۔؟ جناب طاہر احمد شاہ صاحب موجود نہیں،

جناب میاں محمود احمد صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں وہ بھی اسی طرح تصور ہو گا جیسا کہ وہ پریس نہیں کرتے۔ اسکے بعد اگلی تحریک استحقاق نمبر ۱۵ ہے۔ اس سلسلے میں پالیسی سٹیٹمنٹ کو سرکولیٹ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ جملہ اراکین کو جناب وزیر قانون کی پالیسی سٹیٹمنٹ مل چکی ہو گی اس پر اگر کوئی صاحبان اظہار خیال فرمانا چاہتے ہیں تو مجھے بتا دیں۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** جناب سب مطمئن ہیں۔

**جناب سپیکر:** جناب وزیر قانون اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے۔

**وزیر قانون:** بالکل جناب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے اپنے اراکین کے احساسات اور جذبات کا احساس ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبائی ملازمین کے حقوق کا بھی ہمیں پوری طرح خیال ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب پوری کوشش کر رہی ہے کہ ہم ان کے حقوق ان کو واپس دیں اور میں ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی تاخیر ہو کیونکہ اس میں فیڈرل گورنمنٹ بھی ہے۔ چاروں صوبے بھی Involve ہیں اور فیڈریشن بھی اور Federating Units بھی اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ حکومت پاکستان بھی چاہتی ہے کہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا جا سکے اور ہم یہ بھی کوشش کریں گے کہ ہمارے سابقہ پی سی ایس افسران کو دوسرے صوبوں کی طرح حقوق واپس مل جائیں تو میں تمام ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔ یہ ہمارے اپنے افسران ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے حقوق کا تحفظ کریں اور میں جناب میاں صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ میری اس درخواست کو قبول فرماتے ہوئے وہ اپنی تحریک استحقاق واپس لیں اور میں ایک دفعہ پھر آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ دیر ہے اندھیر نہیں اور دیر بھی اس وجہ سے ہے کہ اس میں فیڈرل گورنمنٹ Involve ہے اور باقی صوبے بھی Involve ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ایک یکساں پالیسی تشکیل دی جائے تاکہ کسی صوبے کا حق یا کسی صوبے کے افسران کا حق محفوظ کر سکیں۔ شکریہ اور بہت بہت شکریہ۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس سلسلے میں گذارش کرنا چاہوں گا۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اور یہ تحریک استحقاق تو جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

**میاں محمد اسحاق:** جناب سپیکر! اس رپورٹ کا مقصد یہی تھا کہ اگر اس پر کوئی بات کرنا چاہے تو کر لے اس رپورٹ کو پیش کرنے کا مقصد تو یہی تھا کہ اسے دیکھا جائے، پڑھا جائے اور اگر کوئی تجویز پیش کرنا چاہے تو پیش کر سکے۔

**جناب سپیکر:** آپ ارشاد فرمائیں۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی معزز رکن اپنی تحریک کو واپس لے لیتا ہے تو اور آپ بھی فرما دیتے ہیں کہ یہ تحریک واپس لے لی گئی ہے اور پھر اسکے بعد وزیر قانون صاحب تفصیل سے عرض کر دیتے ہیں کہ یہ واقعات ہیں اور ہمیں ان سے ہمدردی ہے اور ہر ممبر کی یہ خواہش ہے کہ پی سی ایس افسران کے حقوق کی پاسبانی کی جائے تو پھر اس کے بعد جناب والا! کس پہلو پر انکو بات کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر، پر پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہوسکتا۔

**جناب فضل حسین راہی:** اگر کوئی غلط بات بھی کہہ رہے ہوں۔ تب بھی پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہوسکتا۔

**جناب سپیکر:** وہ غلط بھی کہہ رہے ہوں تب بھی پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہوسکتا۔ لیکن چودھری صاحب میں آپ کی بات کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے توجہ نہیں کی کہ جو تحریک استحقاق واپس لی گئی ہے وہ پرنسپل آف پالیسی کے متعلق تھی اور اب تحریک استحقاق نمبر۱۵ پر بات ہو رہی ہے کہ جو پی سی ایس افسران کے بارے میں ہے۔ اس پر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس تحریک استحقاق کو واپس لیا گیا ہے۔ یہ پی سی ایس افسران کے بارے میں جو تحریک

استحقاق نمبر ۱۵ پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور نہ ہی اسکو واپس لیا گیا ہے۔ ان پر جناب منسٹر نے Statement دی ہے اور ان کی پالیسی سٹیٹمنٹ ایوان میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اس پر لوگ اگر چاہیں تو اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر سر، میں اس سے پیشتر کہ میاں میاں اسحاق صاحب، اس بارے میں کچھ کہیں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ جناب جنجوعہ صاحب اور حکومت کا ہے۔ اگر آپ نے اسکو بحث کے لئے Admit کر لیا ہے تو پھر آپ سماعت کر سکتے ہیں اور دوسری سب سے اہم بات ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی تلخی پیدا ہو کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق دیگر افراد کے خلاف کچھ الفاظ استعمال کریں یا صوبائی افسران کے حق میں کوئی ایسی بات کریں جس سے ان کی دل شکنی ہو تو اس چیز کے پیش نظر میں درخواست کرتا ہوں کہ اس تلخی کو دور کرنے کے لئے کوئی بحث نہ کی جائے اور انشاء اللہ میں نے پہلے بھی آپ سے وعدہ کیا ہے کہ ہم انکے حقوق کا پوری طرح تحفظ کریں گے۔ لہذا میں میاں صاحب سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے اس تحریک استحقاق کو پریس نہ کریں اور میں درخواست کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق واپس لے لیں۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر جناب فضل حسین راہی بات کرنا چاہیں گے۔؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کا اور حکومت کا معاملہ نہیں یہ اسمبلی کا معاملہ ہے۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے وزیر اعلیٰ کے پاس کوئی درخواست نہیں جمع کروائی بلکہ اسمبلی میں تحریک استحقاق جمع کروائی ہے۔ یہ اسمبلی کا معاملہ ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ اور حکومت کا معاملہ ہے۔ اگر یہ ایسا معاملہ تھا تو جنجوعہ صاحب کو چیف منسٹر صاحب بلا کر اپنے پاس ان کو سمجھا لیتے پھر یہ اسمبلی لگانے کا فائدہ کیا ہے؟ یہ ان کے لئے انکشاف ہے کیونکہ یہ اسمبلی کا معاملہ ہے۔

**وزیر قانون:** یہ ابھی تک تو Admit ہوئی نہیں اس کے بعد پھر بات ہو گی۔
**جناب سپیکر:** اس کے Admit ہونے یا نہ ہونے کا سوال نہیں یعنی اس پر اراکین اسمبلی بات کرنا چاہتے تھے اور آپ ایک Policy statement دینا چاہتے تھے۔ آپ کی Policy Statement پر لوگوں نے کہا کہ ہمیں اس Policy Statement کی نقول مہیا کی جائیں تاکہ ہم اس کو پڑھ لیں۔ ہم نے اس کو Pending اس لئے کیا تھا کہ ممبران اس کو پڑھ لیں۔ اس کے بعد اگر وہ چاہیں تو پھر اس تحریک پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔ تو یہ ابھی Admit نہیں ہوئی۔ میں کہنا چاہتا ہوں لیکن اس پر آپ کی پالیسی سٹیٹمنٹ پڑھنے کے بعد میاں اسحاق صاحب بولنا چاہتے ہیں۔ جنہیں میں اجازت دے چکا ہوں۔
**میاں محمد اسحاق:** جناب سپیکر! میرا یہاں پر بولنے کا مقصد کسی کی دل شکنی کرنا نہیں میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان نے تحریر کیا ہے کہ اس مسئلے کو حتمی طور پر طے کرنے سے پہلے چاروں صوبائی حکومتوں سے دوبارہ رائے لی جائے گی۔ آخر میں انہوں نے فرمایا ہے کہ صوبائی حکومت اس وقت تک کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے کہ جس سے کسی پیچیدگی یا تضاد پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو دوسرے صوبوں میں پی سی ایس افسران کو سہولتیں دی گئی ہیں جب تک یہ کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ میری پنجاب حکومت سے یہ گذارش ہے کہ اس وقت تک ہمارے صوبے میں بھی وہی سہولتیں ہمارے پی سی ایس افسران کو مہیا کی جائیں یہ ان کا حق بنتا ہے۔ ہم نہ تو کسی قانون شکنی کے لیے کہہ رہے ہیں اور نہ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب میں کسی سے زیادتی ہو۔ مگر جہاں تک جناب سپیکر پنجاب کا حق ہے اس کے متعلق ہم ضرور Fight کریں گے۔ یہ ہمارا بنیادی حق بنتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی دوسرے صوبہ میں ایک سی ایس پی افسر کو چھ سال کے لئے تعینات رکھا جاتا ہے اسی طرح پنجاب میں بھی ایک سی ایس پی افسر کو چھ سال تک ہی تعینات رکھا جائے۔ اگر دوبارہ پالیسی وضع یا مرتب کی جائے تو پنجاب اس پالیسی کو Follow کرنے کا حق رکھتا ہے اور وہ ضرور کرے گا۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ ایسا

ضرور ہو گا۔ جہاں تک دوسرے صوبوں کو حقوق تفویض کئے گئے ہیں۔ مل چکے ہیں۔ عمل ہورہا ہے۔ پنجاب کو ان سے کیوں محروم کیا جارہا ہے۔ جبکہ دوسرے صوبوں میں پی سی ایس افسران کو سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ پنجاب کے پی سی ایس افسران کو وہ کیوں نہیں دی جا رہیں۔ یہ تو ہمارا حق ہے۔ جب تک آئندہ کے لئے کوئی پالیسی مرتب نہیں کی جاتی جناب والا! دیگر تینوں صوبوں میں پالیسی مرتب کر کے عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اس طرح پنجاب میں بھی عمل ہونا چاہیئے۔ میری یہ گذارش ہے کہ اس پر ضرور عمل ہونا چاہیئے۔

**جناب سپیکر:** جناب ریاض حشمت جنجوعہ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق نیک نیتی کی بنیاد پر پیش کی تھی کہ پنجاب اسمبلی جو کہ اس صوبہ کی ہیئت حاکمہ اور خود مختار ادارہ ہے۔ اس نے بڑے ولولہ انگیز انداز میں ایک رپورٹ منظور کر کے صوبائی حکومت کو بھجوایا تھا۔ مگر صوبائی حکومت نے تین چار ماہ گذرنے کے باوجود بھی اس پر عملدرآمد کے بارے میں ذرہ برابر بھی پیش رفت نہیں کی مگر اب جب وزیر قانون نے اس امر کی یقین دہانی کرادی ہے کہ صوبائی حکومت پوری کوشش کرے گی کہ صوبائی اسمبلی نے جو رپورٹ صوبائی حکومت کو بھجوائی ہے وہ اس پر عملدرآمد کرائیں گے ان کی اس یقین دہانی کے بعد جناب سپیکر میں ان سے صرف اتنی گذارش کروں گا کہ دوسرے صوبہ کے سابق پی سی ایس افسران کو جو حقوق حاصل ہیں مثلاً ٹائم سکیل ترقیوں کا مسئلہ ہے یہ فیڈرل گورنمنٹ نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ان کو عطا کر رکھے ہیں۔ کم از کم جن حقوق کا استعمال دوسرے صوبوں میں ہو رہا ہے دوسری صوبائی حکومتوں نے سابق پی سی ایس افسران کے لئے جن حقوق کا تعین کر دیا ہے۔ ان حقوق کے متعلق اگر وزیر قانون اس امر کی یقین دہانی کرا دیتے ہیں کہ دوسرے صوبہ کے سابق پی سی ایس افسران کو جو حقوق حاصل ہیں وہ پنجاب کے سابق پی سی ایس افسران کو بھی حاصل ہوں گے اور اس کے بعد جو معاملات ابھی فیڈرل حکومت سے طے ہونا ہیں ان کے بارے میں یہ یقین دہانی کرا دیتے ہیں کہ جونہی وفاقی حکومت سے وہ معاملات طے ہوں

گے ان پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔ تو پھر میں اپنا یہ حق محفوظ رکھتے ہوئے کہ اگر اس یقین دہانی پر عمل نہیں ہوتا تو میں دوبارہ اسے اسمبلی میں پیش کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں ان کی اس یقین دہانی سے اس تحریک پر زور نہیں دوں گا۔ مگر اس کے لئے ان کو بڑی واضح اور غیر مبہم قسم کی یقین دہانی کرانی ہو گی کہ جو حقوق دوسرے صوبے کے سابق پی سی ایس افسران کو اس وقت حاصل ہیں وہ پنجاب کے سابق پی سی ایس افسران کو کیوں حاصل نہیں ہیں؟ جناب سپیکر، جب پنجاب اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے تو اس وقت ہم اپنی حب الوطنی کی وجہ سے خاموش رہتے ہیں۔ ہم اپنے وطن کی عزت اور ناموس کی وجہ سے خاموش رہتے ہیں اور ہماری اس خاموشی کو دوسرے صوبے مجرمانہ غفلت اور مجرمانہ کمزوری سمجھتے ہیں اور وہ ہمیں گالی بھی دیتے ہیں اور اس گالی کے جواب میں جب ہم گالی نہیں دیتے تو اس کو ہماری مجرمانہ غفلت خاموشی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ صوبے کے حقوق کا معاملہ ہے اور وفاقی حکومت نے ازخود ان کا تعین کر دیا ہوا ہے اور دوسرے صوبہ کے سابق پی سی ایس افسران کو وہ حقوق حاصل ہیں اس لئے میں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ جناب وزیر قانون اس بارے میں بڑی واضح قسم کی یقین دہانی کرائیں کہ دوسرے صوبہ کے سابق پی سی ایس افسران کو جو حقوق حاصل ہیں وہ پنجاب کے سابق پی سی ایس افسران کو بھی حاصل ہوں گے۔ اس کے بعد جناب والا! میں اس پر زور نہیں دوں گا۔

**جناب سپیکر:** جناب لاء منسٹر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

**وزیر قانون:** جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور میں نے بھی انہی جذبات کا اظہار کیا ہے جو کہ میرے معزز رکن دے رہے ہیں۔ انشاء اللہ حکومت پنجاب کی طرف سے کسی قسم کی تاخیر نہیں ہو گی۔ ہماری یہ کوشش ہو گی کہ جس طرح دوسرے صوبے کے سابقہ پی سی ایس افسران کو حقوق ملے ہیں ہمارے صوبے کے سابق پی سی ایس افسران کو ویسے ہی حقوق ملیں میں خود بھی اس صوبے کا رہنے والا ہوں اور اسی صوبے سے منتخب ہو کر آیا ہوں یہ احساس مجھے نہیں تو اور کس کو ہو گا۔ ہماری کوشش ہے اور

پہلے بھی یہی کوشش تھی اور آج بھی وہی کوشش ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ مطمئن رہیں ہم پوری طرح اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس پر عمل کرنا ہم پر لازم ہے اور انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے کہ جو آپ چاہتے ہیں اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جناب راجہ محمد خالد خان۔

**راجہ محمد خالد خان:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ کیا ہمارا صوبہ پنجاب دوسرے صوبوں کے قوانین اور ضوابط کا پابند ہے یا خود مختار ہے۔ صوبہ سندھ میں جب صوبائی ملازمین کے قواعد و ضوابط بنائے گئے یا ان کی قانون سازی کی گئی تو ان پر تو کوئی قدغن نہیں لگائی گئی تھی اور ہم پر یہ قدغن کیونکر لگائی گئی ہے کہ جب ہم اپنے صوبائی ملازمین کے لئے کوئی قانون سازی کرتے ہیں جسے اسمبلی نے متفقہ طور پر پاس کیا ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے صرف یہ عہد لینے کے لئے اٹھا ہوں کہ آپ کم از کم اس بارے میں وقت کا تعین ضرور فرما دیں کہ آپ یہ بل گورنمنٹ کی جانب سے کب تک لا سکتے ہیں۔ تاکہ یہ اسمبلی ریکارڈ پر آجائے اور یہ ابہام دور ہو جائے۔

**وزیر قانون:** جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم انشاء اللہ پوری طرح کوشش کریں گے کہ اسمبلی کی سفارشات پر پوری طرح عملدرآمد ہو۔ باقی جہاں تک فیڈرل گورنمنٹ کا تعلق ہے اس کے لئے پہلے بھی کوششیں کی جا رہی ہیں وقت کا تعین کرنا بڑا مشکل ہے۔ جتنی جلدی ہو سکا ہم ان افسران کے حقوق کے تحفظ کے لئے پوری طرح کوشش کریں گے۔ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس بھی کوشش کریں گے اور یہاں یہ بھی کوشش کی جائے گی کہ جو حقوق دوسرے صوبوں نے اپنے افسران کو دیئے ہوئے ہیں اسی طرح صوبہ پنجاب کو بھی وہ حقوق ملیں۔

**جناب سپیکر:** جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! میں نے بڑی واضح اور غیر مبہم سی گذارش کی تھی کہ گورنمنٹ کے نوٹیفیکیشن میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ صوبائی

ملازمین کو ٹائم سکیل ترقیاں دی جائیں یہ نوٹیفکیشن غالباً ۱۹۷۴ء میں جاری ہوا تھا۔ اس نوٹیفکیشن پر صوبائی حکومت عمل کرنے پر تیار ہے یا نہیں؟ باقی معاملات جو وفاقی حکومت سے طے ہوئے ہیں ان کے بارے میں بعد میں بات کی جا سکتی ہے۔ میری گذارش صرف اتنی ہے کہ جس نوٹیفکیشن پر دوسرے صوبے عمل کر رہے ہیں اس پر صوبائی حکومت عمل کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ اس بارے میں یہ واضح طور پر بیان فرمائیں۔

**جناب سپیکر:** جی اس بارے میں جناب وزیر قانون نے کہہ دیا ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب کی طرف سے اپنے پی سی ایس افسران کو وہی مراعات دی جائیں گی جو دوسرے صوبوں میں ان کو حاصل ہیں۔ تو آپ پھر کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** ٹھیک ہے۔ جناب والا! لیکن مراعات اور شرائط میں تھوڑا سا فرق ہے۔

**جناب سپیکر:** کوئی فرق نہیں وزیر قانون وہی کہہ رہے ہیں جو آپ چاہتے ہیں تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جی۔ میں پریس نہیں کرتا۔

**جناب سپیکر:** میاں ریاض حشمت جنجوعہ اس کو پریس نہیں کرتے۔ یہ واپس لی گئی متصور ہو گی۔

**رانا پھول محمد خاں:** جناب والا! نکتہ وضاحت۔

**جناب سپیکر:** جناب رانا پھول محمد خان نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

**رانا پھول محمد خان:** جناب والا! میں اس قانونی نکتے پر جناب سے اپنی رہنمائی چاہتا ہوں کہ صوبائی اسمبلی کی کوئی کارروائی، کوئی بل یا کوئی قرارداد اسمبلی میں پیش ہو کر اگر کسی کمیٹی کے سپرد کر دی جائے اور کمیٹی کی رپورٹ آ جائے تو ہاؤس کو اختیار حاصل ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں چونکہ فیصلہ ہو چکا ہے میں جناب والا، کی رولنگ چاہتا ہوں کہ آیا وزیر اعظم کو یہ اختیار ہے کہ صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار کے خلاف کوئی حکم جاری کر سکتے ہیں اگر آئین میں کوئی گنجائش نہ ہو۔

**جناب سپیکر:** اپنا نکتہ وضاحت پھر دہرایئے گا۔
**رانا پھول محمد خاں:** میرا نکتہ وضاحت یہ ہے کہ جیسے ایکس پی سی ایس افسران کا معاملہ اسمبلی کے سامنے آیا اور وہ کمیٹی کو بھیج دیا گیا۔ کمیٹی کی رپورٹ آگئی اس کو مزید بہتر بنانے کے لئے ملتوی کر دینا تو اس اسمبلی کا اختیار ہے۔ آیا وزیر اعظم کو بھی یہ اختیار ہے کہ صوبائی اسمبلی کے اختیارات کے خلاف وہ کوئی حکم جاری فرما سکتے ہیں۔
**جناب سپیکر:** اس میں وزیر اعظم کی کیسے Involvement ہو گئی؟
**رانا پھول محمد خاں:** راجہ صاحب نے فرمایا تھا کہ مرکز کی طرف سے Instructions آئی ہیں۔
**جناب سپیکر:** انہوں نے یہ تو نہیں کہا۔
**رانا پھول محمد خاں:** پرسوں کہا تھا۔
**وزیر قانون:** انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا۔ یہ نہیں ہے کہ انہوں نے کوئی Instructions جاری کی ہیں۔
**رانا پھول محمد خاں:** انہوں نے یہ غلط کر دیا ہے۔ دراصل اس رپورٹ میں یہ زیادتی ہوئی ہے۔ میں خود بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا۔ میں یہ خود محسوس کرتا ہوں کہ ہم نے پی سی ایس اور سی ایس پی دو کلاسیں بنا دی ہیں۔ سوال بڑا سیدھا سا تھا کہ جعلی گریڈ ۱۸ کی بجائے سات سال میں پکا گریڈ دے دیا جائے۔ اس میں تمام مسئلہ حل ہو جاتا لیکن کمیٹی نے اس کو سپریم کورٹ بنا لیا۔ میں بھی چیختا رہا۔ آخر اس کا نتیجہ تو یہ نکلنا ہی تھا۔ اب وزیر قانون نے یقین دہانی کرا دی ہے اور جناب نے فیصلہ کر دیا یہ درست ہے۔ میں صرف آئینی وضاحت چاہتا تھا۔
**جناب سپیکر:** رانا صاحب! یہ تحریک استحقاق نمبر ۲۲ ہے۔ جناب چوہدری غلام رسول صاحب کی طرف سے۔
**جناب فضل حسین راہی:** جناب سپیکر! رانا صاحب آئینی نکتہ کی وضاحت چاہتے تھے۔
**جناب سپیکر:** جی رانا صاحب! نے اپنا نکتہ واپس لے لیا ہے۔ جناب فضل حسین

راہی صاحب! ہمارے پاس کافی تحاریک استحقاق تحاریک التوائے کار، پرائیویٹ ممبرز بل، قراردادیں ہیں اور آج اجلاس بھی ملتوی ہونا ہے۔ علاوہ ازیں آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ ہم ان نکتوں پر اپنا وقت ضائع کیوں کریں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک مراسلے کے جواب میں وزیر اعظم پاکستان نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو تحریر کیا ہے کیا وزیر اعظم پاکستان اس معاملے میں مداخلت کا حق رکھتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اس بات پر پہلے بات ہو چکی ہے۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! مجھے آپ کا اس پر فیصلہ چاہیے۔ میں حوالہ انہی کے بیان کا دے رہا ہوں وہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے مراسلہ کے جواب میں وزیر اعظم پاکستان نے تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "پنجاب اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی رپورٹ انہوں نے ملاحظہ کر لی ہے۔ اور اسی رپورٹ میں دی گئی تجاویز کی روشنی میں اسٹیبلشمنٹ ڈویژن حکومت پاکستان کو ہدایات جاری بھی کر دی ہیں۔" وزیر اعظم پاکستان نے مزید تحریر کیا ہے کہ "اس مسئلے کو حتمی طور پر طے کرنے سے پہلے تمام صوبائی حکومتوں سے دوبارہ رائے لی جائے گی۔" اور آخر میں انہوں نے یہ فرمایا ہے اور جو قابل غور بات ہے کہ "صوبائی حکومت اس وقت تک کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے کسی پیچیدگی یا تضاد پیدا ہونے کا احتمال ہو" میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو انہوں نے وزیر اعظم پاکستان کے حوالے سے بیان دیا ہے کیا یہ صوبائی خود مختاری کی نفی نہیں کرتا؟

**جناب سپیکر:** جناب چوہدری عبدالغفور صاحب! آپ اس نکتہ کے بارے میں بیان دینا چاہتے ہیں۔

**وزیر زراعت:** جی، میں سٹیٹمنٹ تو نہیں دے رہا۔ جناب والا! آپ کی اجازت سے میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب یہ Matter dispose of کر چکے ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب وہ Matter pending ہو اور وہ ہاؤس کے سامنے زیر بحث ہو۔ یہ معاملہ اب زیر بحث نہیں اس لئے اس نکتے پر پوائنٹ

آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔ جب کہ تحریک واپس لی جا چکی ہے اور جناب والا کے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث بھی نہیں۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ بات بڑی واضح ہے۔ لہذا رولز کو Strictly enforce کیا جائے کہ کس موقع پر کون سا نکتہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ نہ تو موقع ہے اور نہ ہی جناب والا سے رولنگ دریافت کرنے کے لئے وقت ہے کہ صوبائی خود مختاری کس کو کہتے ہیں یا صوبائی خود مختاری کے خلاف کیا بات ہے اور نہ ہم جناب والا سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ مسئلہ جو اس وقت زیر بحث نہیں اس پر آپ رولنگ دیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل آؤٹ آف آرڈر ہے۔ اس کے لئے وقت بھی نہیں۔ جناب والا! اس پر حتمی فیصلہ کر چکے ہیں اور تحریک کو آپ نپٹا چکے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں ایک احتجاج کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔ میں نے دو پرائیویٹ بل زیر دفعہ ۲۴۷ اور زیر دفعہ ۲۴۸ کے متعلق سیکرٹری صاحب کو بھیجے۔ مگر آج تک مجھے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ کہ یہ قانون مرکزی قانون سے متصادم ہے اور اس کو پیش کرنے کے لئے منظور نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے کوئی اطلاع دی گئی ہے اور نہ ہی اس فہرست پر میرے وہ پرائیویٹ بل آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب والا! یہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو ہم نپٹا لیں۔ اس کے بعد جس وقت بل آئیں گے تو آپ بات کیجئے گا۔ ہم آپ کی بات سنیں گے۔ تحریک استحقاق نمبر ۲۲ چوہدری غلام رسول صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! تحریک استحقاق کی کاپی چاہیئے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کی کاپی مہیا کی جائے۔

# گریڈ ۱ تا ۱۵ کے ملازمین کی اراکین اسمبلی یا وزراء کی سفارشات سے بھرتی پر پابندی

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج روزنامہ "جنگ" لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت پنجاب نے گریڈ ۱ تا گریڈ ۱۵ تک کے ملازمین کی اراکین اسمبلی یا وزراء کی سفارشات سے بھرتی پر پابندی عائد کر دی ہے اور آئندہ گریڈ سات یا اس سے اوپر کے تمام سرکاری ملازمین کی بھرتی میرٹ کی بنیادوں پر کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ آئندہ کسی ممبر یا وزیر کی سفارش نہ مانی جائے اور بھرتی سرکاری افسران اپنی مرضی سے میرٹ کی بنیاد پر کریں۔ تراشہ اخبار لف ہے۔ جو اس خبر سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ہر ممبر یا وزیر صرف اس امیدوار کی سفارش کرتا ہے۔ جس کے پاس اس عہدہ یا ملازمت کے لئے صحیح ڈگری یا سند ہو اور اس کی تعلیمی قابلیت اس کے عہدہ کے لئے دی گئی تعلیمی معیار پر پوری اُترتی ہو۔ لہذا اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے اس کے بارے میں مختصر بیان دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ Self explanatory ہے۔ پھر چوہدری صاحب کیا اس پر مختصر بیان کی ضرورت ہے؟

چودھری غلام رسول: بس جناب والا، بالکل مختصر۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی جتنی بھی اتھارٹیاں ہیں اس میں In the constitution میں جناب والا! میں پچھلے دنوں عرض کر رہا تھا کہ

Wherein the State shall exercise its powers and authority

through the chosen representatives of the people;

اس میں جناب والا، جہاں تک اس کی Admissibility کا تعلق ہے میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ واضح طور پر ہمارا استحقاق مجروح (Breach) ہوتا ہے کیونکہ آرٹیکل ۵۵ میں ہے۔

Its is given in Rules of Procedure.

**جناب سپیکر:** چوہدری صاحب! میرے خیال میں آپ اس کو پیش بھی کر چکے ہیں اور اس پر آپ مختصر بیان بھی دے چکے ہیں اس کو آپ نے ملتوی کیا تھا کہ وزیر متعلقہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اس کا متن دوبارہ ریکارڈ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور آپ اس پر اپنا بیان دے چکے ہیں۔ متعلقہ وزیر تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ اس پر کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے۔

**جناب وزیر زراعت:** جناب والا! آج اس وقت تو متعلقہ وزیر موجود نہیں ایک چھوٹی سی گزارش ہے اگر جناب اجازت فرمائیں تو عرض کروں۔

**جناب سپیکر:** یہ کن کے متعلق ہے۔

**جناب وزیر زراعت:** یہ کوئی سلیم اقبال صاحب ہیں اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے متعلق معاملہ ہے یہ محکمہ چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے اور سلیم اقبال کو یہ تفویض ہوا۔

**جناب سپیکر:** جی ٹھیک ہے۔ آپ فرمایئے۔

**جناب وزیر زراعت:** جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ کسی شکل میں بھی استحقاق نہیں بنتا۔ میں عرض کروں کہ کسی کو ایسی مراعات یا اتھارٹی دینا استحقاق نہیں بنتا۔ میرا خیال ہے کہ استحقاق پر ہم نے کافی لمبا چوڑا لیکچر بھی سنا ہے۔

"Privilege is special which is not ordinarily available to an ordinary citizen. It is only available to the members of the House certain Act, rules and regulations under th Constitution."

میں اس بارے میں عرض کروں کہ۔

Legislator............... Provincial Assembly

جو کہ آئین کی دفاعت Refer ہوئی ہیں۔

They are supposed to legislate the law and then the executive is to enforce that law.

اس لئے جو قوانین انہوں نے بنائے ان کے تحت ۱ تا ۶ چیف منسٹر صاحب نے Facilitate کرنے کے لئے۔

To give some powers to the members of the Provincial Assembly.

کمیٹی بنائی اور قواعد میں ترمیم کر کے ۱ تا ۶ کے لئے Advisory committee بنائی کہ آپ اپنے اضلاع میں بیٹھ کر ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں ان کو Sort out کر لیں۔ اگر وہ میرٹ پر پورا اُترتے ہیں تو ان کا تقرر کیا جائے اور یہ جو سات سے پندرہ تک کا میرٹ ہے اور Appointing authority under the rules ہی رہے گی۔ اس لئے ہم نہ تو Appointing authority کا Role ادا کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ہم یہ Adopt کر سکتے ہیں کہ۔

We become the appointing authority of all thair officers. We are just to act under the rules and regulations.

جو قانون سات یا پندرہ تک کے لئے بنایا گیا ہے اگر یہ میرٹ کی بنیاد پر Competent authority نے

With two additional persons nominated on the committee.

اگر انہوں نے میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کرنی ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ We will welcome it. ہم جب تک اس معاشرے میں میرٹ کے رواج کو متعارف نہیں کریں گے تو کب تک اس معاشرے میں ایسے ہی چلے گا؟ کہ میرٹ کے بغیر ہی ہم ایسا

کرتے رہیں گے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔

That is a matter of policy of the present Government. Ulitimately we must achieve that end. We must achieve that goal. Ultimately we are to act on merits and merits alone.

اگر ہم ایسا کریں گے ہی نہیں کہ میرٹ کی بنیاد پر کسی پالیسی کو چلائیں گے ہی نہیں تو پھر آپ جانتے ہیں کہ معاشرے کی بنیادوں کا انحصار کن باتوں پر ہو گا۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ میرے فاضل دوست کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ۔

Being a legislator under the Constitution

یہ کہیں کہ چونکہ۔

All the authority is to be exercised through these elected members....

اور تمام مشینری گورنمنٹ کو Wind up کر کے ایک طرف ہٹا دیا جائے اور ہم منتخب نمائندے ساری Responsibility کو Assume کر لیں یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔

The legislator and the legislature is to act under the Constitution and the executive is to perform its duties whatever the policies are laid or made, whatever laws are made they are to be acted upon and to be executed by the executive. That is a third organ under the Constitution.

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میرا خیال اور استدعا ہے کہ آپ آدھے گھنٹے کے لئے ہاؤس کو Adjourn کر دیں۔ آپ بھی بیٹھے رہیں۔ یہ بھی بیٹھے رہیں اور کام بھی ہوتے رہیں۔ دستخط بہت ہو رہے ہیں اور ہاؤس In order نہیں ہو رہا۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: My learned friend

friend would also read the second paragraph of the same Article of the Constitution that 'Where ever any authority laid down under the Constitution is to be exercised by the elected members of the House'... in second para it is also laid down 'that the principles of policy, social justice is to be maintained...' And if we ignore the social justice, the equality and the merit, then how far this sort of system can prolong. We are the members of the very very responsibile party in the legislature. The Muslim League Government has decided that all admissions in educational institution under the Education Department and in other admissions in other Departments merit and only merit should be acted upon and if we do not adopt the merit then I am afraid that we as legislators have no right to sit in such Houses. So far as this motion is concerned your honour would appreciate that there is no question of violation of the privilege. This is not breach of privilege. Only additional power is given to the members just to accommodate them. I would request my learned friend to withdraw this privilege motion. We must not make mockery of it that we being the legislators bring in this type of Privileges that we should act upon and we should adopt and take upon ourselves the entire power of the Government under the Constitution. So my

request is that this is no breach of privilege.

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر! جہاں تک میرے معزز دوست کا موقف ہے کہ یہ پریویلج نہیں بنتا میں ان سے اختلاف کرتا ہوں کیونکہ یہ بڑا واضح قانون ہے۔

Rule 53. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

یہ Recruitment committee میں گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ

Under constitution or under any rules or under any other.....

اس میں الفاظ ہیں۔

جناب سپیکر: کیا اس کمیٹی کو آپ Standing Committee سمجھ رہے ہیں۔

چودھری غلام رسول: Recruitment Committee جناب!

MR SPEAKER: Is recruitment Committee equivalent to Standing Committee?

یہاں ذکر Recruitment Committee کا ہے یا Standing Committee کا؟

چودھری غلام رسول: آگے اس کی وضاحت ہے۔

RULE 55. The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely:

The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law;

اس میں Privilege کی جو Definition ہے وہ چوہدری عبدالغفور صاحب جو فرما رہے ہیں کہ یہ پریویلج کی Definition ہے۔ On the face of it جو کسی رول یا

کسی لاء کے تحت دی جاتی ہے ان ریکروٹمنٹ کمیٹی کے رولز میں ہمیں یہ پریولیج دیا گیا تھا ہم ایک تا پندرہ گریڈ کے لئے Recruitment کریں گے۔ مثلاً عوام نے ہمیں اپنا نمائندہ چن کر اس معزز ایوان میں بھیجا ہے۔ تاکہ ان کو صحیح حقوق دلا سکیں۔ مثلاً کسی بھرتی کے لئے فرسٹ ڈویژن بی اے یا سکینڈ ڈویژن بی اے درکار ہے تو کیا وزیر یا ممبر اس کی سفارش نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ دینا یا کہیں یہ لیٹر جاری ہونا کہ آئندہ کسی ایم پی اے یا کسی وزیر یا کسی ایم این اے کی سفارش پر کوئی بھرتی نہیں کی جائے گی اس کی اگر وہ وضاحت کر دیں کہ یہ حصہ ہم واپس لے لیتے ہیں اور صحیح آدمی کی سفارش پر بھرتی پر پابندی نہیں ہونی چاہیئے۔

**جناب سپیکر:** چوہدری صاحب میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی کی تشریح پر کوئی Misunderstanding ہو گئی ہے۔

**چودھری غلام رسول:** میں اس پر Emphasize نہیں کر رہا میں رول ۵۵ کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔

**جناب سپیکر:** آپ کے کون سے استحقاق کی پامالی ہوئی ہے۔

**CHAUDHRI GHULAM RASUL:** Recruitment Committees were framed and this power was given to the Recruitment Committees.

**جناب سپیکر:** یعنی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنا کر آپ کو اختیار دیا کہ آپ فلاں گریڈ تک بھرتی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اختیار واپس لے لیا کہ اس گریڈ تک نہیں کر سکتے بلکہ چھٹے گریڈ تک کر سکتے ہیں۔

**CHAUDHRE GHULAM RASUL:** This matter was Refferred to a Special Committee and it was discussed thoroughly and it was decided and a report was given in this honourable House.

**جناب سپیکر:** اس ہاؤس سے اس کا کیا تعلق ہے۔ یہ تو آپ کا اندرونی معاملہ ہے۔

گورنمنٹ کا اور حکومتی بنچز کا ایک اندرونی معاملہ ہے۔ یہ آپ نے ایک انتظام کیا ہے کہ کس انداز میں Recruitment کرنی ہے۔ اس میں Breach of privilege کیا ہے؟

چودھری غلام رسول: جناب والا! Breach of privilege اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک استحقاق یا ہمیں In Power کر کے اس کے بعد بغیر کسی کو سماعت کئے اس کو واپس لے لیا جائے اس سے تو میں کہتا ہوں یہ بھی Breach of privilege ہے۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے۔ چوہدری صاحب، میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ کسی لحاظ سے بھی یہ آپ کا استحقاق بنتا ہے۔ یہ تو اتنا معمولی معاملہ ہے کہ اس کو Breach of Privilege کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ اگر یہ وزیر موصوف ہمیں یقین دہانی دلا دیں کہ حق دار کی سفارش ہر ایم پی اے یا ایم این اے کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر ڈاکٹر ہیں، ایس ڈی او یا اوورسیرز وغیرہ یا کوئی لیکچرار وغیرہ بھرتی ہونا ہو اگر وہ مطلوبہ معیار پر پورا اُترتے ہیں تو محض اس ڈائریکشن کی بنیاد پر کہ ان کی سفارش پر بھرتی نہیں کی جائے گی۔ مجھے اس Wording پر اعتراض ہے اس سے واضح طور پر استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اگر وہ یقین دہانی کرا دیں اگر کسی حق دار کی کوئی ایم پی اے یا ایم این اے یا وزیر سفارش کرے گا اس کو Accommodate کیا جائے گا۔ تو میں اپنی Motion privilege واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: I want to add to what has already been said. This must be understood once for all. Mr, Speaker, I submit before your honour that this must be understood once for all that even if some law made by the Government, rules are framed by

the Government and violation takes place even that does not incure any breach of the privilege. 'Privileges' is a separate list of privileges granted to the Members of the House in a very special circumstances i.e. a privilege over and above an ordinary citizen of Pakistan. Simple breach or simple violation of any ordinary law does not attract the qualification or does not attract the breach of any privilege. So even if it is violated we are going to say this that it is violated, whatever law is made that will be acted upon and that will be taken into consideration. No assurance is required on the floor of the House by the Government that we are going to do this or not to do that. Simply the law is very clear on this matter. No Question of any breach of privilege is involved in this particulare motion. Thank you Sir.

MR. SPEAKER: I agree with the contention of Minister for Agriculture and rule the motion out of order. This is not at all a breach of privilege.

حاجی غلام صابر انصاری: جناب والا! صبح صبح جو واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا ہے میں اس کے متعلق تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اسکے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: حاجی آپ تشریف رکھیں۔ اس سے پہلے کی تحاریک استحقاق ہیں ان کو ہم پہلے لے لیں۔

حاجی غلام صابر انصاری: جناب والا! یہ واقعہ ایسا ہے جو آج ہی ہونا چاہیئے۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ اس سے پہلے کی تحاریک استحقاق کو ہم پہلے لے لیں۔ پریویلج موشن نمبر ۲۸ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے اور یہ پیش ہو چکی ہے وزیر متعلقہ کے نہ ہونے کی وجہ سے Pending ہو گئی تھی۔ یہ وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق ہے۔ ۔ ۔ آپ جواب دیں گے۔

**وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:** جناب والا! جواب میں جیسے لکھا گیا ہے کہ کسی بھی یونین کونسل میں یونین کونسل کی طرف سے منڈی مویشاں نہیں لگائی جاتی حالات کے مطابق اس وقت یونین کونسل کوئی بھی منڈی نہیں لگا رہی۔ اس سے پہلے یہ درست ہے کہ وہ یونین کونسلیں جن کا ذکر ریاض حشمت صاحب نے فرمایا وہاں منڈیاں لگتی تھیں جو ہم نے کچھ مدت پہلے بند کروا دی ہیں۔ جب محکمے کے نوٹس میں آیا کوئی یونین کونسل منڈی لگا رہی ہے۔ وہ ہم نے بند کروا دیں۔ اس وقت کوئی منڈی کس یونین کونسل میں نہیں لگ رہی۔ اسکے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی چیز ایسی فاضل رکن کے علم میں ہے کہ کوئی منڈی لگ رہی ہے یا کوئی یونین کونسل ایسا کرتی ہے تو وہ قواعد کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور ان کو منڈی لگانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس پر ہم پوری طرح کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر محکمے کے علم میں یہ چیز نہیں کہ اب بھی کوئی یونین کونسل منڈی لگاتی ہے۔ یہ چیز بڑی واضح ہے۔ یونین کونسل کو کوئی حق نہیں کہ وہ منڈی لگائے۔ یہ ضلع کونسل کا ہی کام ہے اور ضلع کونسل ہی منڈی مویشاں لگاتی ہے۔ اگر کوئی چیز اب بھی انکے علم میں ہے تو میں اس پر ایکشن لینے کے لئے تیار ہوں اور اس پر ہم پوری کارروائی کریں گے۔ میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اسے پریس نہ فرمائیں اس پر ہم پوری کارروائی کرنے کیلئے تیار ہیں۔ میں اس چیز کی تسلی کرواتا ہوں کہ اگر کوئی ایسی چیز ہوئی تو ہم اس کا سختی سے نوٹس لیں گے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا! میں نے جو گذارش تحریک استحقاق کی شکل میں کی تھی وہ یہ تھی اور میرا سوال یہ تھا کہ جو یونین کونسلیں غیر قانونی منڈی ہائے مویشیاں کا انعقاد کر رہی ہیں۔ انکے خلاف حکومت نے کیا تادیبی کارروائی کی ہے۔ اسکے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا تھا کہ پنجاب میں کوئی بھی یونین کونسل غیر قانونی

منڈمی مویشیاں کا انعقاد نہیں کر رہی، اس لئے تادیبی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس پر میرا نقطۂ نظر یہ تھا کہ ضلع سرگودھا کی دو یونین کونسلوں، یونین کونسل نمبر ۸۶ اور یونین کونسل شاہ نکڈر کے چیئرمینوں نے غیر قانونی طور پر منڈمی ہائے مویشیاں کا انعقاد کیا۔ نیلامی کے اشتہار شائع کئے۔ اسکے باوجود بھی جناب وزیر صاحب نے یہ فرمایا کہ ایسی کوئی غیر قانونی منڈمی منعقد ہی نہیں ہو رہی۔ اس لئے اسکے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن آج اس ایوان میں وہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی دو منڈیاں ایسی تھیں جو غیر قانونی طور پر منعقد ہو رہی تھیں اور ان کو بند کروا دیا گیا ہے۔ اگر یہی بات اس وقت میرے سوال کے جواب میں کہہ دیتے اور پورے ایوان کو باخبر کر دیتے تو شاید مجھے استحقاق کی یہ تحریک پیش کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن آج اس تحریک کے بعد ان کی طرف سے یہ اقبال اور اس بات کا تسلیم کیا جانا کہ واقعی منڈمی منعقد ہو رہی تھی میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ سوال کے جواب میں انہوں نے تسلیم نہیں فرمایا۔ اب جب تحریک استحقاق پیش کی ہے تو یہ تسلیم کرتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** اس میں آپ یہ دیکھیے گا اس جواب میں غلطی سہواً ہو گئی ہے۔ یا دانستہ کی گئی ہے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا! اگر دانستہ نہ ہوتی تو آج بھی وہ اس بات سے انکاری ہوتے کہ کوئی منڈمی مویشیاں کسی یونین کونسل کے زیر اہتمام نہیں لگ رہی۔ انہوں نے یہ اب تسلیم کیا ہے اور اس کے بارے میں ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ کے چیئرمین کی طرف سے جو خطوط سیکرٹری لوکل گورنمنٹ پنجاب کو ستمبر کی چھ تاریخ کو تحریر کئے گئے ہیں کیا وہ جواب تیار کرنے سے پہلے سرکاری ریکارڈ میں موجود نہ تھے؟ اگر وہ موجود تھے تو ان کے علم میں تھا کہ غیر قانونی منڈیاں لگ رہی ہیں اور اگر ان کے بارے میں انہوں نے جواب نہیں دیا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دانستہ طور پر ایسا کیا۔

**وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:** جناب والا! مجھے موقع دیا جائے اس میں تھوڑا سا

لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ تھوڑا سا ابہام پیدا ہو گیا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ جواب یہ تھا کہ اس وقت کوئی یونین کونسل منڈی نہیں لگا رہی۔ لہذا کارروائی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جواب میں تحریر بھی یہی ہے کہ نہیں لگا رہی۔ یہ اس وقت کے متعلق ہے ان کی، آپ کی اور ایوان کی اطلاع کے لئے میں نے جو عرض ابھی کی ہے وہ میں نے نیک نیتی سے کیا ہے اور اس چیز کا اظہار کیا ہے کہ مجھے ذاتی طور پر یہ معلوم ہے کہ دو یونین کونسلوں نے یہ کوشش کی تھی کہ وہ منڈیاں لگا ئیں۔ بلکہ انہوں نے منڈیوں کا کچھ دیر کے لئے انعقاد کیا تھا اور وہ ہم نے بند کروادی تھیں۔ جواب یہ تھا کہ اس وقت کوئی یونین کونسل منڈی نہیں لگا رہی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! یونین کونسلیں غیر قانونی منڈیوں کا انعقاد کر رہی تھیں تو کیا لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت وزیر صاحب نے انکے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی؟ یا کسی قسم کی کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: وہ تو انہوں نے پہلے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم اب بھی ان کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے آپ کو یقین دہانی کروائی ہے کہ اگر ایسی بات ہے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔ آپ نے یہی ارشاد فرمایا تھا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اگر کوئی بھی ایسی چیز ہے تو ہم ان کے خلاف پوری طرح کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن پہلے کا جو معاملہ جنجوعہ صاحب فرما رہے ہیں۔ اس کی بات یہ ہے کہ جیسے ہر لوکل کونسل کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم اپنی آمدن بڑھائیں۔ انکی لاعلمی میں کہ وہ لگا سکتے ہیں یا نہیں اور وہ محل وقوع ایسا ہے کہ وہاں پر منڈی لگ سکتی تھی۔ انہوں نے کچھ دیر کے لئے لگائی۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ لگا سکتے ہیں۔ انہوں نے انعقاد کیا اور ہم نے فوری طور پر بند کروادیا۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب! آپ کیا اشاد فرماتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے دوبارہ ان سے

عرض کرتا ہوں کہ ہم اس معاملے میں پوری طرح ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں۔ جیسے وہ فرمائیں گے اس میں انکا موقف بڑا جائز ہے۔ اگر کسی جگہ پر یونین کونسل کوئی ایسی مندمی لگاتی ہے تو یہ بالکل ضلع کونسل کا نقصان ہے اور یہ مناسب نہیں ہم اس پر پوری کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں اور میں جناب کی وساطت سے پھر ان سے عرض کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرمائیں۔ اسے پریس نہ فرمائیں جو بھی چیز وہ چاہتے ہیں وہ ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر کسی جگہ پر کوئی ایسی چیز ہے تو ہم ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: درست ہے، تو جنجوعہ صاحب پریس نہیں فرماتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کے لہجے کی شگی نے مجھے بڑا متاثر کیا ہے اس لئے میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

حاجی غلام صابر انصاری: جناب سپیکر! مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیجئیے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! تشریف رکھیے۔ ایک دو تحاریک استحقاق ہیں ذرا ان کو Take Up کر لیں۔ نمبر ۲۹ ہے۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے

## سوال نمبر 1760 سے غلط جواب کی فراہمی

میاں مختار احمد شیخ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۸۷-۳-۲۵ کو وقوع پذیر ہونے والے واقعے کی طرف معزز ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سوال نمبر ۱۷۶۰ کے جزو (الف) و(ب) کا جواب دیدہ دانستہ غلط دیا گیا ہے۔

میونسپل کارپوریشن ملتان نے اپنی چٹھی نمبر ۴۸۵-۲۰ ایم سی II مورخہ ۸۷-۵-۲۹ کو جملہ کونسلر صاحبان کو لکھا کہ ۸۶-۵-۳۱ تک اپنے حلقے کے ترقیاتی منصوبے بجٹ ۸۷-۱۹۸۶ء میں شامل کرنے کے لئے کارپوریشن کو بیرونی وارڈوں کے

لئے ۳ لاکھ روپے فی حلقہ، اندرونی وارڈوں کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے فی حلقہ۔
جب بجٹ ۸۷-۱۹۸۶ء پیش ہوا تو میئر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا:
۱۱۔ آئیٹم۔ تعمیر نالی فرش اندرون شہر ۷ حلقہ ۷،۰۰،۰۰۰ روپے
۱۲۔ آئیٹم۔ تعمیر نالی فرق بیرون شہر ۴۳ حلقہ ۸۶،۰۰،۰۰۰ روپے
۱۳۔ آئیٹم۔ توسیع سٹریٹ لائٹ ۲۰ روپے فی حلقہ ۱۰،۰۰،۰۰۰ روپے
فوٹو سٹیٹ کاپی لف ہذا ہے۔

ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں تفصیل جو کمشنر صاحب ملتان نے سوال نمبر ۱۷۹۰ کے جواب میں بھجوائی ہے۔

اس سلسلے میں جو خط جناب میئر صاحب کو جناب کمشنر صاحب، ملتان نے بھجوایا ہے اسکی فوٹو سٹیٹ کاپی بھی لف ہذا ہے۔ ان تمام Documents کا جب تقابلی جائزہ لیں گے تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ جزو (الف) کا جواب دیدہ دانستہ غلط دیا ہے اور کوئی ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل نہیں بھجوائی گئی۔ اس طرح سے سوال نمبر ۱۷۶۰ جز (ب) میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ میونسپل کارپوریشن ملتان میں صفائی کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مگر اس کا ذمہ دار میئر نہیں۔ بلکہ دوسرے عوامل ہیں جو کہ دیدہ دانستہ غلط بتایا گیا ہے۔ جناب میئر صاحب میونسپل کارپوریشن ملتان کے ہیڈ ہیں۔ لہذا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس کا ذمہ دار میئر ہی ہے سوال نمبر ۱۷۶۰ جز (الف)، (ب) کا چونکہ جواب دیدہ دانستہ غلط دیا گیا ہے۔ لہذا نہ صرف میرا، بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کارروائی فی الفور روک کر اس پر غور فرمایا جائے۔ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا جائے تاکہ مزید کارروائی کی جاسکے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں مزید کچھ Documents ساتھ لایا ہوں۔ میں ملتان گیا تھا۔ کمشنر آفس سے میں نے جو مزید تفصیلات حاصل کی ہیں۔ وہ بھی میں معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

**وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:** جناب والا! میں آپکی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں کمشنر آفس کے ریکارڈ کا کوئی تعلق نہیں میں کیا ریکارڈ پیش

کروں؟

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب طارق صاحب انجینئر نے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل دی ہے۔

**جناب سپیکر:** اس کا اس تحریک استحقاق سے کیا تعلق ہے؟

**میاں مختار احمد شیخ:** اس میں انہوں نے جواب غلط دیا ہے اور میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب آپ یہ فرمائیے کہ آپ کے کونسے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ اس کے کونسے حصے کا جواب غلط دیا گیا ہے۔؟

**میاں مختار احمد شیخ:** یہ سوال نمبر ۱۷۶۰ ہے۔ جو ۲۵ مارچ ۱۹۸۷ء کو پیش ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے غلط جواب دیا تھا۔

**جناب سپیکر:** آپ نے اس میں کیا چیز دریافت کی تھی جس کا جواب انہوں نے غلط دیا۔

**میاں مختار احمد شیخ:** میں نے پوچھا کہ ترقیاتی منصوبے بجٹ کے ساتھ منسلک نہیں اور انہوں نے فرمایا کہ منسلک تھے تو میں انہی کی تحریروں سے ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ترقیاتی منصوبے بعد میں درج کئے اور اس وقت موجود نہیں تھے۔ ان کا میں ثبوت مہیا کرنا چاہتا ہوں جس وقت بجٹ وہاں پیش ہوا تو اس میں کوئی ترقیاتی منصوبے پیش نہیں ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے یہاں جواب غلط دیا ہے۔ اس سے میرا بھی اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرے پاس اس ضمن میں ثبوت موجود ہے انہوں نے جو اپنی بجٹ تقریر میں یہ فرمایا۔

**جناب سپیکر:** آپ کا کیا یہ خیال ہے کہ وزیر بلدیات نے دانستہ طور پر جواب غلط دیا ہے۔ ان کو کیا ایسی کوئی ضرورت تھی کہ یہ آپ کا جواب غلط دیں۔

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب مجھے تو پتہ نہیں ہے کہ جو سوال نمبر ۱۷۶۰ ایوان میں آپ پڑھ لیجئیے میرے پاس اس ضمن میں تمام ثبوت موجود ہیں۔ جو اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ وہ ترقیاتی منصوبے بجٹ کے ساتھ اس وقت نہیں تھے اور بجٹ غلط

طریقے سے پیش کیا گیا میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ رقومات ان باتوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

**جناب سپیکر:** کیا وزیر بلدیات اس میں کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے۔؟

**وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:** جناب والا! محکمہ سے جو سوال کا جواب موصول ہوا اور جس چیز پر فاضل رکن کا اعتراض ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مطلع نہیں کیا گیا اور ہمیں وہ نوٹس موصول نہیں ہوا۔ ایک بات تو ریکارڈ میں موجود ہے کہ جب نوٹس دیا جاتا ہے تو کونسلز سے دستخط لئے جاتے ہیں تو وہ جناب والا، کونسلر کے دستخط موجود ہیں۔ ان کا ایک اعتراض صفائی کے متعلق ہے۔ صفائی کے متعلق صرف میئر کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ میں اب بھی یہی گذارش کروں گا اس معاملہ میں صرف ایک شخصیت کو ذمہ دار ٹھہرانا مناسب نہیں اس ضمن میں انہوں نے ایک کیس محکمہ لوکل گورنمنٹ کو قرضہ کیلئے بھیجا ہے۔ جس میں وہ کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے ٹرک وغیرہ خریدنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی زیر غور ہے۔ میئر اپنی ذاتی کوشش بھی اس سلسلے میں کر رہے ہیں۔ اس دن میں نے جواب دیتے ہوئے تسلیم کیا تھا اور اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ وہاں کا صفائی کا انتظام تسلی بخش نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ صرف میئر کو ذمہ دار ٹھہرایا نہیں جا سکتا۔ اس میں اور بھی کچھ چیزیں ہیں۔ جن کو دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ فاضل رکن کو اعتراض ہے کہ میئر کو کیوں ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ میں اب بھی عرض کرتا ہوں کہ ایک آدمی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اس نے اپنے وسائل میں رہ کر ایک کام نمٹانا ہے اور نمٹا رہا ہے۔ باقی کیلئے اس نے حکومت کو Apply کیا ہوا ہے کہ مجھے قرضہ دیا جائے تاکہ میں زیادہ گاڑیاں خریدوں اور کوڑا کرکٹ اٹھا سکوں اس میں جو بڑی بات، جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے بجٹ کے سلسلے میں جب ترقیاتی سکیمیں بنیں اس وقت سے ایک جھگڑا چل رہا ہے اور کئی دفعہ بجٹ اکثریت رائے سے پاس ہوا ہے اور پھر ہم نے بعض ممبران کے اعتراض کی وجہ سے اس کو واپس بھجوایا اور غالباً یہ عمل تین دفعہ ہو چکا ہے اور میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ ہم اس معاملہ میں بہت قریبی رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور ہم تمام کونسلروں کی

شکایت دور کر دیں گے یہ بجٹ اور ترقیاتی سکیموں کا سلسلہ ہے۔ ہم پہلے بھی کوشش کر چکے ہیں کہ ہاؤس کے اندر طے ہو جائے ورنہ ہم حکومتی سطح پر بھی لوگوں کی شکایات کا ازالہ کریں گے۔ میں آپ کے توسط سے فاضل رکن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس کو پریس نہ فرمائیں اور اصل معاملہ کو ہم یقیناً طے کر چکے ہیں اور باقی مسائل بھی انشاء اللہ طے ہو جائیں گے۔

**میاں مختار احمد شیخ**: جناب والا! میں اس سلسلے میں گذارش کروں گا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ملک سے مارشل لاء اٹھایا جا چکا ہے۔ لیکن میونسپل کارپوریشن میں ابھی تک مارشل لاء قائم ہے۔ باوجود اس کے کہ وزیر بلدیات اور بلدیات کے سیکرٹری کی طرف سے میئر میونسپل کارپوریشن کو احکامات جاری ہو چکے ہیں کہ کوئی بھی ممبر اگر میئر کے خلاف ہے اور اسکے حق میں ووٹ نہیں دیتا تو اس کے ترقیاتی منصوبوں میں Victimisation نہیں ہو سکتی۔ لیکن میئر صاحب اپنی بجٹ تقریر میں کہتے ہیں کہ ہم نے سات حلقوں کو سات لاکھ روپے۔ ۴۳ حلقوں کو ۸۶ لاکھ روپے دیا لیکن جب آپ بجٹ پر غور کریں تو اس میں بیشمار آنقادت ہے جو رکن اس کو ووٹ نہیں دیتا اس کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اس کے حلقہ نیابت کو مفلوج کر دیا گیا ہے اور وزیر موصوف نے فرمایا کہ اکثریت Victimisation کی پیداوار ہے۔ وگرنہ میئر اپنی کارکردگی کی وجہ سے ملتان شہر میں بد نام ترین آدمی ہے اور وہ Victimisation کی وجہ سے اکثریت میں چلا گیا ہے۔ مجھے اس بات سے پورا اختلاف ہے کہ آئندہ بجٹ میں میئر پھر وہی Victimisation کرے گا۔ اور اس نے جو بھی اکثریت حاصل کی وہ Victimisation کی وجہ سے کی ہے مارشل لاء کی وجہ سے حاصل کی ہے کہ وہ مارشل لاء کا ڈنڈا اس کے ہاتھ میں ہے جو وہ چلا رہا ہے اور لوگوں کے ترقیاتی منصوبوں کو روک کر علاقے کو محروم اور مفلوج کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے آج اکثریت میں ہے۔

**جناب سپیکر**: یہ بالکل درست ہے کہ جو صاحبان یہاں ایوان میں موجود نہیں ان کے بارہ میں ایسے ریمارکس یہاں دینا پارلیمانی پریکٹس میں نہیں آپ اس سے اجتناب فرمائیں۔

**میاں مختار احمد شیخ:** یہ تو بے انصافی ہے اور اس ایوان کو غلط اطلاع دینا کہاں کا انصاف ہے۔؟

**جناب سپیکر:** وزیر بلدیات کی وضاحت سے آپ مطمئن ہیں یا نہیں۔؟

**میاں مختار احمد شیخ:** میں یہ عرض کروں گا کہ ایک Victimisation نے تمام ہاؤس کو بگاڑ کر رکھ دیا اور آئندہ بجٹ اجلاس پھر آرہا ہے اور پھر Victimisation ہو گی اگر وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ وہ پچھلے بجٹ کی ترقیاتی پروگراموں میں جو کمی ہوئی ہے اور آئندہ بھی جو ترقیاتی پروگرام ہیں وہ پوری کر دیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

**چودھری محمد گل نواز خان وڑائچ:** جناب والا! میں نکتہ وضاحت چاہتا ہوں کیا سپیکر کے پاس کسی کارپوریشن کو Dissolve کرنے کی powers ہیں۔ میں استدعا کروں گا کہ ملتان کارپوریشن کو Dissolve کریں تاکہ یہ جھگڑا ختم ہو سکے۔

**جناب سپیکر:** جناب شیخ صاحب! آپ کچھ فرما رہے تھے کہ وزیر صاحب اس سلسلے میں آپ کو کوئی یقین دہانی کرائیں۔ اچھا۔

**وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:** جناب والا! میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں۔ گورنمنٹ کی ہدایات کے برعکس اگر کوئی چیز ہو گی تو میں فاضل رکن کو آپ کی وساطت سے پوری طرح تسلی کراتا ہوں کہ ہم اس پر کارروائی کریں گے ہم اس بہن مخل ہوں گے جیسے شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ پچھلے بجٹ کی کمی اگلے بجٹ میں پوری کی جائے یہ معاملہ ان کے ہاؤس کا ہے اور ہاؤس بجٹ اور ترقیاتی سکیمیں بناتا ہے۔ حکومت کی طرف سے یہ ہدایات ضرور ہیں کہ کسی ممبر کے حلقے کو اس وجہ سے نظر انداز نہ کیا جائے کہ وہ حزب اختلاف میں بیٹھا ہے۔ مگر ساتھ یہ بھی ہے کہ ہاؤس کو اپنے اختیارات ہیں اور وہ اکثریت رائے سے وہاں پر فیصلے کرتے ہیں یہ ایک جمہوری عمل ہے۔ مگر میں پھر بھی آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ ان کی شکائتیں دور کرنے کے لئے ہم پوری طرح وہاں کارروائی کریں گے۔ جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم وہاں پر پوری طرح In Touch ہیں اور ہمارا رابطہ ہے اور ہم ان کی شکائتیں دور کر رہے ہیں اور انشاء اللہ دور

کر دیں گے۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا! میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب پریس نہیں کرتے ہیں۔ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی تشریف نہیں رکھتے ہیں یہ Rule Out ہو چکی ہے۔ اب میرے پاس ایک پریویلیج موشن جناب حاجی غلام صابر انصاری صاحب کی طرف سے آئی ہے۔ میں اسے پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ جی جناب حاجی صاحب۔

حاجی غلام صابر انصاری: جناب سپیکر! آج صبح جب میں اسمبلی سیشن کے لئے آرہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس یہ لکھی ہوئی نہیں۔؟

حاجی غلام صابر انصاری: نہیں جناب زبانی عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ زبانی نہیں ہو سکتی۔ آپ کے پاس کوئی لکھی ہوئی کاپی نہیں؟

حاجی غلام صابر انصاری: کوئی کاپی نہیں ہے۔ آپ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ نہیں سے لے لیں۔

## ایم۔ پی۔ اے کے ساتھ میو ہسپتال لاہور کے ڈاکٹر کی بد تمیزی

حاجی غلام صابر انصاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اہم واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں ہوں جو ضروری اہمیت کا حامل ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پیشتر میں ایک مریض کو میو ہسپتال میں داخل کروانے کے لئے گیا۔ لیکن وہاں پر موجود ڈاکٹر نے انتہائی بد تمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے ہسپتال سے باہر جانے کے لیے کہا اور بعد میں اس مقصد کے لئے پولیس کو بلوایا گیا اور پولیس کو میرے خلاف پرچہ درج کرنے کا حکم دیا گیا۔ جناب سپیکر! بعد ازاں مجھے پتا چلا کہ یہ ڈاکٹر صاحب ایک وزیر کے بیٹے ہیں جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا۔ جناب سپیکر!

اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ قاعدہ ۲۰۲ کے تحت اس مسئلے پر فوری طور پر بحث کی جائے۔ جناب والا! اس پر میں Short Statement دینا چاہتا ہوں۔

آوازیں۔ اس ڈاکٹر کا نام بتایا جائے۔

**حاجی غلام صابر انصاری:** وہ ڈاکٹر سردار احمد صاحب کے لڑکے سرفراز احمد، رجسٹرار، میو ہسپتال ایمرجنسی وارڈ ہیں۔

**وزیر ٹرانسپورٹ:** (ڈاکٹر سردار احمد) جناب والا میں اپنے بھائی سے معافی اور معذرت چاہتا ہوں۔ جو واقعہ انکے ساتھ پیش آیا ہے مجھے اس پر افسوس ہے۔

**حاجی غلام صابر انصاری:** جناب والا! Short Statement دے لینے دیں اس کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنا بیان دیتے رہیں۔

جناب سپیکر! جب میں قصور سے لاہور میں سیشن کے لئے اسمبلی میں آ رہا تھا تو میرے پاس ایک مریض آیا کہ مجھے قصور ہسپتال والوں نے جواب دے دیا ہے اور مجھے میو ہسپتال میں داخل کروا دیں۔ میں نے اسے اپنی گاڑی میں بٹھایا اور اسمبلی آنے سے پہلے ساڑھے نو بجے میو ہسپتال پہنچا وہاں سے ایک پرچی بنوائی اور اسکو داخل کروایا۔ جہاں مجھے کہا گیا کہ آپ فلاں ڈاکٹر صاحب کو ملیں۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے جا کر کہا کہ یہ میرا عزیز ہے آپ اسے چیک کریں گے یا اور کوئی چیک کرے گا۔ کہنے لگے تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں ایم پی اے ضلع قصور سے ہوں اور میں مریض کے ساتھ آیا ہوں۔ پھر کہنے لگے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ میں نے کہا کہ میں کیوں چلا جاؤں۔ میں تو مریض لیکر آیا ہوں۔ مریض کو چیک کروا کر میں یہاں سے جاؤں گا۔ اسکے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنے چپڑاسی کو میرے پیچھے لگا دیا کہ آپ اسے باہر نکال دیں اور وہ میرے پیچھے پیچھے تھا کہ آپ نکل جائیں۔ میں نے کہا کہ جب تک میں مریض کو چیک نہیں کرا لوں گا میں یہاں سے نہیں جا سکتا۔ ان کو کہہ دو کہ میں ایم پی اے ضلع قصور ہوں۔ میں جب تک اپنے مریض کو چیک نہیں کرواؤں گا نہیں جاؤں گا۔ اب اسکے بعد میں پھر ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا۔ وہ جس طرح بیٹھے ہوئے تھے میں وہ بیان کرتا ہوں۔

ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری کرسی پر انہوں نے پاؤں رکھے ہوئے تھے جب میں نے اسے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ اتنا میرے پیچھے پڑ گئے ہیں حالانکہ میں نے آپ سے یہی کہا تھا کہ اس مریض کو کون صاحب چیک کریں گے۔ اتنے میں آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ وہ کہنے لگے کہ ابھی آپ باہر جاتے ہیں یا نہیں جاتے؟ میں پولیس بلاتا ہوں۔ پولیس کو بلوایا۔ میں نے کہا کہ میں چلا جاتا ہوں۔ آپ مجھے اپنا نام بتا دیں۔ کہنے لگے کہ میں آپ کو نام نہیں بتاؤں گا۔ پولیس کو بلایا۔ پولیس والے کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ باہر چلیں۔ میں نے کہا کہ میں ایم پی اے ہوں اور ایم پی اے کو اختیار ہے کہ وہ خواہ کوئی مریض لیکر آئے یا ویسے آئے ہسپتال کو چیک کر سکتا ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب مجھے نہیں نکال سکتے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے پولیس والوں کو پرچہ درج کرنے کے لئے لیٹر لکھ کر دیا کہ یہ اپنے انسپکٹر کے پاس لے جاؤ اور انسپکٹر سے کہو کہ میرے ساتھ بات کرے۔ میں نے پھر بھی کہا کہ آپ مجھے اپنا نام بتا دیں کہنے لگے کہ آپ کو انسپکٹر صاحب ہی بتائیں گے کہ میرا نام کیا ہے۔ اب وہ سپاہی سے میں نے رقعہ لیکر پڑھ لیا جس پر سر فراز احمد، رجسٹرار، میو ہسپتال لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد میں یہاں آپ کے پاس آ گیا۔ میری گذارش ہے کہ ایسے ڈاکٹروں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ جس کا باپ ایم پی اے ہو اور وہ ایم پی اے کی کوئی قدر نہ کرے۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس نے میری عزت کی ہے ایسے اپنے باپ کی عزت کرتا ہو گا۔

**وزیر ٹرانسپورٹ:** جناب والا! مجھے اس سلسلے میں وضاحت کرنے کی اجازت دی جائے۔

**رانا پھول محمد خان:** جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آخر میں وزیر جو ہیں وہ ایم پی اے ہیں اور ایم پی اے بھی ایک کلاس ہے۔ جب حاجی صاحب یا میرا کسی ایم پی اے کا بیٹا گھر پر بھی اگر کوئی غلطی کر لے تو اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔ اگر وزیر ٹرانسپورٹ کی معذرت پر اور معافی مانگنے پر حاجی صاحب اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں تو بڑے پن کا ثبوت ہو گا ورنہ ہم اپنے بچوں کے خلاف اگر تحریک استحقاق دیں گے

تو یہ جگ ہنسائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو گا۔ انہیں اپنی تحریک واپس لے لینی چاہئیے۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں اور ڈاکٹر صاحب کو پھر ان سے معذرت کرنی چاہیے اور اپنے بیٹے کے کان کھینچنے چاہیں کہ وہ ہمارا بھیتجا ہے۔ ہم سب کا مشترکہ ہے۔ اس لئے اگر حاجی صاحب مہربانی کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ (قلع کلاسیاں)

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

**ایک معزز ممبر:** جناب والا۔ ہمیں اپنے بچوں کو سدہارنا ہو گا۔ یہ کوئی جواز نہیں کہ بچہ ہے۔

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز۔ میاں صاحب تشریف رکھئے۔ میں یہ کہونگا کہ متعلقہ وزیر صحت تشریف نہیں رکھتے اور ڈاکٹر سردار احمد صاحب اس نسبت سے کہ جس ڈاکٹر کا نام لیا گیا ہے وہ ان کے بیٹے ہیں اور اس نسبت سے Statement دینا چاہتے ہیں اور ہم ان کی سٹیٹمینٹ سننا چاہتے ہیں۔

**وزیر ٹرانسپورٹ:** (ڈاکٹر سردار احمد) جناب والا مجھے اس بات کا علم نہیں تھا اور نہ ہی مجھے اس واقعہ کا علم ہے۔ جہاں تک میرے بھائی نے Statement دی ہے اس کے متعلق میں عرض کرونگا کہ معزز ممبر سے میرے نہایت ہی اعلیٰ قسم کے تعلقات ہیں۔ اور تھے اور رہیں گے۔ میں ان کی بہت ہی تعظیم کرتا ہوں۔ ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ وہ بھی جانتے ہیں۔ مجھے سخت افسوس ہوا ہے کہ اگر میرے بچے نے ایسی کوئی بد تمیزی کی ہے تو مجھے شرم آتی ہے ویسے میں ان کی کوئی صفت نہیں کرتا میں نے اپنے بچے سے آج تک ایسا عمل نہیں دیکھا۔ ایسا طرز عمل نہیں دیکھا لیکن پھر بھی وہ بچہ ہے۔ میں ان سے استدعا کرتا ہوں۔ اور اگر اس نے یہ بات کی ہے یا نہیں کی لیکن چونکہ وہ میرے بھائی ہیں میں ان سے معذرت چاہتا ہوں اور میں جا کر اس کی باز پرس کروں گا اس سے میں پوچھونگا اور اسے ساتھ لے جا کر انصاری صاحب سے معافی دلواؤنگا۔ میں نے اپنے بچوں کو ایسی تربیت نہیں دی ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی عزت نہ کریں حالات جو بھی ہوں، میں حالات میں بالکل نہیں جانا چاہتا ہوں کہ کن حالات میں یہ بات ہوئی ہے۔ اگر انصاری صاحب نے یہ بات بتا دی تھی کہ وہ ایم پی اے ہیں تو جو کچھ بھی

تھا چاہے ان کا قصور تھا یا انہوں نے کوئی سخت الفاظ کہے تھے یا جو کچھ بھی تھا، اسے یہ سب کچھ برداشت کرتے ہوئے اسے اپنا بچہ سمجھنا چاہیے تھا۔ میں نے اب معافی مانگ لی ہے۔ میں اپنے بھائی سے پھر استدعا کرتا ہوں کہ میں معذرت پیش کرتا ہوں، امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔ میرے اور آپ کے تعلقات نہایت ہی اعلےٰ قسم کے ہیں۔ اور پہلے رہے ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ آپ کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا تھا۔ میں دوبارہ آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ مہربانی شکریہ۔

**حاجی غلام صابر انصاری:** جناب سپیکر! پہلے تو انکو چاہیے کہ مجھ پر اعتبار کریں۔ کیوں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرا لڑکا کبھی بھی ایسا کام نہیں کرتا کبھی بھی ایسی گفتگو نہیں کرتا ان کو مجھ پر اعتبار نہیں میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ کیوں میں نے پیش کی ہے۔ وہاں تو اس نے مجھے نام ہی نہیں بتایا۔ یہاں اگر میں نے افضال شاہ سے، سیکرٹری صاحب سے بات کی ہے۔ میں نے کہا ایسے ڈاکٹر کو لاہور شہر میں نہیں رہنا چاہیے، اس کو کسی دور دراز ضلع میں بھیجنا چاہیے۔ انہوں نے کہا میں کیا کروں یہ تو ڈاکٹر سردار احمد کا بیٹا ہے۔ اس وجہ سے مجھے یہاں تحریک استحقاق پیش کرنا پڑی۔ مجھے معلوم ہے کہ سید افضال شاہ ڈاکٹر سردار کے کہنے پر انکو ٹرانسفر نہیں کرینگے۔ اب میں ان سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ یہ اپنے لڑکے سے پوچھیں کہ میں نے اسکو کیا کہا ہے۔ اس سے اگر زیادہ کوئی لفظ کہا ہو گا تو میں مجرم ہوں، میں نے اس سے یہی پوچھا تھا کہ بھائی اسکو کون چیک کرے گا۔ اس پر ناراض ہو کر اس نے مجھے باہر نکلنے کو کہا۔ پولیس بلائی۔ اب پولیس والوں نے اسکو ٹیلیفون کیا کہ یہ ایم پی اے ہیں۔ کہنے لگا میں تو سمجھا تھا ایسے ہی ایم پی اے کہہ رہا ہے، سچی بات ہے یہ ایم پی اے ہے اب یہ کہتے ہیں میرا لڑکا ایسی بات نہیں کرتا ہے۔ ایک انسپکٹر کے ساتھ کس نے یہ بات کی ہے کیا واقعی یہ ایم پی اے ہے۔ اس کو چاہے تھا وہ مجھ سے تصدیق کر لیتا، میں اسکو بتاتا۔

**جناب سپیکر:** حاجی صاحب، ڈاکٹر صاحب نے جو آپ کے ساتھ وضاحت کی ہے، اس کے بعد اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** میں صابر صاحب سے استدعا کرتا ہوں اور سارے ہاؤس کی طرف سے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے بچے کو لے کر ان کے پاس آئیں گے۔ یہ ان کے بچے کے انکل ہیں۔ اور وہ ان سے معافی مانگیں گے اور بچہ ان سے معافی مانگے گا تو میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ یہ اپنی موشن واپس لے لیں۔

**حاجی غلام صابر انصاری:** میں ڈاکٹر سردار احمد صاحب کے کہنے پر اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ یہ اپنے لڑکے کو سمجھائیں گے۔ کہ ایم پی اے آئے یا کوئی غریب آدمی آئے۔ ڈاکٹر کا پیشہ تو یہ ہے کہ کوئی بھی غریب آدمی آئے انکی بھی بات سنئے ہمارا روزانہ تین چار سو آدمیوں سے رابطہ ہوتا ہے ہم گرمی نہیں کھاتے۔ ان کے بیٹے کو بھی یہی نصیحت ملنی چاہیے کہ کوئی بھی مریض خواہ غریب ہو یا امیر سفارشی ہو یا غیر سفارشی۔ اس سے ہمدردانہ سلوک کریں۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** میں صابر صاحب سے عرض کروں گا کہ انہوں نے تھوڑے سے غلط الفاظ کہے ہیں۔ یہ غریب آدمی نہیں۔ یہ بڑے سرمایہ دار ہیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا اگر اس ڈاکٹر کا باپ وزیر نہ ہوتا تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا۔

## اراکین اسمبلی کی رخصت

**جناب سپیکر:** اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

**رائے رب نواز**

**سیکرٹری اسمبلی:** رائے رب نواز ایم پی اے سے درخواست موصول ہوئی کہ بوجہ خرابی صحت ۲۱ مارچ ۸۷ء سے ہسپتال داخل ہوں جس کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہوسکا ہوں۔ ۲۱ مارچ ۸۷ تا ۳۱ مارچ ۸۷ء رخصت عطا فرمائی جائے۔

**جناب سپیکر:** سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

تحریک منظور کی گئی۔

چودھری پرویز الہیٰ

سیکرٹری اسمبلی: چودھری پرویز الہیٰ۔ ایم پی اے سے درخواست موصول ہوئی۔
میں ۱۹ مارچ ۸۷ء کو اپنے بھائی کی شادی خانہ آبادی میں مصروفیت کے باعث اجلاس میں نہیں آ سکا ہوں۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

تحریک منظور کی گئی۔

جناب سپیکر: ایک پریویلج موشن ہمارے پاس پینڈنگ ہے جناب عاشق گوپانگ کی اور حاجی چن صاحب کی طرف سے۔ حاجی چن صاحب نے تو لکھ کر دے دیا ہے کہ وہ اس کو واپس لیتے ہیں اور سردار عاشق حسین گوپانگ کے بارے میں بھی میرے پاس لکھا ہوا ہے کہ وہ اس تحریک کو واپس لیتے ہیں۔ میرے پاس لکھا ہوا آیا ہے کہ گوپانگ صاحب اپنی تحریک واپس لینا چاہتے ہیں۔

جناب عاشق حسین گوپانگ: * * * * * * * * * * *

جناب سپیکر: جناب ہمیں آپ ناحق اس میں ملوث فرما رہے ہیں۔ میں نے تو فیصلہ اپنے پاس پینڈنگ رکھا ہوا تھا اور آج آخری دن تھا۔ اگر آپ اس کو واپس نہ لیتے تو میں آج اس کو Take-up کرتا اور اس پر فیصلہ کرتا۔ آپ اس کو واپس لے کر ہمارے ذمہ لگا رہے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: * * * * * * * * * * *

جناب سپیکر: آپ کی اس بات سے مجھے اتفاق ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: * * * * * * * * * * *

جناب سپیکر: سردار صاحب، کیا اس میں آپ کو کوئی شک ہے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ: * * * * * * * * * * *

جناب سپیکر: اچھا مجھے تو یہ بھی پتا نہیں کہ یہ کراچی گئے تھے اور واپس آ گئے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: * * * * * * * * * * *

جناب سپیکر: تو طے یہ ہوا کہ سردار عاشق گوپانگ نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے

لی ہے۔
**نواب زادہ محمد ضرغام خان خاکوانی:** پوائنٹ آف آرڈر جناب میں عاشق گوپانگ صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ * * * * * * * جو انہوں نے فرمایا ہے اس کی وضاحت کریں۔
**سردار عاشق حسین گوپانگ:** * * * * * * * * *
**میاں عطا محمد قریشی:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب کے بیان سے آپ کا ملوث ہونا اس اسمبلی کے سامنے شکوک وشبہات پیدا کر رہا ہے۔ چاہیے تو یہ کہ سردار صاحب اپنے وہ الفاظ واپس لیں اور جناب سپیکر جو اس کرسی پر بیٹھتے ہیں ان کو کسی معاملے میں ملوث نہیں کرنا چاہیئے ان کی چونکہ یہ اپنی رضامندی ہے اور اپنی رضامندی سے یہ کہہ رہے ہیں اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ یا تو معزز رکن اپنے الفاظ واپس لیں یا پھر انہیں ریکارڈ سے حذف کر دیا جائے یا ان سے کہیں کہ یہ معذرت کریں۔
**جناب سپیکر:** مناسب یہ ہو گا کہ میں ان الفاظ کو اپنے طور پر حذف نہ کروں اور سردار صاحب میاں عطا محمد قریشی صاحب کی نشاندہی پر اگر وہ مناسب سمجھیں تو وہ اس بات کا اظہار فرمائیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے۔
**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب سپیکر! میں غیر مشروط طور پر معذرت خواہ ہوں اور میں نے جو کچھ کہا ہے میری بات بدنیتی پر مبنی نہیں۔ جیسے آپ ہماری اصلاح فرماتے رہتے ہیں میں نے بھی ایک نشاندہی کی ہے۔ میری اس میں کوئی بدنیتی نہیں تھی۔ بہر حال میں اس کے باوجود معذرت خواہ ہوں اور آپ نے جو کچھ کہا ہے اور میاں صاحب نے بھی جو کچھ فرمایا ہے اور نشاندہی کی ہے اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ان کو اس سلسلے میں تمغہ بصیرت کی سفارش کرتا ہوں۔
**جناب سپیکر:** سردار صاحب کی اس نشاندہی پر ہم ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتے ہیں۔

# تحاریک التوائے کار

**جناب سپیکر:** اور اب ہم تحریک التوائے کار کی طرف آتے ہیں۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۱۸۔

## گورنمنٹ تہذیب البنات ہائی سکول گوجرانوالہ کی تعمیر و مرمت کی طرف عدم توجہی

**جناب عثمان ابراہیم:** جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ تقریباً ایک سال پہلے مدرسہ تہذیب البنات ہائی سکول گوجرانوالہ کی عمارت گرنے سے تین بچیاں ہلاک ہو گئی تھیں۔ اس سانحہ کے بعد مذکورہ سکول میں کلاسوں کا اجراء روک کر متبادل انتظامات کر دیئے گئے تھے۔ جہاں یہ سکول شام کی شفٹ میں کام کرتا ہے اور سکول کے پرائمری حصہ کی عمارت کو خطرناک قرار دیتے ہوئے پرائمری حصہ میں بھی کلاسوں کا اجراء روک دیا گیا تھا لیکن کوئی متبادل انتظامات نہ کئے گئے تھے اتنا عرصہ گذرنے کے باوجود ابھی تک سکول ہذا کی تعمیر مکمل نہیں ہو سکی ہے اور سکول کا وہ حصہ جس کے گرنے سے تین بچیاں ہلاک ہو گئی تھیں ابھی تک تعمیر طلب پڑا ہے۔ سکول کے دوسرے حصہ کی تعمیر بھی ابھی تک نامکمل ہے اور خدشہ ہے کہ اس کے مکمل ہونے کے بعد دوسرے گرے ہوئے حصہ کی خطرناک صورتحال کے پیش نظر اس سکول میں کلاسوں کا اجراء نہ ہو سکے گا۔ گوجرانوالہ کے محکمہ تعلیم کے افسران نے سکول کی ضروریات کے پیش نظر اس کی تعمیر اور مرمت کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی ہے جس کی وجہ سے عوام میں محکمہ تعلیم کے خلاف سخت جذبات پائے جاتے ہیں۔ لہذا آپ سے استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی

کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔
جناب سپیکر! مجھے اس تحریک کے سلسلے میں Short statement کی اجازت ہے؟

**جناب سپیکر:** جناب تحریک التوائے کار پر Short Statement کی اجارت نہیں ہوتی۔

**وزیر تعلیم:** جناب سپیکر فصل رکن کی تحریک التوائے کار کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ واقعہ ۸۵-۱۱-۱۰ کو رونما ہوا تھا اور یہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل نہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں اس کا کچھ پس منظر بتانا چاہوں گا کہ یہ مدرسہ جو کہ گورنمنٹ تہذیب البنات ہائی سکول گوجرانوالہ کے نام سے مشہور ہے نیشنلائز ادارہ ہے۔ یہ قومیائے جانے سے پہلے بھی اسی طرح اس بوسیدہ پرانی عمارت کی بالائی منزل پر چل رہا تھا۔ اس کی نچلی منزل میں دکانیں ہیں جو کہ کچھ لوگوں کو الاٹ شدہ ہیں۔ اس عمارت کا ایک کمرہ ۲۹ ستمبر ۸۵ء کو خطرناک قرار دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ ہیڈ مسٹریس نے اس کمرے کو بند کر دیا تھا۔ تاکہ طالبات کے استعمال میں یہ کمرہ نہ آئے۔ ۱۰ نومبر ۸۵ء کو سکول میں یوم اقبال کی چھٹی تھی لیکن بعض معلمات و طالبات بینا بازار کے انعقاد کے لئے موجود تھیں اور بعض لڑکیاں اپنی معلمات سے اجازت لئے بغیر چھت پر چلی گئیں جس کے باعث چھت گر گئی اور یہ حادثہ پیش آیا۔ اسی اثنا میں حکومت نے ۲ لاکھ ۹۲ ہزار روپے کی رقم اس عمارت کی تعمیر نو کے لئے مختص کی یہ رقم ۱۴ نومبر ۱۹۸۵ء کو محکمہ تعمیرات کے سپرد کر دی گئی تھی۔ محکمہ تعمیرات نے سکول کے اس حصے کی تعمیر نو شروع کی جو حکومت پنجاب کی تحویل میں ہے۔ لیکن بالائی منزل کے تین کمروں کی تعمیر نو نہ کی جا سکی۔ چونکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اس کے نچلے حصہ میں واقع دکانوں کی مرمت دکانوں کے مالکوں نے نہ کرائی جس کے لئے ضلعی انتظامیہ نے بھی کافی کوشش کی بالآخر ۱۶ اپریل ۸۶ء کو سٹی مجسٹریٹ کے ساتھ ایک اجلاس میں دکانوں کے مالکوں نے اس شرط پر تعمیر کرانے کی حامی بھری کہ دکانوں کے اوپر کے ڈھانچ کو محکمہ تعمیرات اپنے خرچ پر گرانے کا اہتمام کرے۔ محکمہ تعمیرات کے ایس ڈی او نے

۲۰ اپریل ۸۶ء کو ڈپٹی کمشنر کو بتایا کہ سکول سے ملحقہ دو منزلہ عمارت بھی خطرناک حالت میں ہے اور اگر ہم اس عمارت کو اسی حالت میں رکھتے ہوئے اس حصہ کو گرائیں گے تو وہ عمارت بھی گر جائے گی۔ لہذا اس سے بہتر یہ ہو گا کہ پہلے اس عمارت کو خطرناک قرار دیا جائے اور اسے گرایا جائے اور اس کے بعد دوسرے حصہ کو گرایا جائے چنانچہ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کے میئر سے درخواست کی گئی کہ وہ اس عمارت کو خالی کروائیں اور گرانے کا بندوبست کریں ڈپٹی کمشنر نے ۷ اکتوبر ۸۶ء کو اس معاملہ پر فوری توجہ دینے کے لئے میئر کارپوریشن کی توجہ مبذول کروائی۔ ڈائریکٹر گوجرانوالہ نے بھی ۱۶ اکتوبر ۸۶ء کو میئر گوجرانوالہ کو یقین دہانی کرائی لیکن ابھی تک اس معاملہ میں پیش رفت نہیں ہو سکی۔ ۲ لاکھ ۹۲ ہزار روپے میں سے ۳۰ جون ۸۶ء تک ۲ لاکھ ۴۵ ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اب ایک لاکھ ۵۰ ہزار روپے مزید کام کے لئے مختص کئے گئے ہیں جو کہ خصوصی مرمت کی گرانٹ میں سے دیئے گئے ہیں۔ جناب والا اصل حالات یہ ہیں کہ ملحقہ عمارت کی وجہ سے یہ سارا کام التواء میں پڑا ہوا ہے۔ میں فاضل رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں ذاتی توجہ دے کر ڈپٹی کمشنر صاحب سے اور کمشنر گوجرانوالہ سے خود بات کروں گا۔ اور اس بات کا انتظام کروں گا کہ اس عمارت کو فوری طور پر گرایا جائے۔ تاکہ اس کے بعد ہمارا وہ حصہ اس صورت اور اس شکل میں آئے کہ ہم اس کو گرانے کے قابل ہوں اور جب بھی یہ کام مکمل ہو گا انشاء اللہ اس کی فوری تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں جناب وزیر موصوف کی یقین دہانی سے مطمئن ہوں لیکن میری تحریک التواء کا دوسرا حصہ تھا کہ اسی سکول کے پرائمری حصہ کی ایک علیحدہ عمارت ہے۔ اس عمارت کو بنے ہوئے صرف تین سال گزرے تھے لیکن اس سانحہ کے بعد پھر اس عمارت کو مخدوش قرار دے کر اس حصہ میں سے کلاسوں کا اجراء روک دیا گیا تھا جناب وزیر موصوف اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے کہ وہ عمارت جو صرف تین سال پہلے بنی تھی اسے بھی مخدوش اور خطرناک قرار دیتے ہوئے وہاں پر کلاسوں کا اجراء روک دیا گیا ہے اور جہاں تک میری اطلاعات ہیں کوئی متبادل انتظامات نہیں کئے

گئے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کس حصے کی بات کر رہے ہیں۔ وہ حصہ جو اس کے ساتھ تعمیر شدہ ہے؟ یا اس حصے کی بات کر رہے ہیں جو کہ مخدوش ہے اور ہم نے اسے گرانا ہے اور اس کی دوبارہ تعمیر کرنی ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! یہ سکول دو مختلف عمارتوں پر مشتمل ہے دونوں عمارتیں ایک دوسرے سے جدا ہیں ایک عمارت میں پرائمری سیکشن اور دوسرے میں ہائی سیکشن ہے اور یہ تقریباً ایک دوسرے سے ایک ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہیں۔ پرائمری حصے کی حالت خراب تھی اس کو محکمہ نے بالکل نئے سرے سے تعمیر کیا تھا، لیکن تعمیر کے بعد صرف تین سال کے اندر اندر محکمہ نے اسے خطرناک بلڈنگ قرار دے دیا اور بعد میں پرائمری حصہ کی کلاسوں کا اجراء بھی روک دیا گیا اور پرائمری کلاسوں کے لئے متبادل کوئی انتظامات نہیں کئے گئے۔ اس میں دو پہلو ہیں ایک تو نئے بنے ہوئے حصے کو صرف تین سال کے بعد خطرناک قرار دیا گیا ہے تو اس کے متعلق کوئی انکوائری ہونی چاہیئے تھی۔ دوسرے یہ کہ اگر ابھی تک اس کے لئے کوئی متبادل انتظامات نہیں کئے گئے اور اگر اس بلڈنگ کے پرائمری حصہ کو خطرناک قرار دیا گیا ہے تو اس کی مرمت کے لئے اب تک کیا کیا گیا ہے؟

جناب وزیر تعلیم: جناب والا! فاضل محرک جس حصے کے متعلق فرما رہے ہیں اس کی تعمیر ابھی تک نامکمل ہے۔ اس میں انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ جو نیا تعمیر شدہ حصہ بھی خطرناک قرار دیا جا چکا ہے۔ یہ صرف ان کا مفروضہ ہے کہ جب تک اس پرانے حصے کو گرا کر نیا تعمیر کیا جائے گا تب تک وہ حصہ بھی پرانا ہو جائے گا اور وہ خطرناک ثابت ہو گا اور خطرناک قرار دے دیا جائے گا۔ تو میں نے پہلے ان کو یقین دلایا ہے کہ ہم اسے اپنی پہلی فرصت میں Take up کر رہے ہیں اور جس وقت ہمارا ان کے ساتھ کوئی فیصلہ ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

**جناب عثمان ابراہیم:** جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ اپنی تحریک التواء دوبارہ پڑھ لوں اس کا ایک فقرہ دوبارہ پڑھ لو تاکہ جناب چوہدری صاحب کو وضاحت ہو جائے۔

**جناب سپیکر:** میں تو سمجھا تھا کہ آپ کے مابین بات طے ہو گئی ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ ابھی اس میں کچھ معاملہ باقی ہے۔

**جناب عثمان ابراہیم:** یہ تھوڑا سا معاملہ ہے۔

**جناب وزیر تعلیم:** جناب والا! میں دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ کہیں بھی کوئی التواء ہے، کوئی رکاوٹ ہے، کوئی سقم ہے یا کوئی اور ایسی چیز ہے تو اسے دور کر دیا جائے گا۔

**جناب عثمان ابراہیم:** ٹھیک ہے۔

**جناب سپیکر:** تو آپ اسے پریس نہیں کرتے ہیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر! میں آپ کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ علامہ احسان الہیٰ ظہیر صاحب کا جنازہ پڑھا گیا ہے اور اس کے بعد ایک بہت بڑا جلوس اسمبلی اور گورنر ہاؤس کی طرف رواں دواں ہے اور مسجد شہداء پر رکاوٹیں ڈالی ہوئی ہیں۔ اگر وہ رکاوٹیں پھاند کر آ جاتے ہیں تو اس کا کوئی اہتمام یا انتظام ہونا چاہیئے باہر بہت بڑا جلوس ہے اور وہ احتجاجی جنازہ پڑھنے کے بعد ادھر آ رہا ہے۔

**ملک طیب خان اعوان:** جناب سپیکر! مولانا صاحب جلوس اپنے ساتھ لے کر آ گئے ہیں اور اب ہمیں اطلاع بھی دے رہے ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ تحریک التوائے کار نمبر ۱۸ جناب عثمان ابراہیم کی طرف سے ہے-----

**جناب ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! اس وقت اسمبلی ہال کے باہر ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ ہو رہا ہے جس میں زبردست آنسو گیس پھینکی جا رہی ہے اور آنسو گیس اسمبلی ہال کے اندر بھی داخل ہو چکی ہے۔ اسمبلی کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔

**جناب سپیکر:** میرا خیال ہے کہ اس صورت حالات سے عہدہ براں ہونے کے لئے یہ

مناسب ہو گا کہ یہاں منسٹر صاحبان بھی بیٹھے ہیں یہ وہاں جا سکیں، کوئی بات کر سکیں، کوئی رابطہ کر سکیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جانا چاہیئے۔ جانا چاہیئے۔

**جناب سپیکر:** اور اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ باقی کارروائی ختم کر کے اسے Progrogue کر دیا جائے۔ خان صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

**جناب سعید اکبر خان:** جناب سپیکر میری ایک تجویز ہے۔ میرا خیال ہے کہ جلوس میں زیادہ تر مولوی حضرات ہیں وہ منسٹر صاحبان کی تو بات نہیں سنیں گے اگر اس مقصد کے لئے مولوی صاحبان ہی کو بھیجا جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ موزوں ہوں گے۔

**جناب سپیکر:** جی ملک صاحب۔

**ملک طیب خان اعوان:** جناب سپیکر! میرے خیال میں وزیر صاحبان بھی ضرور جائیں لیکن مولانا صاحبان کا ہمراہ جانا نہایت لازمی ہے وہ بھی وزراء کرام کے ساتھ جائیں۔

**جناب سپیکر:** مسئلہ اجلاس کے جاری رکھنے یا اسے Prorogue کرنے کا ہے۔

**ملک طیب خان اعوان:** جناب میں نے جو درخواست کی ہے اسے بھی سن لیں۔

**جناب وزیر زراعت:** جناب سپیکر! ویسے تو یہ انتہائی قابل افسوس چیز ہے کہ ہماری ملکی سیاست میں تشدد اور گھیراؤ جلاؤ سے ایسے رجحانات ہو رہے ہیں حالانکہ بڑی واضح بات ہے کہ ایک واقعہ ہوا اور واقعہ ایک پرائیویٹ میٹنگ میں ہوا۔ اس کا نہ تو گورنمنٹ نے کوئی انتظام کیا اور نہ ہی اس کی گورنمنٹ پر کوئی ذمہ داری ڈالی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے تمام ممکنہ کارروائی ہو رہی ہے لیکن حیرانی والی بات یہ ہے کہ ان جلوسوں سے، توڑ پھوڑ سے، اور ان کارروائیوں سے جو عناصر فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس معاملہ کو زیر بحث لانا چاہیئے اور اس کے لئے ایک دو آدمیوں کی بات وہاں کرنے والی بھی نہیں۔ اس کے لئے آپ بھی سمجھتے ہیں اور ہم بھی سب سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قوم کو اگر اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہیں تو اس قسم کے تشدد کی کارروائیوں سے اور ایسی سوچ سے کہ جو لوگ ایسے مواقع سے فائدہ

اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اس سے بچنا ہو گا۔

**جناب سپیکر:** جی جناب چوہدری صاحب۔

**جناب وزیر زراعت:** میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ جب Mentality کسی ایسی بات پر اتر آتی ہے تو پھر وہاں پر کسی ایک دو آدمی سے بات کرنا کافی نہیں ہوتا۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ہم ان سے ویسے رابطہ کر لیتے ہیں۔ آپ ہاؤس کو Prorogue کر لیں اور پھر ہم کسی طور پر جا کر ان سے رابطے کی کوشش کرتے ہیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب سپیکر! اجلاس جاری رکھا جائے اور اس میں دو تین منسٹر صاحبان کی ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ جائیں اور پبلک کو Face کریں اور پبلک کو یقین دلائیں کہ وہ جو یہاں باتیں کرتے ہیں ان کے سامنے کریں اور پھر واپس آ کر ہاؤس میں رپورٹ کریں کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔ یہ ہمیں پھر آ کر بتائیں کہ انہوں نے وہاں کتنے مظاہرین کو مطمئن کیا ہے۔ جناب والا! ان کی باتوں سے یا ان کی تقریروں سے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے۔ یہ ہاؤس کے اندر بیٹھ کر پالیسی بیان تو جاری کر سکتے ہیں لیکن باہر جا کر پبلک کو Face کیوں نہیں کرتے؟ یہ لوگوں کو کیوں نہیں بتاتے؟ لوگوں کو اس سطح پر کیوں لاتے ہیں کہ لوگ تشدد کا راستہ اختیار کریں۔ (قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** جی آرڈر پلیز! ملک خدا بخش صاحب۔

**جناب وزیر اوقاف:** جناب والا! راہی صاحب، فرما رہے ہیں کہ دو تین منسٹر صاحبان وہاں جائیں اور ان کو سمجھائیں کہ ہم اس سلسلے میں یہ کارروائی کر رہے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ باہر جلوس والے نہ تو وہ لوگ ہیں جو یہاں جلوس لے کر آتے ہیں۔ یہاں تو کچھ اور لوگ اپنے مفادات حاصل کرنے آتے ہیں۔ ان کو اس سے کیا واسطہ کہ کارروائی ہو رہی ہے یا نہیں۔ ان کے تو اپنے علیحدہ مفادات ہیں۔ جن کی خاطر وہ آتے ہیں اور ان کے ساتھ بات کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

**جناب وزیر زراعت:** جناب والا! اب تک ہم راہی صاحب کو نہیں سمجھا سکے۔ ان کو کیا سمجھا سکیں گے۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ جمعیت اہل حدیث کے

قائد مولانا عبد اللہ صاحب نے نماز جنازہ سے قبل جلوس کو بڑی صحیح ہدایات دی ہیں کہ تمام چیزیں ہماری اپنی ملکیت ہیں۔ بسیں ہماری ہیں، ملک ہمارا ہے۔ اس لئے کوئی توڑ پھوڑ نہ کی جائے۔ ہمارا جلوس نکالنے کا مقصد [illegible] بات کہنا [illegible] ہے [illegible] گورنر ہاؤس تک جانا ہے۔ وہ خود [illegible] جلوس کی قیادت کر رہے ہیں۔ جنہوں نے وہاں جنازہ پڑھایا ہے وہ سب علماء ہیں۔ اب اگر اس میں کوئی تخریب کار گھس جائے تو وہ اور بات ہے۔ لیکن ان کے مقاصد صحیح ہیں اور انہوں نے بڑی وضاحت سے کہا ہے کہ اگر کسی قسم کی کوئی تخریبی کارروائی ہوئی تو وہ تخریب کاروں کی کارروائی ہو گی۔ ان کا ہمارے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے دو چار ذمہ دار وزراء حضرات اگر چلے جائیں اور ان سے اپنے جذبات کا اظہار کر دیں اور ان کے جذبات سن لیں تو معاملہ وہیں ٹھیک ہو جائے گا۔

میاں عطا محمد قریشی: جناب والا! باہر کوئی جلوس یا آنسو گیس وغیرہ نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اگر مجھے اجازت دیں تو میں عطا محمد قریشی [illegible] لاٹھیاں پڑیں گی تو انہیں پتہ چل جائے گا۔

جناب سپیکر: بیگم شاہین منور صاحبہ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ جو وفد آپ باہر بھیجیں ان میں راہی صاحب اور ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کو ضرور شامل کریں۔ تاکہ اپوزیشن کی بھی نمائندگی ہو۔ یہ بھی تو اسی اسمبلی کے ممبر ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: اگر آپ ہمیں بھیجیں گے تو ہم ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے اور یہ ہماری بات پھر انہی کی طرف سے سنیں گے۔ یہ تو نہیں ہو گا کہ ہم یہاں سے ان کے ساتھ جائیں گے اور انہی کے ساتھ رہیں گے۔ ہم تو وہاں جا کے بھی کہیں گے کہ حکمران سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مجرم کون ہے۔ آپ مجھ سے پوچھیں کہ مجرم کون ہے۔ ہم نے یہ بتایا کہ ہم اس واقعہ کو Trace کر سکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز! راہی صاحب تشریف رکھیں۔ معزز خواتین و حضرات میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جناب چودھری عبدالغفور صاحب اور چودھری فضل حسین راہی صاحب دونوں صاحبان تشریف لے جائیں اور مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ان کے ساتھ تشریف لے جائیں اور یہ تینوں صاحبان صورت حال کا مکمل جائز لیں اور اگر ضرورت ہو تو ان کے ساتھ بات کی جائے اور واپس اس ایوان کو آ کر بتائیں۔ ان کی عدم موجودگی میں اجلاس کی کارروائی جاری رہے گی۔

**جناب وزیر زراعت:** راہی صاحب نے کہا ہے کہ میں وہاں جا کر ان میں شامل ہو جاؤں گا۔

**جناب سپیکر:** اگر یہ ان کی طرف شامل ہو جائیں تو آپ آ کر ایوان کو بتائیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، جناب چودھری عبدالغفور صاحب، جناب فضل حسین راہی صاحب، اور مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ایوان سے باہر تشریف لے جائیں اور اس ساری صورت حال سے ایوان کو آ کر مطلع کریں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

**ایک معزز خاتون رکن:** مولانا صاحب، نے کہا ہے کہ اس میں کوئی تخریب کار شامل نہیں ہو گا تو جناب والا! میں کہتی ہوں۔ فضل حسین راہی صاحب کو نکال کے حشمت جنجوعہ صاحب کو شامل کر لیں۔

**جناب سپیکر:** جناب راہی صاحب! تشریف لے جائیں۔ چودھری صاحب جا چکے ہیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! میری جان بخشی کی جائے اختر رسول کو باہر بھیجیں۔ یہ اقتدار میں ہیں یہ مزے کر رہے ہیں ان سے کہیں کہ یہ مار کھانے کے لئے باہر جائیں۔ جہاں مار پڑتی ہے وہاں آپ مجھے بھیج دیں گے۔ آج میں عارضی طور پر یہ تسلیم کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے زیادہ عقلمند ہیں۔

**جناب وزیر اوقاف:** فضل حسین راہی، کو نہیں بھیجنا چاہیئے یہ جائیں گے تو انہیں جمعیت والے پہچان لیں گے۔

**جناب سپیکر:** فضل حسین راہی صاحب! آپ جہاں تک جا سکتے ہیں جائیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! پہلے ہی ایسا آدمی بھیجیں جو وہاں پہنچ جائے۔ جناب والا، میں اپنی بات اپنی ہی زبانی سننے کے لئے جاؤں۔ کان بھی میرے بات بھی میری اور زبان بھی میری۔

جناب سپیکر: تو آپ سن کر آجایئے۔ جنجوعہ صاحب، آپ راہی صاحب کو راستہ دیں۔

جناب غلام حیدر وائیں: ہم آپ کی بصیرت کے سو فیصد قائل ہوگئے ہیں کہ آپ نے اس ایوان کو کس خوبصورتی سے شر سے بچایا ہے۔

جناب سپیکر: اب جناب عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: اجازت ہے؟

(اس مرحلہ پر بیگم شاہین منور احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں۔)

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: عثمان ابراہیم صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کیجئے۔

## گورنمنٹ گرلز انٹر کالج گوجرانوالہ کے لئے جگہ کی فراہمی

جناب عثمان ابراہیم: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے میرے حلقہ میں انٹر گرلز کالج کے قیام کی منظوری دی تھی۔ کالج کے قیام کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر زنانہ کے دفاتر تجویز کئے گئے تھے ان دفاتر سے ملحقہ گرلز پرائمری سکول واقع ہے۔ میں نے جگہ کے معائنہ کے بعد ڈی - ای - او (زنانہ) کے دفاتر کو موزوں تصور کرتے ہوئے ۲۲ دسمبر ۱۹۸۶ء کو ڈائریکٹر ایجوکیشن سکولز گوجرانوالہ ڈویژن کو دفاتر خالی کرنے کے لیے کہا تاکہ کالج میں کلاسز کا اجراء ہوسکے۔ اسی تاریخ کو وزیر تعلیم نے بھی متعلقہ ڈائریکٹر کو جگہ خالی کرنے کے احکامات جاری کئے ان احکامات کی تعمیل نہ ہونے پر میں نے مورخہ ۴ جنوری کو جناب وزیر اعلیٰ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی۔ چنانچہ انہوں نے بھی ان دفاتر کو فوری طور پر خالی کرنے کے لئے

احکامات جاری فرمائے۔ لیکن ان احکامات کی تعمیل نہ کی گئی۔ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۸۷ء [illegible] تشریف لا
میں نے ان کے ہمراہ جگہ کا معائنہ کیا اور مجھ پر انکشاف ہوا کہ ڈائریکٹر سکولز اور ڈی۔ ای۔ او (مردانہ) نے مجوزہ جگہ کی صورت حال تبدیل کر دی ہے۔ ڈی۔ ای۔ او (زنانہ) کے دفتر کو منتقل کر کے وہاں لڑکیوں کی کلاس بٹھا دی ہے۔ صحن میں بھی لڑکیوں کی کلاس بٹھا دی ہے اور ان دیواروں کو گرا دیا ہے۔ جو ان دفاتر کو ملحقہ گرلز پرائمری سکول سے جدا کرتی تھیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مجوزہ جگہ میں گرلز پرائمری سکول چل رہا ہے۔ ڈائریکٹر ایجوکیشن سکولز اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) گوجرانوالہ ڈویژن کی طرف سے صورت حال کو تبدیل کرنے کی کوشش میں عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے اور عوام میں ان افسران کے خلاف شدید جذبات پائے جاتے ہیں۔ جو منتخب عوامی نمائندوں کی تعلیمی سکیموں کو ناکام کرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی کارروائی روک کر متذکرہ افسران کے عوام دشمن رویہ پر بحث کریں۔

**محترمہ سپیکر پرسن صاحبہ:** وزیر متعلقہ کچھ کہنا چاہیں گے۔

[illegible]
مسئلہ سے نہیں۔ تاہم میں ایوان کی اطلاع کے لئے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صحیح ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ شہر کے لئے لڑکیوں کے انٹر کالج کی منظوری دی تھی اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جو مشکل ہمیں درپیش تھی وہ اس کی جگہ کی تھی۔ عام حالات میں سب جانتے ہیں کہ انٹر کالج کے لئے ہمیں کم از کم چار ایکڑ زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ گوجرانوالہ شہر کے اندرون جہاں کہ گنجان آبادی ہے اور بچیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ہم پوری کوشش کریں کہ وہاں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں ہم وقتی طور پر ایک کالج کا اجراء کر دیں۔ بعد ازاں جب بھی کوئی مناسب جگہ مل جائے گی تو اسے دوسری جگہ منتقل کر دیں گے۔ اس سلسلہ میں عمارت جس کے بارے میں فاضل رکن نے ذکر کیا ہے اس کا چناؤ کیا گیا تھا۔

وقتی طور پر یہ حصہ ڈی - ای - او کے دفتر کے طور پر استعمال ہو رہا تھا- یہ مسئلہ مجھے بھی بتایا گیا اور میں نے ہی ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم کو اس سلسلہ میں موقع پر بھیجا تاکہ وہ موقع پر جا کر ڈائریکٹر سکولز کے ساتھ مل کر جگہ کا تعین کریں اور جگہ کا تعین کر کے اسے فوری طور پر کالج کے استعمال میں لایا جا سکے- اس جگہ کو ۱۹ جنوری ۱۹۸۷ء سے ڈائریکٹر کالجز کے حوالہ کر دی گئی ہے- دیوار گرنے سے یا سکول کی بچیاں بٹھانے سے اہمیت عامہ کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا اور عمارت کا متعلقہ حصہ ڈائریکٹر کالجز کی تحویل میں ہے- ان حالات کے مد نظر میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ جب کہ یہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہو چکا ہے- لہذا بہتر ہو گا کہ جو وہ اپنی اس تحریک پر زور نہ دیں اگر اس سلسلہ میں کوئی مزید دشواری پیش آئے تو مجھے بتائیں ہم انشاء اللہ ان کے ساتھ مل کر کام کو جلد از جلد نبھانے کی کوشش کریں گے-

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: عثمان ابراہیم صاحب، آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب عثمان ابراہیم: یہ تحریک دراصل افسران کے عوام دشمن رویہ کے خلاف تھی- جہاں تک واقعات کا تعلق ہے وہ صاف واضح ہیں- کالج کا اجراء بھی ہو چکا ہے- لیکن اگر چودھری نذیر احمد صاحب ایڈیشنل سیکرٹری دور اندیشی سے کام نہ لیتے اور مجھ سے اتفاق نہ کرتے تو کالج کا اجراء کبھی نہ ہو سکتا- انہوں نے فی الواقع اپنی طرف سے پوری کوشش کی- وہاں پر ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کو Mislead کرنے کے لئے طالبات کو کلاسوں میں بٹھایا گیا اور پانچ استانیوں کو وہاں پر بلا لیا گیا اور دس دس پندرہ پندرہ طالبات کی کلاسیں بنا کر صحن میں پھیلا دیں- میری یہ تحریک التوائے کار ان کی Mislead کرنے کی کوشش کے خلاف کی ہے- بہر حال اگر چودھری ممتاز صاحب، اس واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے ان کی اس حرکت کا ازالہ کریں گے تو میں زور نہیں دیتا-

جناب وزیر تعلیم: جناب والا! حالات کے متعلق میں نے گذارش کر دی ہے کالج کے لئے جتنی جگہ کی ضرورت تھی وہ مہیا کی جا چکی ہے اور میں دوبارہ گذارش کروں گا کہ یہ ایک عارضی انتظام ہے اور اتنا بڑا کالج اتنی چھوٹی جگہ میں نہیں چل سکتا- اس کے علاوہ اگر معزز رکن سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ بد نیتی سے کیا گیا ہے تو اس کے متعلق انکوائری کی جا

سکتی ہے اور اگر ایسی کوئی بد نیتی ثابت ہوئی تو انشاء اللہ اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** ٹھیک ہے۔ وہ آپ کی یقین دہانی پر اس تحریک التواء پر زور نہیں دیتے۔

**ڈاکٹر شیلابی چارلس:** میری ایک تحریک التوائے کار نمبر ۸۲ ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ چونکہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے۔ میری یہ تحریک مسیحی تعلیمی ادارے واپس کرنے کے بارے میں ہے اور جناب وزیر قانون نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو جو بیان دیا تھا جس کے پیش نظر میری گذارش ہے کہ اگر آج اجلاس ختم ہو گیا تو میری تحریک التوائے کار نہیں آسکے گی جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ مسیحی عوام کی طرف سے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ گذارش ہے کہ میری اس تحریک التوائے کار کو ایوان میں Take up کر لیں۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

**ڈاکٹر شیلابی چارلس:** میں نے یہ سوچا تھا کہ آپ ایک لیڈی سپیکر ہوتے ہوئے مجھے کچھ رعائت دیں گی۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** نہیں، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں تحاریک التوائے کار کا وقت نہیں بڑھا سکتی۔ میاں مختار اے شیخ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں۔

**میاں مختار اے شیخ:** کل ایک قرار داد کمیٹی کے سپرد ہوئی تھی یہ بڑی اہم قرارداد ہے اور اسے میں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** مختار اے شیخ صاحب، آپ کو علم ہے کہ ابھی پوری کارروائی شروع نہیں ہوئی ابھی پہلا حصہ آئے گا اور اس کے بعد دوسرا۔ آپ ایک تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں۔ جس طرح بھی ایجنڈا آئے گا اس کے مطابق ہم چلیں گے۔

**میاں مختار اے شیخ:** محترمہ چیئر پرسن صاحبہ کل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سب کمیٹی کی

رپورٹ آج پیش کی جائے گی۔
**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** جی آج پیش کی جائے گی۔ لیکن اس وقت ایجنڈے کے مطابق کررروائی چلنے دیں۔ رپورٹ ضرور آئے گی۔ لیکن اپنی باری پر۔
**میاں مختار اے شیخ:** ایجنڈا بہت طویل ہے۔ اس قرارداد کی باری آ نہ سکے گی۔
**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** یہ قرارداد ایجنڈے میں اپنی باری پر آئے گی۔
**میاں عطا محمد قریشی:** کیا میں بھی یہی سمجھ لوں؟
**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** جی ہاں۔
**میاں محمد عطاء محمد قریشی:** یہ آپ کے علم میں ہو گا کہ پچھلے کئی روز سے اخبارات میں بھی یہ بات مسلسل آرہی ہے۔
**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** قریشی صاحب، آپ بھی ایک اچھے پارلیمنٹرین ہیں اور یہ ایجنڈے کا حصہ سوم ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ حصہ اول اور دوم کو لیئے بغیر حصہ سوم پر کیسے آجائیں۔ یہ ایجنڈا جس طرح ہے اسی طرح لیا جائے گا۔
**میاں عطاء محمد قریشی:** آپ مجھے یقین دہانی کرائیں گی کہ آج کی کارروائی میں یہ قرارداد آجائے گی۔
**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** جب تک تو میں سپیکر ہوں میں آپ کو یقین دہانی کرارہی ہوں۔
**میاں عطا محمد قریشی:** آپ کا فیصلہ دوسرے آنے والے سپیکر پر لاگو ہو گا۔ جب آپ رولنگ دے دیں گی تو یہ سمجھا جائے گا کہ "ہاں۔"
**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** جب اس کی باری آئے گی تو یہ ضرور لیا جائے گا۔
**میاں عطا محمد قریشی:** یہ نہایت اہم مسئلہ پورے پنجاب کا بلکہ پورے پاکستان کا ہے۔ یہ بات آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ اجازت دے دیں۔
**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** میں نے آپ سے پہلے بھی گذارش کی ہے کہ جب اس کی باری آئے گی تو یہ ضرور لیا جائے گا۔
**میاں عطا محمد قریشی:** آپ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کی اجازت دے دیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: میں اس کی اہمیت کو سمجھتی ہوں۔
میاں عطا محمد قریشی: آپ کو پتہ ہے کہ یہ کالا باغ ڈیم کے متعلق بات ہو رہی ہے۔
محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: جی بالکل!

You should not use such language to the Chair, because it is no language. I am sorry to tell you that this does not keep the decorum of the House, Chaudhri Sahib.

چودھری ارشاد علی: مجھے انگریزی سمجھ نہیں آتی۔ آپ اردو میں فرمائیں۔
محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: آپ کو اچھی طرح سے سمجھ آتی ہے۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔
چودھری ارشاد علی: میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ پہلے تو میں آپ سے یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ "جنابہ" اور سپیکر صاحبہ" یہ غیر پارلیمانی نہیں یہ چیئر کے عین تقدس کے مطابق ہے۔ اگر اُردو دان یہاں کوئی صاحب بیٹھے ہیں اور وہ مجھے کہیں کہ یہ غلط ہے تو میں معذرت کرنے کیلئے تیار ہوں۔
محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: یہ لفظ آپ مجھے ڈکشنری سے دکھا دیں کہ کہیں ہے تو پھر میں اس کو تسلیم کر لوں گی۔

If you don't keep the decorum of the House. As a Speaker I may order you to kindly take seat.

چودھری ارشاد علی: شکریہ۔

DR. SHELA B. CHARLES: When you are sitting in the Chair of the Speaker whether you are a female or male you are still to be called as a Speaker and not as Speakeress.

MADAM CHAIR PERSON I agree with you Dr. Shela.

میاں مختار احمد شیخ صاحب، آپ اپنی تحریک پیش کریں جو حصہ اوّل سے

ہے۔

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب والا! میں استدعا کروں گا کہ اسے اگلے اجلاس تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** ٹھیک ہے۔ اس کو ملتوی کر دیا جاتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نمبر ۳ پر بھی میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے۔

حصہ دوم میں میاں مختار احمد شیخ صاحب اپنا بل پیش کریں گے۔

**رانا پھول محمد خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** رانا صاحب ان کے بل پیش کرنے پر آپ نقطہ وضاحت پیش کرنا چاہتے ہیں۔

**رانا پھول محمد خان:** میاں مختار احمد شیخ صاحب بل بعد میں پیش کریں گے میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ دونوں خواتین وزراء یہاں تشریف نہیں رکھتیں۔ ادھر ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ خواتین کے حقوق کو ہم غصب کر رہے ہیں۔ جب ایک خاتون صدارت فرما رہی ہوں تو وزراء خواتین ہاؤس سے غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ کیا تماشا ہے۔ یہ الزام ہم پر ہے کہ ہم حقوق غصب کر رہے ہیں۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** رانا صاحب، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی ہے۔ آپ اس کی اہمیت کو تو جانتے ہیں۔ میں میاں مختار احمد شیخ صاحب سے گذارش کروں گی کہ وہ اپنا بل پیش کریں۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب تشریف لے آئے ہیں ان کی تحریک استحقاق کی دو تحریکیں پینڈنگ تھیں اگر ایوان اجازت دے تو وہ پہلے پیش کر لی جائیں۔

آوازیں۔ اجازت ہے۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ انہیں پیش کریں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲ شاہدرہ پولیس کی طرف سے میاں محمود احمد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے ساتھ بدسلوکی کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ زیر غور لائی جائے۔"

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** وزیر قانون صاحب، کیا کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔؟

**وزیر قانون:** اگر ہاؤس چاہتا ہے کہ اس کو زیر بحث لایا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲ شاہدرہ پولیس کی طرف سے میاں محمود احمد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے ساتھ بدسلوکی کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ زیر غور لائی جائے۔"

(تحریک نامنظور کی گئی)

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ اپنی اگلی تحریک پیش کریں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲۵ ایس پی چکوال کا ملک محمد الطاف رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کو ملاقات کا وقت نہ دینے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ جو ایوان میں پیش ہو چکی ہے۔ اسے زیر غور لایا جائے۔"

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲۵ ایس پی چکوال کا ملک محمد الطاف رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کو ملاقات کا وقت نہ دینے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ زیر غور لائی جائے۔"

(تحریک نامنظور کی گئی۔)

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** نقطہ وضاحت۔ میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ میں ممبر استحقاق کمیٹی ہوں۔ اس سلسلے میں میں ایک گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ جو تحریک ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے پیش کی ہے۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** آپ اپنی سیٹ پر ہیں۔ آپ اپنی سیٹ پر بھی نہیں ہیں۔ اور اس کے متعلق فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ میں سمجھتی ہوں وقت ضائع کرنے کی بجائے ہم دوسری کارروائی پر چلیں۔

**میاں مختار احمد شیخ:** میں یہ بل واپس لیتا ہوں۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** یہ ایسے تصور ہو گا جیسے پیش نہیں کیا گیا۔ جناب مختار احمد شیخ صاحب اگلا بل بھی پیش نہ کیا گیا تصور کیا جائے۔؟

**میاں مختار احمد شیخ:** یہ میں پیش کرتا ہوں۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** پیش کیجئے۔

**رانا پھول محمد خان:** جو تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش ہو اور۔۔۔۔۔۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** رانا صاحب! آپ میرے محترم بزرگ ہیں۔ لیکن میں نے ابھی آپ کو اجازت نہیں دی تو آپ نے پہلے ہی بولنا شروع کر دیا!

**رانا پھول محمد خان:** آپ نے "نہیں" کہا۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** ابھی میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

**رانا پھول محمد خان:** خاموشی نیم رضا۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** رانا صاحب! میں آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دیتی۔ آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیے۔ مختار شیخ صاحب، اپنی تحریک پیش کریں گے۔

**رانا پھول محمد خان:** میں نکتۂ وضاحت چاہتا ہوں۔ ایک قانونی نقطے پر آپ سے رولنگ چاہتا ہوں۔ کہ جب ایک تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش ہو کر کمیٹی کے سپرد ہو جائے تو کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونے سے پہلے اس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو رد کرنے اختیار صرف ایوان کو ہے۔

**محترمہ چیئر پرسن صاحبہ:** رانا صاحب! ایوان نے ہی یہاں رد کیا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ ہاؤس نہیں ہے؟ یہ ممبران نہیں ہیں۔ یا انکے علاوہ کوئی ہیں؟ ہاؤس نے آپ کے سامنے "نہ" کی ہے اور اس تحریک کو مسترد کیا ہے۔ اس کے بعد آپ کیا وضاحت چاہتے ہیں۔؟

**رانا پھول محمد خان:** حضور والی! میں یہ گذارش کروں گا کہ جب کمیٹی کی رپورٹ اس کمیٹی کا چیئرمین یا کوئی رکن پیش کرے گا۔ اس کے بعد وہ زیر بحث آئے گی اور اس کو منظور یا نامنظور کیا جائے گا۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** رانا صاحب! رپورٹ پیش ہو چکی ہے۔ شاید آپ نے یہ نوٹ نہیں کیا۔ اسکے بعد ایک ممبر نے یہ تحریک پیش کی کہ اسکو لیا جائے۔ لیکن جس چیئر پر رولنگ آچکی ہے اور جو مسئلہ ختم ہو چکا ہے کیا آپ اس کو دوبارہ ایوان میں لانا چاہتے ہیں۔؟

**رانا پھول محمد خان:** پہلے پیش ہو چکی تھی؟

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** جی ہاں، یہ مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** میں اس وقت موجود نہ تھا۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** اب یہ مسئلہ زیر بحث نہیں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر!

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جی ہاں،

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** جی فرمائیے۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب سپیکر! نے جلوس کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایوان سے باہر ایک وفد بھیجا تھا۔ اس وقت کے ارکان ایوان میں دوبارہ تشریف لا چکے ہیں۔ اس لئے ان سے رپورٹ لی جائے کہ وہاں کے کیا حالات ہیں۔؟

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** چودھری غفور صاحب، آپ چونکہ اس وفد کی قیادت کر رہے تھے تو آپ ایوان کو آگاہ کیجئے کہ کیا صورت حال ہے۔؟

**وزیر زراعت:** (چودھری عبدالغفور) جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ دیگر ممبران، جناب فضل حسین راہی اور مولانا صاحب بھی میرے ہمراہ تھے ہم موقع پر صورت حال دیکھنے کے لئے یہاں سے نکل کر ریگل چوک پہنچے۔ چند اخبار نویس بھی ہمارے ساتھ ہو لیے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ وہاں مال روڈ پر کوئی جلوس نہیں۔ لیکن جلسے کے بعد یہ

ہوا۔ جیسا کہ مولانا صاحب نے بتایا۔ وہاں ایم۔ آر۔ ڈی کے لیڈر اور دوسرے طبقوں کے حضرات موجود تھے۔ تقاریر میں یہ فیصلہ ہوا کہ جلوس اسمبلی ہال اور گورنر ہاؤس تک لے جایا جائے گا۔ راستے کی رپورٹ بڑی افسوناک بات ہے کہ یونیورسٹی سے ہی جہاں جلسہ منعقد ہورہا تھا جلوس شروع ہوا۔ جس کے بعد اچھی خاصی توڑ پھوڑ شروع ہوئی راستے میں اور اطراف پر جو کاریں کھڑی تھی اور سائن بورڈ لگے ہوئے تھے ان کی خاصی تباہی انہوں نے کی ہے۔ تعداد کے متعلق مختلف رپورٹیں ہیں کہ کیا کچھ ہوا۔ پولیس نے بڑی نرمی سے کام لیا جلوس والوں نے اطراف پر کھڑی کاریں تباہ کیں تو پولیس پیچھے ہٹتی چلی گئی اور پولیس نے انتہائی ضبط و تحمل سے کام لیا اور کوشش کی کہ تصادم نہ ہو اور ماحول پر امن رہے اور لاء اینڈ آرڈر کو اپنے ہاتھ میں لے کر امن عامہ کا مسئلہ کھڑا نہ کیا جائے لیکن حال روڈ پر کافی انیٹیں روڑے چلے ظاہر ہے کہ وہ اپنے ساتھ لیکر آئے تھے۔ اور اس تیاری سے اس سوچ کا اظہار ہوتا ہے کہ توڑ پھوڑ کی جائے۔ مگر مال روڈ پر کوئی ایسی جگہ موجود نہیں جہاں سے اتنی اینٹیں روڑے اور پتھر اکٹھے کئے جائیں۔ وہاں ہم ڈپی۔ سی صاحب سے بھی ملے وہاں مجسٹریٹ بھی ڈیوٹی پر تھا۔ کچھ اور لوگوں سے راہ چلتے بات ہوئی تاہم پولیس کو Action لے کر انہیں منتشر کرنا پڑا۔ وہاں آنسو گیس کی بو بھی موجود تھی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس جلوس کا جو مقصد تھا وہ حاصل کر پائے یا نہ کر پائے لیکن بے گناہ لوگوں سے انہوں نے زیادتی کی۔ یہاں تک کہ ایک اخبار نویس نے بتایا کہ جن کاروں میں خواتین بھی سفر کر رہی تھی۔ انہوں نے انکو بھی معاف نہیں کیا۔ توڑ پھوڑ کی اور کاروں وغیرہ کا کافی نقصان کیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ مال روڈ پر کوئی ایسا جلوس نہیں وہ منتشر ہو چکا ہے اور کوئی ایسی بات موجود نہیں تاہم ایک واقعہ ضرور ہوا۔ ہم یہاں اس لئے موجود ہیں کہ ہمیں گہرے انداز سے سوچنا چاہئیے کہ ایک بم شیل کا واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ کوئی آدمی بھی نہیں کہتا کہ اسکے ملزمان کو جلد سے جلد نہ پکڑا جائے کوشش کی جارہی ہے اور مختلف خطوط پر اسکی تفتیش کرنے کی کوشش کی گئی اور امید ہے کہ انشاء اللہ اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے۔ اس کے لئے جلسے جلوسوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کیا گیا۔ اسکے بعد نماز جنازہ

پڑھنا۔۔۔۔ میں اس اختلافی مسئلے میں جانا نہیں چاہتا۔ تقاریر تو یہ ہوئیں کہ کوئی ایسا تخریب کاری کا عنصر نہیں ہو گا۔ کوئی توڑ پھوڑ نہ ہو گی۔ جلوس نکالا گیا اور جلوس کے ساتھ ہی چلتے چلتے ان لیڈروں کے سامنے بے گناہ شہریوں کی کاریں توڑی گئیں۔ تمام نیون سائن توڑے گئے جائیداد کا نقصان کیا گیا اور خشت باری ہوئی اس کے بعد ان لیڈروں کے پاس اس بات کا جواز نہ رہتا تھا کہ وہ اس جلوس کو آگے لے جاتے جب وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے تھے کہ اس جلوس کو کنٹرول کر سکتے اور جلوس کو پر امن طریقے سے لے کر چلتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی ذمہ داتی بنتی تھی کہ اس کو منتشر کر دیتے۔ اس کے باوجود بار بار ان سے التماس کی گئی اور بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ مسجد شہداء تک آئیں لیکن پر امن طریقے سے آئیں۔ لیکن اس کے باوجود اپنی توڑ پھوڑ سے باز نہیں آئے اور مال روڈ پر مشتعل ہو کر ہمارے پاس آئے ان میں کافی اچھے اصحاب موجود تھے۔ جنہوں نے یہ کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تمام مال روڈ کی گاڑیوں کی تباہی کر دی گئی ہے اور پولیس نے بہت نرم ایکشن لیا ہے۔ امن عامہ کو بحال نہیں رکھا جا رہا ایسے عناصر کو کس طریقے کنٹرول کریں گے۔ اس میں کوئی نرمی نہیں ہونی چاہیئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہم فرقہ وارانہ تقاریر کرتے ہیں اسکو ہوا دیتے ہیں اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن سے وہ ایسے مقاصد حاصل کرنیکی کوشش کرتے ہیں جن سے جمہوریت، انتظام اور امن عامہ اس ملک میں خلل پیدا کیا جائے اسکے لئے ایسی چیزیں کی جاتی ہیں میں یہ تمام مختلف پارٹیوں کے لیڈر صاحبان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کا نقصان اسکی جائیدادوں کا نقصان لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ اور شہریوں کا عدم تحفظ کرنے والی بات کسی کے حق میں نہیں جاتی یہ کسی پارٹی کسی جلوس یا کسی جماعت کے حق میں نہیں جاتی یہ تو پورے ملک کا نقصان ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اچھے اور سمجدار لوگ ہیں اور میں تمام لیڈران اور علماء کرام سے جو اتنے اشتعال میں آ کر تقاریر کرتے ہیں اور جب مائیک ان کے سامنے ہوتا ہے اور اس وقت انکو کسی چیز کی ہوش نہیں رہتی ان کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ نفرت کے انگارے پھینکنے کی بجائے کبھی کبھی محبت کی زبان سے بھی بات کر لیا کریں اور اس ملک کے امن کو جو تہہ و بالا کرنے پر

لگے ہوئے ہیں۔ ان کا ساتھ دینے کی بجائے ان لوگوں کو شناخت کریں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جمہوریت نہ پنپے اور یہاں لاء اینڈ آرڈر اور Chaos پیدا ہو ان کو کسی طور پر چیک کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ اب حکومت کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ ان افراد کو یہ اجازت ہو کہ جلسے کی حد تک تقاریر کریں اور اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ لیکن یہ کس حد تک درست ہے کہ ملک کو نقصان پہنچایا جائے اور ملکی جائیداد کو نقصان پہنچائیں اور امن عامہ کو تہہ و بالا کیا جائے۔ یہ کیا بتا سکیں گے کہ کن ملزمان کو پکڑنے میں انہوں نے حکومت کی مدد کی ہے یہ ایسی کونسی بات حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ یہ وہ افراد ہیں جنہوں نے توڑ پھوڑ کی ہے اور کونسی ایسی بات ہے جس کے زمرے میں حکومت کوشش نہیں کر رہی اس بدنامی کو کسی طریقے سے ختم کیا جائے۔ ایک پرائیویٹ جلسے میں جسکا انتظام انہوں نے خود کیا تھا۔ حکومت کے انتظامات کے زیر نگرانی جلسہ نہیں ہوا تھا۔ اگر اس میٹنگ میں ایسی کوئی بات ہے۔ تو ہم اس میں پورے دکھ کے ساتھ شریک ہیں اور پوری کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اس کو کنٹرول میں لایا جائے اور ان لوگوں کو بر سر عام سزا دی جائے اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی وجہ موجود نہیں کہ کارروائی کو ملتوی کیا جائے میں تو چاہتا ہوں کہ اجلاس کی کارروائی جاری رکھنی چاہئیے اور ان کو تخریب کاری کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! جو تقریر چودھری صاحب نے فرمائی ہے اس کا ان واقعات اور حالات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جو اس وقت مال روڈ پر پیش آ رہے تھے۔ جو حالات وزیر زراعت نے بیان فرمائے ہیں ان کا ان سے کوئی تعلق نہیں اصل واقعات اور حالات جناب راہی صاحب بیان فرمائیں گے جو انکے ساتھ شریک تھے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ اس وفد کے ساتھ تو نہیں تھے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! راہی صاحب، کو وقت دیا جائے کہ وہ اصل واقعات بتائیں۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** میں سمجھتی ہوں کہ وزیر زراعت صاحب نے جو وضاحت کی ہے اس میں ایسی کوئی غیر متعلقہ بات نہیں۔ اسمبلی کی کارروائی بھی جاری رہنی چاہئیے۔

**جناب فضل حسین راہی:** اسمبلی روکنے کے لئے کوئی معاملہ درپیش نہیں تھا۔ اسمبلی تو ہوتی رہے گی۔

**چودھری محمد صدیق انصاری:** جناب چیئرپرسن! میں آپ سے ایک نکتہ وضاحت معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جناب علامہ صاحب کی وفات پر صبح ہاؤس میں فاتحہ خوانی کی گئی یہ لمحہ افسوس بھی تھا۔ فاتحہ خوانی ختم ہوتے ہی اس طرف ایک خاتون ممبر صاحبہ نے قہقہہ لگایا کیا اس کا یہ طرز عمل درست تھا اگر درست نہ تھا تو کیا آپ ان کو منع نہیں کریں گی کہ وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** انصاری صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے اگر یہ اس وقت ہوا تھا۔ تو آپ کو اب یاد آیا ہے۔

**چودھری محمد صدیق انصاری:** میں نے تو اس کی وضاحت چاہی ہے۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** یہ کوئی نکتہ وضاحت نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

**جناب وزیر زراعت:** جناب چیئرپرسن! جو باتیں میرے ذمہ لگیں تھیں مقصد یہ تھا کہ کیا ہاؤس کی کارروائی جاری رکھی جانی چاہئیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حالات انشاء اللہ کنٹرول میں ہیں کوئی ایسی بات نہیں۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** میں وزیر زراعت کے ساتھ اتفاق کرتی ہوں اب میں مختار احمد شیخ صاحب کو اپنی تحریک پیش کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

**میاں محمد افضل حیات:** باہر کی رپورٹ کے لئے تین حضرات کو بھیجا گیا تھا۔ صرف ایک صاحب نے رپورٹ دی ہے۔ اسلئے دوسرے اصحاب کو بھی اپنا نقطہ نگاہ

پیش کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ چونکہ جو کچھ وزیر زراعت نے فرمایا ہے وہ ایک حکومت کی صفائی تھی اس کا حالات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہاں بات یہ ہو رہی ہے کہ ابھی تک مجرم گرفتار نہیں ہوسکے اور حکومت مجرموں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اگر آپ اسکی اجازت نہیں دیتیں اور اگر آپ نے مجرموں کے ساتھ چلنا ہے اور انکو گرفتار نہیں کرنا تو ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** کیا سپیکر نے مجرموں کے ساتھ چلنا ہے یہ کوئی بات نہ ہوئی۔؟

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** جناب چیئرپرسن! لاتعداد آدمیوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور اصل مجرموں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا اور مظاہرین کو گرفتار کیا گیا ہے ہم تو صرف سپیکر کے رویہ کی بناء پر واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ (اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

**جناب وزیر زراعت:** جناب چیئرپرسن! میں اس پر افسوس ہی کر سکتا ہوں کہ یہ وہ نقطہ نظر ہے جس پر اختلاف رکھنے کی بناء پر ملک میں یہ ارتعاش پیدا ہو رہا ہے۔ مقصد اس میں یہ تھا کیا یہ اس میں یہ اضافہ کرنا چاہتے تھے کہ یہ جلوس یہاں تک پہنچ رہا ہے۔ اس میں کوئی بات قابل جھگڑا نہ تھی ہم نے یہ بات باہمی مشورے سے کی کہ یہ حالات ہیں اور مولانا صاحب بھی اسکی تصدیق کریں گے۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے۔ تحریک التوائے کار آئی ہاؤس Adjourn ہوا اور اس میں پورے ہاؤس نے حصہ لیا اور تمام واقعات کو زیر بحث لائے اور اب ملزمان کو پکڑنے کی بات ہے۔ لیکن اب اس میں کونسی ایسی بات ہے جو انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ ہم اپنے بھائیوں سے یہ استدعا کریں گے کہ یہ کوئی گراؤنڈ نہیں بنتا اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ وہ واپس آجائیں اور ان کو واپس آنا چاہیئے۔

**جناب وزیر صنعت:** (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر! میں گذارش کروں گا کہ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایسے حالات بھی موجود ہیں جب کوئی مرتا یا ہلاک ہوتا ہے تو لوگ اپنی لیڈری چمکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ صورت حال نہایت افسوسناک ہے

اور اس پر حکومت نے دو ٹوک الفاظ میں اور غیر مشروط طور پر نہ صرف اپنے دلھ کا اظہار کیا ہے بلکہ حکومت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے دن رات ایک کر رہی ہے کہ انشاء اللہ اس میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جائے گا۔ لیکن گذارش یہ ہے کہ ہمیں اپنے اس رحجان کو بھی بدلنا ہوگا۔ اگر اس ملک میں کوئی سنگین سے سنگین واقعہ پیش آتا ہے اور بجائے اس کے کہ ہم جمہوری روایت کو آگے چلاتے ہوئے اس میں اپنا مثبت کردار ادا کریں ہم ان لاشوں پر چڑھ کر اپنی لیڈری کو چمکانے کی کوشش کرتے ہیں اس رحجان کی ہمیں حوصلہ شکنی کرنی چاہئیے اور یہ جو تخریب کاری کا واقعہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ تخریب کاروں کا مقصد اس ملک کا امن و امان کو تباہ و بالا کرنا ہے اور جو لوگ شعوری اور لاشعوری طور پر اس میں ارتعاش پیدا کرنا چاہتے ہیں اور فی الحقیقت وہ ان حالات کو آگے لے جانا چاہتے جس کی ہمیں ملک اس وقت اجازت نہیں دیتا اسلئے ہم نے استدعا کی تھی کہ ذمہ داری ہم سب حلقوں کی ہے۔ اگر ہم اس ملک میں جمہوری روایات میں امن و امان کو قائم رکھنا پہلا مرحلہ ہے۔ لہذا ہمیں مثبت انداز اختیار کرنا چاہئیے۔ محض اپنی لیڈری چمکانے پر اور اپنے نمبر بنانے پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئیے۔ ہمیں اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئیے۔

**سردار حسن اختر:** جناب سپیکر! ہمیں ان کی بھی بات سن لینی چاہئیے اور ہمیں معلوم ہونا چاہئیے کہ ان کا موقف کیا ہے۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

**سردار حسن اختر:** جناب میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** یہ آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اسلئے آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

**سردار حسن اختر:** جناب سپیکر! اگر آپ نے ان کی بات نہیں سنتی تو ان کو پھر بھیجنے کا کیا فائدہ تھا۔

**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** میری ان سے گذارش ہوگی کہ ہمارے اپوزیشن کے لیڈر واک آوٹ کر گئے ہیں۔ آپ ان کو واپس لے آئیں۔ حسن اختر صاحب! آپ بھی

جائیے اور اپوزیشن کے ناراض لیڈران کو واپس لے آئیے۔
**سردار حسن اختر:** جناب والا! ہم تو ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ہم جمہوری روایات پر عمل کر رہے ہیں۔
**محترمہ چیئرپرسن صاحبہ:** میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ ان کو واپس لے آئیں۔ مختار اے شیخ صاحب۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر! جناب نے اپنے حکم سے تین آدمیوں کا وفد بھیجا تھا اور آپ کی عدم موجودگی میں جناب چودھری عبدالغفور صاحب نے کچھ واقعات و حالات بیان کئے اور راہی صاحب، نے مطالبہ کیا تھا کہ انہیں بھی حالات بیان کرنے کی اجازت دی جائے اور انہیں اجازت نہ دی گئی اور وہ واک آؤٹ کر گئے میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک چودھری صاحب کی رپورٹ کا تعلق ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ میں صرف اتنی بات عرض کروں گا کہ ہمیں افسوس ہے کہ اس جلوس کے نتیجے میں جو قومی نقصان ہوا ہے۔ وہ واقعی بہت زیادہ ہے اور اس قسم کے جلوسوں میں اس قسم کے نقصانات ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ انہیں یہ احتجاج اور اس قسم کے جلوسوں کی ضرورت کیوں پڑ رہی ہے۔ اگر مجرم فوری طور پر قوم کے سامنے نہیں لائے جاتے تو یہ جلسے اور جلوسوں کا لامتناہی سلسلہ پورے ملک میں شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے مطالبہ کروں گا کہ صرف وعدے وعید سے بات نہیں بنتی۔ پہلے چوبیس گھنٹے کا وعدہ تھا۔ پھر اڑتالیس گھنٹے کا وعدہ ہوا۔ لیکن ابھی تک قوم کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ جب تک مجرم قوم کے سامنے نہیں لائے جاتے اس وقت تک یہ احتجاج کا سلسلہ جاری رہے گا اور اگرچہ منتظمین حضرات نے ہدایات کیں۔ لیکن تخریب کار آدمی گھس جاتے ہیں اور گھس کر اپنا کام کر جاتے ہیں۔ ان کو روکنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ جلد سے جلد مجرموں کو تلاش کر کے انہیں عوام کے سامنے عبرت ناک سزا دی جائے۔ جتنا معاملہ لمبا ہوتا جاتا ہے اتنا ملک میں یہ مسئلہ ایک تحریک کی صورت اختیار

کرتا جاتا ہے۔ جس کے خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں۔ لہذا حکومت کو فوری طور پر ان مجرموں کو سامنے لا کر سزا دینی چاہئیے تاکہ یہ تحریک نہ بن سکے اور لوگ سڑکوں پر نہ آئیں۔

**جناب سپیکر:** شکریہ! مولانا صاحب، اب میں جو سمجھا ہوں کہ یہاں جو معاملہ زیر بحث تھا وہ یہ تھا کہ تین صاحبان جو واقعات کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لے گئے تھے ان میں چودھری عبدالغفور صاحب اپنا بیان دے چکے ہیں۔ جناب مولانا صاحب نے یہاں بیان دے دیا ہے اور جناب فضل حسین راہی صاحب بھی بات کر چکے ہیں۔؟

**جناب فضل حسین راہی:** نہیں جناب، مجھے اجازت نہیں دی گئی۔

**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا! راہی صاحب، کو بولنے کی اجازت نہیں ملی تھی اور اس کے خلاف ہم نے احتجاج کیا تھا۔

**BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD:** Mr. Speaker Sir, I would like to explain this personally, the problem was that they wanted to discuss......

کہ جو مجرموں کو نہیں پکڑا گیا۔ تو آپ نے جو Mandate دیا تھا وہ تو یہ تھا کہ آپ جائزہ لے کر آئیں کہ باہر صورتحال کیا ہے۔ تو مجھے حیرت یہ ہے کہ اپوزیشن کے لیڈران نے اس باتکو آپ کے Mandate کو یا آپکی Terms of Reference کو نہیں سمجھتا کہ آپ نے یہ کہا کہ یہ کمیٹی جائزہ لے کر آئے کہ صورتحال کیا ہے۔ لیکن انہوں نے واک آوٹ اس بات پر کیا اور یہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انکو اس بحث کی اجازت نہیں ملی کہ مجرموں کو کیوں نہیں پکڑا اور اس لئے واک آوٹ کر گئے کہ ہم مجرموں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ بڑی افسوس کی بات ہے۔ ہم سب اس چیز کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن ہر چیز کا کوئی طریقہ کار ہوتا ہے۔

**جناب سپیکر:** بیگم صاحبہ! کیا آپ نے بطور سپیکر فضل حسین راہی کو اپنا بیان دینے سے روکا ہے۔؟

**محترمہ شاہین منور احمد:** جی، میں نے ان کو اجازت نہیں دی کیونکہ وہ Terms of Reference پر بحث کرنا چاہتے تھے کہ مجرموں کو پکڑا نہیں۔ اب دو ممبران نے

حالات کے مطابق بیان دیئے ہیں۔ جو آپ کے سامنے ہیں۔

As you know my conduct as Speaker, When you appoint me as a Speaker, cannot be brought under discussion here. I think under personal explanation I should say this because the Leader of the Opposition said that he had an objection to my sitting in the Chair.

**جناب سپیکر:** آپ کو اپنا Conduct بطور سپیکر Explain کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ Explain کریں۔ میں صرف اس وجہ سے آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ فضل حسین راہی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں اور بطور سپیکر اگر آپ نے انہیں بات کرنے کی اجازت نہیں دی تو میں آپ کی رولنگ کو تبدیل نہیں کروں گا۔

**محترمہ شاہین منور احمد:** جناب سپیکر! میں نے انہیں اجازت نہیں دی۔

**جناب سپیکر:** بات کرنے کی اجازت آپ نے صرف اس پہلو کی نہیں دی کہ وہ مجرموں کو پکڑنے کے بارے میں بات کرنا چاہتے تھے یا ویسے آپ نے ان کو بات کرنے سے روکا؟

**محترمہ شاہین منور احمد:** اس لئے کہ میں سمجھتی تھی کہ وزر زراعت صاحب نے پوری بات بیان کر دی ہے اور مولانا صاحب نے اسکی تردید نہیں کی کہ اس لئے میں نے ضرورت نہیں سمجھی کہ ان کو اجازت دی جائے۔

**جناب سپیکر:** جناب راہی صاحب! میں نے اسلئے بیگم صاحبہ سے دریافت کیا ہے کہ ابھی اسی ہاؤس میں چیئر کی رولنگ کے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتا۔ اگر انہوں نے آپ کو اس سلسلے میں بات کرنے کی اجازت ویسے نہیں دی کہ آپ اس سلسلے میں بات کریں تو میں بھی آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ I am sorry

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! میں آپ کے فیصلہ کو قبول کرتا ہوں اور اس کا احترام کرتا ہوں اور میں بیٹھ رہا ہوں۔

**جناب سپیکر:** شکریہ۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میری التجاء یہ ہے کہ کم از کم کسی آدمی کے بارے میں یوں ہی فرض کر لینا کہ وہ بات کہنے والا ہے تو یہ ایک عجیب سی بات ہے۔ مفروضے کی بنیاد پر رولنگ دے دینا کہ آدمی وہ بات کرے گا جو نہیں کرنی چاہیئے تھی یہ تو کوئی بات نہیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ میں یہ رولنگ دینے پر مجبور ہوں۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! اسی لئے تو میں باہر نہیں جا رہا تھا اور مجھے پتا تھا کہ میرے ساتھ ایسا سلوک ہو گا۔

**جناب سپیکر:** تشریف رکھیے گا۔ مہربانی، یہ ہمارے پاس میاں مختار اے شیخ صاحب، کا بل ہے۔

**جناب سپیکر:** اب ہم بل کو Take Up کرتے ہیں۔ میاں مختار اے شیخ۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب والا! جناب اختر رسول نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ آپ واک آوٹ ختم کریں، ایوان کے اندر آئیں اور ہم گذارش کر کے آپکی رپورٹ پیش کرائیں گے ان کے اس وعدے کا کیا ہوا۔

**وزیر آبکاری و محصولات:** (چودھری اختر رسول) میں نے ان سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا میں ان کے حق میں دعا کر سکتا ہوں۔ مجھے ان کے حلقہ کے لوگوں پر بہت ترس آتا ہے کہ انہوں نے ایسے اچھے نوجوان کو منتخب کر کے یہ تحفہ ہمیں بھیج دیا۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب سپیکر! میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ اجلاس آج ختم ہو رہا ہے۔؟ میں نے گذشتہ تین اجلاسوں میں وزیر قانون سے آپ کی وساطت سے مطالبہ کیا تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جو سفارشات ہمارے سپرد کی گئی ہیں، ان کے متعلق کوئی کمیٹی بنائی جائے اور ان میں سے ہمارے متعلقہ جو سفارشات ہیں۔ انکی چھانٹی کی جائے جیسا کہ صوبہ سرحد والوں نے کیا ہے۔ ہر اجلاس میں وعدہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ اجلاس میں اب گذشتہ اجلاس میں جناب والا نے بھی ضمانت دی تھی کہ آئندہ

اجلاس میں اس مسئلہ کو لیا جائے گا۔ اب جبکہ یہ اجلاس ختم ہو رہا ہے تو ابھی تک یہ مسئلہ زیر بحث نہیں آیا۔ تو میں جناب کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کو لانے کا کب ارادہ ہے؟ اور میری اس سلسلہ میں ایک تجویز ہے۔

**جناب سپیکر:** مولانا صاحب! آپ سر دست تشریف رکھیئے۔ ہم ابھی بل کو لے لیتے ہیں اس کے بعد قراردادوں کو لے لیتے ہیں اور اس کے بعد میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** اتنے میں تو جناب وقت ختم ہو جائے گا۔

**جناب سپیکر:** ختم ہونے سے پہلے بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ جناب مختار اے شیخ۔

# مسودہ قانون

## مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع مصدرہ ۱۹۸۷ء

**میاں مختار اے شیخ:** میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔ "کہ مسودہ قانون، حق شفع مصدرہ ۱۹۸۷ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

**جناب سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ "کہ مسودہ قانون، حق شفع، مصدرہ ۱۹۸۷ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

کوئی صاحب اس کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔۔۔۔۔ جناب جنجوعہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

**میاں ریاض حشمت جنجوعہ:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہم نے اس بات پر احتجاجاً واک آوٹ کیا تھا کہ علامہ صاحب اور انکے ساتھیوں کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کی بجائے ان قاتلوں کی گرفتاری کے لئے مطالبہ کرنے والے مظاہرین کو الٹا گرفتار کیا جا رہا ہے اور ہم اس پر احتجاجاً واک آوٹ کر گئے

تھے۔ تو ان لوگوں نے حکومت کی طرف سے ہمارے ساتھ باہر آ کر بات کی تھی کہ آپ واک آؤٹ ختم کریں۔ انہوں نے ہمارے ساتھ ایک Agreement کیا تھا۔ اس کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی اور جناب فضل حسین راہی کو بھی رپورٹ پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ آپ یہ بات سردار حسن اختر صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں اور اس پر عمل در آمد نہیں ہوا اور ہم اس پر بھی احتجاج کرتے ہیں اور اگر ہماری بات نہ سنی گئی تو تو ہم اپنے بائیکاٹ کو اور واک آؤٹ کو از سر نو شروع کرینگے۔

جناب سپیکر: اب راہی صاحب تو کوئی بات کرنا نہیں چاہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ غالباً اس وقت اس پر حتمی فیصلہ ہو چکا ہے۔ جناب جنجوعہ صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں اس وقت موجود تھا۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! راہی صاحب، کو بولنے کی اجازت نہیں دی گئی، کیونکہ انہوں نے اپنی رپورٹ پیش نہیں کی اس پر ہم نے واک آؤٹ کیا اور پھر جناب اختر رسول اور جناب حسن اختر سردار اور دوسرے صاحبان نے کہا کہ انکو بولنے کی اجازت دی جائے گی اور وہ اپنی رپورٹ پیش کر سکیں گے جب سپیکر صاحب آئیں گے جب آپ تشریف لے آئے تو ان کی اس بات پر ہم اندر آ گئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ یہ فرمائیے کہ مجھ سے پہلے چیئر نے جو فیصلہ دیا ہے مجھے اس فیصلہ کو تبدیل کرنا چاہیے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! اگر وہ فیصلہ غلط ہو اور جب تین رکنی کمیٹی صرف اسلئے بنائی گئی ہے کہ اس میں ایک اپوزیشن کا ممبر ہے اور ایک گورنمنٹ کا ممبر ہے اور ایک تیسرے معزز ممبر ہیں۔ اب صرف گورنمنٹ کے ممبر کی بات سن کر فیصلہ دے دینا یہ بالکل ناانصافی ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے ہمیں کبھی بھی ایسا واسطہ نہیں پڑا۔

جناب سپیکر: اس بات میں میں سمجھتا ہوں کہ وزن ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت اگر آپ نے یہ بات کی گئی کہ آپ واپس تشریف لے آئیں اور آپ کو اپنا نقطہ نظر

پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو صاحبان آپ سے بات کرنے گئے تھے انکو یہ بات کرنی چاہیے تھی۔ کہ ہم نے یہ وعدہ کیا ہے۔ اگر انہوں نے آپ سے Commitment کی ہے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ کو بھی کوئی اعتراض ہو سکتا ہے یا ہمیں کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر حزب اقتدار اور حزب اختلاف آپس میں ایک چیز طے کرتے ہیں اور ایوان میں کسی قسم کی غلط روایت اگر قائم نہیں ہوتی تو ہمیں اجازت دینے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ سردار حسن اختر کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

**سردار حسن اختر:** جناب والا! پہلے رانا صاحب کو بولنے کا موقع دیا جائے کیونکہ انکو تو کبھی بولنے کا موقع ہی نہیں ملا ہے۔ میری گذارش ہے کہ یہ پہلے جو کچھ فرمانا چاہتے ہیں، یہ اپنا حق استعمال کر لیں، ایسا نہ ہو کہ یہ ساری زندگی اسی افسوس میں رہیں کہ ان کو بولنے کا حق ہی نہیں دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ جناب والا! میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ ابھی میرا نام آیا ہے۔ اس سے قبل جناب اختر رسول کی بات ہوئی تھی میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ کہ جب یہ احباب باہر تشریف لے گئے تھے تو میں نے ہی اٹھ کر عرض کی تھی کہ یہ جاتے ہوئے الزام لگا کر گئے ہیں کہ آپ وہ بات سننا نہیں چاہتے اور ملتان کو پکڑنے کے لئے آپ کوئی کوشش کرنا نہیں چاہتے انکو واپس لا کر انکا موقف سنا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ایسی بات پر باہر جا کر کہیں کہ ہم نے یہ بات کی تھی اور انہوں نے ہمیں سننا پسند نہیں کیا۔ اس کے بعد Chair نے مجھے فرمایا کہ آپ باہر جائیں اور انکو لے آئیں، جو بات کریں گے، ہم سنیں گے۔ یہ حکم Chair کی طرف سے تھا، میں اسی کے مطابق گیا تھا اور میں نے ان سے جا کر یہ گذارش کی تھی کہ آپ آئیے۔ آپ کی بات سنی جائے گی۔ جناب سپیکر فرما رہے ہیں کہ آپ کو موقع دیا جائے گا۔ اس وقت میاں افضل حیات صاحب قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ جب تک یہ کرسی صدارت پر ہیں، ہم واپس نہیں آئیں گے۔ بعد میں اس دوران پتا چلا کہ جناب تشریف لے آئے ہیں تو وہ لوگ واپس آ گئے ہیں۔ اس بات پر کوئی ابہام نہیں کہ اس وقت سپیکر صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ انکو جا کر لے آئیں اور میری اس بات پر انہوں نے

فرمایا تھا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ یہ بات صاف ہو، جو الزام ان پر لگ رہا ہے۔ ہم اس کی تردید یہاں بیٹھ کر کریں گے، جیسے مولانا نے فرمایا کہ یہ بات تو سب کہتے ہیں کہ انکو گرفتار نہیں کیا جارہا ہے۔ یہ موقع کب دے رہے ہیں۔ یہ روز جلسے، جلوس، کیا پولیس والوں نے یا حکومت نے خدانخواستہ کسی کو بھی بھیجا تھا کہ یہ بات کریں کہ ہم انکو پکڑ لائیں۔ ہم تو یہ تضادات صاف کرنا چاہتے ہیں کہ جو الزامات ہم پر لگاتے ہیں۔ ہم سے جواب لیں اور یہ بات باہر نہ ہو۔

**جناب سپیکر:** سردار صاحب یہ الگ بات ہے، مسئلہ یہ ہے کہ کیا آپ نے ان کو گورنمنٹ کی جانب سے یہ کہا تھا کہ آجائیں اور آپ کی بات سنی جائے گی۔

**سردار حسن اختر:** جی ہاں، میں نے یہ عرض کی تھی۔

**جناب سپیکر:** آپ کو کس نے کہا تھا۔؟

**سردار حسن اختر:** مجھے جناب سپیکر نے حکم فرمایا تھا۔

**پارلیمانی سیکرٹری خوراک:** (چودھری محمد صدیق سالار) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! دو بج چکے ہیں اگر کارروائی کرنی ہے تو اس کیلئے اجلاس کا وقت بڑھایا جائے۔

**جناب سپیکر:** آپ کی کیا رائے ہے۔

**رانا پھول محمد خان:** جناب سپیکر اس کے وقت بڑھانے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا اگر بڑھانا ہے تو اجلاس دو یا تین تاریخ کیلئے بڑھائیں کل جمعرات ہے اور پھر اس کے بعد دو چھٹیاں آجائیں گی۔

**جناب سپیکر:** رانا صاحب! ابھی یہ مسئلہ زیر بحث نہیں جس کی آپ نشاندہی کر رہے ہیں۔ مسئلہ اس وقت زیر بحث یہ ہے کہ اپوزیشن کے اراکین اس بات پر مصر ہیں کہ ان کو بات کرنے کی اجازت دی جائے اور میری موجودگی میں سپیکر صاحبہ بیگم شاہین منور احمد نے کہا ہے کہ میں نے بات کرنے کی اجازت نہیں دی تو میں نے ان کی رولنگ کو برقرار رکھا۔ اب یہ بات سامنے آئی ہے کہ سردار حسن اختر صاحب کے بقول کہ ان کو سپیکر صاحب نے کہا ہے کہ آپ ان کو لے آئیں اور ان کا نقطہ نظر سنا جائے گا۔

آوازیں۔ نہیں یہ بات نہیں ہوئی۔
**رانا پھول محمد خان:** جناب والا! اگر اس سلسلے میں مجھے آپ اجازت بخشیں تو۔۔۔۔
**جناب سپیکر:** جی، فرمائیے۔
**رانا پھول محمد خان:** جناب سپیکر! اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے اور اس میں شک بھی نہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب اور آپ کا مضمون ایک ہی ہے چونکہ آپ نے صدارت ان کو سونپی تو وہ حق اور اختیار ان کو بھی ہے جو آپ کو حاصل ہے لیکن انہوں نے راہی صاحب کو تقریر کرنے سے روک دیا اور ایک رولنگ دے دی اور جناب نے اس کی تائید فرمادی تمام اراکین پر وہ رولنگ حاوی نہیں ہو سکتی۔ ایک رولنگ سے دوسرے اراکین پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی، اس ایوان کی یہ روایات نہیں اور آپ کو ان روایات کو زندہ رکھنا چاہیئے، جمہوری اقدار کو بڑھانے کیلئے ایک آدمی کو اگر بولنے کی اجازت نہیں دی گئی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ تمام ایوان کو ہی اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ آپ کسی کو بھی اجازت دے سکتے ہیں لیکن راہی صاحب کو اجازت نہیں دے سکتے۔
**جناب سپیکر:** ایوان کا وقت آدھے گھنٹے کیلئے بڑھایا جاتا ہے۔ چودھری اختر رسول صاحب۔
**وزیر آبکاری و محصولات:** جناب سپیکر! آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں اس بارے میں روشنی ڈالوں، میں باہر جا کر لیڈر آف اپوزیشن کو منا رہا تھا تو اس کے بعد میں نے فضل حسین راہی صاحب سے بات کی تو اسی دوران سردار حسن اختر صاحب میرے بعد پہنچے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان کی آپس میں کوئی گفتگو ہوئی ہو لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ میں نے یہ بات کی تھی کہ آپ تشریف لے آئیں کیونکہ جناب سپیکر ایوان میں تشریف لا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے دوسری کوئی بات نہیں کی۔
**چودھری غلام رسول:** جناب سپیکر اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ اس میں صرف ایک غلط فہمی ہے۔ جناب سپیکر نے ان کو روکا نہیں تھا حقائق بیان کرنے کی ان کو بھی اجازت ہونی چاہیے انہوں نے صرف مجرموں کی گرفتاری کے متعلق کہا تھا یعنی

اس میں تھوڑا سا مغالطہ ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بات کو میں کافی حد تک درست سمجھتا ہوں کہ ان کو غیر متعلقہ بات کرنے سے روکا گیا تھا۔

**چودھری غلام رسول:** جی۔ بالکل۔ اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ ان کو اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ حقائق بیان کریں۔

**جناب سپیکر:** جناب وزیر قانون کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے کہ راہی صاحب کو سرے سے بات کرنے سے ہی روک دیا گیا تھا یا غیر متعلقہ بات کرنے سے روکا گیا تھا۔

**جناب وزیر قانون:** جناب سپیکر ان کو بات کرنے سے کون روک سکتا ہے صرف غیر متعلقہ بات کرنے سے روکا گیا تھا۔

**جناب سپیکر:** ہاں غیر متعلقہ بات کرنے سے روکا گیا تھا۔

**جناب فضل حسین راہی:** جناب سپیکر! ایک ایسی بات پر غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے جس کو ہم چیک کر سکتے ہیں۔ آپ ریکارڈ سے چیک کر لیں کہ اگر میرا کوئی ایک لفظ ایسا ہو، میں تو صرف کھڑا ہوا ہوں میں نے یہ کہا ہے کہ میں بھی رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے یہ کہا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ میری تو رپورٹ یہ ہے کہ جس کے پاس جتنے اختیارات ہوتے ہیں ہو اس سے بڑھ کر استعمال کرتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر راہی صاحب کو غیر متعلقہ بات کرنے سے روکا گیا ہے تو پھر اس سلسلے میں میں متعلقہ بات کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

**ملک طیب خان اعوان:** جناب سپیکر! راہی صاحب، نے آج تک کبھی متعلقہ بات کی بھی ہے جو آج یہ کہیں گے۔ (قہقہے) راہی صاحب، ہمیشہ ہی غیر متعلقہ بات کرتے ہیں۔ ابھی ابھی راہی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ جن آدمیوں نے وہاں پر واردات کی ہے ان کو ہمیں علم ہے اور ہم انہیں گرفتار کروا سکتے ہیں۔ ابھی انہوں نے اس ایوان میں غیر متعلقہ بات کی ہے۔ یہ تو ہمیشہ ہی غیر متعلقہ بات کرتے ہیں۔ اگر کبھی انہوں نے متعلقہ بات کی ہے تو آج بھی انہیں اجازت ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیے۔ سردار حسن اختر صاحب۔
سردار حسن اختر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح جناب اختر رسول صاحب نے بھی عرض کیا ہے کہ یہ باہر جا چکے تھے اور مجھے Chair نے بعد میں باہر بھیجا اور یہ بات ہوئی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس بات سے ہٹ کر کہ ان کا موقف کیا ہے، میری یہ استدعا ہے کہ آئندہ کیلئے بھی اعتماد کو بحال رکھنے کیلئے جب حکومتی بنچوں کی طرف سے کسی آدمی پر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ وہ باہر جا کر اس بات پر ان کو واپس لے آئیں تو یہ مناسب ہو گا کہ Chair اسی بات کا احترام کرتے ہوئے ان کو اجازت دے اور میں یہاں پر پھر اپنی بات دھراؤں گا کہ جیسا کہ راہی صاحب، نے فرمایا تھا کہ ہم بتاتے ہیں تو ان کو اس بات کی اجازت ہونی چاہئیے کیونکہ وہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ہی وہ آدمی بھیجے ہوں تو یہ بتا دیں۔ ہم پر یہ الزام کیوں ہے کہ ہم ان کو کیوں نہیں پکڑتے۔
جناب سپیکر: جی، سردار صاحب، تشریف رکھیے۔ حضرات اس بات پر اب کسی کو کوئی اعتراض ہے۔؟
وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گذارش کروں گا کہ کسی زمانے میں ہمارے ہر دلعزیز پروفیسر سی۔ ایل۔ ماتھر لاء کالج کے پروفیسر، وہ جب کوئی قانون بتاتے تھے اور اس پر کسی نے کوئی اعتراض کیا تو وہ کہتے تھے کہ

Well, well partly I am right partly you are right.

اور پھر کسی اور طالب علم نے یہ کہہ دیا کہ نہیں جناب یہ اس طرح نہیں اس طرح ہے۔"

Well, well you are partly right and we are also partly right.

تو میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ جو فیصلہ جناب والا نے دے دیا ہے اس پر قائم رہیں اور چاہیں وہ فیصلہ سپیکر صاحبہ نے دیا ہے یا سپیکر صاحب نے دیا ہے۔"

Once it has been announced it should be adhered to.

جناب سپیکر: جناب چودھری اعظم چیمہ صاحب، کافی دیر سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

**چودھری محمد اعظم چیمہ:** جناب والا! دس بارہ روز یہ اجلاس رہا ہے جو کام ہم نے کیا ہے لوگ بھی دیکھ رہے ہیں اور آخری دن ہے اسلئے نہ تو کسی کی دل آزادی مقصود ہے۔ اب اگلے اجلاس میں پھر ملاقات ہو گی۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اور ہم نے جو کچھ آج کیا ہے میں معذرت سے عرض کروں گا کہ کچھ لوگ دوست کچھ مہربان ہمیشہ ہر مسئلے کو اپنے وقار کا مسئلہ بنایا کرتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہونی چاہیے خاص طور پر چودھری افضل حیات صاحب سے جو کہ ایک پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور انہوں نے آج ایک چھوٹی سی بات کو وقار کا مسئلہ بنایا۔ پہلے رولنگ دی گئی اس کو نہ صرف آپ نے Own کیا بلکہ آپ نے اس کے تقدس کو قائم رکھا۔ اس کے بعد جناب والا نے خود ایک رولنگ دے دی ہے اور وہ رولنگ اسی بات پر تھی جو کہ حالات اور واقعات کی بناء پر آپ نے صادر فرمائی۔ ہم کرسی کا احترام کرتے ہیں اور احترام ہم سب پر لازم ہے بقایا کچھ قرار دادیں ہیں اور اگر اسی طرح سے یہ مسئلہ چلتا رہا تو آدھ گھنٹہ جو آپ نے اور بڑھایا ہے وہ بھی بے سود ہو گا یا تو اس سلسلے میں ان سے یہ التجاء کی جائے اور میں بھی التجاء کرتا ہوں جو دو چار قرار دادیں اور بل یہاں پر ہیں وہی کم از کم پیش ہو جائیں اور اس سے بات بنے گی یا نہیں وہ تو ہم بھی جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں۔ ہم معذرت سے عرض کرتے ہیں کہ وہ آدھ گھنٹہ جو آپ نے دیا ہے وہ اس سے استفادہ کریں اور اگر اس سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تو آپ بے شک اس اجلاس کو ابھی ملتوی کر دیں اور ہم اس پر بھی خوش ہیں۔

**جناب سپیکر:** میں یہ سمجھتا ہوں کہ چودھری غلام رسول صاحب کی بات جائز ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی معزز رکن کو کوئی بھی سپیکر، چاہے کوئی ہو اسے بات کرنے سے روک دینا چاہیئے یہ میں نہیں سمجھتا۔ یہ اس ہاؤس کے اندر معزز اراکین کے اظہار رائے پر پابندی کے مترادف بات ہو سکتی ہے کہ ہم کسی کو اظہار رائے کرنے سے روکیں لیکن اس کے کئی طریق کار ہیں۔ چند قواعد و ضوابط ہیں جس کے تحت یہ سارے معاملات چلتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بات وہ درست ہے جس کی چودھری غلام رسول صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ جناب فضل حسین راہی صاحب کو محترمہ بیگم صاحبہ نے غیر متعلقہ

بات کہنے سے روکا ہوگا لیکن میرے واپس آنے پر جب میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان کو بات کرنے سے روکا ہے۔ اس لئے میں نے اس پر اپنی طرف سے یہ فیصلہ دیا کہ میں چیئر کے فیصلے کا احترام کروں گا اور آپ کے فیصلے پر میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جناب راہی صاحب کو میں اس سلسلے میں اجازت نہیں دوں گا۔ یہ بات پھر دوبارہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے اور میاں محمد افضل حیات صاحب کی طرف سے پوائنٹ آوٹ کی گئی ہے تو میں ان سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ اچھے پارلیمنٹرین ہیں ہم نے اس اجلاس میں اپنے تمام معاملات خیرسگالی کی فضاء میں سر انجام دئے ہیں۔ آج کی اس Prorogation ہے اور نہ تو Prorogation سے پہلے ان کو مجھ سے ایک غلط روایت قائم کروانی چاہیئے کہ سپیکر کے فیصلے پر میں اس فیصلے کو تبدیل کروں اور نہ انہیں اس کو اتنا ذاتی مسئلہ بنانا چاہیئے کہ وہ اس بات پر احتجاج کریں۔ میں ذاتی طور پر ان سے بجا طور پر توقع کرتا ہوں کہ اس معاملے میں اس فیصلے پر وہ براہ مہربانی اعتراض نہ کریں۔

**میاں محمد افضل حیات:** جناب والا! ہم آپ کے حکم اور ارشاد کے مطابق سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**جناب سپیکر:** جی بہت شکریہ، میاں مختار احمد شیخ صاحب۔

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب سپیکر! اسے اگلے اجلاس تک کے لئے ملتوی کرلیں۔

**جناب وزیر قانون:** جناب سپیکر! میں نے اس بل کی مخالفت کر دی ہے اور یہ ہاوس میں Put ہو چکا ہے۔ ہاوس اسے واپس لے یہ کیسے واپس لے سکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** آپ اس کی مخالفت کر چکے ہیں۔

**جناب وزیر قانون:** جی، میں اسکی مخالفت کر چکا ہوں۔

**جناب سپیکر:** انہوں نے اس کو پیش کرنے کی اجازت مانگی تھی۔

**جناب وزیر قانون:** اس کی ہاوس سے اجازت لیں کہ اسے ملتوی کرنا چاہتے ہیں یا اسے منظور یا نامنظور کروانا چاہتے ہیں۔ یہ تو اب ہاوس کی پراپرٹی ہو چکی ہے۔ اب کیسے ملتوی کرواسکتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** چودھری عبدالغفور صاحب! کچھ کہنا چاہتے ہیں۔؟

**جناب وزیر زراعت:** جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ بل پچھلی دفعہ بھی محترم دوست مختار احمد شیخ صاحب، نے پیش کیا تھا اور بات یہ ہوئی تھی کہ تین چار معاملات ایسے ہیں جو بڑے Sensitive ہیں اور Pre-emption Act کے بارے میں کافی تحقیق ہو رہی ہے اور یہ بل اس بات کا مسودہ ہے جو مجلس شوریٰ میں اس پر کام ہوا تھا۔ اس کے مسودے کو یہاں پچھلی دفعہ بھی پیش کرنے کی کوشش کی اور واپس لے لیا۔ اس مرتبہ پھر بل پیش کر دیا گیا اس بارے میں گورنمنٹ خود فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ مل کر بلکہ حال ہی میں ایک ڈائریکٹو یہ بھی موصول ہوا ہے کہ اس کو متفقہ طور پر نمٹایا جائے اور حکومت اس معاملہ کو ٹیک اپ کر چکی ہے۔ اس لئے ہم درخواست ہی کر سکتے ہیں کہ اس کو ایسا مسئلہ نہ بنائیں۔ اسکو واپس لے لیں اور گورنمنٹ پہلے ہی یہ طے کر چکی ہے کہ اسلامی قوانین کی روشنی میں اس کو حل کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی میاں صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب سپیکر! وزیر مال صاحب، سے دو دفعہ میری بات ہوئی تھی انہوں نے یہی فرمایا تھا کہ آپ اگلے اجلاس تک اسے ملتوی کروالیں تو میں نے ان کے حکم کے مطابق یہ گذارش کر دی اور واقعی اگر جس طرح یہ چاہتے ہیں تو میری اس سلسلے میں یہ گذارش ہے کہ یہ بل میں نے پچھلی دفعہ بھی پیش کیا تھا اس وقت وزیر قانون نے یہ فرمایا تھا کہ یہ مرکز اس کی Vetting کر رہا ہے اور اسے بہت جلد پاس کر دیا جائے گا۔ تو اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا تھا اس میں ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء آخری تاریخ رکھی گئی تھی اور اس کے مطابق اس بل کو پنجاب اسمبلی کے لئے یا مرکز کے لئے پاس کرنا ضروری تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ انہوں نے پچھلی دفعہ فرمایا تھا کہ اسے مرکز Takle کرے گا۔ چنانچہ میرے ایک دوست ایم۔ این۔ اے بابو فیروز دین انصاری صاحب، نے اسے مرکز میں پیش کیا۔۔۔۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب! آپ اسکو اختصار سے کیجئیے۔ جناب چودھری عبدالغفور صاحب نے جو تجویز دی ہے اس سے کیا آپ اتفاق کرتے ہیں۔؟

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ اسے مرکز نے پھر واپس لے لیا۔۔۔۔۔
**جناب سپیکر:** مرکز کی بات چھوڑیئے۔ آپ یہ فرمائیے کہ انکی بات سے آپ اتفاق کرتے ہیں۔؟
**میاں مختار احمد شیخ:** آپ جس طرح بھی حکم دیں میں تو حاضر ہوں۔
**جناب سپیکر:** نہیں میں کوئی حکم نہیں دے رہا۔ چودھری عبدالغفور صاحب، نے ایک تجویز آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ کیا آپ انکی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں۔
**میاں مختار احمد شیخ:** ٹھیک ہے۔ میں اسے واپس لیتا ہوں۔

## قراردادیں (مفادعامہ سے متعلق)

**جناب سپیکر:** یہ اب ہمارے پاس قرار دادیں ہیں۔ سب سے پہلی قرارداد سردار الطاف حسین صاحب، کی طرف سے ہے۔
**جناب وزیر زراعت:** جناب سپیکر! ہم نے آج کچھ میٹنگز وغیرہ رکھی ہوئی ہیں اور دو بجے کے بعد جناب نے Wind Up بھی کرنا ہے اور کئی دفعہ یہ بھی ہوتا ہے۔ جناب کے علم میں ہے کہ اگر ہاؤس کورم میں نہ رہے تو بڑا عجیب سا محسوس ہوتا ہے کہ جناب Wind Up کریں اور ہمیں ٹائم شیڈول کی بھی کچھ پابندی کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ آج ہماری کچھ میٹنگز ایسی ہیں تو آپ نے اب آدھ گھنٹہ تو بڑھا لیا ہے۔ اس لئے آپ Wind Up کرلیں تو یہ باتیں اگلی دفعہ ہوجائیں گی۔
**جناب سپیکر:** یہ ہمارے پاس کچھ قراردادیں ہیں اور جناب وزیر زراعت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وقت کی قلت کے پیش نظر اگر ان کو آج ٹیک اپ نہ کیا جائے اور اگلی دفعہ ٹیک اپ کرلیا جائے تو اس پر کوئی اعتراض ہے۔؟
**معزز ایوان:** کوئی اعتراض نہیں۔
**جناب سپیکر:** تو ٹھیک ہے۔ ہم ان کو آپ کی حسب منشاء ٹیک آپ نہیں کرتے

ہیں۔

**میاں مختار احمد شیخ:** جناب سپیکر! یہ قراردادیں جو تھرمل پاور سٹیشن ملتان کے سلسلے میں ہیں۔ جن کو کل آپ نے کمیٹی کو Refer کیا تھا اس کے متعلق آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

**جناب سپیکر:** ان کو بھی اگلی دفعہ ہی ٹیک اپ کیا جائے گا۔

**سردار حسن اختر:** جناب سپیکر! اس میں ایک ریزولیوشن میں زیر بحث معاملہ ایسا ہے جس کے متعلق اوپر مرکز میں ایک فیصلہ ہو رہا ہے تو اگر یہ قرارداد آئندہ کے لئے ملتوی کر دی گئی تو شاید ہماری آواز وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ کہیں نہ ہو کہ اس فیصلے کا پبلک کے اوپر کو اثر پڑے۔ میری یہ گذارش تھی کہ اگر یہ آج ہو جائے اور ہاؤس اس کو منظور کر دے تو ہماری آواز اوپر پہنچ سکتی ہے۔ تاکہ اس فیصلے کے ہونے کے ساتھ ہی ہماری آواز وہاں پہنچ جائے۔

**جناب سپیکر:** یہ ریزولیوشن کس بارے میں ہے۔

**سردار حسن اختر:** جناب والا! یہ ہمارے ٹیکس فری زون کے سلسلے میں ہے اور چونکہ یہ اوپر نوٹیفکیشن وغیرہ ہو رہا ہے اور وہ آخری مراحل میں ہے تو میری یہ درخواست تھی کہ مفاد عامہ کے تحت اگر ہماری یہ آواز اوپر پہنچ جائے۔

**جناب سپیکر:** کیا خیال ہے۔ جناب وائیں صاحب!

**جناب وزیر صنعت:** جناب سپیکر! میں عرض کروں گا بلکہ آپ کی توسط سے بھی انہیں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ پرائیم منسٹر صاحب کے ساتھ چیف منسٹر صاحب کا فیصلہ ہو چکا ہے اگر ہم نے اس بات کو دوبارہ چھیڑا تو وہ جو بات چل رہی ہے اس میں بھی تاخیر ہو جائے گی۔ میری درخواست ہو گی کہ اس وقت ہم اس مسئلے کو نہ چھیڑیں تو اس میں پھر بعد میں کوئی مزید تاخیر ہو جائے گی۔

**سردار حسن اختر:** جناب والا! مجھے یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں بھی عوام کا مفاد آیا تو کوئی نہ کوئی منسٹر اٹھ کر کہہ دیتا ہے کہ فلاں کا فلاں سے فیصلہ ہو گیا ہے۔ اگر یہ فیصلہ ہو گیا ہے تو ہمیں بھی پتہ چلتا۔ جو ہم وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ فیصلہ وہاں

کی لاکھوں عوام سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمیں کچھ تو پتہ چلتا اور جب ہاؤس کے سامنے اسے رکھنے کے لئے بات ہوئی ہے تو یہ کہہ رہے ہیں کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اگر فیصلہ ہو چکا ہے تو ہمیں پھر بتایا جاتا

MR. GHULAM HAIDER WAYNE: Sir, then I will have to oppose this resolution and I will explain that the House will accept my version when deciding this resolution.

**سردار حسن اختر:** جناب والا! یہ تو پھر وہی بات ہے۔ دھمکی والی۔ اگر یہ اسکی مخالفت کرتے ہیں تو کریں۔

**جناب سپیکر:** نہیں سردار صاحب! ان کا مقصد یہ نہیں تھا۔ کیوں وائیں صاحب، میرا خیال ہے آپ کا مقصد یہ نہیں تھا۔

**جناب وزیر صنعت:** جناب والا! میرا یہ مقصد نہیں تھا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ فری زون حاصل کرنے کے متعلق پنجاب کے مختلف اضلاع سے آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ ہمیں فری زون دیئے جائیں اور جس وقت وزیراعظم صاحب، نے وزیراعلیٰ صاحب سے بات کی تو وہ اسکے بڑے حق میں تھے اور ہم بھی اسکے حق میں تھے۔ وزیراعظم صاحب، نے یہ ارشاد فرمایا کہ پنجاب کے بہت سے علاقوں سے چھوٹے چھوٹے فری زون ایریاز کے لئے باتیں کی جارہی ہیں۔ لہذا اس حلقے کو اتنا بڑا نہ کریں اور چھوٹا کر دیا جائے اور پنجاب کے دوسرے دو تین چار اضلاع کو بھی یہی سہولت دیں۔ اور اس بات پہ وزیراعظم پاکستان سے اتفاق ہوا تھا اور یہ طے پایا تھا کہ ہم ۶۰ ہزار ایکڑ رقبہ چونیاں تحصیل کو دے دیں اور باقی پنجاب کے دوسرے اضلاع کو جگہ دی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات پہ جناب وزیراعظم اور وزیراعلیٰ صاحب کا اتفاق ہو چکا ہے اگر ہم پھر اس کو بڑھائیں گے تو پھر حاجی صاحب یہ بات اور الجھ جائے گی۔ مہربانی کرکے اس مسئلے کو ہونے دیجئیے۔ اگر ضرورت ہو گی تو پھر ہم اس کی توسیع کے لئے کوشش کریں گے۔

**سردار حسن اختر:** جناب والا! میں تو یہ چاہتا تھا کہ بات وہیں پہ رہے۔ جیسے وائیں

صاحب فرما رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

**چودھری غلام رسول:** جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جناب اس میں کوئی رولز کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

**چودھری غلام رسول:** رولز کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں کہ رول ۹۰ ہے۔

**جناب سپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ رول کی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں کیسے انکار کر سکتا ہوں۔

**چودھری غلام رسول:** سر یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

**جناب سپیکر:** جناب آپ دیکھیں۔ ہم اس معاملہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

**چودھری غلام رسول:** میں بھی اس معاملہ کو ختم ہی کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** رول کا حوالہ دینے سے معاملہ ختم نہیں ہو گا۔

**چودھری غلام رسول:** قانونی طور پر یہ ریزولیوشن پیش ہی نہیں ہو سکتا۔

**جناب سپیکر:** یہ معاملہ پیش ہونے یا نہ ہونے کا نہیں یہ معاملہ اور ہے۔ سردار صاحب، میں سمجھتا ہوں کہ اب اس معاملے کو ختم ہو جانا چاہیے۔

**سردار حسن اختر:** جناب والا! ختم تو ہو گیا ہے۔ اگر یہی کچھ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنا حق لینے کے لئے بتانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں احتجاجاً وزیر صنعت کے رویہ کے خلاف واک آوٹ کرتا ہوں۔ میں نے اپنے عوام کو جواب دینا ہے۔

(اس مرحلہ پر سردار حسن اختر موکل ایوان سے باہر چلے گئے)

**جناب سپیکر:** سردار صاحب! آپ ہمارے بات تو سنیں۔ جناب میں یہ آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اجلاس کی Prorogation کے وقت پہ آپ کی ناراضگی ہم سے سہی نہیں جا رہی۔

**سردار حسن اختر:** جناب والا! یہ میری ناراضگی نہیں۔ یقین کیجئے آپ میرے علاقے کو جانتے ہیں نہ وہاں کوئی ڈویلپمنٹ ہوئی۔ میں ایک بات کرنا چاہتا تھا۔ مجھے بات کرنے کی بھی اجازت نہیں ملی۔ ہم بات کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مخالفت

کریں گے۔ ہم نے وہاں جا کے کیا لینا ہے۔ ہم ۱۰ لاکھ آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہم نے انکو کچھ بتانا ہے کچھ جواب دینا ہے۔ یہ ہمارا موقف بھی سننے کے لئے تیار نہیں تو ہم نے یہاں بیٹھ کے کیا کرنا ہے۔؟

**جناب سپیکر:** لیکن اس میں آپ یہ دیکھیے کہ ہر کام کا طریقہ کار ہوتا ہے۔ قراردادوں پہ ایک تجویز آئی ہے کہ آج ہم قراردادوں کو ملتوی کر دیں اور اگلے اجلاس پہ ٹیک اپ کر لیا جائے گا۔ چنانچہ ہاؤس کی مرضی سے یہ فیصلہ ہوا کہ قراردادوں کو آج ٹیک اپ نہیں کیا جائے گا۔ یہ فیصلہ ہو چکا۔ اب آپ نے فرمایا کہ میرا ریزولیوشن خصوصی نوعیت کا ہے۔ اس لئے اسکو ٹیک اپ کیا جائے۔ بجائے اسکے کہ ہم ہاؤس سے یہ دریافت کریں اور اس انداز میں کریں کہ کچھ لوگ کہیں کہ ٹیک اپ کیا جائے اور کچھ کہیں کہ نہ کیا جائے اور اس پہ ڈویژن ہو۔ میں یہ بات نہیں چاہتا۔

**سردار حسن اختر:** جناب والا! میں اس پر صرف دو منٹ کے لئے بات کرنا چاہوں گا کہ میں نے صرف ایک بات کی تھی۔ اس پر اگر آپ یہ فرما دیتے ہیں کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے تو میں خاموش ہو جاتا۔ میں نے جب بات کی تو جواب یہی ملا کہ میں اسکی مخالفت کروں گا یہاں میں چھوٹی سی بات کر کے آپ سے اجازت لوں گا کہ یہ تو بات اسی طرح ہو گی کہ کسی دوست نے کسی کو کہا کہ میرے فلاں دوست کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ مجھے ایک کتا ریس میں دوڑانا ہے اور مجھے اپنا کتا ادھار دے دے۔ جب وہ آدمی اس کے دوست کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ وہ تو پچھلے سال مر گیا تھا لیکن اگر ہوتا تو دینا میں نے کوئی نہیں تھا۔ اس کا تو پتہ چل گیا کہ یہ آج آ نہیں سکتی۔ لیکن ہمیں بات کرنے کی بھی اجازت نہیں تو ہم کیا کریں۔ ہم نے تو جا کے عوام کو بتانا ہے کہ وہ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ تم اسمبلی میں بیٹھ کر ہمارے مؤقف کی کیا نمائندگی کرتے ہو۔ ہم نمائندگی کرنے کے لئے جب بات کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ تم بات کرو میں مخالفت کرتا ہوں۔ ہمیں ضرورت کیا ہے۔ جب ہمارے بات سننے کے لئے بھی کوئی تیار نہیں۔ ہاؤس میں مؤقف پیش کرنے کے لئے کوئی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں تو جناب والا! آپ نے تو ابھی یہ فرمایا بھی نہیں تھا کہ یہ پیش ہو کہ نہ ہو۔ اس سے پہلے

ہی پتہ چل گیا کہ اگر یہ آئی تو میں اسکی مخالفت کروں گا۔ میں اس لئے واک آؤٹ کر رہا ہوں کہ میں نے وہاں جانا ہے کہ جن لوگوں نے مجھ پر یہ ذمہ داری سونپی ہے۔ اپنے حقوق مانگنے کے لئے میں نے ان کو بتانا ہے۔ وہ لوگ جان جائیں۔ وہ مجھ پر یہ الزام نہیں لگا سکیں گے کہ ہمارے نمائندہ نے ہمارے بات ہی نہیں پہنچائی۔ میں ان کی بات پہنچا رہا ہوں اور یہاں کوئی بھی میری بات سننے کے لئے تیار نہیں اور اسکی مخالفت کر رہے ہیں تو وہی لوگ ان وزراء سے حساب مانگیں گے۔ یہ وزراء اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سدا انہیں کرسیوں پر بیٹھے رہیں گے۔ تو یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ جناب والا! وہ وقت جلد آ جائے گا۔ میں یہ بات کہتے ہوئے باہر جا رہا ہوں کہ:۔

اے خاک نشینو! اٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت گرائے جائینگے جب تاج اچھالے جائینگے

اس کے ساتھ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میری کوئی بات سننے کو تیار نہیں۔ میں نے اپنی بات پہنچا دی۔

**جناب سپیکر:** سردار صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

(سردار حسن اختر موکل ایوان سے باہر چلے گئے)

**جناب سپیکر:** معزز خواتین و حضرات، ابھی دو تین منٹ باقی ہیں۔ میں آپ کا صرف شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا صاحب، تشرف رکھیں۔ ہاؤس کو مزید Extend کرنا پڑے گا۔ اگر آپ کی بات سنوں تو۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** تین جلاس گذر چکے ہیں۔ جب اسلام کی بات آتی ہے تو میں حیران ہوتا ہوں۔ میری گذارش یہ ہے کہ اسلامی نظریات کونسل کی جو سفارشات ہمیں دی گئی تھیں میں ہر اجلاس میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون صاحب، سے گذارش کرتا ہوں کہ اس کے متعلق ہماری جو ذمہ داری ہے ہم نے اسے نبھانا ہے۔ کیا کرنا ہے اور اس کا کیا لائحہ عمل ہے۔ وزیر قانون صاحب، ہر دفعہ آئندہ اجلاس کا وعدہ فرماتے ہیں۔ میں نے پچھلے اجلاس میں جناب سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ ضمانت دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ آپ نے بھی یقین دہانی کروائی۔ نہایت افسوس ہے کہ یہ

اجلاس آج ختم ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں اس قسم کی کوئی بات نہیں کی گئی۔ میں اس وقت بڑے اختصار کے ساتھ اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی تجویز کر دی جائے اور اسکے ذمہ یہ ہو کہ وہ ایک محدود عرصہ میں مطالعہ کر کے جو سفارشات صوبہ سے متعلق ہوں انکو علیحدہ چھانٹ کر ایوان میں برائے قانون سازی پیش کریں۔ جیسا کہ سرحد اسمبلی نے کیا ہے۔ جناب والا! میں یہ تجویز جناب کی وساطت سے اس ہاؤس میں پیش کر رہا ہوں تاکہ ایک سب کمیٹی بن جائے اور وہ اسکی ذمہ داری ہو جائے تاکہ ان سفارشات پر جن پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور وہ ایک عرصہ تک سرد خانے میں پڑی رہیں۔ اب وہ ہمارے ذمہ ہے اور ہمارے پاس ہے اگر ہم بھی اسکے ساتھ یہی سلوک کریں گے تو ہم خدا کے بھی مجرم ہیں اور قوم کے بھی مجرم ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی شکریہ، مولانا صاحب! آپ نے تجویز پیش کر دی جناب لاء منسٹر صاحب اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے۔

**جناب وزیر قانون:** جناب سپیکر! شاید انہوں نے۔

MR. SPEAKER: The time is further extended for ten minutes.

**جناب وزیر قانون:** جناب والا! شاید اس میں غلط تاثر ہے۔ اسلامی آئین کے تحت قانون کے تحت اگر وہ کوئی تبدیلی لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں۔ وہ ایسی ہی تبدیلی اس ہاؤس میں پیش کریں۔ ہر ایک مضمون پر رپورٹ آ چکی ہے۔ اسکے مطابق اگر وہ خود بھی چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ ہم بھی کر سکتے ہیں یہ ذرا پڑھیں تو سہی اس میں لکھا کیا ہوا ہے۔ یہ تبدیلی ہاؤس بھی کر سکتا ہے۔ اگر ہم سے کوتاہی ہو رہی ہے تو کم از کم ان کا فرض ہے کہ یہ ان رپورٹوں کو پڑھیں اور اس کے مطابق ہاؤس میں ترامیم لائیں۔ انشاء اللہ ہاؤس اس پر غور کرے گا۔

جناب والا! ان دنوں سیشن کا وقت کم تھا وقت محدود تھا اور اسے ہم وقت نہیں دے سکے۔ اب آئندہ انشاء اللہ بڑا اجلاس آئے گا وقت زیادہ ہو گا اور ہم اس پر پوری

طرح توجہ دیں گے اور اسے پورا وقت دیں گے۔

**جناب سپیکر:** آپ آئندہ مزید وقت دینے کے لئے تیار ہیں۔

**جناب وزیر قانون:** جناب والا! بالکل آئندہ وقت دیں گے۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** ہاؤس میں سے ایک سب کمیٹی بنائی جائے جو ان سفارشات پر غور کر کے جو سفارشات ہمارے صوبے سے متعلق ہیں ان کی مثال موجود ہے صوبہ سرحد کی اسمبلی آج سے کئی ماہ پہلے ایسا کر چکی ہے۔ انہوں نے ایک سب کمیٹی بنا دی۔ انہوں نے تمام سفارشات میں سے ان سفارشات کو علیحدہ کر لیا جو صوبہ سے متعلق ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وقت تو ملے گا نہیں اسلئے جناب وزیر قانون صاحب، کی سربراہی میں یا آپ جیسے مناسب سمجھیں ایک کمیٹی بنا دیں، یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہماری اسمبلیوں کو وہ سفارشات بھیجی گئی ہیں اور وہ تمام اسلامی سفارشات ہیں جن پر ملک کے چیدہ چیدہ لوگوں نے سات سال کا عرصہ لگا کر عرق ریزی کر کے جمع کیا ہے۔ تو وہ پہلے بھی سرد خانے میں پڑی رہیں۔ اب بھی اسی طرح پڑی رہ جائیں گی۔ اس کیلئے ایک سب کمیٹی تجویز کر دی جائے۔

**جناب سپیکر:** آپ یہ بات پہلے بھی کر چکے ہیں۔ آپ کچھ اور فرمانا چاہیں گے۔

**جناب وزیر قانون:** جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے یہاں پر پچھلی دفعہ تین دن کے لئے رپورٹیں پیش کی تھیں۔ ایک یا دو ممبران نے اس پر یہاں اسمبلی میں تقریر کی تھی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ خود کوئی قانون بنانا چاہیں تو ان پر کوئی قدغن نہیں۔ اراکین اسمبلی خود مل کر کوئی ترامیم اس قانون کے متعلق اگر چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں کس چیز پر اعتراض ہے۔ یہ خود ذمہ داری کیوں نہیں لیتے یہ اس کام کو اپنے سپرد کر لیں۔ مل بیٹھ کر تمام قوانین دیکھیں وہ رپورٹیں پڑھیں اس کے بعد اس میں اگر کوئی غیر قانونی چیز آئے اسکے متعلق اسمبلی میں رپورٹ پیش کریں۔ انشاء اللہ اسمبلی اس پر غور کرے گی۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** کیا حکومتی پارٹی کی یہ ذمہ داری نہیں ہے۔ میں تو آپ کے ساتھ خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ ایک کمیٹی بنائیں میں اس کے لئے اپنی

خدمات پیش کرتا ہوں۔ لیکن میری طرف سے پیش کردہ قراردادوں کا میں حشر دیکھ رہا ہوں۔ میں نے تو ہر دفعہ جو بھی قرارداد پیش کی ہے اسلام کی ہے۔ دین کے لئے کی ہے۔ لیکن اس کا جو حشر ہوتا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ ہماری قراردادیں تو نکلتی ہی نہیں ہیں۔

**جناب سپیکر:** مولانا صاحب آپ تشریف رکھیئے گا۔ جی میاں عطا محمد صاحب!

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! کیا آپ مولانا صاحب کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے چکے ہیں۔؟

**جناب سپیکر:** جی نہیں۔

**میاں عطا محمد قریشی:** تو پھر جہاں تک قراردادوں کا تعلق ہے تو پھر ایسی بیشمار قراردادیں ہیں جو ملکی مفاد سے وابستہ ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی وہ بات ہو چکی ہے۔ میں نے قرارداد پیش کرنے کی ایسی کوئی اجازت نہیں دی ہے۔ حضور قرارداد نہیں آسکتی اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ پہلے سن چکے ہیں کہ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ قراردادیں اب نہیں آسکتیں۔

**جناب فضل حسین راہی:** اجلاس تو آج Prorogue ہو جائے گا۔ اس کے بعد آئندہ اجلاس میں اگر ہم وہ تحریک التوائے کار پیش کرتے ہیں جو زیر بحث نہیں آئیں۔ اب تک تو زیر بحث نہیں آئیں التواء میں پڑیں ہیں۔ تو ان کی قانونی حیثیت کیا ہو گی۔؟

**جناب سپیکر:** ان کی قانونی حیثیت رولز کے مطابق ہو گی۔

**جناب فضل حسین راہی:** اگر رولز کی بات ہے۔ تو پھر آپ کہیں گے کہ پچھلے اجلاس میں تو یہ آگئے تھے۔

**جناب سپیکر:** جو تحاریک استحقاق یا تحاریک التوائے کار Lapse کر جاتے ہیں وہ اگلے اجلاس میں ٹیک اپ نہیں ہو سکتے۔ یہ اس کی قانونی پوزیشن ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! کل آپ کا نے حکم دیا تھا اور یہاں پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی قرارداد کے لئے وہ آج ہی پیش کرنے کے لیے کہا گیا تھا اب اس کا کیا ہو

گا۔

**جناب سپیکر:** کونسی قرارداد۔؟

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! یہ قرارداد کالا باغ ڈیم سے متعلق تھی۔ جناب والا! میری بات سن لیں آپ کی کرسی کی بدولت فیصلے بدل بھی جایا کرتے ہیں۔ کل ایک فیصلہ ہوا تھا کہ کل اسکو پیش کیا جائے گا۔ جناب والا! آپ کی عدم موجودگی میں ڈپٹی سپیکر صاحب، نے یہ کہا تھا اور اس پر آج صبح ساڑھے آٹھ بجے ہم یہاں اکٹھے ہوئے اور اس پر ایک قرارداد بنائی گئی تمام افسران جو اس کے متعلق تھے وہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ صبح سے یہی انتظار ہو رہا تھا۔ اب آپ فرما رہے ہیں کہ وہ قرارداد نہیں آئے گی۔

**جناب سپیکر:** میرے پاس یہ قرارداد نہیں آئی ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! میں نے کل قرارداد پیش کی تھی اور آج یہ آچکی ہے۔ جناب لاء منسٹر صاحب، سے اور وزیر آبپاشی صاحب سے پوچھ لیجئیے۔ آپ ایک دن ایک فیصلہ کرتے ہیں اور دوسرے دن اس فیصلے کو بدل دیتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب، میں نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔

**میاں عطا محمد قریشی:** میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جو صاحب بھی آپ کی کرسی پر بیٹھیں گے وہ آپ کی ہی نمائندگی کریں گے۔ وہ تو آپ کا نمائندہ ہوگا۔

**جناب سپیکر:** لیکن مجھے علم نہیں ہے نا پھر آپ مجھے کیسے کہہ رہے ہیں۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! اب میں آپ کے علم میں لا رہا ہوں۔ مہربانی کر کے اس قرارداد کو پاس کر دینا چاہئیے اور اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب سپیکر:** یہاں پر کیا یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہ قرارداد آج پیش کی جائے گی۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! پوچھ لیجئیے۔

**جناب سپیکر:** یہ قرارداد کس کے متعلق تھی۔

**میاں عطا محمد قریشی:** یہ کالا باغ ڈیم سے متعلق تھی۔ جناب والا! یہاں اس وقت وزیر قانون موجود ہیں اور وزیر آبپاشی موجود ہیں کل یہ فیصلہ ہوا تھا۔

**جناب سپیکر:** جناب لاء منسٹر! کیا کل اس پر فیصلہ ہوا تھا۔؟

**جناب وزیر قانون:** جناب والا! کل ایک کمیٹی بنائی گئی تھی تاکہ وہ اس قرارداد کو باقاعدہ ترتیب دے کر ہاؤس میں پیش کرے۔

**جناب سپیکر:** تو یہ فیصلہ ہوا تھا کیا کمیٹی نے قرارداد بنائی ہے۔؟

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! کمیٹی کا میں بھی ممبر تھا اور قرارداد بنا کر لائے ہیں۔

**جناب سپیکر:** یہ قرارداد بن گئی ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جی ہاں، جناب والا! قرارداد بن گئی ہے۔

**جناب وزیر قانون:** جناب والا! میں گذارش کروں گا کہ اگر یہ قرارداد اگلے اجلاس میں لے آئیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ یہ بڑا لمبا Process ہے۔

**جناب سپیکر:** جیسا کہ لاء منسٹر صاحب فرما چکے ہیں۔ کہ یہ بڑا لمبا سلسلہ ہے کیا آپ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! صرف دو لائنیں ہیں مجھے یہ بھی پتا ہے کہ اس سے قبل جو قراردادیں جاتی رہیں ہیں۔ ان میں سے کسی پر بھی آج تک عمل در آمد نہیں ہوا۔ بلکہ سیمینار میں یہ بات ہوئی تھی کہ جو قرارداد ہم قومی اسمبلی کو۔۔۔

**جناب سپیکر:** میاں صاحب! کیا اس میں کوئی اتنا اہم اور فوری معاملہ ہے کہ اسے فوری طور پر ٹیک اپ کیا جائے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جی ہاں، جناب والا! یہ پوری قوم سے متعلق معاملہ ہے اور اسے پیش کرنے کی اجازت دیجئیے۔

**جناب سپیکر:** جی سردار صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

**سردار عاشق حسین گوپانگ:** جناب والا! آپ ہاؤس سے یہ رائے لے چکے ہیں کہ آج جو قراردادیں پیش ہوئی ہیں انہیں اگلے اجلاس تک کے لئے التواء میں رکھ دیا جائے۔ آپ ہاؤس سے یہ فیصلہ لے چکے ہیں اور یہ فیصلہ لینے کے بعد اب یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے برعکس کوئی فیصلہ کریں۔ میری گذارش ہے کہ اس فیصلے کو لینے کے بعد اس بات کو زیر بحث لانا کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ آپ اپنا فیصلہ بھی دے چکے ہیں اور ہاؤس سے بھی فیصلہ لے چکے ہیں۔ اب اسے اگلے اجلاس تک کے لئے ملتوی کیا

جانا چاہئیے۔ جیسا کہ ہاؤس نے فیصلہ دیا ہے۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کی وساطت سے اراکین اسمبلی سے پوری قوم سے اور قومی اسمبلی کے اراکین سے متعلق ہے۔ اگر نہیں چاہتے تو میرا اس میں کوئی ذاتی مفاد وابستہ نہیں ہے یہ پورے ملک کی معیشت سے متعلق ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پورے ملک کی معیشت کو زیر بحث نہیں لانا چاہئیے تو میں کہوں گا کہ نہ لائیں۔

**چودھری محمد صدیق سالار:** (پارلیمانی سیکرٹری خوراک) اس پر بحث کے لئے اسے ملتوی کیا جانا چاہئیے۔

**جناب سپیکر:** ہاں میاں صاحب اس پر خاطر خواہ بحث کے لئے آپ سے اسے ملتوی کر لیں اور اسے اگلے اجلاس میں لے آئیں اور یہ قرارداد اسی حیثیت میں اگلے اجلاس میں آ جائے گی۔ یہ پہلا پرائیویٹ ممبر ڈے جو بھی ہو گا اس پر یہ قرارداد پیش کی جائے گی۔

**میاں عطا محمد قریشی:** جناب والا! ہم نے تو آواز ہی پہنچانی ہے اس پر ہمیں عملدر آمد کروانے کا تو کوئی حق نہیں ہے۔ اگر آپ آواز بھی نہیں جانے دیں گے تو پھر کیا ہو گا۔ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم نے تو صرف آواز ہی پہنچانی ہے اگر آپ آواز ہی دبائیں گے تو پھر کیا ہو گا۔

**جناب سپیکر:** جی میاں صاحب! تشریف رکھئیے۔ مولانا صاحب، تشریف رکھئیے۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** جناب والا! تین اجلاس گذر گئے ہیں اور آپ میری ان نظریاتی کونسل کی سفارشات پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** ہر اجلاس میں میں یہ مطالبہ کرتا ہوں۔ آخر ہماری ذمہ داری ہے۔ اسلام اسلام کا ہم ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ سات سالہ نظریاتی کونسل کی جو رپورٹ ہے آپ کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ ہاؤس کے ذمے لگائی گئی ہے۔ آپ کا فرض ہے حکومت کا فرض ہے۔ آپ ایک کمیٹی بنائیں۔ کمیٹی بنا کر ان گذارشات کو جو آپ

کے صوبے سے متعلق ہیں ان کو قانونی صورت میں نافذ کریں۔ اگر آپ کمیٹی نہیں بناتے تو میں واک آوٹ کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** آپ کو یاد ہو گا۔ مولانا صاحب، نے پچھلے اجلاس میں بھی جس وقت ہاؤس Prorogue ہونے کو تھا دو منٹ پہلے انہوں نے بغیر کسی وجہ کے واک آوٹ کیا تھا آج بھی اپنی اس روایت کو دہراتے ہوئے ہاؤس کے Prorogue ہونے کے وقت واک آوٹ کر رہے ہیں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں ایسے حالات پیدا کرنا جس سے ایک غلط قسم کے رویے کا اظہار ہو یہ بات مناسب نہیں ہے۔

**چودھری گل نواز خان وڑائچ:** ان کا واک آوٹ نہ لکھیں۔ وہ تو عادتاً کرتے ہیں۔ اسلئے میں استدعا کروں گا کہ پریس والے اسے پریس میں نہ لائیں۔

**جناب سپیکر:** میں ہاؤس کو مزید پانچ منٹ کے لئے Extend کرتا ہوں۔

**مولانا منظور احمد چنیوٹی:** آپ کی یقین دہانی پر میں واپس آ گیا۔ یہاں دروازے سے ہی باہر نہیں نکلا تھا۔ ایک ہی مرتبہ میں نے واک آوٹ کیا۔ یہ غلط بات ہے کہ یہ روایت ہے۔ ایک دفعہ میں نے اعلان کیا تھا اسکے بعد جناب نے چودھری صاحب نے مجھے یہاں روک لیا۔

**جناب سپیکر:** مولانا صاحب آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں۔ آرڈر، آڈر۔ مولانا صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ آپ اگر تشریف رکھنا چاہتے ہیں تو تشریف رکھیں۔ اگر جانا چاہتے ہیں تو تشریف لے جائیں۔

**جناب وزیر زراعت:** جناب سپیکر! ہاؤس میں یہ تلخی کم ہونی چاہیئے۔ آپ نے ہمیشہ بڑی بردباری اور ٹھنڈے مزاج کا ثبوت دیا ہے۔ میرے خیال میں کبھی بھی ہاؤس ان حالات اور ان جذبات میں نہیں ہونا چاہیئے۔ میں نے بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب سے گذارش کی ہے یہ بات مولانا صاحب، کی یہاں تک درست ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹیں اگلے سیشن میں ہم دوبارہ ضرور ان کو بحث کے لئے لائیں گے۔ اس کا ہم اب بھی اقرار کرتے ہیں۔ یہ چھوٹا سا سیشن تھا اگلا جو سیشن ہو گا اس میں اسکو باقاعدہ رکھ لیں گے۔ میں نے کہا تھا کہ Place کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے

کہ آپ تیاری کر کے آئیں اور ہاؤس میں بتائیں کہ ان پر ہم قانون بنانا چاہتے ہیں۔ اس میں کسی کمیٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ خود اس کو جانتے ہیں اور بتا دیں اور اگلے سیشن میں انشاء اللہ گورنمنٹ اس کو Take Up کر لے گی۔

جناب سپیکر: یہ بات وزیر قانون نے بھی پہلے کی ہے اور میں نے مولانا صاحب، کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنی یہ بات کریں۔ میں نے وزیر قانون کو کہا ہے کہ آپ اس پر سٹیٹمنٹ دیں اور وزیر قانون نے اس پر سٹیٹمنٹ دی ہے۔ اس کے بعد پھر اس پر اعتراض میں سمجھتا ہوں، یہ نامناسب بات ہے۔

معزز خواتین و حضرات! آپ سب کا یہاں اس اجلاس میں شرکت کے وقت مجھے جو ہاؤس کے معاملات چلانے میں تعاون حاصل رہا ہے اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نہ صرف آپ کا بلکہ یہاں جو صحافی حضرات ہیں۔ جو ہمارا پریس ہے۔ میں اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ خصوصی طور پر اپنے روزناموں میں اجلاس کی کارروائی کی پروجیکشن کی اور نہایت اچھی جگہ دے کے انہوں نے اجلاس کی کارروائی کو ہمارے الیکٹوریٹ تک اور پنجاب کے اور پاکستان کے عوام تک پہنچانے کی کوشش کی۔ میں ان کا بھی بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہاں ہمارے جو سرکاری ملازمین تشریف لاتے ہیں اور جو یہاں معزز اراکین اور گورنمنٹ کو Assist کرنے کے لئے یہاں موجود ہوتے ہیں۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ یہاں ایوان کی کارروائی کو دیکھ کر اور یہاں مناسب Assistance مہیا کر کے وہ اس کارروائی کو مفید بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں نائب قاصد سے لے کر جو یہاں درجہ چہارم کے ملازمین ہیں۔ جو یہاں آپ کی خدمت کرتے ہیں جو یہاں چھوٹے چھوٹے معاملات میں آپ کو سہولت مہیا کرتے ہیں۔ ان سے لے کر سیکرٹریٹ کے سارے عملے تک جنہوں نے دن رات محنت کر کے اجلاس کی کارروائی میں مجھے اور آپ کو Assistance مہیا کی اور ہماری معاونت کی میں ان سب ملازمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

معزز خواتین و حضرات! اس اجلاس کے موقع پر جیسا کہ آپ نے دیکھا [illegible] نے

عمل قانون سازی پر ایک سیمینار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اس اجلاس کی اور اس اجلاس کے موقع کی ایک اچھی کارروائی کہا جا سکتا ہے۔ اور اس کو سب لوگوں نے ایسا ہی کہا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس ساری کارروائی پر مشتمل ایک کتاب شائع کریں۔ جو ہم انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کے گھر میں وہ بھجوائیں گے۔ تاکہ آپ خود وہ دیکھ سکیں اور اس سے استفادہ کر سکیں۔

اسی اجلاس کے موقع پر یہاں لاہور میں ایک دھماکہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں لاہور میں پہلی دفعہ بہت ہی قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں اور جس میں جناب علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کی بہت ہی قیمتی زندگی تھی جو ضائع ہو گئی۔ اس سے ہم اتنے رنجیدہ خاطر رہے کہ اس دھماکے کے اثرات ہمارے ایوان کے ایک ایک معزز رکن کے رویے سے۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے سے ظاہر ہوتے تھے اور ہم انتہائی افسردہ خاطر رہے۔ اس افسردگی کے ماحول میں ہم نے یہ کارروائی جاری رکھی۔ اس میں کچھ تیز و تند باتیں بھی ہوئیں۔ اس میں کچھ امن عامہ کی باتیں بھی ہوئیں۔ یہ سب زندگی کا ایک حصہ ہیں کہ ایک طرف دھوپ ہے اور دوسری طرف چھاؤں ہے ایک طرف اچھی خبریں ہے تو دوسری طرف زندگی کی تلخیاں اور زندگی کی حقیقتیں سامنے ہوتی ہیں۔ ہم نے ان سب کو اپنے دامن میں سمیٹ کے چلنا ہے۔ ترقی کی طرف خوش حالی کی طرف اور ملک اور پنجاب میں اچھی پارلیمانی روایات قائم کرنے کی طرف اور ملک کے حالات بہتر بنانے کی طرف اور اپنے عوام کو ایک بہتر طرز زندگی مہیا کرنے کی طرف میں آپ سب کا خلوص دل کے ساتھ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت مہربانی۔

**جناب وزیر قانون:** میں اپنے فرض میں کوتاہی کروں گا۔ اگر میں آپ کا شکریہ ادا نہ کروں۔ آپ نے جس انداز سے یہ ہاؤس چلایا ہے۔ اگرچہ بڑے محدود عرصے کے لئے یہ اجلاس بلایا گیا تھا حقیقت ہے کہ اس میں ہر رکن اسمبلی نے انفرادی اور اجتماعی طور پر جو حصہ لیا ہے۔ اس پر وہ سب کے سب قابل مبارک باد ہیں۔ خاص طور پر جو آپ کی Tribution ہے۔ آپ نے جس سیمینار کا انعقاد کر کے ہمارے علم میں

اضافہ کیا ہے۔ حقیقت ہے کہ یہ سنگ میل ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح کا سلسلہ آئندہ جاری رہا تو ہمارے ایوان کے لئے نئی راہیں ملیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اس پر آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں پریس والوں کا بھی اور اسمبلی کے ملازمین کا بھی بلکہ وہ سپاہی جو ہمارے تحفظ کے لئے باہر کھڑا ہے۔ میں اسکا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے ہمارے لئے اپنی خدمات وقف رکھیں۔ اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** اب میں جناب گورنر کا آرڈر پڑھ دیتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1975, I makhdoom Muhammad Sajjad Hussain Qureshi, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from Tuesday the 31st of March, 1987 after the termination of the sitting of the Assembly on that date.

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی غیر معینہ عرصے کے لئے ملتوی ہو گئی)